سلسلۂ چشتیہ صابریہ و چشتیہ نظامیہ کے

۴۰۰ بزرگوں کے حالات

شمیمِ ولایت

یعنی

تذکرہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت

تصنیف

ابو مظہر چشتی صابری

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

الٰہی غنچۂ اُمید بکُشا   گُلے از روضۂ جاوید بنما

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

شمیمِ ولایت

یعنی

تذکرہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت

تصنیف

ابو مظہر چشتی صابری

Marfat.com

کتاب : ——— شمیم ولایت

تالیف : ——— ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری

حسب فرمائش : ——— میرزا محمد جاوید خالد چشتی

بار : ——— اول 128620

ناشر : ——— بزم چشتیہ غنویہ

سال اشاعت : ——— محرم الحرام ۱۴۱۴ھ / جولائی ۱۹۹۳ء

تعداد : ——— ۱۰۰۰

ہدیہ : ———

الحمد للہ

احباب کی کاوشوں اور تعاون سے کتاب ہذا
منظر عام پر آئی

ملنے کا پتہ

مدرسہ تنویر الاسلام کوچہ سدھو مصر نزد فوارہ متصل فورمین گرلز ہائی
سکول شو مارکیٹ اندرون شاہ عالمی عقب ریڈ کراس بلڈنگ
لاہور نمبر ۸ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

Marfat.com

نائبِ محمد مصطفیٰ ﷺ سید الاولیاء المعروف سرکار غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین (اجمیر شریف)

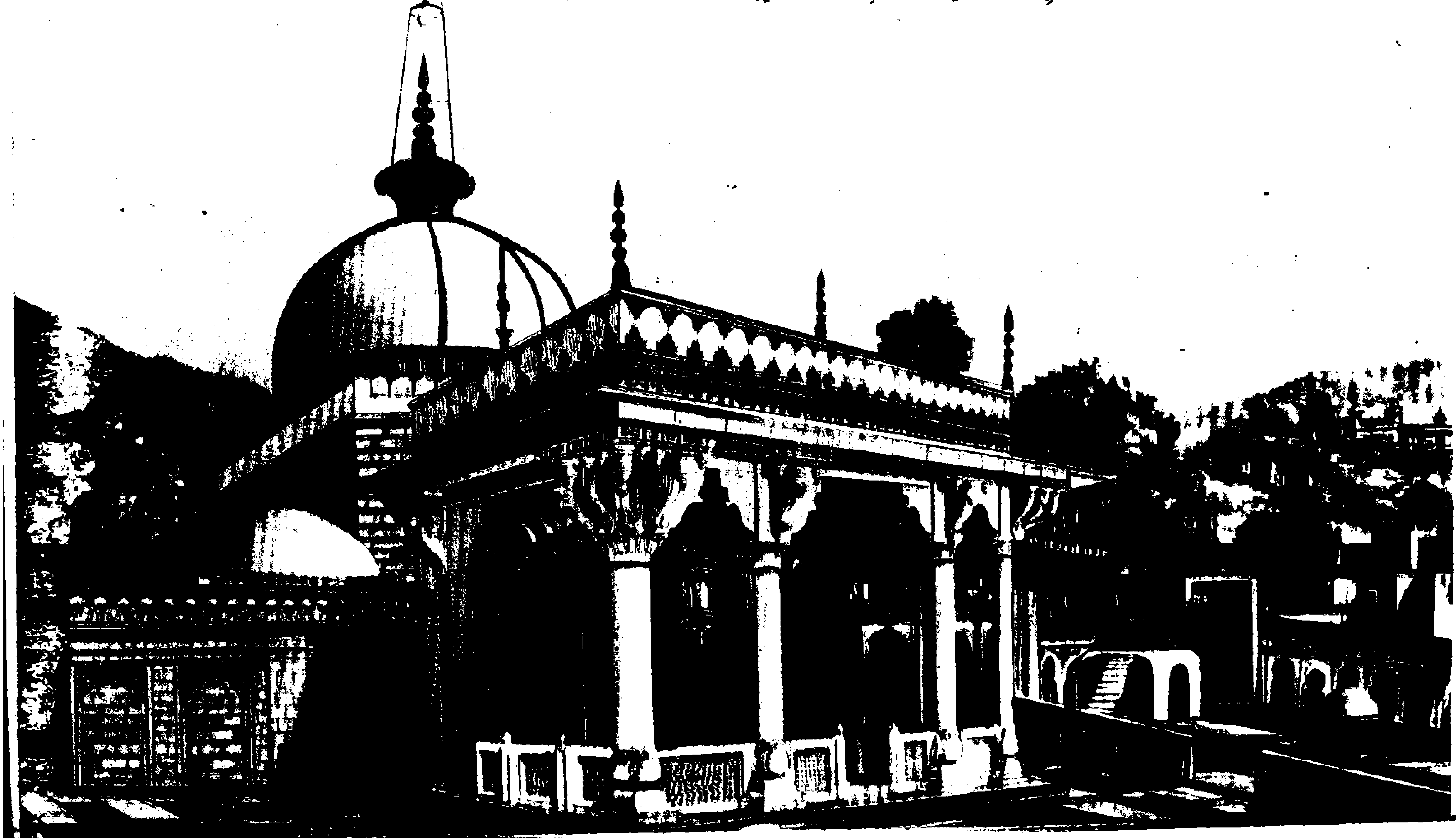

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
	حصہ اول	
	تقدیم از	
	حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری	
	شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ	
	اندرون لوہاری گیٹ لاہور	21
	حرف آغاز	27
	ابتدائیہ، توحید	31
	باب اول (۱)	
1	رسالت	
2	ذکر خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	36
3	چہل احادیث مشتمل بر مسائل تصوف	52
	باب دوم (۲)	
4	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	62
	باب سوم (۳)	
5	امام حسن بصری رضی اللہ عنہ	72
	باب چہارم (۴)	
6	شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ	78
	باب پنجم (۵)	
7	شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	83
	باب ششم (۶)	
8	شیخ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	90
	باب ہفتم (۷)	
9	شاہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ	96
	باب ہشتم (۸)	
10	شیخ ابو ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	100
	باب نہم (۹)	
11	شیخ ممشاد علو رحمۃ اللہ علیہ	104

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
39	شیخ محمود نہروالہ رح	205
40	قاضی سعد رح	〃
41	قاضی عماد رح	〃
42	قاضی حامد الدین احمد رح	〃
43	شیخ معز الدین رح	〃
44	شیخ علی سنجری رح	〃
45	شیخ نظام الدین المؤید رح	206
46	شیخ احمد رئیس رح	〃
47	خواجہ سید محمد صغریٰ بلگرامی رح	〃
48	خواجہ عماد الدین بلگرامی رح	〃
	باب نوزدہم (۱۹)	
49	شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رح	208
	باباجی کی اولاد	
50	شیخ شہاب الدین رح	220
51	شیخ نظام الدین شہید رح	〃
52	شیخ بدر الدین سلیمان رح	221
53	شیخ عبداللہ بیابانی رح	〃
54، 55	بی بی شریفہ رح بی بی فاطمہ رح	222
56	بی بی مستورہ رح	〃
57	بی بی اُم کلثوم رح	〃

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
58	بی بی خدیجہ بی نجیب النساء رح	223
	خُلفاء	
59	شیخ جمال الدین ہانسوی رح	228
60	شیخ نجیب الدین متوکل رح	229
61	شیخ داؤد پالہی رح	〃
62	سید امام علی لاحق سیالکوٹی رح	〃
63	امام ناصر الدین ابو یوسف جالندھری رح	230
64	شیخ بدر الدین اسحاق رح	〃
65	شیخ برہان الدین بلخی رح	〃
66	شیخ عارف رح	231
	سلسلہ چشتیہ نظامیہ	
67	خواجہ محبوب الٰہی رح	232
68	امیر خسرو رح	237
69	اخی سراج الدین رح	238
70	علاء الدین بن سعد لاہوری رح	239
71	سید اشرف جہانگیر سمنانی رح	〃
72	علامہ ابوالحسنات محمد احمد رح	〃
73	شیخ نصیر الدین چراغ رح	240
74	خواجہ کمال الدین رح	241

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
75	خواجہ سراج دین رح	241
76	خواجہ علم الحق رح	242
77	شیخ محمود راجن رح	〃
78	شیخ جمال الدین جمن رح	〃
79	شیخ حسن رح	〃
80	شیخ محمد اعظم رح	〃
81	حضرت یحییٰ مدنی رح	〃
82	شیخ کلیم اللہ شاہ جہانپوری رح	〃
83	شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رح	243
84	خواجہ فخر الدین فخر جہاں دہلوی	〃
85	مولانا حاجی لعل محمد رح	244
86	میرزا بخش اللہ بیگ رح	245
87	خواجہ محب اللہ رح	〃
88	میاں شاہ محمد لسبی شریف رح	〃
89	میاں علی محمد لسبی شریف رح	〃
90	پیر محمد ہیرے شاہ رح	246
91	صوفی محمد حسین سلمہ اللہ	247
92	شاہ نیاز احمد بریلوی رح	253
93	حکیم فقیر محمد چشتی رح	248
94	حکیم محمد موسے رح	〃

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
95	خواجہ مسکین شاہ رح	255
96	خواجہ محمد لطف اللہ رح	256
97	جناب محمد لطف اللہ لطفی رح	〃
98	مولوی نور محمد چشتی رح	〃
99	خواجہ نور محمد مہاروی رح	257
100	خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح	258
101	خواجہ اللہ بخش تونسوی رح	259
102	خواجہ شمس الدین سیالوی رح	260
103	خواجہ محمد دین رح	260
104	خواجہ ضیاء الدین سیالوی رح	〃
105	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین رح	〃
106	پیر مہر علی گولڑوی رح	262
107	سید غلام محی الدین گولڑوی رح	264
108	خواجہ نصیر الدین گولڑوی رح	〃
109	پیر محمد شاہ غازی رح	266
110	مفسر قرآن پیر کرم شاہ بھیروی سلمہ	267
111	حافظ محمد جمال ملتانی رح	〃
112	خواجہ خدا بخش ملتانی رح	〃
113	شیخ خدا یار رح	〃
114	خواجہ سیف الدین رح	〃

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
115	خواجہ محمد اسد ہاشمیؒ	267
116	خواجہ غلام محمد ٹلکے والےؒ	〃
117	صوفی محمد اکبر چشتی	268
118	سید وارث علی شاہ دیوہ شریفؒ	269
119	خواجہ احمد میرہ شریفؒ	270
120	خواجہ حاجی فضل کریمؒ	〃
121	خواجہ محمد یونس سلمہ اللہ	〃
122	خواجہ غلام قطب الدینؒ	〃
123	مولانا غلام نصیر الدین عرف کالے خاں	272
124	شاہ جمال الدینؒ	275
125	شاہ احمد	276
126	چشتی میاںؒ	〃
127	حاجی پیر ولی محمدؒ	〃
128	محمد ارشد	279
129	مولانا ضیاء الرسولؒ	〃
130	قاضی محمد عاقل	280
131	مولوی عبداللہ	284
132	مولوی محمد اعظم	〃
133	مولوی محمد شریف الدین	〃
134	مولوی گل حسن	〃
135	مولوی گل احمد	284
136	مولوی تاج محمود	〃
137	خواجہ احمد علی	285
138	خواجہ خدا بخش	286
139	غلام فخر الدین	〃
140	خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے	287
141	خواجہ محمد بخش	〃
142	خواجہ محمد مظہر	〃
143	خواجہ معین الدین	〃
144	صوفی محمد یار	288
145	منشی محمد اسحاق	〃
	سلسلہ چشتیہ صابریہ	289
	باب بستم (۲۰)	
146	سید مخدوم علی احمد صابرؒ	290
	باب بیست و یکم (۲۱)	322
147	خواجہ شمس الدین ترکؒ	〃
148	خواجہ ضیاء الدین سنربانیؒ	330
149	صفدر خانؒ	332

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
	باب بست و دوم (۲۲)	
150	خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ	333
151	احمد قلندر رومیؒ	339
152	شیخ بہرام چشتی	343
153	شیخ نظام الدین سنامیؒ	344
154	خواجہ عبد القادرؒ	〃
155	خواجہ شبلیؒ	〃
156	خواجہ کریم الدینؒ	345
157	خواجہ عبد الواحدؒ	〃
158	مخدوم شیخ زنیارؒ	〃
159	شیخ شہاب الدینؒ	〃
160	سید موسیٰؒ	346
161	قاضی اولیاء	〃
162	شیخ سعید	〃
163	شیخ حسنؒ	〃
164	شیخ عبد الصمد سنامیؒ	〃
165	میر سید محمودؒ	〃
166	میر سراج دینؒ	〃
167	شیخ سرکیناؒ	347
168	شیخ سما ر الدینؒ	〃

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
169	نظام الدین کیرانویؒ	348
	باب بست و سوم (۲۳)	
170	مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ	351
171	شیخ مخلصؒ	365
172	شیخ شمسؒ	〃
173	شیخ بہرامؒ	〃
174	شیخ بختیارؒ	〃
	باب بست و چہارم (۲۴)	
175	شیخ عارف فاروقیؒ	369
	باب بست و پنجم ۲۵	
176	شیخ محمد بن شیخ عارفؒ	375
177	شیخ بڈھؒ	378
178	شیخ پیرؒ	〃
179	شیخ منصورؒ	〃
180	شیخ عبد الرحمن صاحب مرآۃ الاسرار	379
181	شیخ پیر رضاؒ	〃
182	شیخ قطب الدینؒ	〃
183	شیخ حمید الدینؒ	〃
	باب بست و ششم ۲۶	
184	شیخ قطب العالم عبد القدوس گنگوہیؒ	382

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
185	شیخ عبدالحمید گنگوہی رح	387
186	شیخ رحیم الدین رح	״
187	شیخ ابو سعید گنگوہی رح	״
188	شیخ محی الدین گنگوہی رح	״
189	شیخ نظام الدین رح	״
190	شیخ حمید الدین رح	388
191	شیخ احمد رح	״
192	شیخ شاہ رکن الدین رح	״
193	شیخ محمد محدث رح	״
194	شیخ عبد السلام رح	״
195	شیخ علی حافظ رح	״
196	شیخ قطب الدین رح	389
197	شیخ عبد الغفور مانو رح	401
198	شیخ ابو اسحاق رح	״
199	بندگی شیخ احمد رح	״
200	میر سید علاؤ الدین رح	״
201	شیخ بھولا نور باف رح	401
202	شیخ بھورو رح	403
203	شیخ بہاؤ الدین رح	״
204	شیخ عبد الرحمٰن رح	״

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
205	شیخ عبد النبی رح	402
206	بندگی شیخ جان رح	״
207	شیخ علاؤ الدین اجودھنی رح	״
208	سید سلطان بھڑانچی رح	403
	باب بست و ہفتم ۲۷	
209	شیخ جلال الدین محمود فاروقی رح	407
210	شیخ عبد الشکور رح	414
211	شیخ محمد سالم رح	״
212	میر سید فاضل رح	״
	باب بست و ہشتم ۲۸	
213	شیخ نظام الدین بلخی رح	419
214	شیخ حسین بھورے رح	425
215	شیخ پائندہ رح	426
216	شیخ اللہ داد	״
217	شیخ صادق رح	427
218	حضرت سید اللہ بخش خدا نما رح	״
219	سید علی غواص ترمذی رح	428
220	مولانا درویزہ پشاوری رح	״
221	شیخ عبد الکریم پشاوری رح	429
222	حاجی عبد الکریم چشتی لاہوری رح	״

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
223	شیخ جان اللہ چشتی لاہوری رح	430
224	شیخ عبدالخالق لاہوری رح	〃
225	شیخ محمد عارف لاہوری رح	〃
226	شیخ محمد صدیق لاہوری رح	431
227	شیخ محمد سلیم لاہوری رح	〃
228	شیخ خیر لاہوری رح	〃
229	مولوی غلام مصطفیٰ وزیرآبادی رح	432
230	سید چراغ شاہ چشتی رح	〃
231	شیخ فیض بخش رح	〃
232	اللہ بخش رح	433
233	سائیں خیر دین	434
234	محمد امین شعلہ	〃
235	شیخ پیر محمد چشتی	436
236	شیخ کاکو چشتی	〃
237	شیخ اسحاق کاکو و چشتی	437
	باب بست و نہم ۲۹	
238	شیخ ابوسعید چشتی گنگوہی رح	439
239	شیخ ابراہیم رامپوری	443
240	شیخ محمد دہلوی شہباز وقت رح	〃
241	شیخ محب اللہ الہ آبادی	444
242	حاجی سید ابراہیم رح	445
243	میاں جی نور محمد جھنجھانوی رح	445
244	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح	〃
	اور انکے دیوبندی خلفاء	〃
245	مولانا محمد حسین الہ آبادی رح	447
246	مولوی محمد الیاس دہلوی سرپرست تبلیغی جماعت	448
	باب سی ام ۳۰	
247	شیخ محمد صادق گنگوہی رح	450
248	شیخ مبارک رح	453
249	شیخ یوسف رح	454
250	شیخ درگاہی رح	〃
251	شیخ محمد سعید شرقپوری رح	〃
252	شیخ ابراہیم مرادآبادی رح	456
	باب سی ویکم ۳۱	
253	شیخ داؤد بندگی رح گنگوہی رح	458
254	شیخ شہزادہ دارا شکوہ رح	461
255	شیخ سوندھا	464
256	شیخ محمد اکرم براسوی رح	466
257	شیخ محمد علی رح	〃
258	شیخ پیر محمد رح	〃

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ	نمبر شمار	موضوع	صفحہ
259	شیخ عثمان رح	466	276	میاں غلام محمد رح	485
260	شیخ محمد صدیق رح	"	277	شیخ محمد چشتی رح	"
261	شیخ بلاقی رح	467	278	شیخ محمد افضل رح	"
262	شیخ عبد القادر	"	279	میاں محمد اعظم رح	486
263	شیخ غریب اللہ	"	280	شاہ بہلول جالندھری رح	"
	باب سی و دوم ۳۲		281	شاہ لطف اللہ چشتی صاحب	487
264	حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی رح	469	282	ثمرات الفواد رح	"
265	شیخ عبد الرشید جالندھری رح	474	283	شیخ محمد سالم رح	488
266	حضرت سید کبیر جالندھری رح	"	284	سید محمد اعظم رح	"
267	حضرت سید عتیق اللہ جالندھری رح	475	285	سید حافظ موسیٰ مانکپوری رح	"
	باب سی و سوم ۳۳		286	مولوی امانت علی چشتی رح	489
268	حضرت سید میراں بھیک رح	476	287	حافظ محمد حسین مرادآبادی صاحب	"
269	سید عبد المومن رح	483	288	انوار العارفین رح	"
270	شاہ نعمت اللہ رح	"	289	شیخ محمد حسن عرف حافظ بانکا رح	"
271	نواب روشن الدولہ رح	484	290	سید غلام معین الدین خاموش رح	"
272	نواب بھاری خاں بانی رح	"	291	سید محمد ہاشم حسینی رح	"
	سنہری مسجد لاہور		292	غلام حسنین چشتی رح	490
273	سید محمد جواد رح	"	293	سید عبد الخالق حسینی سلمہ	"
274	حاجی حبیب اللہ رح	485	294	حضرت سید علیم اللہ جالندھری رح	"
275	میاں کرم علی رح	"	295	سید علی جالندھری رح	491

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
296	شیخ محمد سعید جالندھریؒ	492
297	شیخ محمد جمال جالندھریؒ	〃
298	حضرت شیخ درویش جالندھریؒ	〃
299	شیخ منی جالندھری ثانیؒ	494
300	خواجہ عبداللہؒ	495
	باب سی و چہارم ۳۴	
301	حضرت شاہ محمد عنایت اللہ بہلول پوریؒ	496
	باب سی و پنجم ۳۵	
302	شاہ عبدالکریم ملا اخون رح	503
303	شیخ نوردین شاہؒ	510
304	شیخ غلام شاہؒ	〃
305	شیخ امیر شاہؒ	512
306	شاہ محمد حسن صابریؒ	〃
	"حقیقت گلزار صابری وغیرہ"	512
307	شاہ محمد فاروق رح	513
308	مولانا محمد دین غریب امرتسریؒ	514
309	مخدوم شاہ محمد عارف	519
310	محمد صدیق اظہر بہاولپوری	521
311	صاحبزادہ غلام رسول شاہؒ	522
312	میاں صاحب: شاہ محمد حسین مرادآبادیؒ	522
313	حافظ کامگار خاں رح	〃
314	حافظ محمد مسعود رح	523
315	شاہ عبداللہ شاہؒ	〃
316	شاہ جی حسام الدین شاہؒ	524
317	خلیفہ قادر بخشؒ	〃
318	ملا اخوند امام الدینؒ	525
319	شاہ محمد علیؒ	〃
	باب سی و ششم ۳۶	
320	حافظ عبدالرحمان اصفہانیؒ	528
	باب سی و ہفتم ۳۷	
321	صاحبزادہ میاں غلام حسین حریفؒ	531
322	حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہؒ	544
323	حکیم علی حسین رامپوریؒ	〃
324	میاں غلام حسن رامپوریؒ	549
	باب سی و ہشتم ۳۸	
325	میاں محمد محمود اسحٰق خان رامپوریؒ	550

Marfat.com

نمبرشمار	موضوع	صفحہ
	باب سی و نہم ۳۹	
326	حافظ علی حسین مرادآبادیؒ	552
327	صوفی احمد حسن پیلی بھیتؒ	556
	باب چہلم ۴۰	558
328	مرشد پاکاں صوفی محمد حسین مرادآبادیؒ	560
329	منشی رضی الدینؒ	571
330	حافظ محمد امینؒ	"
331	صوفی محمد ظفر شاہؒ	572
332	حاجی علی احمدؒ	573
333	پیرزادہ حکیم کامل نظامیؒ	"
334	مولانا غلام باریؒ	"
335	سید اولاد علی گیلانیؒ	"
336	جناب احمد ابراہیمؒ	"
337	حکیم عبدالغفور قیسؒ	574
338	صوفی حبیب الرحمن برقؒ	575
339	صوفی محمد اکرام الحق سلمہ	577
340	صوفی انور علی شاہؒ	"
341	منشی انتظام علیؒ	578
342	صوفی عبداللطیف میرٹھیؒ	"

نمبرشمار	موضوع	صفحہ
343	سید انور الحسنؒ	578
344	صابر میاں سلمہ	579
345	حافظ عبدالرحمنؒ	590
346	حافظ عمرالدینؒ	"
347	باب چہل و یکم ۴۱	593
348	خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوریؒ	594
349	صاحبزادہ محمد ظہور الحقؒ	626
350	میاں منصور الحقؒ	629
351	میاں ضمیر الحق سلمہ	630
352	میاں منظر الحقؒ	631
353	صاحبزادہ محمود الحق	"
354	قاری فضل دین مدنیؒ	637
355	قاری محمد شریف	638
356	قاری عبدالوحیدؒ	639
357	عبدالشکور	"
358	قاری عبدالحفیظ	"
359	مولانا نواب الدین سکوہیؒ	"
360	حافظ مظہر الدینؒ	643
361	مولانا غلام ربانیؒ	644
362	مولوی عبدالغفور سلمہ	652

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ	نمبر شمار	موضوع	صفحہ
363	شیخ رحمت اللہ شاہ	652	383	سید حماد حسین شاہ سلمہ اللہ	667
364	صوفی غلام محی الدین لودھی	654	384	مولانا محمد علم الدین فیروزوالا	668
365	صوفی محمد صدیق ناصری	"		باب چہلم و دوم ۴۲	
366	مولانا ست جمال	655			
367	مولانا مرتضی احمد خان میکش	656	385	عاشق ربانی مولانا حکیم	676
368	میاں شہاب الدین قادری	"	386	عبدالغنی دوسوہوی	"
369	میاں محمد دین کلیم	657	387	مولانا دولت علی	678
370	شیخ الحدیث مولانا سردار احمد	"	388	مولوی فضل حق	679
371	صوفی مشتاق احمد	658	389	مولوی عبدالحق	"
372	مولوی عبدالحق فاروقی	660	390	سائیں فتح دین قادری	"
373	صوفی نواب دین جبڑ والے	661	391	ذکر میاں عبدالخالق	696
374	بابا ظہور شاہ	664	392	ذکر اعلیحضرت بریلوی	"
375	سید ایوب شاہ	"	393	ذکر میاں شیر محمد شرقپوری	697
376	سید چراغ دین	665	394	ذکر حافظ پیر جماعت علی شاہ	"
			395	پروفیسر صوفی محمد افضل حق خالد	708
377	سید صوفی محمد شریف	"	396	محمد یسین	709
378	سید محمد شریف مشہدی	"	397	صاحبزادہ تفضل مہدی	758
379	مولانا فیروز دین صاحب	666	398	صاحبزادہ حسن احمد اختر	"
380	مولانا عبدالعزیز	667	399	صاحبزادہ محمد مظہر الحق	759
381	صوفی رستم علی	"	400	صاحبزادہ حکیم مسعود الحق حفیظ	760
382	محمد اسماعیل اوجلہ کیلانی	"	401	صاحبزادہ محمد جاوید	762

Marfat.com

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
402	صاحبزادہ محمد شاہد	762
403	صاحبزادہ محمد طاہر	″
404	صاحبزادہ ڈاکٹر محمود احمد	763
405	میاں غلام محمدؒ	765
406	حافظ محمد عبداللہ لکھنویؒ	766
407	ماسٹر اللہ دتہ جالندھری	768
408	مولوی نور محمد	769
409	خلیفہ محمد سلیم شاہد چشتی	770
410	بابا محمد الیاس	773
411	بابا محمد رحمت اللہ سرہندی	777
412	صوفی محمد بشیر انبالوی	776
413	پیر شاہ ولی اللہ خانؒ	781
414	بابو محمد دین ہیڈ ماسٹرؒ	782
415	مولانا قاری محمد حسینؒ	781
416	حبیب اللہ سرہندیؒ	785
417	محمد اظہر محمود	″
418	چوہدری محمد امین چشتی	787
419	حاجی فقیر محمد فقیر	792
420	میرزا محمد جاوید	793
421	عبدالحی چشتی بانکا	792
422	مفتی محمد سہیل حنیف	798
423	محمد مظہر عالم چشتی	802
424	صوفی محمد عبداللہ تھانیسری	809
425	ماسٹر غلام محی الدین لدھیانوی	812
426	رانا محمد اسحاق ذہاب	813
427	عبدالحفیظ چاند	815
428	حضرت مولانا چراغدین قادری	816
429	حضرت غلام محمد پشاوری	825
430	حضرت سید محمد قاسم پشاوری	826
431	حضرت سید عبدالرحمن پشاوری	″
432	حضرت سید محمد پشاوری	″
433	حضرت سید منان شاہ پشاوری	827
434	مولانا عبدالحمید عاصم	827
435	قاضی محمد اکرام الحق	827
436	اسرار الحق صدیقی	827
437	میاں محمد اشرف	833

Marfat.com

Marfat.com

سلاطین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
	خواجہ بزرگ سے پیشتر ہندو پاک کے مذہبی سیاسی اور مجلسی حالات	168
1	محمد بن قاسم ثقفی	〃
2	سلطان محمود غزنوی	169
3	محمد بن سام غوری	170
4	پرتھوی راج کی گرفتاری	175
5	سلطان التمش	204
6	سلطان ناصر الدین محمود	218
7	سلطان بلبن	219
8	معز الدین کیقباد	311
9	کیومرث	312
10	فیروز خلجی	〃
11	علاؤ الدین خلجی	〃
12	شہاب الدین عمر خلجی	328

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
13	مبارک شاہ خلجی	329
14	خسرو خاں	〃
15	غیاث الدین تغلق	〃
16	محمد بن تغلق	〃
17	فیروز تغلق	348
18	سلطان ابراہیم جونپوری	360
19	دولت خاں لودھی	367
20	خضر خان	〃
21	مبارک شاہ	〃
22	محمد شاہ	373
23	علاؤ الدین عالم شاہ	〃
24	بہلول لودھی	380
25	سکندر لودھی	〃
26	ابراہیم لودھی	403
27	سلطان ظہیر الدین بابر	404
28	نصیر الدین ہمایوں	〃
29	شیر شاہ سوری	405
30	سلام شاہ سوری	415
31	عادل شاہ	416
32	سلطان جلال الدین محمد اکبر	〃

Marfat.com

نمبرشمار	موضوع	صفحہ	نمبرشمار	موضوع	صفحہ
33	شہزادہ سلیم جہانگیر	437	39	جنگ آزادی ۱۸۵۷ء	545
34	شہزادہ خرم شاہجہاں	449	40	بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری	”
35	اورنگزیب عالمگیر	475	41	ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ	548
36	اورنگزیب کے بیٹے	494	42	ملکہ وکٹوریہ کی ہند پر حکومت	549
37	ایسٹ انڈیا کمپنی	495	43	انگریزی حکومت میں مسلمانوں کی حالت	589
38	محمد شاہ عالم ثانی	502			

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

یہ کتاب اُن عظیم ہستیوں سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں،
جنہوں نے ہند و پاک کی سرزمین کو شرک و کفر سے پاک کر کے اسلام کا پرچم لہرایا۔

"خصوصاً"

١۔ حضرت خواجہ امام ناصر الدین ابو یوسف چشتی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
٢۔ حضرت خواجہ خواجگان خلیفۃ الرسول فی الہند سید معین الدین حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ
٣۔ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔
٤۔ زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
٥۔ حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ
٦۔ قطب عالم شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
٧۔ مرشد پاک سید صوفی محمد حسین سبزواری چشتی صابری مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بہ فیضانِ نظر

سراج السالکین زُبدۃ العارفین حضرت خواجہ **شاہ محمد سراج الحق**

چشتی صابری گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

و

عالمِ شریعت پیرِ طریقت ماحیِ بدعت

حامیِ شریعت

حضرت مولانا الحاج حکیم **محمد عبد الغنی چشتی صابری** دسوہوی

بادامی باغ لاہور

Marfat.com

تقدیم

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نہ صرف خود اللہ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور تعلیمات پر عمل پیرا ہو بلکہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین دوسروں تک بھی پہنچائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا یہ اعجاز تھا کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و حدیث کی تعلیمات کے عالم بھی تھے ان پر عامل بھی تھے. اور ان کے مبلغ بھی تھے، جوں جوں زمانہ نبوت سے دوری پیدا ہوتی گئی علم، عمل اور تبلیغ میں کمی پیدا ہوتی گئی اور یہی اس امت کے زوال کا نقطۂ آغاز تھا۔

بعد کے ادوار میں ہر طبقے کے مختلف افراد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم چلتے رہے، ان میں سلاطین بھی تھے، مجاہدین بھی، تاجر بھی تھے اور اہل حرفہ بھی، علماء بھی تھے اور اولیاء کرام بھی، غرض یہ کہ ہر شعبۂ سے تعلق رکھنے والے حضرات نے اپنی بساط کے مطابق یہ فریضہ انجام دیا، سب سے زیادہ مؤثر کام ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کا تھا، ائمہ مجتہدین نے خدا داد اجتہادی صلاحیتوں سے کام لے کر کتاب و سنت کے اعتقادی اور عملی احکام مرتب اور مدون انداز میں دنیا کے سامنے پیش کئے جن پر آج دنیا کے تمام مسلمان عمل پیرا

Marfat.com

اولیاء کرام نہ صرف شریعت اسلامیہ کے اعتقادی اور عملی احکام کا علم رکھتے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ سے متصف اور بلند مرتبہ روحانی اور قلبی احوال کے حامل بھی تھے، مزید برآں یہ کہ وہ ماہر نفسیات تھے اور جانتے تھے کہ تبلیغ دین کا مؤثر ترین پیرایہ کیا ہے؟ وہ عوام و خواص کو صرف احکام و مسائل سے ہی روشناس نہیں کراتے تھے بلکہ انہیں کیف اور گداز سے بھی آشنا کرتے تھے. حلاوت ایمان کی لذت عطا کرتے اور اعمال صالحہ کی چاشنی سے بہرہ ور فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ خلق خدا کشاں کشاں ان کی خدمت میں حاضر ہوتی، ایمان اور جہاد و مجاہدہ کی دولت گرانمایہ حاصل کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتی۔

طریقت کے مشہور سلاسل قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی اور دیگر سلاطین کا آپس میں اوراد و اشغال اور وضع قطع میں اختلاف محض ثانوی حیثیت رکھتا ہے اصل مقصد سب کا یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر کامیابی کی عظیم شاہراہ پر گامزن ہو جائے اور دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کرے، اولیاء کرام کا خصوصی وصف، بے لوث اور ہمہ گیر محبت ہے، ان کی محبت کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جو شخص ان کے دام محبت کا اسیر ہو گیا وہ کافر تھا تو مسلمان ہو گیا اور فسق و فجور میں مبتلا تھا تو تقوای و طہارت کا پیکر جمیل بن گیا، ان کے انفاس مبارکہ کی یہ کرامت ہے کہ پتھر دل لوگ، اشک سحر گاہی سے وضو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، دریائے معصیت میں غوطہ زن افراد، متقیوں کے امام بن جاتے ہیں ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

سگ را ولی کنند و مگس را ہما کنند

اولیاء کرام کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُہُمْ، "یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا"۔ ان کے احوال و اعمال اور ارشادات کا مطالعہ، دلوں کا زنگ دور کرنے کے لیے

128620

Marfat.com

اکسیر کا درجہ رکھتا ہے، ان کے ذکر سے رحمتِ الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے، تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ بزرگانِ دین کا مقولہ ہے، اور کیوں نہ ہو؟ صالحین کرام نے اپنی زندگیاں ربِ کریم کی رضا کے حصول کے لیے وقف کر رکھی ہیں، شب و روز ان پر رحمتِ باری تعالیٰ نچھاور رہوتی ہے ان کے طفیل ان کے دامن سے وابستگان بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔

ع وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٗ ،

عرب کے سخاوت کیش جب پینے پلانے میں مصروف ہوتے تو کچھ حصہ زمین پر بھی انڈیل دیتے، اللہ اللہ! اسخیائے عرب، اللہ والوں کی سخاوت کو کہاں پہنچ سکتے ہیں؟ ان کی سخاوت میں نمود و نمایش نہیں، شہرت اور چرچا مقصود نہیں، ان کے پیشِ نظر صرف للٰہیت ہے اور خلقِ خدا کی بھلائی پھر یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ان کے درِ دولت پر حاضر ہونے والا ان کے خوانہائے نعم سے محروم رہے۔

مشائخ چشت کا فیضان دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے، کروڑوں مسلمان ان کی برکت ایمان و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں۔ متحدہ پاک و ہند میں اس سلسلہ کے مشائخ سے سلطان الہند، کشورِ ولایت کے راجا حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے پرچمِ اسلام بلند کیا اور ان کی مساعی جمیلہ سے لاکھوں افراد، ظلمت کفر و شرک سے نکل کر اسلام کی شاہراہ پر گامزن ہوئے اور ابدی سعادت سے ہمکنار ہوئے، آج بھی حضرت خواجہ خواجگان کا دریائے فیض و کرامت کروڑوں افراد کو سیراب کر رہا ہے، دہلی، ناگور، کلیر، پاکپتن شریف مہار شریف، تونسہ شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، گجرات، جنگل، مالوہ، گنگوہ، تھانیسر اور دیگر ان گنت خانقاہیں اسی آفتاب عالم تاب کی جلوہ گاہیں ہیں۔

تذکرہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت

پیشِ نظر کتاب کے مؤلف، درویش منش صوفی، اخلاص اور للٰہیت کے حامل عالم باعمل اور راقم کے کرم فرما، مولانا علی اصغر چشتی صابری مدظلہ، خطیب جامع مسجد صدیق اکبر کوچہ سدھو مصر، شاہ عالم مارکیٹ لاہور ہیں، انہیں مرشدِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت شاہ

Marfat.com

سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری قدس سرہ العزیز کے مرید اور خلیفہ اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری (فیصل آباد) کے پیر بھائی، حضرت علامہ مولانا حکیم عبدالغنی قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالے (بادامی باغ، لاہور) سے شرف بیعت و خلافت حاصل ہے، انہیں اپنے شیخ سے اس قدر عقیدت ہے کہ ہر روز شاہ عالم گیٹ سے بادامی باغ، مزار شیخ پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کرتے ہیں، پھر اپنے روز و شب کے معمولات ادا کرتے ہیں، عید کے دن بھی ان کے اس معمول میں فرق نہیں آتا،

حضرت مولانا علی اصغر چشتی نے آٹھ سال کی محنت شاقہ کے بعد پیش نظر کتاب تسمیم ولایت یعنی "تذکرہ بزرگان چشت اہل بہشت" ترتیب دی ہے جس میں شفیع روز محشر، حبیب کردگار نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے لے کر اپنے مرشد گرامی تک مشائخ چشت اہل بہشت کا تذکرہ کیا ہے، ضمناً اس سلسلۂ عالیہ سے وابستہ سیکڑوں حضرات کا تذکرہ بھی آ گیا ہے، یہ کتاب بیالیس ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل فہرست میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مجموعی طور پر کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ محمد عثمان ہروَنی رحمۃ اللہ تعالے تک۔

۲۔ حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے موجودہ دور کے مشائخ تک۔

۳۔ حضرت مخدوم صابر کلیری سے موجودہ دور کے مشائخ سلسلہ چشتیہ صابریہ تک

۴۔ حضرت شاہ سراج الحق چشتی صابری، ان کے خلفاء اور ان کے بعض مریدین تک

اس کتاب کی ترتیب و تدوین مولانا اصغر علی چشتی مدظلہ کی اولیاء کرام سے گہری عقیدت و محبت کی غماز ہے، مولائے کریم ان کی اس سعی جمیل کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور نافع خلائق بنائے۔

Marfat.com

کچھ حضرت مؤلف کے بارے میں

مولانا علی اصغر چشتی ابن چوہدری علی بخش ابن چوہدری محمد بخش ابن چوہدری نیامت اللہ جالندھری، بستی سٹھو صاحب جالندھر (بھارت) میں ۲۷ رجب، ۱۵ اکتوبر ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے تاریخی نام سعید الظفر (۱۳۵۵ھ) ہے

ستمبر ۱۹۴۷ء میں ہجرت کرکے پاکستان آگئے، ۱۹۵۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول، لاہور سے میٹرک پاس کیا۔ یہیں کپورتھلہ کے مولانا محمد حسین سے شرف تلمذ حاصل ہوا وہ اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے فارغ تھے تاہم ماڈل ٹاؤن سے چل کر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس کی جامع مسجد میں آکر جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے، حضرت علامہ مولانا عبدالغنی قادری چشتی رحمتہ اللہ تعالٰے سے ان کے دوستانہ مراسم تھے، جب بھی کوئی غزل یا رباعی لکھتے تو تاریخی مصرع الہی سے لکھواتے، مولانا علی اصغر چشتی نے سات سال تک عربی کی درسی کتب ان سے پڑھیں، سکول سے فارغ ہوکر تجارت کا شغل اختیار کیا اور ساتھ ہی دینی پیاس بجھانے کے لیے امام اہل سنت، مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمتہ اللہ تعالٰے کے درس میں شامل ہوکر سات تک علمی، دینی اور تحقیقی استفادہ کرتے رہے، حضرت علامہ نماز کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد قادری رحمتہ اللہ تعالٰے کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا، ان حضرات کا فیضان نظر تھا جس نے مولانا اصغر علی چشتی کو لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق عطا کیا، آج مولانا چشتی کی لائبریری میں سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔

۱۹۵۴ء میں حضرت علامہ مولانا عبدالغنی قادری چشتی رحمتہ اللہ تعالٰے دبادامی باغ، لاہور کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے، دس سال تک شب وروز مرشد گرامی کی خدمت میں رہ کر دینی، علمی اور روحانی تربیت حاصل کی،

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد قادری رحمتہ اللہ تعالٰے کے تعلق کی بنا پر مسجد

Marfat.com

وزیر خاں میں سینکڑوں علماء و مشائخ کی زیارت کی، حضرت مولانا نواب الدین رامداسی کے فرزند ارجمند حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ تعالٰی مشہور مفکر اور سکالر حضرت مولانا قاضی عبد النبی کوکب رحمہ اللہ تعالٰی کے ساتھ بڑے اچھے مراسم رہے، برادر محترم مولانا محمد عبد الغفار ظفر صابری مدظلہ سے دوستانہ مراسم ہیں۔ فقیر کے بھی مشفق اور کرم فرما ہیں۔ جامع مسجد صدیق اکبر، شاہ عالم مارکیٹ میں اپنے شیخ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے فی سبیل اللہ خطبۂ جمعہ اور درس دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں پر ان کی تبلیغ کا گہرا اثر ہے۔ گزر بسر کے لیے ٹیوشن ورک (علوم جدیدہ کے پڑھانے پر انحصار کرتے ہیں۔

ان کی شخصیت اور گفتگو میں بڑی لطافت اور دلکشی ہے، اللہ تعالٰی نے انہیں دین متین کی تحریری اور تقریری تبلیغ کا ذوق فراواں عطا فرمایا ہے۔ درج ذیل تصانیف ان کے دینی اور تبلیغی جذبے کی شاہد ہیں۔

۱۔ پیش نظر کتاب شمیم ولایت (یعنی تذکرہ بزرگان چشت اہل بہشت)

۲۔ شمیم شریعت ۳۶۸ صفحات پر مشتمل مفید کتاب ہے جس میں عقائد، نماز، زکوٰۃ روزہ اور حج کے مسائل سوال وجواب کی صورت میں بیان کئے ہیں، حج کا باب خاص اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ انہوں نے یہ باب ۱۳۹۹ھ/۷۹ ۱۹ء میں حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہونے کے بعد قلم بند کیا۔

۳۔ مسائل نماز، اشتہار کی صورت میں

۴۔ طہارت کے مسائل واحکام اشتہار کی صورت میں

۵۔ الرجال قوامون علی النساء یعنی گلدستۂ عورت

اللہ تعالٰی اپنے فضل وکرم سے مولانا علی اصغر چشتی مدظلہ کو زیادہ سے زیادہ قلمی اور زبانی تبلیغ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

۹ر ذو الحجہ ۱۴۰۹ھ — محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی
۱۳ر جولائی ۱۹۸۹ء — جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

Marfat.com

۷۸۶
۹۲

حق حق حق

حرفِ آغاز

سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی سیرت پر بازار میں سینکڑوں تذکرے موجود ہیں۔ چودھویں صدی کے اکثر بزرگ جنہوں نے اپنی زندگیاں فقط دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کر دیں۔ ان کی تبلیغ بھی خاموش تھی، اگرچہ انہوں نے دین کے احیاء کے لیے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے، فتنوں کو دبایا دینِ مصطفیٰ کو پھیلایا۔ اپنی ذات کے لیے یا شہرت حاصل کرنے کے لیے دل میں خیال تک نہ لائے ان کا ایک ایک قدم دین کی بلندی کے لیے اٹھا، ان کا ایک ایک سانس اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں گزرا۔ بازار میں موجودہ تذکرے ان کی سِیَر سے یکسر خالی ہیں، ان بزرگان میں مجدّد دین و ملّت مرشدِ پاکاں محمد حسین حسنی الحسینی مراد آبادی، ان کے سولہ سو خلفاء خصوصًا قطبِ عالم شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری، فاتح مرزائیت مولانا نواب الدین ستکوہی، مبلغ اسلام مولانا عبدالغنی صابری دوسوہوی، مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر ایسی شخصیتیں تھیں۔ جنہوں نے شب و روز تبلیغ اسلام سے ہی کام رکھا۔

Marfat.com

سر ہُوا اپنی ذات کی طرف توجہ نہ دی بلکہ لوگوں کے سینوں میں شمع مصطفیٰ روشن کی۔ اگرچہ اس سلسلہ میں مولانا مرتضیٰ احمد میکش، حافظ مظہر الدین، جناب نسیم حجازی، مولانا فیروز الدین علوی، مولانا محمد ایوب صابری، مولانا دولت علی عارف ایسے اہل قلم موجود تھے۔ پروفیسر ثناءُ اللہ، پروفیسر محمد افضل حق خالد غنوی اب بھی بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔ لیکن افسوس ان میں سے کسی نے بھی اپنے بزرگوں کی سیرت ہم تک پہنچانے کے لیے قلم نہ اٹھایا، فقیر حقیر اگرچہ اپنی کم مائیگی علم اور بے بضاعتی سے خائف ہے۔ اہل علم کے سامنے اپنی تحریر جواہر سے بالکل خالی ہے پیش کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے اور یہ بھی فقیر کی بدقسمتی ہے کہ باوجود بعض حضرات کو خطوط لکھنے اور بزرگوں کے حالات معلوم کرنے کے جواب سے اکثر محروم رہا لیکن فقیر نے ہمت نہیں ہاری۔ اپنی کوشش جاری رکھی حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ چشتی نظامی مدظلہ العالی نے بار بار اصرار فرما کر ہمت بندھائی۔ حضرت صاحبزادہ پیر محمد محمود الحق سراجی نے بھی میرے خط کا جواب دے کر اپنے خاندان کی بعض معلومات فراہم پہنچائیں۔ فقیر تہِ دل سے ان کا شکر گزار ہے۔ میرا شکوہ ان تلافدہ سے کبھی ختم نہ ہوگا۔ جنہوں نے میری مدد نہ کر کے مجھے مایوس رکھا بلکہ ان لوگوں کی محفلوں کو سجاتے رہے جنہوں نے اپنے چہروں پر اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا آج وہ پردہ تار تار ہو چکا ہے۔ ان کے چہروں سے قادیانی اور رافضیت کی طرفداری کی تحریریں صاف پڑھی جا سکتی ہیں۔

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد عالی لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ نے مجھے کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ حسن اتفاق میرے والدین مکرمین نے میرا نام علی اصغر تجویز فرمایا تھا جس کے اعداد ۱۴۰۱ ہیں اور آیت مذکورہ کے بھی اتنے ہی اعداد ہیں اس لیے کامیابی میرا مقدر بن گئی۔

اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ

ناظرین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ کتاب "شمیم ولایت" یعنی تذکرہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت میں نے بزرگوں کی حیاتِ طیبہ آپ تک پہنچانے کے

Marfat.com

لیے مرتب کی ہے۔ میرا دعویٰ علم وادب کا ہرگز نہیں، میں اسے آخرت کا توشہ سمجھتا ہوں،

اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَ النِّسْیَانِ

اس کتاب میں ادبی اور علمی غلطیاں اور لغزشیں عام ہوں گی۔ آپ ان پر زبان طعن دراز نہ فرمائیں بلکہ دامنِ کرم سے مخفی فرما کر میرے اور تمام احباب کے لیے جنہوں نے میری مدد فرمائی دُعا فرمائیں ــــ" فقیر نے اس کتاب کو چار حصّوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصّے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ تک حالات بیان کئے ہیں۔ دوسرے حصّے میں خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ فریدالدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے موجودہ دور تک پیر مہر علی شاہ گولڑوی پیر محمد شاہ بسوی، پیر علی محمد بسوی، خواجہ قمر الدین، پیر کرم شاہ، پیر نصیر الدین گولڑوی کے مختصر حالات درج کئے ہیں۔ تیسرے حصّے میں حضرت سید مخدوم صابر کلیری اور ان کے سلسلہ کے بزرگ خواجہ حافظ شمس الدین، خواجہ جلال الدین، کبیر الاولیاء شاہ عبدالقدوس، شاہ جلال الدین تھانیسری، خواجہ نظام الدین بلخی ان کے خلفاء، حضرت جان اللہ لاہوری، شاہ ابوسعید گنگوہی، حضرت میراں بھیک، شاہ عنایت بہلول پوری، بزرگانِ رام پور بزرگانِ مراد آباد، سلسلہ چشتیہ صابریہ محمدیہ یعنی مرشد پاکاں صوفی محمد حسین مراد آبادی اور انکے خلفاء حافظ محمد امین لاہوری، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق۔ حافظ عبدالرحمٰن منصور پوری۔ منشی رضی الدین، لطیف شاہ میرٹھی، حضرت محمد شاہ پشاوری،

حصّہ چہارم میں سلسلہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کا ذکر ہے جس میں شاہ سراج الحق چشتی مولانا نواب الدین ستکوہی، مولانا عبدالغنی چشتی صابری کے حالات مندرج ہیں اس کتاب میں چار سو سے زائد بزرگان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

ھر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

Marfat.com

طالبِ دعا راجی شفاعتِ مصطفیٰ

خادم الفقراء علی اصغر چشتی صابری عنوی

عفی عنہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۹۲

حق حق حق

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی ذات ہے کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط اللہ کے سوا کوئی دوسرا مستحق عبادت نہیں، وہ قیوم ہے۔ یعنی کل کائنات کو زندہ و باقی رکھنے والا ہے۔ نہ تو اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، زمینوں اور آسمانوں کا مالک وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تعلیم دی کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، کیونکہ مخلوق میں یہ صفات کہاں موجود ہیں کیا کوئی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کوئی نیند اور اونگھ سے بچا ہے کیا کسی کی بادشاہی زمین و آسمان میں قائم ہے، جب ایسا نہیں تو پھر خالق حقیقی کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اسی کی شان ہے۔ ہر چیز کا مالک و خالق ہے نیند اور اونگھ بھی تو اسی کی پیدا کردہ ہے تو یہ محال ہوا کہ مخلوق خالق پر غالب آجائے مملوک مالک کو مغلوب کر

Marfat.com

وہ تو ایسا حاکم ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کہ کوئی اس کے حکم کے بغیر اس کی بارگاہ میں کسی کی سفارش کے لیے لب کشائی نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی تو مخلوق میں ایسا نہیں کہ اگلے پچھلے تمام علوم سے واقف ہو یہ اسی کی شان ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ کہ مخلوق کے سامنے اور پیچھے کی تمام اشیاء کا علم رکھتا ہے۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کوئی اس کے کسی علم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جسے شرفِ علوم سے مشرف فرمائے۔ جس طرح اس کی ذات لازوال اس طرح اسکا علم لازوال

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس کی کرسی نے زمین و آسمان کا احاطہ کیا ہے، وہ واجب الوجود ہے۔ اس کا وجود کسی شے میں سما نہیں سکتا۔ وہ نہیں کہ کسی کرسی میں سما جائے۔ وہ مکان و مقام سے پاک ہے۔ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ تم دیکھتے نہیں اس کی قدرت کے کرشمے تمہارے اندر موجود ہیں۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ یعنی وہ ہر جا موجود ہے عرش و کرسی پر جلوس اسکا محال۔ پھر کرسی و عرش پر جلوس کسکا ہوگا۔ وہ وہی تو ہیں جن کی خاطر خدائی کا ظہور ہوا۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

یہ نبی ہیں جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جسکا مکاں نہیں

ایک جگہ بیٹھنے والا نگہبانی نہیں کر سکتا۔ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا اور اس کے لیے زمین و آسمان کی حفاظت کچھ گراں نہیں۔ اس لیے کہ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وہ برتر و بالا عظمتوں کا مالک ہے، کوئی مخلوق میں کیسا ہی کام کرے آخر تھک جائے گا۔ لیکن اس کی نظرِ نگہبانی تو تھکتی نہیں زمین و آسمان کی حفاظت تک یہ اُسی کی شان ہے وُہ اس شان کا مالک زمین و آسمان کا خالق اسکا انکار عقل سے بعید۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ

Marfat.com

تُرْجَعُوْنَ۔ اور تم اللہ جو تمہارا خالق و مالک ہے کا انکار بھی کیسے کر سکتے ہو کہ تم تین حالتوں میں مُردہ رہے نُطفہ۔ علقہ اور مُضغہ۔ پھر تم کو زندگی بخشی۔ زندگی کے بعد پھر موت۔ اور اس موت کے بعد پھر زندگی۔ نُطفہ سے قبل تو تیرا نشان تک نہ تھا ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ہ انسان پہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اسکا نام و نشان نہ تھا۔ پھر اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ انسان کو مرد و عورت کی ملی جلی منی سے پیدا کیا۔ لیکن اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ ہ، انسان تو ناشکرا ہی ٹھہرا۔ اپنے رب کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا۔ مرد و عورت کہاں تھے۔ اسی ذات نے ان کو ایک نفس سے پیدا فرمایا، وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ۔ اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا۔ وہی تو اللہ ہے جس نے آسمانوں سے پانی نازل فرما کر زمین کو سرسبز و شاداب کیا، ہر قسم کے پھل پیدا کیے اور روزی کا سامان بنایا تو تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو خالق و مالک اور نگہبان ہے خلق کا۔ اگر نفس و شیطان نے اس کی راہ سے گمراہ کر دیا تو ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی اس نے ہدایت کے لیے رسولِ معظم کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا جو روشن دلائل کے ساتھ تشریف لائے اور اپنے نور سے جہاں کو منور کر دیا۔ حَمْدًا کَثِیْرًا لَّکَ یَا اَللّٰہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

۶ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

۱۵ دسمبر ۱۹۸۰ء

Marfat.com

بابِ اوّل

رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت	وصال
۵۷۱ء	۶۳۲ء
	۱۱ھ

ابتدائیہ میں فقیر نے توحید پر کچھ عرض کیا ہے ۔ بس اصل ہیں یہی دین ہے ۔ تمام انبیاءؑ علیہم السلام مخلوقِ خدا کو توحید ہی کا سبق دینے کے لیے تشریف لائے ۔ لیکن خبردار ! اس سے وہ توحید مراد نہیں جو بعض بے دین لوگوں نے بیان کی ہے اور توحید کے رد میں محبوبانِ خدا خصوصًا محبوب خدا باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو اپنا مسلک بنایا ہے ۔ اللہ تعالے ایسے لوگوں سے بچائے ۔ توحید کے معنی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات میں یکتا جاننا ۔ اور پھر جو توحید کے طریق کی تبلیغ کرے اس کا حد درجہ احترام کرنا اور خود کو ان سے منسوب کرنا ۔ اگر توحید اور تمہارے درمیان کی نسبت منقطع ہو گئی تو جان لو تم اللہ تک نہیں پہنچ سکتے ۔ ہم تک توحید کا سبق پہنچانے والے سرورِ کائنات احمدِ مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور ان کے بعد اولیائے کرام توحید کو سمجھنے کے لیے اور اللہ تک پہنچنے کے لیے اولیاءِ کرام کی نسبت اور ان کا سلسلہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور وسیلہ بنتا ہے بہت ضروری ہے ۔ اپنے سینوں میں توحید کی شمع روشن کرنے کے لیے اولیاءِ کرام کی تاروں سے منسلک ہو کر مکانِ برق تک پہنچنا

Marfat.com

چاہتے ہیں ۔ وہی مکانِ برق توحید کا منبع ہے وہ ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس مختصر کتاب میں ہم ان اولیاء کرام کا ذکرِ خیر کریں گے ۔ جن کے سلاسل سے منسلک ہو کر ہم توحید کی روشنی سے منور ہوئے ۔ سب سے بیشتر ہم احد واحد اللہ جل شانہٗ کے محبوب کا ذکر پاک کریں گے ۔ جو خیر الاخیار ہیں اور کائنات میں توحید کی شمع جلانے والے ہیں ۔

Marfat.com

ذکرِ خیر الاخیار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم

پیدائش

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ اپریل ۵۷۱ء (۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ قبل یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی) بروز پیر موسم بہار میں صبح صادق کے وقت عرب کے مشہور شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمدؐ رکھا۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا "اے سردارِ مکہ" تمام مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا گیا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا" میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ بچہ دنیا میں تعریف کے لائق قرار پائے"۔

باپ کا نام اور خاندان : آپ کے والد محترم کا نام حضرت عبداللہ تھا جو حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے تھے۔ حضرت عبداللہ ۲۴ سال کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چھ ماہ قبل فوت ہوگئے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن میں قیدار بہت معروف تھے۔ قیدار کی اولاد میں عدنان اور عدنان کی اولاد میں قصی بہت مشہور ہیں قصی کی اولاد میں ہاشم ہوئے جن کی اولاد بنو ہاشم کہلائی اور مکہ معظمہ میں بنو ہاشم کو سب سے زیادہ عزت حاصل تھی۔ حضور اسی قبیلہ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

نسب نامہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب[1] بن ہاشم[2] بن عبدمناف[3] بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر قریش (انہی سے خاندانِ قریش کی ابتدا ہوئی) بن مالک بن نضر بن کنانہ ابو النضر بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان

ایامِ رضاعت مکہ معظمہ کے شریف خاندانوں میں یہ دستور تھا کہ اپنے بچے آٹھ دن کی عمر میں دودھ پلانیوالیوں کے سپرد کرکے اچھی آب و ہوا کے مقام پہ بھیج دیتے تھے۔ اسی دستور کے مطابق آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا جہاں آپ دو سال رہے۔ اس کے بعد آپ کی والدہ کے سپرد کردیا گیا۔ والدہ مکرمہ نے پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا۔ جب چار سال کی عمر ہوئی تو آپکو حضرت آمنہ نے (جو آپ کی والدہ ہیں) اپنے پاس رکھ لیا۔

والدہ محترمہ کا انتقال آپ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ بنت وہب نے آپکو اپنے ساتھ دو سال رکھا۔ جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی والدہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کے دادا عبدالمطلب نے قبول کی لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو ایسا منظور نہ تھا کہ جو کائنات کا والی ہو وہ بندوں کی کفالت میں رہے

---

[1] ان کا نام شیبہ تھا جب پیدا ہوئے تو سر کے بال سفید تھے اس لئے ماں نے ان کا نام شیبہ (بوڑھا) رکھا۔ مطلب ان کا چچا تھا جس نے یتیمی کے دنوں میں اسے پالا تھا اس شکر گزاری میں یہ تمام عمر عبدالمطلب کہلائے۔ [2] ہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ یہ شوربا میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر کھلایا کرتے تھے اس لیے ہاشم نام پڑ گیا۔
[3] عبدِ مناف کا نام مغیرہ تھا۔ پیدائش کے بعد ان کو مناف بت کے مندر میں لے گئے تھے اس لئے عبدِ مناف مشہور ہوگئے۔

Marfat.com

۸ سال ۱۰ دن کی عمر میں دادا بھی اس دنیا سے چل بسے۔ چچا ابو طالب سردارِ مکہ ٹھہرے انہوں نے حضورؐ کو اپنے پاس رکھ لیا۔

عالمِ جوانی اور سلسلہ کاروبار جب آپ جوان ہوئے تو تجارت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ مکہ معظمہ کی نہایت شریف خاندان سے ایک بیوہ عورت خدیجہ نامی تھی جو بہت مالدار تھی اور اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں سنیں اور یہ بھی سُنا کہ وہ تجارت کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس نے حضور سے اپنا مالِ تجارت لے جانے کی درخواست کی آپ نے قبول فرمائی اور مال تجارت لے کر ملک شام کو گئے اس تجارت میں بہت منافع ہُوا۔

پہلا نکاح اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا اس نے آپ کی ایمانداری اور خوبیوں کا مزید تذکرہ کیا جو اس نے دورانِ سفر دیکھی تھیں۔ خدیجہ یہ سن کر دل وجان سے فریفتہ ہو گئیں پیشتر ازیں مکہ معظمہ کے بڑے بڑے سرداروں نے خدیجہ سے نکاح کی درخواست کی تھی لیکن اس نے قبول نہ کی تھی۔ اب خود حضور کو نکاح کی درخواست پیش کی اس وقت حضور کی عمر پچیس سال تھی اور خدیجہ کی عمر ۴۰ سال آپ نے درخواست قبول کی اور شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنی ساری دولت حضور کے سپرد کر دی۔ شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا زیادہ وقت غارِ حرا میں جاکر عبادت میں گزارتے۔

اصلاحی کمیٹی کا انعقاد مندرجہ ذیل سیاسی اور اخلاقی گراوٹ کی بنا پر آپ نے ایک انجمن تشکیل دی۔ جسکا نام انجمن حِلف الفضول رکھا گیا۔

ملکی حالات:

عرب کے جنوب پر سلطنت حبش، مشرقی حصّہ پر سلطنت

Marfat.com

فارس، شمالی حصہ میں روم اور مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا۔ اگرچہ عرب کا علاقہ آزاد تھا۔ لیکن ہر ایک سلطنت اس پر قبضہ کرنے کے لیے پر تول رہی تھی۔ اور اہل عرب کی یہ حالت تھی کہ آپس کے لڑائی جھگڑوں اور تفاخر سے فرصت نہ تھی اس لیے خطرہ قریب تھا کہ کوئی نہ کوئی دوسری سلطنت عرب پر قبضہ کرے۔

اخلاقی گراوٹ چونکہ ان پر کوئی حکمران نہ تھا پاکستانی آزاد قبائل کی طرح ہر قسم کے قانون سے آزاد تھے اس خود مختاری نے ان کے اندر خود سری پیدا کر دی تھی۔ اپنی شجاعت کا اپنے بھائیوں کو ہی نشانہ بناتے تھے۔ بیکاری اور کاہلی نے ان کو جوئے اور شراب کا خوگر بنا دیا تھا۔ اپنے فحش کارناموں کی عام تشہیر کرتے تھے علم حاصل کرنا غلاموں کا کام سمجھتے تھے۔ اس لیے جہالت عام ہو گئی تھی جس کی وجہ سے بت پرستی کے عادی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول چکے تھے۔ راہ جاتے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ زنا کو برائی خیال نہ کرتے تھے یعنی لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔

ہادی برحق توحید کے علمبردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کا جائزہ لیا اور ایک انجمن تشکیل فرمائی، اس انجمن میں بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسد بنو زہرہ شامل ہوئے۔

اس انجمن کے ممبران نے مندرجہ ذیل عہد کیا۔

۱۔ ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔
۲۔ ہم مسافروں کی حفاظت کریں گے۔
۳ ہم غریبوں کی امداد کریں گے۔
۴۔ ہم طاقت ور کو کمزور پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

اس انجمن کے انعقاد سے معاشرہ بہت حد تک صحیح ہو گیا۔

Marfat.com

فائدہ

صوفیہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ ملک میں بدامنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے لوگوں کو اکٹھا کر کے انجمن تشکیل دیں اور معاشرہ سے برائیاں دور کریں۔

صادق وامین کا خطاب: ایسے نیک کاموں کی وجہ سے لوگ اسقدر متاثر ہوئے کہ آ نام سے یاد نہ کرتے بلکہ صادق اور امین کہہ کر پکارتے۔

کعبہ کی ازسرِ نو تعمیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جج مقرر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی عمر ہو گی کہ سیلاب کی وجہ سے کعبہ شریف کی دیواریں منہدم ہو گئیں۔ اس عمارت کے بنانے میں سبھی قبیلے شامل ہوئے۔ مگر حجرِ اسود کے رکھنے پر اختلاف ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ کام وہ سرانجام دے۔ چار دن یہی جھگڑا رہا۔ آخر ابوامیہ بن مغیرہ نے کہا کسی کو حکم بنایا جائے۔ اس پر سب متفق ہو گئے۔ رائے یہ پاس ہوئی کہ اب جو بھی حرم میں پہلے داخل ہو وہی فیصلہ دے۔ اتفاقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ شور مچ گیا امین آگیا، امین آگیا۔ صادق آگیا ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں حضور نے ایسی تدبیر فرما سب خوش ہو گئے۔ آپ نے چادر زمین پر بچھائی اس پر حجر اسود رکھا اور تمام قبائل کے سرداروں سے کہا سبھی چادر کے کونوں کو پکڑ کر اٹھائیں اور کعبہ کے قریب لائیں۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ حضور نے چادر سے پتھر اٹھایا اور کعبہ شریف کے سرے پر لگا دیا۔ اس طرح سے ایک بہت بڑی جنگ کا خطرہ ٹل گیا۔

فائدہ

صوفیہ کے لیے ضروری ہوا کہ وہ ایسے مواقع پر فہم وادراک سے معاملات کو سنواریں۔ لوگوں کو لڑنے سے باز رکھیں۔

Marfat.com

خلوت نشینی: بعثت سے سات سال پیشتر آپ کو ایک روشنی نظر آنے لگی۔ آپ اس روشنی سے بہت خوش ہوا کرتے تھے (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم) بروایت ابن عباس رض، اس روشنی میں کوئی آواز نہ تھی۔ جوں جوں بعثت کا زمانہ قریب ہوتا گیا۔ آپ کے مزاج میں خلوت گزینی کی عادت بدستور بڑھتی چلی گئی آپ کئی کئی روز کا کھانا (پانی اور ستو) لے کر شہر سے دور کوہ حرا کی غار میں جا بیٹھتے اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابتداً جو خواب دیکھتے صبح کو سچا ہو جاتا ——— (صحیحین)

اعلانِ نبوت: جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی۔ ۸ ربیع الاول سنہ ۴۱ میلادی (۱۲ فروری ۶۱۰) بروز پیر حضرت جبریل علیہ السلام غارِ حرا ہی میں پہلی وحی لے کر نازل ہوئے۔ وضو اور نماز کا حکم دیا۔ پھر چھ ماہ بعد رمضان میں جبریل غارِ حرا میں آئے۔ اور قرآن مجید سورۃ اقراء کی آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنائیں

تبلیغ: اب آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے گھر میں تبلیغ فرمائی۔ آپ کی بیوی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (عمر ۵۵ سال) چچا زاد بھائی علی رضی اللہ عنہ (عمر ۸ سال) زید بن حارثہ غلام اور دوستوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ پھر بازاروں میں پہاڑیوں پر میلوں میں وعظ فرمایا۔

سابقین اولین: ان کے بعد بلال۔ عمرو بن عبسہ۔ خالد بن سعد بن عاص، عثمان بن عفان۔ زبیر۔ عبدالرحمان بن عوف۔ طلحہ۔ سعد بن ابی وقاص، عبید اللہ بن الجراح۔ عبدالاسد بن بلال۔ عثمان بن مظعون۔ عامر بن فہیرہ ازدی۔ ابو حذیفہ بن

Marfat.com

عتبہ، سائب بن عثمان مظعون اور ارقم مسلمان ہوئے ان کو قرآن نے السابقون الاوّلون کہا ہے۔ عورتوں میں آپ کے چچا عباسؓ کی بیوی ام الفضل، اسما بنت ابوبکر عمر فاروق کی بہن فاطمہ۔ رضی اللہ عنہم عنھن۔

نبوت کا مقصد:

۱۔ نافرمانوں کو ان کی خطرناک حالت سے آگاہ کرنا اور انجام سے ڈرانا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت وحدانیت، کبریائی وعظمت کو آشکار کرنا۔
رسالت، قرآن پاک، آخرت اور ملائکہ پہ ایمان کی دعوت، شرک کفر اور بے دینی و بے راہروی سے منع کرنا۔ عدل وانصاف اور امن وامان قائم کرنا۔ (از قلم علامہ عبدالحکیم شرف قادری)

۳۔ لوگوں کو بداعتقادی۔ بداعمالی، بداخلاقی کی ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک رہنے کی تعلیم دینا۔

۴۔ پاکیزگی، صفائی اور پاک دامنی سکھانا۔

۵۔ اللہ کی تعلیم مفت دینا۔ نہ احسان جتانا نہ اُن سے اپنے کسی فائدہ کی نیت رکھنا۔

۶۔ تبلیغ کے سلسلہ میں جس قدر بھی مصائب برداشت کرنے پڑیں سب کو برداشت کرنا۔ (رحمتہ للعلمین حصہ اوّل)

فائدہ

مبتدی (صوفی ومرید) کو چاہیے اوّل شیخ کے حکم پر خلوت نشینی اختیار کرے جب عبادت الٰہی سے دل روشن ہو جائے تو شیخ کے کہنے پر تبلیغ کا کام شروع کرے اور مندرجہ بالا مقاصد کو پیشِ نظر رکھے کیونکہ ولایت، نبوت کی خلافت ہے (چشتی)

معراج: ۲۷ رجب سنہ ۱۲ نبوی کو معراج ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب

Marfat.com

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین و آسمان کی سیر کرائی ۔ اور قرب خاص سے نوازا ۔ بعض کے نزدیک معراج نبوت کے دوسرے ہی روز ہوئی اور بقول بعضے اعلان نبوت کے پانچ سال بعد ہوئی (واللہ اعلم)

ہجرت : جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **ھواللّٰہُ اَحَدٌ** کا نعرہ بلند کیا تو اھل مکہ آپ کے دشمن ہو گئے ۔ ھر طرح سے تکالیف پہنچانے لگے یہاں تک کہ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے جانے لگے ۔ لہذا حکم ہوا کہ آپ مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں ۔ لہذا آپ ۲۷ صفر ۱۳ نبوی بروز جمعرات (۱۲ ستمبر ۶۲۲) کو مکہ معظمہ سے پانچ میل دور غار ثور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جا ٹھہرے اب مکہ معظمہ میں علیٰ المرتضیٰ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہ رہا ۔ یکم ربیع الاوّل (۱۶ ستمبر) کو پیر کے دن حضور شب کے وقت یثرب کو روانہ ہوئے ۔ آٹھ دن کی مسافت کے بعد آپ مقام قبا میں پہنچے اور یہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قبا ہے اسی جگہ حضرت علی پیدل چل کر آملے ۔

اکثر مصنفین نے معراج کا ذکر بعد از واپسی طائف کیا ہے ۔ مگر امام حسن بصری نے اپنی کتاب "تاریخ الملوک والامم" میں ابتدائے نبوت سے دوسرے دن ہی معراج کا ہونا تحریر کیا ہے ان کی تائید اس دلیل سے بخوبی ہوتی ہے کہ فرضیت نماز کا حکم شب معراج میں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمان اسی وقت سے برابر نماز پڑھتے تھے تو نماز کی فرضیت کا حکم گیارہ سال تک کیونکر متاخر رہ سکتا ہے ۔ لیکن حسب بیان شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۱ھ ، (مندرجہ شرح سفر سعادت صفحہ ۲۶) کہ پہلے صرف دو نمازیں فجر و عصر کی فرض ہوتی تھیں اب شب معراج کو پانچ نمازیں فرض ہوئیں ۔ کوئی اشکال نہیں رہ جاتا ۔
(رحمۃ للعالمین صفحہ ۸۱) حصہ اول

Marfat.com

مدینہ میں داخلہ؛ کچھ دن قُبا میں قیام کیا۔ اس کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل کو بنی سالم کے گھروں میں جا کر نماز جمعہ ادا کی۔ اس نماز میں سو آدمی موجود تھے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے۔ اسی دن سے شہر کا نام مدینۃ النبی ہو گیا۔ استقبال کا بھی عجیب منظر تھا۔ گلی گلی میں تقدیس و تحمید کے کلمات گشت کر رہے تھے۔ انصار کی بچیاں یہ اشعار گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا!
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ!
اَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا!
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

سامنے کی (جنوبی) پہاڑیوں سے ہم پہ چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہم پر شکر واجب ہے جب تک پکارنے والا اللہ کو پکارے۔

اے تم میں تشریف لانے والو آپ تشریف لائے ہیں آپ کا ہر حکم ہمارے لئے قابلِ اطاعت ہے۔

ثنیات جمع ہے ثنیہ کی، ثنیہ ٹیلے کو کہتے ہیں۔ سفرِ ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیۃ البول، ثنیۃ الجابر، ثنیہ مردان سے عبور فرمایا تھا۔ ثنیہ وداع مدینہ شریف کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔ اھلِ مدینہ دوست کو یہاں تک چھوڑنے آیا کرتے تھے اس پہ اس نام سے مشہور ہوا۔ ان ثنیات کا ذکر" یسعیاہ ۴۲ ۱۱" میں ہے سلع کے باشندے گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پہ سے للکاریں گے"۔

Marfat.com

مکّی اور مدنی زندگی کا موازنہ

مکّی زندگی: مکہ معظمہ میں ایک ہی قوم آباد تھی۔ اور سب کا مذہب تقریباً ایک ہی تھا "بت پرستی"۔ اس شہر میں جس طرح صبر و تحمل اور بُردباری کا آپ نے تیرہ سال تک مظاہرہ فرمایا وہ انبیاء ہی کے شایانِ شان ہے۔ اس شہر میں آپ آزادانہ تبلیغ توحید و رسالت نہ فرما سکتے تھے تو ہجرت کا حکم صادر ہُوا۔

مکّی زندگی سے اہم سبق: مبلغین کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیاتِ طیبہ سے ایک سبق ملتا ہے کہ جس مقام پر آزادانہ تبلیغ اور عبادت کی اجازت نہ ہو وہاں خفیہ طور پر دین کا کام کیا جا سکتا ہے۔ بہت سے اولیائے کرام نے اس طرح زندگیاں بسر کیں اور توحید کی روشنی پھیلائی۔

مدنی زندگی: مدینہ منورہ میں کئی قومیں آباد تھیں۔ مذہب بھی ایک نہ تھا۔ بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنی قریظہ یہودی مذہب رکھتے تھے جو اپنے قلعوں میں آباد تھے ان کا پیشہ تجارت اور سود خوری تھا جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت مالدار تھے یہ لوگ آخری نبی کے منتظر تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ پیارے نبی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا نبی قرار دیا۔ اور آپ بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسمٰعیل میں سے

Marfat.com

ہیں۔ تو یہ آپ کے دشمن ہو گئے۔ اس شہر میں عیسائی بھی موجود تھے وہ بھی نبی آخر الزمان کے منتظر تھے لیکن جب اللہ کے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خود ساختہ مسائل تثلیث، رہبانیت اور پوپ کے ایسی اقتدارات کا ردّ فرمایا تو یہ بھی ہمارے نبی کے دشمن ہو گئے۔

دو قبیلے اوس اور خزرج مشرکین کے تھے جو یہود و نصاریٰ کے ظلم و ستم سے تنگ تھے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ سے متاثر ہو کر دھڑا دھڑ مسلمان ہونے لگے بلکہ یہی لوگ آپ کو مکہ معظمہ سے مدینے کر آئے تھے اور یہی لوگ انصار کہلائے اور خدائی انعام کے مستحق ٹھہرے۔ ان میں ایک شخص عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔ جو نہایت چالاک اور مکار تھا۔ اوس اور خزرج کے قبائل پر اس کا بہت رعب تھا۔ جب اس نے لوگوں کو دائرہ اسلام میں دھڑا دھڑ داخل ہوتے دیکھا تو خود بھی نہایت مکاری سے بعد از غزوہ بدر ظاہری طور پر مسلمان ہو گیا۔

ادھر مشرکین مکہ نے عرب کے مشرک قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابھارا ہی نہیں بلکہ جنگ پر آمادہ کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی ان سب سے مقابلہ فرمایا اور ان کو شکست فاش دیکر عرب میں اسلام کی روشنی کو پھیلا دیا۔ دفاع کے علاوہ آپ نے عرب کے قبائل اور ارد گرد کے ممالک میں مبلغین بھیجے جن کی تبلیغ سے عرب کے اکثر و بیشتر قبائل نے اسلام قبول کر لیا۔ آخر ۸ھ میں مکہ معظمہ فتح ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شانِ کریمی سے داخل ہوئے۔ نگاہیں نیچی تھیں۔ تلوار میان میں تھی۔ قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ٥ آج تم پر کوئی زجر و توبیخ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے وہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

فوجِ اسلامی کو ہدایت: مسلمان جب فاتحین کی حیثیت سے داخل مکہ معظمہ

Marfat.com

ہوئے تو رحمۃ للعلمین نے ان کو مندرجہ ذیل ہدایات جاری فرمائیں۔

۱۔ جو کوئی خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

۲۔ جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔

۳۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اُسے قتل نہ کیا جائے۔

۴۔ جو ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

۵۔ حکیم بن حزام کے گھر پناہ گزین کو قتل نہ کیا جائے۔

۶۔ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

۷۔ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

۸۔ اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

مکہ میں داخل ہو کر بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا۔ تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی جعلی تصویریں موجود تھیں ان کو مٹا دیا۔ نماز شکرانہ ادا کی اور عثمان بن طلحہ کو طلب فرما کر کعبہ کی چابی ان کو مرحمت کرتے ہوئے فرمایا۔ قیامت تک تم سے کوئی چابی نہ لے سکے گا۔ لیکن ظالم یہ عثمان بن طلحہ وہی ہیں جن سے ایک مرتبہ آپ نے چابی مانگی تھی۔ لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا تھا۔ قربان جائیں آپ کی رحمۃ للعلمینی کے کہ آپ نے ایسے شخص پر عظیم رحمت فرمائی اور قیامت تک نسلے کے لیے کلیدِ کعبہ کا مالک بنا دیا۔

غزوات و سرایا : آپ کو اپنے دفاع کے لیے کئی مرتبہ مشرکین سے برسرِ پیکار ہونا پڑا جن جنگوں میں آپ نے خود شمولیت فرمائی۔ اسکو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں صرف صحابہ کو بھیجا اُسے سریّہ کہتے ہیں۔

حجۃُ الوَدَاع : اسلام میں حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج بنایا اور تین سو صحابہ کو ان

Marfat.com

بکے ہمراہ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے بھیجا۔ ان کے بعد مولائے کائنات کو سورۃ توبہ اعلان فرمانے کے لیے روانہ فرمایا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی پہلی چالیس آیات پڑھ کر سنائیں، جس میں یہ حکم بھی تھا کہ آج کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ شریف میں داخل نہ ہونے پائے۔ اور نہ ہی ننگا ہو کر طواف کرے۔ (بخاری شریف)

سنہ ۱۰ھ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کا ارادہ فرمایا اور جملہ اطراف میں اطلاع بھیجی۔ اس اطلاع پر انبوہ در انبوہ مدینہ طیبہ میں ذوالحلیفہ جمع ہوئے۔ ذوالحلیفہ (جس کو اب بیرِ علی کہتے ہیں۔) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ توحید کے نعرے بلند کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام فرما کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا فرمائی، نویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد عرفات کی طرف کوچ فرمایا۔ آج میدانِ عرفات میں ایک لاکھ چوالیس ہزار (یا چوبیس ہزار) کا مجمع احکام الٰہی کی تعمیل کے لیے ہمہ تن حاضر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا (یہ حج آپکا پہلا اور آخری تھا)

حج کا خطبہ

حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

۱۔ لوگو! میرا خیال ہے آج کے بعد اس جگہ میں اور تم پھر کبھی اکٹھے نہ ہوں گے

۲۔ تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں۔ جیسا کہ آج کے دن اس شہر۔ اس مہینہ کی حرمت، تم سب کو اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ تمہارے اعمال کا تم سے سوال ہوگا۔ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

۳۔ لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات اپنے قدموں میں پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام جھگڑے ختم کرتا ہوں۔ سود مٹاتا ہوں۔

۴۔ لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اپنے اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان کو اچھی طرح

Marfat.com

کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔

۵۔ میں تم میں قرآن مجید چھوڑ چلا ہوں اسکو مضبوطی سے تھامو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

۶۔ سُن لو۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پنجگانہ نماز ادا کیا کرو۔ رمضان شریف میں روزے رکھا کرو۔ زکوٰۃ دیا کرو اور حج کا فریضہ ادا کرو۔

۷۔ اے لوگو! قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا۔ تم کیا جواب دوگے۔

سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ نے تمام احکامِ الٰہی ہم تک پہنچا دیئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔

آخری آیت کا نزول: اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔

حج کے بعد مدینہ شریف کا سفر اختیار کیا اور راستے میں مقام غدیر خم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمائی۔

حضرت علیؓ کی ولایت: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ

جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ جو علی کو دوست رکھے

Marfat.com

تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اُس سے دشمنی رکھ۔ اس پر تمام صحابہ خصوصاً فاروق اعظم نے حضرت مولا علی کو مبارک باد دی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

وفات حسرت آیات یعنی آیات قیامت کا ظہور : صحیح بخاری میں روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ خطبہ شریف میں ارشاد فرمایا کہ "ایک بندے کو اختیار دیا گیا کہ وہ دنیا کے ناز و نعم قبول کرے یا اللہ تعالیٰ کو۔ اس نے دنیا کو اختیار نہ کیا بلکہ آخرت کو اختیار کیا"۔ حضرت ابوبکر صدیق یہ بات سن کر رونے لگے۔ حاضرین نے کہا ابوبکر کو کیا ہو گیا۔ حضورؐ نے تو فقط ایک بندے کا ذکر کیا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ حضورؐ نے اپنے ہی بارے میں ارشاد فرمایا۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ روز سہ شنبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے سے واپس آ رہے تھے کہ راستے ہی میں درد سر شروع ہو گیا پھر تپ شدید ہوا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ جو بھی رومال رکھا جاتا گرم ہو جاتا میرا ہاتھ آپؐ کے بدن کی تپش کو برداشت نہ کرتا تھا۔ آپ ۱۳/۱۴ دن شدید مرض میں مبتلا رہے اور ان میں سے گیارہ دن مسجد میں آ کر نماز پڑھتے رہے۔

۱۲ ربیع الاوّل شریف ۱۱ھ روز دوشنبہ صبح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ اٹھایا جو حجرہ صدیقہ اور مسجد کے درمیان تھا۔ نماز ہو رہی تھی نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم اس نظارہ کو دیکھ کر مسرور ہوئے اس کے بعد حضرت فاطمہ حسنینؓ اور صحابہ و ازواج مطہرات کو بلا کر نصیحت فرمائی۔ بعدہٗ علی المرتضیٰ کو بلایا انھوں نے حضورؐ کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا (بخاری)

اب نزع کی حالت طاری ہوئی اس وقت عائشہ صدیقہ آپ کی پشت پر بیٹھی تھیں۔ آپ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت میں سختی ہوا ہی کرتی ہے۔

Marfat.com

عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی حضور نے مسواک کی خواہش فرمائی سیدہ عائشہ نے اپنے دانتوں سے چبا کر مسواک حاضر کی جو حضور نے اپنے دندانِ مبارک پر پھیری۔ پھر ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

اسی وقت ہاتھ لٹک گیا۔ پتلی اوپر کو اٹھ گئی (بخاری)

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ وقت چاشت فخر موجودات باعث تخلیق کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

حضرت علی اور حضرت عباس نے حضور کو کپڑوں سمیت غسل دیا۔ پانی بہانے میں انصار بھی شامل تھے (تواریخ حبیب اللہ)

جس جگہ آپ کا انتقال ہوا تھا۔ اسی جگہ غسل کے بعد آپ کا جنازہ رکھا گیا کفن میں تین کپڑے تھے۔ تہہ بند، کفنی، چادر

نماز جنازہ: نماز جنازہ اوّل کنبہ والوں نے پھر مہاجرین اس کے بعد انصار نے پھر عورتوں اور بچوں نے ادا کی۔ اس نماز میں کوئی امام نہ تھا۔ دس دس افراد اندر جاتے اور نماز پڑھتے یہ سلسلہ لگاتار شب و روز جاری رہا۔ آپ کی تدفین بدھ کے روز وفات کے تقریباً ۳۲ گھنٹے بعد عمل میں آئی (رحمۃ للعلمین جلد اوّل) قبر بغلی تیار ہوئی۔

نماز جنازہ میں کیا پڑھا گیا: آقائے ہر دو جہاں کی نماز جنازہ میں صرف یہ صلوۃ پڑھی گئی۔ اس میں نہ تکبیرات تھیں نہ ثنا وغیرہ۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْمُبَشِّرِ الدَّاعِيْ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ ۔

اولاد: تین لڑکے (۱) عبد اللہ طیب وطاہر ان کا لقب تھا۔ (۲) قاسم (۳) ابراہیم یہ سب بچپن میں فوت ہو گئے۔ چار صاحبزادیاں ۱۔ حضرت زینب ان کا نکاح ابو العاص (خالہ زاد بھائی) سے ہوا (۲/۳) حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم ان کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے ہوا۔ ۴۔ حضرت فاطمہ ان کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب سے ہوا۔

پہلے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئیں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

چہل حدیث مشتمل بر مسائل تصوّف

(یعنی ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ تمام باتوں سے زیادہ اللہ کی بات سچی ہے۔
۲۔ تمام طریقوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت بہتر ہے۔
۳۔ تمام باتوں سے بڑھ کر اللہ کے ذکر کو شرف حاصل ہے۔
(صوفیا کے نزدیک جو ذکر کو اہمیت دی جاتی ہے یہ حدیث اس کی اصل ہے)
۴۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

Marfat.com

(ہر صوفی سخی ہوتا ہے کیونکہ وہ مریدین کو سخاوت کرتا ہے علم اور عمل کا مشائخ کے دروازوں پر لنگر جاری ہوتا ہے۔)

(۵) بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں لیکن دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

(یہ بیماری آج کل بھی عام ہے کہ نمازیوں کی نظریں بار بار گھڑی کی طرف جاتی ہیں اس سے بچنا چاہیے۔ علماء و مشائخ کی محبت دنیا کے مال سے بہتر ہے۔

(۶) بعض لوگ ایسے ہیں جو ذکر کبھی کبھی کرتے ہیں۔

(صوفیاء کے نزدیک ذکر کی پابندی اسی لئے ضروری قرار دی گئی)

(۷) مومن کو گالی دینا فسق ہے۔

(۸) مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔

(۹) مومن کا مال دوسرے پر ایسا حرام ہے جیسا کہ اسکا خون۔

(بعض نام نہاد پیر اپنے مریدوں کے مالوں کو جبرًا ہضم کر جاتے ہیں اصل میں ایسے لوگ ان کے قاتل ہیں)۔

(۱۰) جو کسی کے عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیب چھپاتا ہے۔

(۱۱) جو معافی دیتا ہے اُسے معافی دی جاتی ہے۔

(۱۲) جو غصہ پی جاتا ہے خدا اُسے اجر دیتا ہے۔

(۱۳) جو نقصان پر صبر کرتا ہے۔ خدا اُسے اجر دیتا ہے۔

(۱۴) جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجے بلند کرتا ہے۔

(۱۵) جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے (حاکم) (بیہقی)

(تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ان میں سے پندرہ ارشادات پیش کئے ہیں۔ یہ صوفیہ کے مذہب کی کڑی ہیں۔)

(۱۶) انسان اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے (بخاری)

(صوفیہ کا مذہب اللہ کی محبت ہے)

Marfat.com

(۱۷) قرآن مجید میں عبور رکھنے والا فرشتوں کے ساتھ ہوگا (بخاری)

(۱۸) دو لول رحمٰن کو بہت پیارے ہیں۔ زبان پر کہے ہیں۔ میزان میں بھاری ہیں وہ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِہٖ ۔ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ ہ

(۱۹) مہاجر الی اللہ وہ جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے دور رہتا ہے (بخاری)

(۲۰) جو خدا اور قیامت پر ایمان لاتا ہے اُسے لازم ہے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری)

(اہل اللہ کی پہچان یہ ہے کہ جب ان کے پاس جائیں تو وہ اللہ کی باتیں کرتے ہیں۔ اُن کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے۔)

(۲۱) وہ شخص معاہدہ کو قتل کرے گا۔ وہ جنت کی بُو بھی نہ پائے گا اور جنت کی بُو چالیس سال کے راستے تک پونہچتی ہے (بخاری)

(بعض لوگ بیعت کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ جو وعدے شیخ کے سامنے کرتے ہیں پورے نہیں کرتے اس حدیث میں ان کے لیے وعید ہے)

(۲۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ دنیا کے مال کا خواہش مند ہے فرمایا اس کو کوئی ثواب نہیں۔ (ابوداؤد)

(اکثر لوگ دنیا کی جاہ وحشمت کے لیے مشائخ کے پاس جاتے ہیں ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں)۔

(۲۳) بخار دوزخ کی بھاپ ہے اسے نہا کر ٹھنڈا کرو۔ (بخاری ومسلم)

(ذکر سے جب گرمی پیدا ہو تو نہانا بہتر ہے۔ بخار بھی تین دن نہ اُترے تو غسل سے اتر جاتا ہے۔ فقیر کا تجربہ ہے لیکن عقیدہ کی پختگی ضروری ہے)

(۲۴) حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد۔ ڈنک اور پھوڑے پھنسیوں میں افسوں کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

(بزرگ جو بیماری کو دم کرکے دفع کرتے ہیں یہ حدیث اس کی اصل ہے۔)

Marfat.com

(۲۵) خدا کے نزدیک مومن ملائکہ سے زیادہ بزرگ ہے۔ (ابن ماجہ)
(یہ علماء حقانی اور صوفیائے کرام کی شان ہے)

(۲۶) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ہمراہی وہاں سے پشت پھیرتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے ان کی واپسی کے وقت (بخاری مسلم۔ ابوداؤد)
(معلوم ہوا کہ اہل قبور سنتے ہیں۔ دوسری حدیث سے سلام کا جواب دینا ثابت ہے۔ اہل اللہ جو اہل قبور سے گفتگو کر لیتے ہیں احادیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے)

(۲۷) **پیر کی خدمت**: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نو طباق تھے۔ جب کوئی عمدہ چیز یا میوہ آتا ان طباقوں میں بھر کر ازواج مطہرات (جو کہ نو تھیں) کی خدمت میں بھیجا کرتے (اسکو مالک نے روایت کیا۔
(عام اہل طریقت کا عمل ہے کہ پیر کی غیبت اور وفات کے بعد اُن کے اہل وعیال کی خدمت کرتے ہیں)

(۲۸) **بیعت غائبانہ**: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ عثمان اللہ اور رسول کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے میں بیعت کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)
(اگر کوئی شخص بذریعہ خط کسی بزرگ سے بیعت کی خواہش کرتا، تو بزرگان قبول کر لیتے ہیں۔ اس حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔)

(۲۹) **غیبت و محو**: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو اہل آسمان ایک آواز سنتے ہیں جیسے پتھر پر زنجیر کھینچی جاوے۔ پھر اس سے بیہوش ہو جاتے ہیں (ابوداؤد)

Marfat.com

غلبۂ حال: (قرآن مجید میں بھی ایسا مضمون موجود ہے۔ قوتِ وارد سے کبھی سالک از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔ اس حال کو غیبت اور محو کہتے ہیں ایسی حالت قرآن و حدیث سے ثابت ہے)

(۳۰)

سکر اور صحو: ابن عمر سے روایت ہے جب عبداللہ ابن اُبَیّ (منافق) مر گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر نے کھڑے ہو کر حضور کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے اس آیت میں اختیار عطا فرمایا ہے۔

(منع نہیں کیا) (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی)

(ظاہری و باطنی احکام میں امتیاز کا اٹھ جانا سُکر ہے اور پھر امتیاز کا عود کر آنا صحو ہے۔ فاروقِ اعظم آیت کے باطنی مطلب کو سمجھ نہ سکے اور اسی جذبہ میں یہ معلوم بھی نہ ہُوا کہ میں کس ہستی سے مخاطب ہوں یہی سُکر کی حالت ہے۔ جب حضور کے کلمات سماعت فرمائے تو ہوش آیا۔ یہ حالت صحو تھی۔ پھر شرمندہ ہوئے لیکن حضور نے ان کی گرفت نہ فرمائی۔ اہل طریقت پر یہ دونوں حالتیں آجاتی ہیں۔ اللہ کے ہاں گرفت نہیں)

(۳۱)

فراست: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے

(ترمذی)

(اللہ کے ذکر سے صفائی قلب ہوتی ہے۔ وجدانی کیفیت میں بعض امورِ غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کو فراست کہتے ہیں۔ فراست کشف کا ایک شعبہ ہے)

Marfat.com

(۴۲)
کشف : اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک شب سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا اور میرا گھوڑا پاس بندھا ہوا تھا۔ دفعتہً گھوڑا اُچھلا میں نے تلاوت موقوف کر دی گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں پھر پڑھنے لگا گھوڑا پھر اچھلا اس طرح کئی مرتبہ ہُوا میرا لڑکا گھوڑے کے قریب تھا میں نے اس کو ہٹا لیا پھر جو آسمان کی طرف دیکھا تو ایک سائبان سا معلوم ہوا اس میں چراغ تھے صبح کے وقت میں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے تمہاری تلاوت سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ صبح تک موجود رہتے یہاں تک کہ لوگ بھی ان کو دیکھتے اور وہ غائب نہ ہوتے۔ (بخاری شریف)

(غیوب کا ظاہر ہونا کشف یا انکشاف کہلاتا ہے۔ اہل ذکر ایسے مشاہدات کرتے ہیں محفل میں حاضرین بھی بعض اوقات ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

(۴۳)
حلقۂ ذکر : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کے گھروں میں جو لوگ مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں ان پر تسکین نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے ملائکہ ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان ذاکرین کی جماعت کا ذکر فرشتوں میں فرماتا ہے (ابو داؤد)

صوفیہ ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرتے ہیں اس حدیث میں اسکا ثبوت ہے

محفلِ قرأت : ایسی محافل سے سستی دور ہوتی ہے اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے جو باعث تسکین قلب ہوتا ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر قرآن مجید پڑھنے

Marfat.com

کا بھی اس میں جواز ہے)

(۳۴)

حال اور وجد: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دورانِ تلاوت قرآن مجید سلف (صحابہ) میں کسی کو صحق (غشی۔ حال) بیہوشی نہ ہوتا تھا نہ کوئی چیختا تھا بلکہ رویا کرتے تھے ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر خدا کی یاد کے لیے ان کے بدن اور دل نرم ہو جاتے تھے (رزین)

(حال کا ہو جانا یا بلند آوازہ میں حق ہو کی آوازیں نکالنا صوفیہ کے نزدیک منع ہیں۔ وجد یعنی ذکر سے آنسو جاری ہونا بدن میں کپکپی طاری ہونا حدیث سے ثابت ہے وجد کا مقام بلند ہے۔ حال ابتدائی لوگوں پر ہوتا ہے جن کا علم تصوف ناپختہ ہے۔

(۳۵) شطح

جاہل صوفیوں کا حال: حارث بن سوید کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث عبد اللہ بن مسعود سے سُنی، اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی توبہ پر اُس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں پہنچ کر قیام کرے پھر جب سو کر اُٹھے تو سواری کا اونٹ نہ پاوے۔ پھر نہایت پریشان ہو تلاشِ بسیار کے بعد مایوس ہو کر مرنے کے لیے آمادہ ہو کر لیٹ جائے اور اُسے نیند آجائے جب بیدار ہو تو سواری کو اپنے پاس کھڑا پائے کھانے پینے کا سامان بھی سواری پر ہو پھر (بحالت خوشی) یوں کہے "اے اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں" خوشی میں وہ یہ خطا کر بیٹھا۔ (ترمذی)

(بعض اہل حال، غلبہ حال میں خلافِ شریعت کلمات کہہ دیتے ہیں اس کو شطح کہتے ہیں اس پر گرفت نہیں)

Marfat.com

(۴۶) حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل کون شخص ہے فرمایا! وہ مومن جو جان و دل سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ عرض کی پھر کون۔ فرمایا جو شخص کسی گھاٹی میں رہے اللہ سے ڈرتا ہو مخلوق کو تکلیف پہنچانے سے بچا ہو۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

عُزلت / گوشہ نشینی: (اکثر اہل اللہ کی عادت رہی ہے کہ وہ گوشہ نشین رہے ہیں عوام سے میل جول کم رکھا ہے اس حدیث میں اس کی اجازت ہے ایک حدیث سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گوشہ نشین ہونا بھی ثابت ہے)

(۴۷) حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کہ ایک عورت حضور کی بارگاہ میں آئی۔ آپ نے فرمایا پھر آنا۔ اس نے عرض کی اگر اس وقت آپ کو نہ پاؤں اس کا مطلب تھا کہ آپ انتقال فرما چکے ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی آنا (بخاری، مسلم، ترمذی)

سجادہ نشینی: (مشائخ اپنی زندگی میں خلیفہ یا جانشین مقرر کر دیتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرے بعد ان سے دین کا علم حاصل کیا جائے۔ اس حدیث میں اسکا ثبوت ہے۔

مریدین کا اپنی مرضی سے کسی کو خلیفہ بنانا درست نہیں: بعض لوگ شیخ کی وفات کے بعد جس کو شیخ کے قریب پایا تھا اسکو یا شیخ کے لڑکے کو خلیفہ بنا لیتے ہیں اس میں فساد ہے اور طالبین کی رہزنی عوام کا نقصان دین ہے اس لیے کہ شیخ اسکو اس قابل جانتے تو خود مقرر کر جاتے)

(۴۸) **بدوں اجازت شیخ وظیفہ نہ پڑھیں**: حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت

Marfat.com

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز کے سجدہ میں سبحان اللہ پڑھنے کا حکم دیا تو ایک انصاری نے جواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم اس کو پچیس مرتبہ کرلو اور لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ بھی شامل کرلو (نسائی)

(اگر کوئی مرید خواب میں کسی وظیفہ وغیرہ کا حکم پائے تو شیخ کی اجازت کے بغیر عمل نہ کرے۔ اگر کوئی اور بھی شخص وظیفہ بتائے تو اسکی اجازت اپنے شیخ سے ضرور حاصل کرے)

(۳۹) **ذکر بالجہر:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرضوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا طریقہ تھا۔ (بخاری)

(ذکر بالجہر چشتیہ پر بعض شبہ عدم ثبوت جہر بالذکر / ذکر بالجہر کا کرتے ہیں حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے)

(۴۰) **نذرانہ تعویز و دم وغیرہ کا ثبوت:** حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے کہ میں نے ایک مارگزیدہ کو سورۃ فاتحہ سے دم کیا وہ اچھا ہو گیا اس نے سو بکریاں نذرانہ میں دیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ میں دم بھی ہے پھر فرمایا بکریاں تم آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالنا (یہ اس لیے فرمایا کہ حلال ہونے میں شبہ نہ رہے) (بخاری، مسلم، ترمذی ابو داؤد)

(بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ تعویز یا دم کرکے نذرانہ وصول کرتے ہیں اس کا جائز ہونا اور بزرگی کے منافی نہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید سے بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ نذرانہ سے شیخ کی خدمت میں

Marfat.com

پیش کرنا اور اسکا قبول کرنا سب جائز ہے)

نوٹ: حدیث ۲۷ تا ۴۰ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب التکشف عن مہمات التصوف سے استفادہ کیا گیا۔

یہ چالیس احادیث اس حدیث پاک کے مطابق بیان کی گئیں جو مشکوٰۃ میں موجود ہے کہ جو چالیس احادیث بیان کرے قیامت کے دن علماء میں اٹھایا جائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔ فقیر بھی راجیٔ شفاعت ہے۔

Marfat.com

باب دوم

مولائے کائنات حیدرِ کرّار علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

نام : آپ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب حیدرِ کرار۔ اسداللہ الغالب، غالب علی کل غالب۔ فاتح خیبر۔ امام البررہ۔ سیدالعرب، ولی اللہ، امام الاولیاء امیرالمومنین اور خلیفۃ الرسول ہے۔ کتب سیر میں اور بھی بہت سے القاب درج ہیں۔

آپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کے صاحبزادے ہیں جو مکہ کے سردار تھے۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوکر صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔

خاندان : آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ قبیلہ بنو ہاشم خاندانِ قریش سے ہیں۔

پیدائش : آپ مکہ معظمہ میں ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں لے کر علی نام رکھا۔

بچپن اور قبول اسلام: آپ کی پرورش نبوت کی گود میں ہوئی جب آپ کی عمر ۸/۱۰ سال کی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ کو بلا کر دعوتِ اسلام دی اور فرمایا۔

"اے عبدالمطلب کے بیٹو! خدا کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں تمہارے سامنے دونوں جہان کی نعمتِ عظمٰی پیش کر رہا ہوں۔ بتاؤ کون میرا ساتھ دے گا۔ اور کون میرا معاون ہوگا"

اس خطاب پر سب کے منہ بند ہو گئے۔ چودہ سالہ شیر خدا نے فرمایا "اگرچہ میری آنکھیں دکھتی ہیں۔ میری پنڈلیاں پتلی ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں مگر آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں" تین بار خطاب پر یہی عرض کیا۔

حضور نے فرمایا۔

"علی تم بیٹھ جاؤ، تم میرے بھائی اور وارث ہو"

ہجرت کی کٹھن رات اور حضرت علی کا کردار: جب کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مکہ چھوڑ جانے کا حکم دیا۔ تمام مسلمان پہلے ہی مدینہ منورہ جا چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کیلئے تیار ہوگئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات حضرت علی کے ساتھ جس مکان میں تشریف فرما تھے کفار مکہ نے اس مکان کو گھیر لیا تاکہ حضور کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت علی سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ حضور نے فرمایا "علی تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔ یہ امانتیں ہیں۔ فلاں فلاں کو دیکر آ جانا" اس وقت حضرت علی کی عمر تیئس سال تھی۔ نوجوانی کا عالم، کفار کا محاصرہ، قتل کے منصوبے۔ اب مکہ میں حضرت

Marfat.com

علی اکیلے تھے ۔ یہ فرمانِ نبوت سنکر گھبرائے نہیں سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضور کفار کو چیرتے ہوئے سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے چلے گئے۔ حضرت علی بلاخوف حضور کے بستر پر چادر تان کر سو گئے۔ یہ کام حیدرِ کرار ہی کر سکتے تھے۔ انہی کے حصہ میں یہ شرف لکھا تھا۔ سبحان اللہ!

شادی : آپ کی عمر ۲۵ سال تھی کہ ۲ھ میں امام الانبیاء کی سب سے چھوٹی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء سے آپ کی شادی ہوئی۔ سیدہ فاطمہ سے دو صاحبزادے حضرت امام حسن اور امام حسین پیدا ہوئے۔ دو صاحبزادیاں زینب اور کلثوم۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح فرمایا اور ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔

بیوی کا نام	بیٹے	بیٹیاں
۲۔ اُم البنین بنت حزام (از بنی ہوازن)	عمر ۔ عباس ۔ جعفر عبیداللہ ۔ عثمان	۔
۳۔ لیلیٰ بنت مسعود (از بنی تمیم)	عبیداللہ ۔ ابوبکر	رضی اللہ عنہم
۴۔ اسماء بنت عمیس	عون ۔ یحیٰ	۔
۵۔ امامہ بنت ابوالعاص (از بطنِ سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خواہر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا)	محمد ۔ اوسط	۔
۶۔ خولہ بنت جعفر بن قیس	محمد بن حنفیہ	
۷۔ ام سعید بنت عروہ		ام الحسن ۔ رملۃ الکبریٰ
۸۔ ام حبیبہ بنت ربیعہ ثعلبہ	عمر	رقیہ
۹۔ ممیاہ بنت امراء القیس	۔	حارثہ

Marfat.com

(نوٹ) بعض کتب میں اور بھی بیویاں ہیں۔

آپ کی اولاد میں ۱۸ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں تھیں۔ چھ بیٹے آپ کی حیاتِ پاک میں انتقال فرما گئے۔ چھ کربلا میں سیدنا حسین کی معیت میں شہید ہوئے۔ دنیا میں اس وقت ۵ بیٹوں کی اولاد موجود ہے۔ امام حسن۔ سیدنا حسین۔ حضرت محمد حنیفہ۔ حضرت عباس۔ حضرت عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (رحمۃ للعلمین حصہ دوم)

صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم: آپ کا بچپن اور جوانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گذری۔ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ بعد از وفات النبی فرقتِ نبوی میں گزری۔ جنگِ تبوک کے موقعہ پر نبی مکرم نے آپ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ جنگِ تبوک سے واپس آ کر ۹ھ میں حضور نے حضرت ابوبکر کو امیر حج بنا کر بھیجا اور اس کے بعد سورۃ توبہ میں جو احکامات نازل ہوئے ان کو سنانے کے لیے حضرت علی کو مکہ معظمہ بھیجا۔ آپ کو یمن کا قاضی بھی بنایا گیا۔ حضور کی وفات کے بعد خلفائے ثلاثہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم کے مشیر مقرر ہوئے۔

عبادت: عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ شب بھر عبادت فرماتے۔ عبادت کے دوران دنیا و ما فیہا کی خبر نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ آپ کے جسم میں تیر پیوست ہو گیا۔ جس کا نکلنا نہایت مشکل تھا۔ نماز کی حالت میں بڑی آسانی سے نکل آیا۔ عبادت کے وقت آپ کا جسم موم سے زیادہ نرم ہوتا ۔ علاوہ ازیں فولاد سے زیادہ سخت۔ اکثر اوقات دورانِ جنگ مخالفین کے تیر آپ کے جسم سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتے تھے۔

حلم: حلم کا درجہ اس قدر تھا کہ ایک مرتبہ اپنے غلام کو ستر مرتبہ آواز دی باوجود حاضر نہ ہونے کے اس نے آواز کا جواب نہ دیا۔ آپ اٹھے تو دیکھا غلام

Marfat.com

موجود ہے۔ پوچھا کیا تم نے میری آواز نہیں سُنی۔ اس نے کہا سنی تھی۔ فرمایا جواب کیوں نہ دیا۔ عرض کیا۔ آج تک آپ کو غصّہ میں نہیں دیکھا تھا۔ آپ کو غضبناک دیکھنا چاہتا تھا۔ فرمایا غصّہ سے شیطان خوش ہوتا ہے اور ضبط غصّہ سے وہ رنجیدہ ہوتا ہے۔ میں اسکو خوش کیوں کروں بلکہ اور زیادہ رنجیدہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر غلام کو آزاد کر دیا۔

تواضع : خلافت کے زمانہ میں بھی بازاروں میں پاپیادہ سفر فرماتے میلے کچیلے کپڑے پہنتے۔ رعایا جو کچھ عرض کرنا چاہتی بے فکری سے عرض کر لیتی۔ ہمیشہ عام لوگوں کی طرح زندگی بسر کی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔

سخاوت : سخاوت میں ایسے بے مثل ہیں کہ حاتم بھی اس در سے سخاوت سیکھنے آئے۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک درم پوشیدہ، ایک ظاہرہ ایک بوقت شب ایک بوقت دن صدقہ کیا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳ سورۃ بقرہ)

جو لوگ رات میں دن میں، پوشیدہ و علانیہ اپنے اموال (اللہ کی راہ) میں خرچ کرتے ہیں، اُن کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔ ان پر نہ خوف ہے (اس دنیا میں) اور نہ ہی قیامت میں غم کھائیں گے سورۃ الدھر بھی آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ اور سینکڑوں آیات آپ کی شان میں نازل ہوئیں۔

علم : یمن میں مبلغ اسلام کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو طلب فرمایا ان کے سینہ بے کینہ پر ہاتھ مار کر دُعا کی۔

Marfat.com

"اے اللہ! اس کی زبان کو راست گوئی پر قائم رکھنا اور اس کے دل کو ہدایت کی روشنیوں سے منور کرنا" پھر حضرت علی کے سر پر خود عمامہ باندھا اور تبلیغ کا پرچم دیکر یمن روانہ کیا۔ (خلیفہ چہارم از قاضی عبدالنبی کوکب) (یہی وہ دستارِ خلافت تصوّف تھی۔ جو مشائخ میں چلی آتی ہے۔ چشتی)

ایک مرتبہ فرمایا!

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (حدیث ترمذی)

(میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے)

فقہ و قضا میں آپ کا مقام بلند تھا حضور نے فرمایا اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ (صحابہ میں سب سے بڑے قاضی علی ہیں۔

ادب و ثقافت: جب عجمی ثقافت سے اختلاط اور میل جول بڑھنے لگا تو عربی زبان پر زوال کا خطرہ پیدا ہوا اور لسانی اغلاط کی بنا پر زبان عربی متاثر ہونے لگی تو آپ نے ابوالاسود کو بلا کر کچھ عربی کے اصول اور قواعد لکھوائے مثلاً کلمہ کی تین اقسام ۔ اسم ، فعل ، حرف ۔ اور ان کی تعریف اور علامات اسم ضمیر اسم اشارہ وغیرہ میں امتیاز بنایا۔ عربی ادب میں علم نحو کا سہرا حضرت علی کے سر ہے۔ اس کے علاوہ علم ہندسہ۔ خطابت اصول وغیرہ پر دسترس حاصل تھی۔

علمِ معرفت: حضرت مولائے علی فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا "میں حکمت کا گھر ہوں۔ علی دروازہ ہے (مشکوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یوم طائف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کر ان کے کان میں باتیں فرمائیں۔ جب (اسی گفتگو میں) زیادہ دیر ہو گئی تو لوگوں نے کہا کہ حضور نے اپنے چچازاد بھائی سے بہت دیر سرگوشی کی حضور

Marfat.com

نے فرمایا "میں نے نہیں بلکہ خدا نے خاصی باتیں کی ہیں" (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

براء بن عازب کہتے ہیں اور اس حدیث کے راوی زید بن ارقم بھی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غدیر خم میں قیام فرمایا تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تم کو معلوم ہے کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں، لوگوں نے عرض کی ہاں۔ پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ ہر مومن کی جان سے زیادہ عزیز میں ہوں۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ پھر فرمایا! اے اللہ! جسکا میں مولا ہوں علی اسکا مولا ہے۔ جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دشمن سمجھے تو بھی اسکا دشمن بن جا (مشکوٰۃ بحوالہ احمد)

ہاتھ پکڑ کر ایسا ارشاد فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت تک جن لوگوں کا ہاتھ مشائخ کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا علی کے ہاتھ میں آئے گا وہی حق پر ہوگا۔ (چشتی)

خلافت: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے دیارِ حبیب میں قتل کر دیا تو اس مقدس شہر میں افرتفری کا عالم ہو گیا۔ ہر مخلص اور محبِ وطن شخص سراسیماں ہو گیا بھلا ایسی شدید اندرونی کشمکش میں خلافت کی ذمہ داری کون سنبھالتا۔ حضرات ابن طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص جیسے جلیل القدر انسانوں نے خلافت کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا۔ آخر اس منصب کو کس نے قبول کیا اسی نے جس کو سرورِ کائنات نے ایسے موقعہ کے لیے ہجرت کی رات اور یومِ طائف میں عملی طور پر تیار کر دیا ہوا تھا۔ وہ ہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

۲۱ ذی الحجہ ۳۵ھ کو خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے اور یہ خلافت کے امور ۲۱ رمضان ۴۰ھ تک باحسن وجوہ سرانجام دے کر ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو ایک بدبخت انسان ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

Marfat.com

آپ کی خلافت میں کیا ہوا یہ ہمارا مضمون نہیں تاریخ سے متعلق ہے۔

کرامات: اس سے بڑھکر اور کیا کرامات ہو سکتی ہیں کہ مہد سے تینتیس ۳۳ سال کی عمر پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ بسر ہوئی۔ اور بقیہ ۳۰ سال احیائے سنت کی تبلیغ میں گذری اور خود رائی کے دانے کے برابر سنت رسول سے انحراف نہ کیا یہاں تک کہ خود کو موت کے حوالے کر دیا۔ اور سب سے بڑی کرامت آپ کی یہ ہے کہ قیامت تک کے اولیاء کرام کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے۔ تمام اولیا و مشائخ آپ ہی کے بحر فیوض و برکات میں غوطہ زن ہیں ایک کرامت بھی بیان ہوتی ہے۔

طیّ زمان و مکان واوقات: آپ جب گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے ایک رکاب میں قدم رکھتے تو قرآن مجید کی ابتدا فرماتے اور جب گھوڑے کو پھلانگ کر دوسری رکاب میں دوسرا قدم رکھتے تو قرآن مجید ختم فرما لیتے۔ صوفیہ کے نزدیک اسی کو طیّ زمان و مکان کہتے ہیں۔

حلیہ مبارک: میانہ قد۔ کھلا ہوا گندم گوں سرخ و سفید رنگ چشمہائے مبارک سیاہ اور بڑی۔ شکم اقدس ذرا بڑا ریش مبارک گھنی اور سینہ ڈھکا ہوا۔ پیشانی صاف آثارات شیب کا چہرہ پر اثر نہ تھا۔ خندہ پیشانی تھے۔

(اوراقِ غم از علامہ ابوالحسنات رح)

خلافت طریقت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو صبح کو محفل اصحاب میں بموجب فرمان الٰہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر علم معرفت کی تعلیم فرمائی اور خرقہ درویشی جو گلیم سیاہ تھا عطا فرمایا مولائے کائنات نے ستر صاحبان کو اس علم سے نوازا اور چار حضرات کو خلیفہ مقرر کیا

Marfat.com

وہ چار پیر کہلاتے ۔ ۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ ۲۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۔ ۳۔ حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ ۔ ۴۔ حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ۔

حضرت امیر المومنین شہنشاہ ولایت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواجہ امام حسن بصری کو وہ خاص خرقہ عطا کیا جو حضور نے واپسی معراج پر عطا فرمایا تھا۔ یہی خرقہ خواجگانِ چشتیہ میں منتقل ہو کر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی تک پہنچا۔ آپ نے بوقتِ تدفین اپنے مرقد مقدس میں رکھوایا (تذکرہ اولیائے ہند
از میرزا محمد اختر دہلوی)

فرمودات مرتضوی رض

۱۔ فقر عاشقوں کا شرف ہے اور عارفوں کا سرمایہ ہے۔

۲۔ جو فقیر کو دکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے مرتے وقت موت کی سختی دیتا ہے اور اسکی زبان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کہنے سے بند رکھتا ہے اس وقت فرشتہ اس کو کہتا ہے تو اس بات کا بدلہ ہے جو تو نے دنیا میں کی۔

سِرُّ العارفین یعنی حالات مشائخ چشتیہ
(از شیخ بہاؤ الدین محمود چشتی ناگوری)

۳۔ حضرت امام حسن کو فرمایا۔

اے فرزند! خدا سے ڈر۔ اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ اپنے قلب کو اللہ کے ذکر سے آباد کر۔

۴۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کیونکہ اس کے تعلق سے مضبوط کوئی رشتہ نہیں

۵۔ اس دنیا میں یہ قانون ہے کہ انسان کو نعمتیں اور آسائش بھی ملتی ہیں اور مصیبت اور آزمائش کی گھڑی بھی آجاتی ہے۔ اگر کوئی بات تیری سمجھ میں نہ آئے تو اس سے انکار مت کر بلکہ اپنی کوتاہ فہمی کو تسلیم کر۔ اور اس معاملہ پر غور کر کہ تم جاہل ہی پیدا ہوئے تھے پھر بتدریج تم نے علم حاصل کیا اور کیا معلوم ابھی کتنی باتیں تمہارے

Marfat.com

علم سے بالاتر ہیں۔ کتنے اسرار ہیں جن پر تمہاری عقل حیران رہ جاتی ہے لیکن کچھ عرصہ بعد تمہیں ان باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ پس جس ذات نے پیدا کیا ہے۔ اس سے تعلق کو مضبوط رکھو۔ عبادت صرف اسی کے لیے ہے۔

۶۔ انسان اپنے ہر سانس میں گویا موت کی طرف ایک قدم چلتا ہے۔

۷۔ جو شخص پیشوا بنے اس کو پہلے اپنے نفس کو تعلیم دینی چاہیے۔ زبان سے تعلیم دینے سے پہلے اپنے سیرت و کردار سے ادب سکھائے جو شخص اپنا پیشوا آپ بن سکے وہ دوسروں کے معلم بننے والوں سے زیادہ تعظیم کا مستحق ہے۔

۸۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے حسنِ عمل پر منحصر ہے۔

۹۔ جب تک لوگ بے علم رہتے ہیں ایک دوسرے کے دشمن رہتے ہیں۔

۱۰۔ جس کے پاس اقتدار آجاتا ہے وہ بالعموم خودغرض بن جاتا ہے۔

(خلیفۂ چہارم از قاضی عبدالنبی کوکبؒ ایم۔اے)

Marfat.com

بابِ سوم

خواجہ خواجگان شیخ المشائخ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ

نام : حسن نام ہے۔ ابو سعید اور ابو محمد کنیت ہے۔ باپ کا نام موسیٰ راعی تھا جو خواجہ اویس قرنی رح کے صاحبزادے تھے۔ موسیٰ راعی ۱۲ھ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام بعض نے ام سلمہ بتایا ہے۔ جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں۔ (تذکرہ اولیائے ہند بحوالہ روضتہ الاحباب)

فیضانِ نبوت : آپ ابھی بچہ ہی تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ ام المومنین سیدہ امّ سلمہ رض کی کنیز تھیں۔ امّ المومنین کے گھر میں ایک پانی کا کوزہ تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن کوزہ کو دیکھ کر حضور نے پوچھا "میرے کوزے سے کس نے پانی پیا ہے" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حسن نے پیا ہے، اس پر ارشاد فرمایا جس قدر حسن نے میرے کوزے سے پانی پیا اسی قدر میرا علم اس میں سرایت کر گیا۔ ایک مرتبہ حضور نے

Marfat.com

حسن کو گود میں اٹھا کر اٹھا کر دعا دی ۔ (تذکرۃ الاولیاء)

فیضانِ فاروقی : جب آپ تولد ہوئے تو آپ کو فاروق اعظم کی خدمت میں لایا گیا۔ فاروق اعظم نے غور سے دیکھ کر فرمایا یہ بچہ بہت خوبصورت ہے اس کا نام حسن رکھو۔

فیضانِ زوجۃ النبی : چونکہ آپ بچپن میں ام المومنین کے پاس رہتے تھے اس لیے جب آپ رونے لگتے تو حضرت ام المومنین اپنے پستان مبارک ان کے منہ میں دے دیتیں ۔ فرط محبت سے دودھ بھی اُتر آتا تھا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

فیضانِ شہنشاہ ولایت : حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں تشریف لائے اونٹ کی مہار کمر میں بندھی ہوئی تھی تین دن مسلسل یہ حکم دیتے رہے کہ لوگو! منبر توڑ دو۔ واعظین کو وعظ سے منع کر دیا گیا لیکن جب آپ کی مجلسِ وعظ سے گذرے تو پوچھا "یہ کون ہے"۔ امام حسن بصری نے خود عرض کیا یہ جو باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ تک پہنچی ہیں ۔ وہی لوگوں تک پہنچاتا ہوں"۔ شہنشاہِ ولایت علی المرتضیٰ نے ان کا وعظ بند نہ کیا ۔ اور آگے تشریف لے گئے جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ امیر المومنین ہیں تو بھاگ کر قدم بوسی کی اور کہا "حضرت مجھے وضو کرنا سکھا دیجیے"۔ امیر المومنین نے طشت میں آپکو وضو کا طریقہ سکھایا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواجہ امام حسن بصری کو وہ خاص خرقہ عطا کیا جو حضور نے واپسی معراج پر عطا فرمایا تھا (تذکرہ اولیائے ہند)

جب امیر المومنین کا عطا کردہ خرقہ آپ نے پہنا۔ خرقہ ایک گودڑی تھا حضرت

Marfat.com

ئی رضی اللہ عنہ نے نصیحت فرمائی "اے حسن! یہ درویشی اور فخر کا خرقہ ہے۔ اب تیرے لیے ضروری ہے کہ فقر و فاقہ اور درویشی اختیار کرے۔ اس خرقہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ جو کچھ گھر میں ہو۔ فقیروں کو تقسیم کر دے۔ اس سے اسرارِ الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں۔
(سیر العارفین)

اس کے بعد حضرت امام حسن بصری، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما سے بھی فیضان حاصل کیا۔

بصرہ میں آمد: حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد آپ بصرہ تشریف لے آئے اور اسی جگہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعض حضرات اہل تواریخ نے حضرت علی سے ملاقات کا انکار کیا ہے۔ لیکن ذرا سوچیں کہ حضرت علی کوئی غیر معروف شخصیت تھے جن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ مدینہ منورہ میں کون سا شخص یا بچہ آپ کی شخصیت سے واقف نہ تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حسن بصری رض مدینہ منورہ میں رہ کر فیضان صاحب ولایت علی المرتضیٰ سے محروم رہے ہوں عقل سے بعید ہے۔

تابعی: آپ معروف تابعی ہیں۔ ایک سو تیس ۱۳۰ صحابہ کی زیارت کی اور ان سے نورِ نبوت کی روشنی حاصل کی۔

مقام: حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنے دور کے جید عالم۔ خدا رسیدہ، متقی۔ زاہد پرہیزگار۔ صائم الدھر۔ شب بیدار ہوئے ہیں بلکہ تمام اولیاء کرام کے سردار ہیں اولیاء کرام کے تین سلسلے چشتیہ۔ قادریہ، سہروردیہ انہی پر منتہی ہوتے ہیں۔
ابو عمر کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک خوبصورت بچہ میرے پاس پڑھنے آیا۔ اُسے دیکھ کر میرے دل میں فتور پیدا ہوا

Marfat.com

۔ں اسی وقت قرآن مجید میرے سینہ سے نکل گیا۔ میں بھاگا بھاگا خواجہ حسن رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گیا اور واقعہ پیش آمدہ عرض کیا۔ ارشاد فرمایا۔ حج کا وقت ہے پہلے حج ادا کرو پھر مسجد خیف (منیٰ میں ہے) میں جاؤ وہاں ایک بزرگ ہوں گے ان سے دُعا کرانا۔ حسب الحکم میں مسجد خیف میں گیا۔ ایک بزرگ کو عبادت میں مصروف پایا۔ نماز ظہر کے قریب ایک سفید پوش بزرگ آئے باہم ملاقات کی پھر سفید پوش بزرگ واپس چلے گئے اور وہ بزرگ تنہا رہ گئے۔ میں نے اُن کو تنہا دیکھ کر اپنی معروضات پیش کیں انہوں نے دُعا فرمائی سارا قرآن مجید میرے سینے میں آگیا۔ پھر پوچھا میرا پتہ آپکو کس نے بتایا میں نے حضرت خواجہ کا نام لیا۔ انہوں نے فرمایا حسن نے مجھے رُسوا کیا۔ میں بھی اُسے رُسوا کروں گا، پھر فرمایا تم جانتے ہو یہ سفید پوش کون تھے یہی خواجہ حسن تھے جو ہر نماز سے قبل یہاں مجھ سے ملتے ہیں اور پھر نماز بصرہ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا۔

"جس کا امام حسن بصری ہو اُسے میری دُعا کی کیا حاجت"

تواضع: آپ جس کسی مخلوق کو دیکھتے اپنے سے بہتر خیال فرماتے۔ ایک مرتبہ آپنے دریائے دجلہ پر دیکھا کہ ایک حبشی ایک عورت کے ہمراہ بلوریں صُراحی میں کچھ پی رہا ہے۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ میں گنہگار ہوں لیکن اس سے بہتر ہوں۔ ایک کشتی نظر پڑی جو بھنور میں چکر کھانے کے بعد الٹ گئی اس میں سات آدمی تھے وہ بھی دریا کی نظر ہو گئے وہ حبشی فوراً دریا میں کودا اور چھ آدمیوں کو باہر نکال لایا پھر آپ سے کہنے لگا۔ اے امام المسلمین چھ آدمیوں کو میں نے بچا لیا ایک کو تم نکال لاؤ۔ میں تو آپکا امتحان لے رہا تھا۔ یہ عورت میری ماں ہے اور صراحی میں پانی ہے۔ آپ اس شخص کے پاؤں پر گر پڑے۔ فرمایا۔ تم نے چھ انسانوں کو دریا میں غرق ہونے سے بچایا، مجھے

Marfat.com

دریائے غرور سے بچالو، اس کے بعد کبھی کسی مخلوق کو حقیر نہ جانا ایک مرتبہ کتے کو دیکھ کر فرمایا کاش میں کتا ہوتا کہ قیامت کے دن حساب نہ ہوتا۔ کسی نے پوچھا آپ بہتر ہیں یا کتا۔ فرمایا اگر قیامت میں نجات پا جاؤں تو میں بہتر ہوں ورنہ یہ کتا بہتر ہے۔

خوفِ الٰہی: آپ پر اس قدر خوف طاری تھا کہ جب آپ بیٹھے ہوتے تو یوں معلوم ہوتا کہ کسی جلاد کے روبرو بیٹھے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

سماع سے حکمِ امتناع: ایک سفید ریش شخص کو نصیحت فرمائی تین کاموں سے پرہیز کرنا۔

۱۔ بادشاہوں کے پاس نہ جانا اگرچہ بطور شفقت ہی کیوں نہ ہو۔
۲۔ کسی عورت کے پاس اکیلے نہ بیٹھنا اگرچہ وہ رابعہ ثانی ہی کیوں نہ ہو۔
۳۔ اپنے کانوں کو راگ رنگ کا عادی نہ بنانا اگرچہ تو مردانِ خدا ہی کا مرتبہ حاصل کرے کیوں کہ آخر کار یہ اپنا کام کر جاتی ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

خدا کا عذاب کیا ہے: حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا خدا کا عذاب کیا ہے۔ فرمایا۔ دل کا مردہ ہو جانا مردہ دل وہ ہے جس میں دنیا کی محبت ہو۔

نزع کا عالم؟: کسی نے آپ سے عرض کیا فلاں شخص نزع کی حالت میں ہے۔ فرمایا یوں نہ کہو بلکہ وہ ستر سال سے نزع میں تھا۔ اب آزاد ہو جائے گا۔

Marfat.com

ارشادات :

۱۔ اولاد کی نسبت بھائی زیادہ عزیز ہوتے ہیں بھائی دین کے دوست ہوتے ہیں۔ اولاد دنیا کی دوست ہوتی ہے۔

۲۔ جو مال ماں باپ کے لیے خرچ کرتا ہے اس کا حساب ہوگا۔ جو دینی دوستوں اور مہمانوں پر خرچ کرتا ہے اسکا حساب نہیں ہوگا۔

۳۔ جس نماز میں خشوع نہ ہو عذاب کے زیادہ نزدیک ہے۔

وفات : جب وفات کا وقت قریب آیا مسکرائے اور فرمانے لگے کونسا گناہ ؟ اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

۱۴ محرم الحرام ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بصرہ کے قریب قدیم بصرہ میں ہے آپ کی وفات کے وقت اموی خلیفہ ہشام برسرِ اقتدار تھا۔
وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں زیارت کی اور وقتِ نزع مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا۔ موت کے وقت میں نے آواز سنی اے موت کے فرشتے سختی کر ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ مجھے اس خوشی میں ہنسی آ گئی۔ میں نے پوچھا کونسا گناہ ؟ اتنے میں موت وارد ہو گئی۔

خلفاء : مالک بن دینار۔ حبیب عجمی۔ داؤد طائی۔ بشر حافی۔ شیخ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہم۔

Marfat.com

باب چہارم

شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ

نام : آپ کا نام عبدالواحد۔ باپ کا نام زید ہے۔ آبائی وطن بصرہ ہے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ علم وفضل میں کمال حاصل تھا۔ سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

بیعت وخلافت : آپ نے امامِ زمن حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت فرمائی۔ آپ کے سات غلام تھے، بیعت ہونے کے بعد ساتوں غلاموں کو آزاد کر دیا۔ جس قدر مال ومنال تھا غربا ومساکین میں تقسیم کر دیا۔ دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرکے گودڑی پہن لی اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مشغول ہو گئے آخر خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔

Marfat.com

مالِ دنیا سے نفرت : آپ فقرا و مساکین سے تو بہت پیار کرتے تھے لیکن اہل دنیا (دولت کے پرستار) سے نہایت نفرت کرتے تھے یہاں تک کہ دولت کو ہاتھ نہ لگاتے اگر کبھی کسی درویش کے لیے کسی سے دولت لے کر ہاتھ میں پکڑتے تو ہاتھ اسی قدر دھوتے کہ خطرہ ہوتا کہ کہیں ہاتھ کا چمڑا نہ اکھڑ جائے اور فرماتے اس شخص پر افسوس ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہو اور دنیا (دولت) کو ہاتھ میں لیتا ہو (سِرّ العارفین از حضرت شیخ بہاؤالدین محمود چشتی ناگوری)

فقر و فاقہ اور درویشی : آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور خوفِ الہی سے روتے رہتے، بہت کم کھانا کھاتے۔ دو دو تین تین وقت کا اکثر فاقہ کرتے اور تین دن کے بعد دو تین نوالے نوش فرماتے۔

بعض دوستوں نے پوچھا آپ اسقدر کھانا کم کیوں کھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور اپنے پیر امام حسن رضی اللہ عنہ کی متابعت کرتا ہوں۔ کیوں کہ انہوں نے بہت کم کھایا ہے اور فقر و فاقہ کو دوست رکھا ہے اگر میں ان کی متابعت نہ کروں تو درویش نہیں درویش وہ شخص ہے جو از روئے قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی متابعت کرے جب ان کی متابعت نہیں کرتا تو وہ درویش نہیں حقیر ہے (سِرّ العارفین)

اہلِ اللہ سے محبت : آپ عبادت میں ثابت قدم تھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا بہت ورد کیا کرتے تھے۔ عام لوگوں سے میل جول کم رکھتے تھے اور لوگوں میں مل کر نہ بیٹھتے تھے ہر وقت یادِ الہی میں مشغول رہتے

Marfat.com

جہاں کہیں کسی درویش کا پتہ چلتا فوراً وہاں روانہ ہو جاتے۔

خلق اور تواضع: ہمیشہ سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ کوئی اعلیٰ ہوتا یا ادنیٰ، چھوٹا ہوتا یا بڑا سب کو آپ ہی سلام کرتے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے آپکو سلام کیا ہو۔ مخلوق کی تعظیم یوں بجا لاتے جیسے غلام اور نوکر اپنے آقا اور مالک کی تعظیم کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے تم اللہ کی مخلوق ہو جسے بادشاہ کی محبت ہو وہ بادشاہ کے غلام کی تعظیم کرتا ہے جسے اللہ سے محبت ہے وہ خلق خدا کی تعظیم کرتا ہے۔ تمہاری تعظیم کرنا اللہ کی تعظیم کرنا ہے (سیر العارفین)

کرامات: درویش کی زندگی چونکہ اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتی ہے اس لیے درویش کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہر قول وفعل کرامت ہوتی ہے۔ ہم صرف دو ایک واقعات کرامات کے نام سے تحریر کر رہے ہیں۔

ایک روز آپ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ چند فقیر کشتی کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جب کشتی آئی تو ملاح نے سب لوگوں کو سوار کر لیا لیکن فقیروں کو سوار نہ کیا۔ فقیر سخت پریشان ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالواحد نے ان کو فرمایا اِدھر آؤ پھر ان کو لے کر کنارے پر گئے اور دریا سے مخاطب ہوئے کہ ان کو راستہ دے دے۔ دریا میں ایک خشک راستہ پیدا ہوا۔ فقیر دریا پار کر گئے۔ ملاح نے شیخ سے معافی مانگی آپ نے اس ملاح سے فرمایا "کبھی فقیروں کے دل کو نہ ستایا کرو"

ایک مرتبہ آپ نے ایک کبڑے اور کمزور بوڑھے کو راستے میں پڑا پایا دھوپ بڑی تیز تھی وہ ہر راہگیر سے کہتا تھا کہ مجھے اٹھا کر سائے میں لٹا دو لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا "اے بادل اس کمزور پر سایہ فگن ہو جا" فوراً بادل نمودار ہوا اور سایہ فگن ہو گیا۔ انہی

Marfat.com

بوڑھے نے فوراً التجا کی "یا شیخ مشفق! میرے لیے صحت کی دعا فرمایئں" آپ نے دُعا فرمائی وہ فوراً صحت یاب ہو گیا۔

چند فقراء نے آپ سے التجا کی کہ ہم بھوکے ہیں ہمارے بچے بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں آپ ہمارے لیے دُعا فرمایئں۔ آپ نے فرمایا کہ تم دولت مند ہو جاؤ گے۔ جب وہ فقراً اپنے اپنے گھر پہنچے تو گھروں میں طرح طرح کے لذیذ کھانے پائے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ایک صاحب آئے تھے جو خود کو شیخ عبدالواحد کا دوست کہہ رہے تھے، انہوں نے دیناروں سے بھری ہوئی تھیلی دے کر کہا کہ یہ لوگ کتنے نادان ہیں کہ شیخ سے دنیا کی دولت طلب کی دین طلب نہ کیا ورنہ کامل ولی ہو جاتے۔ (سیر العارفین)

وفات: آپکی وفات ۱۷ صفر المظفر ۱۷۷ھ (۷۹۳ء) میں ہوئی۔ بصرہ میں مزار ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

ارشادات: جو کرامات ظاہر میں ظہور پذیر ہوتی ہیں وہ خطرہ سے خالی نہیں ہوتیں۔

شیخ کی متابعت کرو۔ شیخ کی متابعت، اتباع رسول ہے۔

جو شخص درویشوں کا خرقہ پہنے وہ دنیا کو نہ چھوئے۔ اگر چھوئے تو پاس نہ رکھے۔ اگر پاس رکھے تو وہ درویش نہیں۔ قیامت کے دن رسولِ خدا اور شیرِ خدا کے روبرو شرمندہ ہوگا۔

درویش کو جو کچھ مل جاتا ہے کھا لیتا ہے اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اگر رزق قسمت میں ہے تو مل کر رہے گا۔ اگر مقدر میں نہیں تو جمع رکھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ جب کہ وہ کھایا نہ جائے۔

Marfat.com

دردلتی اسرارِ الٰہی ہے ۔

شربتِ خوردم زِ اَللّٰہُ اشتریٰ

تا بہ محشر تشنگی ناید مرا

(عارفِ رومیؒ)

Marfat.com

باب پنجم

سلطان العارفین شیخ فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ

نام : آپ کا نام فضیل۔ والد کا نام عیاض ہے۔ آپ کی کنیت ابو علی ہے۔

وطن : آپ کے وطن میں علمائے تاریخ کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں سمرقند میں پیدا ہوئے اور شہر باور (دردس) میں پرورش پائی۔ بعض نے جائے پیدائش کوفہ لکھا ہے اور ماوراالنہر میں پرورش پائی۔ بعض روایات میں اصل البخاری لکھا ہے ہے۔ کسی روایت میں خراسان لکھا ہے۔ واللہ اعلم (تذکرہ اولیاے ہند سفینۃ الاولیاء)

ابتدائی زندگی : اوائل زندگی میں آپ چوروں اور قزاقوں[1] کے سردار تھے۔

1۔ مرو سے باور کے مابین ان کا محاذ قزاقی تھا (کشف المحجوب)

Marfat.com

جنگل میں رہا کرتے تھے۔ ہمراہیان جب لوٹ مار کر کے آتے تو آپ اس مال سے جو پسند آتا لے لیتے، باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ خود قرآن مجید پڑھتے رہتے اور اس حال میں نماز با جماعت کبھی ترک نہ کرتے، ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اُسے اپنے گروہ سے نکال دیتے۔ اس جنگل سے کوئی قافلہ بچ کر نہ جاتا۔

توبہ! ایک شب ایک قافلہ اس جنگل سے گزرا۔ قافلے کا سردار یہ جانتا تھا کہ فضیل ڈاکو کو قرآن مجید سے بڑی محبت ہے اس لیے ایک حافظ خوش الحان کو بلند آواز سے تلاوت کرنے کو کہا۔ قافلہ چلتا رہا، حافظ قرآن مجید پڑھتا رہا۔ جب فضیل کے قریب قافلہ پہنچا تو حافظ کی زبان پر آیت اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

(کیا وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے ان ایمان والوں کے قلوب میں خشیت پیدا ہو) اس آیت نے آپ کے دل پر تیر کا سا اثر کیا۔ آپ تڑپ اُٹھے اور نادم ہوئے، بلند آواز سے پکارے اب توبہ کا وقت آگیا ہے اور پھر خلوص نیت سے توبہ کی۔ اور دوڑتے ہوئے قافلہ کے نزدیک آئے اور بصدائے بلند کہا، تم سب کو بشارت ہو کہ فضیل ڈاکو نے توبہ کر لی ہے آئندہ سب قافلے محفوظ رہیں گے۔ منادی کرا کر سب لوگوں کو مال واپس کیا اور معافی مانگی (تفصیلی واقعہ کے لیے تذکرۃ الاولیاء ملاحظہ فرمائیں)

اب گھر پہنچے اور دستک دی، بیوی نے آپ کی آواز میں کافی تبدیلی پائی تو اندر ہی سے پوچھا "کیا آپ کے کوئی چوٹ آئی ہے"۔ فرمایا "ہاں! میرے دل اور روح پر چوٹ آئی ہے"۔ آپ حیران ہوئیں جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ زرد ہے۔ آپ نے سارا واقعہ سنایا اور کہا میں نے توبہ کر لی ہے تم کو میں چھوڑتا ہوں اور خود مکہ معظمہ جا رہا ہوں بیوی نے کہا، جب پہلے زندگی آپ کے ساتھ بسر کی تو باقی زندگی بھی آپ کے ساتھ بسر کروں گی (تذکرۃ الاولیاء)

Marfat.com

مرشد کی تلاش : سب لوگوں کو خوش کرنے کے بعد بصرے کا قصد کیا تاکہ امام حسن بصری علیہ الرحمتہ کی زیارت کریں۔ جب بصرہ میں پہنچ کر خواجہ کے بارے میں پوچھا تو اہل بصرہ نعرہ مار کر رونے لگے اور کہا دوست دوست کے پاس چلا گیا۔ آپ نے جب یہ سنا تو آبدیدہ ہوئے، کہا الٰہی اب کہاں جاؤں لوگوں نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا امام صاحب کے خلیفہ اور مرید ہیں انہوں نے رسول اللہ اور شیر خدا کا خرقہ پہنا ہے۔ اُن کا نام عبدالواحد بن زید ہے۔ تمام اہل بصرہ انہی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آپ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے پابوسی کی۔ اور ان کے دست اقدس پر توبہ کی۔

مُرشد کی نصیحت : اے فضیل اگر تم کو محبوب مطلوب ہے تو چون وچرا سے روگردانی کر اور اُسے چھوڑ دے۔ درویشی بے خویشی اور خاموشی اختیار کر ہمیشہ اپنے گناہوں کا ماتم کر۔ تمام لوگوں کو اپنے سے بہتر اور اعلیٰ خیال کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر خیال کرنا چاہیے۔ تو خدا کو نہیں دیکھ سکتا لیکن خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ گناہوں کے قریب نہ جانا۔ اگر تمہاری توبہ اس قسم کی ہوگئی تو تمہارا نام اللہ تعالیٰ کے محبوبوں، دوستوں اور عاشقوں میں لکھا جائے گا اور خلوت میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کا ذکر اَن گنت کیا کرو۔

فضیل رضی اللہ عنہ نے مرشد کی نصیحت پر پورا عمل کیا اور یادِ الٰہی میں اس قدر مشغول ہوئے کہ خود کی ہوش نہ رہی ہمیشہ رویا کرتے اور کہتے اے پروردگار فضیل گنہگار ہے لیکن تیرے دوستوں سے دوستی پیدا کرلی ہے ان کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔

Marfat.com

خرقہ خلافت: شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ نے جب فضیل کو کامل دیکھا تو خرقہ خلافت جو خواجہ حسن بصری سے پایا تھا ان کو عطا کیا۔ خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ روزانہ پانچ سو رکعت نفل ادا فرماتے۔ قرآن مجید ایک دن میں اور ایک رات میں ختم کرتے۔ فقر و فاقہ اس طرح اختیار کیا کہ آپ کے گھر میں تین تین پانچ پانچ دن کا فاقہ ہوتا۔ فاقہ ہوتا تو مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے اور فاقے کے شکرانے میں سو رکعت ادا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور فقر عطا فرمایا۔ فقر اسرار الٰہی ہے۔ ہر ایک اس لائق کہاں ہے

اسرارِ محبت را ، ہر دل بنود قابل
دُر نیست بہر دریا ، زر نیست بہر کانے
(سیر العارفین)

خلیفہ ہارون الرشید آپ کے دربار میں: فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ میں خلیفہ ہارون کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ حج سے فارغ ہو کر خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ مردانِ خدا میں سے کسی کی زیارت کریں، میں نے حضرت عبدالرزاق صنعانی کا پتہ بتایا۔ لہٰذا ہم وہاں گئے گفتگو کی۔ رخصت کے وقت ان سے پوچھا اگر آپ کے ذمہ کوئی قرض ہو تو بتائیں۔ حضرت عبدالرزاق نے اپنے قرض کی رقم بتائی جو ادا کر دی گئی۔ جب ہم آپ سے مل کر باہر آئے تو خلیفہ نے کہا ابھی میرا دل کسی اور بزرگ کی زیارت کو چاہتا ہے۔ ہم حضرت سفیان بن عیینہ کے یہاں گئے ان سے ملاقات ہوئی حسب سابق وہی سوال قرضداری کا کیا گیا۔ آپ نے اپنا مقروض ہونا ظاہر کیا جو بحکم شاہی ادا کر دیا گیا۔ خلیفہ نے کہا ابھی میرے دل کا مقصد حل نہیں ہوا۔ اچانک مجھے حضرت فضیل ابن عیاض یاد آ

Marfat.com

گئے۔ میں امیر المومنین کو لے کر ان کے پاس گیا۔

حضرت فضیل ابن عیاض بالا خانے کے جھروکے میں تلاوت قرآن مجید فرما رہے تھے۔ ہم نے دستک دی۔ پوچھا۔ کون۔ ہم نے کہا امیر المومنین۔ فرمایا۔ مجھ سے امیر المومنین اور ان کو مجھ سے کیا تعلق۔ میں نے حدیث بیان کی "بندہ کو زیبا نہیں کہ طاعت الٰہی میں اپنے کو ذلیل کرے" آپ نے فرمایا "ہاں، مگر رضائے مولا میں رہنا دائمی عزت ہے"۔ پھر آپ نیچے تشریف لائے، دروازہ کھول کر چراغ گل کر دیا اور ایک گوشۂ حجرہ میں تشریف لے گئے۔ خلیفہ آپ کو اندھیرے میں تلاش کرنے لگے آخر کش حضرت پر خلیفہ کا ہاتھ جا پڑا حضرت نے فرمایا۔ آہ۔ ہاتھ کتنا نرم ہے اگر عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔ یہ سن کر خلیفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔

ہارون! تمہارے باپ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ[1]۔ خلیفہ ہارون آپ کی اولاد سے تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے حضور سے درخواست کی کہ مجھے کسی قوم کا امیر بنا دیں۔ حضور نے فرمایا چچا، میں نے تمہارے ایک ایک سانس کو تمہارے دنیائے جسم کا امیر بنایا اس لیے کہ امارت سے قیامت کے روز ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خلیفہ نے عرض کی۔ کچھ اور بھی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے حضرت سالم بن عبداللہ، رجاء بن حیوۃ اور محمد بن کعب کو بلا کر عرض کی مجھے اس بلا (خلافت) میں مبتلا کر دیا گیا ہے اس بلا سے نجات کی راہ بتائیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

۱۔ معمر مسلمان کو بنگاہِ عزت باپ کی طرح جانو

۲۔ جوان العمر کو مثل بھائی جانو۔

---

[1] حضرت عباس بن عبدالمطلب

Marfat.com

۱۔ بچوں کو بیٹے سمجھو۔
ان کے حقوق بھی اس طرح ادا کرو۔
پھر فرمایا!
ہارون مجھے خوف ہے تمہارا خوبصورت جسم آگِ جہنم میں نہ جلے۔
جب سابق خلیفہ نے پوچھا
آپ کے ذمہ کوئی قرض ہو تو بتائیں میں ادا کر دوں، فرمایا میرا قرض تم ادا نہیں کر سکتے۔ مجھ پر احکام الٰہی اور اسکی پیروی کا قرض ہے تم اس معاملہ میں کیا کر سکتے ہو۔ خلیفہ نے کہا میری مراد دنیوی قرض سے ہے۔ فرمایا میں اپنے رازق کا شکوہ بندوں سے نہیں کرتا"
خلیفہ نے ہزار دینار پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تم پر میری کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوئی میں نے تجھے راہِ نجات بتائی تم مجھے دنیا کی بلا میں پھانسنے کا ارادہ رکھتے ہو یہ ظلم ہے۔ خلیفہ اور فضل بن ربیع دونوں روتے ہوئے باہر نکل آئے خلیفہ نے کہا یہ صوفی ہیں (کشف المحجوب)

وصیت: آپ کی وفات کے وقت آپ کی دو صاحبزادیاں زندہ تھیں۔ آپ نے اپنی بیوی کو فرمایا میری تجہیز و تکفین کے بعد ان دونوں لڑکیوں کو کوہ بوقبیس پر لے جانا اور اللہ سے عرض کرنا، فضیل نے اپنی ہمت کے مطابق تمہاری امانت کو اپنے پاس رکھا۔ اب تو نے فضیل کو قبر میں مقید کر دیا یہ امانت تیرے حوالے ہے۔ بیوی نے ایسے ہی کیا۔ اسی وقت یمن کا بادشاہ آیا اس نے آپ کی بیوی سے سارا واقعہ سنکر دونوں بچیوں کی شادی اپنے دو بیٹوں سے کر دی

اللہ کی محبت: ایک مرتبہ آپ اپنے بچے سے پیار کر رہے تھے ننھے بچے نے آپ سے پوچھا، کیا میں آپ کو محبوب ہوں۔ فرمایا۔ ہاں بچے نے کہا آپ

Marfat.com

اللہ سے بھی محبت رکھتے ہیں فرمایا ہاں ۔ بچے نے کہا، ایک میان میں دو تلواریں کیسے سما سکتی ہیں ۔ آپ نے اسی وقت اسکو علیحدہ کر دیا اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے ۔

شاگردان : آپ سے حضرت امام احمد بن حنبل ۔ سفیان ثوری ۔ عبداللہ بن مبارک ۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہم نے اکتسابِ فیض کیا ۔ نیز بشر حافی اور داؤد طائی نے بھی فیض حاصل کیا ۔

وفات : ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ (۸۰۳ء) میں وفات پائی ۔ آپ کا مزار جنت المعلیٰ مکہ معظمہ میں ہے ۔

ارشادات :

۱۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا ۔

۲۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

۳۔ اگر کوئی تجھ سے سوال کرے کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو تو خاموش رہو کیونکہ انکار کرنا کفر ہے اور اقرار کیا تو تمہارے اعمال محبانِ الٰہی کے خلاف ہیں ۔

Marfat.com

بابِ ششم

امیر الامراء، سالکِ طریقِ بقاء سیدنا ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام ابراہیم، کنیت ابو اسحاق ہے۔ باپ کا نام ادہم بن سلیمان بن بن ناصر منصور بلخی بن عبد اللہ بن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وعنہم ہے۔

پیدائش: ۱۶۰ھ ہجری میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ (تذکرہ اولیائے ہند)

ابتدائی حالات: آپ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور بلخ کے فرمانروا تھے۔ ایک شب تختِ شاہی پر محوِ خواب تھے۔ کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آواز

لہ۔ نسب نامہ:۔ ابراہیم بن ادہم بن منصور بن یزید جابر عجلی، بابا فرید الدین گنج شکر تصنیف وحید احمد مسعود، گویا آپ کا نسب نامہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ملتا۔ "واللہ اعلم"۔

Marfat.com

آئی۔ آپ نے فرمایا کون ہے۔ آواز آئی میرا اونٹ گم ہوگیا ہے اُسے تلاش کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اونٹ چھت پر کیسے آ سکتا ہے۔ آواز آئی۔ اگر اونٹ چھت پہ نہیں آ سکتا تو خدا تختِ شاہی پر کیسے مل سکتا ہے۔ یہ بات سن کر سلطان ہیبت زدہ ہوگیا اور بحرِ فکر میں مستغرق ہوگیا۔

دوسرے روز دربار لگا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص اندر داخل ہوا سلطان نے پوچھا۔ کیا چاہتا ہے۔ جواب ملا میں اس سرائے میں قیام کر سکتا ہوں سلطان نے کہا۔ یہ سرائے نہیں محل ہے۔ کہا اس میں کون رہتا ہے۔ فرمایا "میں" پوچھا۔ تم سے پہلے کون رہتا تھا۔ کہا۔ میرا باپ ادہم اور اُن سے پہلے ان کا باپ سلیمان بن منصور۔ اجنبی نے کہا اور تمہارے بعد کون رہے گا۔ سلطان نے جواب دیا۔ میری اولاد، نو وارد نے کہا۔ سبحان اللہ! جس میں اتنے آدمی رہیں وہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے۔ سلطان سراسیمہ ہوگیا اور ہیبت طاری ہو گئی (تذکرہ الاولیاء)

سلطان گھبراہٹ کو دور کرنے کے لیے چند آدمیوں کے ہمراہ سیر کے لیے نکلا۔ اچانک ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا۔ اس دوران ایک ہرن دیکھ کر اس کا شکار کرنا چاہا ہرن بحکمِ الٰہی بولا۔ اَلِهٰذَا خُلِقْتَ اَوْ بِهٰذَا اُمِرْتَ "کیا اسی لیے تم پیدا کیے گئے تھے یا اس کام کا تمہیں حکم ملا ہے" (کشف المحجوب)

اس سے اور زیادہ پریشان ہوئے۔ شہر میں آئے پائیں باغ میں استراحت کے لیے گئے تو وہاں یہ واقعہ ہوا۔ کہ لونڈی نے بستر بچھایا اور دل میں سوچا اس قدر نرم بستر ہے جس پر بادشاہ آرام کرتے ہیں۔ میں روز اسے بچھاتی ہوں ذرا اس پر لیٹ کر دیکھوں۔ لونڈی بستر پر دراز ہوئی۔ سارے دن کی دھکی ماندی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا۔ بھینی بھینی خوشبو۔ گداز بستر، لیٹی اور محوِ خواب ہو گئی۔ سلطان ابراہیم جب پریشان کے عالم آرام کی غرض سے آئے تو لونڈی کو

Marfat.com

بستر پر دیکھ کر غضبناک ہو گئے اور ایک کوڑا دے مارا۔ لونڈی جلدی سے اٹھی اور کہنے لگی۔ الٰہی میں چند منٹ اس بستر پر سوئی تو مجھے یہ سزا ملی جو روز سوتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ بس اب تو ابراہیم ادہم کی دنیا بدل گئی (از مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی صابریؒ)

توبہ اور ملاقات حضرات الیاس و خضر علیہما السلام: اب آپ نے سلطنت وزیر کے حوالہ کی اور خود سب کچھ چھوڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئے جنگل میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے آپکو اسم اعظم سکھایا۔ اس اسم سے مدت مدید تک اللہ کی یاد کرتے رہے بعد ازاں خضر علیہ السلام ملاقی ہوئے۔ آپ نے فرمایا پہلے بزرگ میرے بھائی الیاس علیہ السلام تھے اور میں خضرؑ ہوں خضر علیہ السلام سے آپ نے علم معرفت حاصل کیا اور بیعت بھی کی۔ (سیر العارفین، تذکرۃ الاولیاء)

امام اعظم سے ملاقات: حضرت امام اعظم سے آپ نے علوم دینیہ حاصل کیا۔ امام اعظم آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ امام صاحب کے دربار میں گئے تو امام صاحب کے دوستوں نے آپکو نظرِ حقارت سے دیکھا اس پر امام اعظم نے آپ کو سیدنا کے لفظ سے پکارا اور دوستوں سے فرمایا۔ ہم امورِ دنیا میں حصہ لیتے ہیں اور یہ لوگ ہر وقت باغِ عبادت کی گل چینی میں معروف رہتے ہیں (تذکرۃ الاولیاء)

امام ابوسفیان ثوریؒ سے اکتساب فیض اور سیدنا فضیل بن عیاضؒ سے بیعت: مکہ معظمہ میں پہنچ کر لوگوں سے کہا یہاں اہل تقویٰ و مجاہدہ

کونسا بزرگ ہے۔ لوگوں نے بالاتفاق کہا۔ فضیل بن عیاض اہلِ مشاہدہ و مجاہدہ اور تقویٰ ہیں۔ امام اعظم کے شاگرد اور شیخ عبدالواحد بن زید کے خلیفہ و مرید ہیں۔ علی المرتضیٰ کا خرقۂ خلافت ان کو ملا ہے۔ آپ حضرت فضیل بن عیاض کی خانقاہ میں گئے قدم بوسی کی۔ خواجہ فضیل نے شفقت فرما کر ارشاد فرمایا "تم دنیا کے بھی بادشاہ ہو اور آخرت کے بھی بادشاہ ہو" پھر بیعت فرما لیا۔

تعلیم بیعت : فرمایا۔ اے ابراہیم فقر اختیار کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" (فقر میرا فخر ہے) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اَلْفَقْرُ عِزَّتِیْ وَحُرْمَتِیْ"

(فقر میری عزت و حرمت ہے)

خواجہ حسن بصری نے فرمایا۔ اَلْفَقْرُ وَسِیْلَۃٌ اِلَی اللّٰہِ (فقر اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے)۔ شیخ عبدالواحد بن زید نے فرمایا۔ اَلْفَقْرُ کَنْزُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اَخْتَرْتُ الْفَقْرَ بِاللّٰہِ وَتَرَکْتُ الْغِنٰی لِحُبِّ اللّٰہِ۔
(فقر اللہ کا خزانہ ہے میں نے اللہ کے لیے فقر اختیار کیا۔ دولت کو اللہ کی محبت کے لیے چھوڑا) لہٰذا شیخ نے فقر اختیار فرمایا۔
میں شیخ عبدالواحد کا خلیفہ ہوں۔ دیکھ لو۔ میں نے فقر اختیار کیا ہے دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ تو بھی فقر اختیار کرے اور دنیا کو چھوڑ دے۔ ابراہیم ادہم نے خواجہ فضیل کی نصیحت قبول کر لی اور درویشی خرقہ پہن لیا۔ آپ نے حضرت سفیان ثوری سے بھی اکتساب فیض کیا (سِرّ العارفین)

اویسیہ فیض : آپ کا سلسلہ یوں بھی ہے کہ آپ نے عمران موسیٰ بن زید راعیؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے معمر الجیلی رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض کیا جو صحابی رسول ہیں

Marfat.com

اور انہوں نے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا (تذکرۃ اولیائے ہند بحوالہ آداب المریدین سیرۃ الاولیا وغیرہ)

سلسلہ ادہمیہ: حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ سے سلسلہ ادہمیہ جاری ہوا جو بعد میں سلسلہ چشتیہ سے معروف ہوا۔ اصل میں سلسلہ چشتیہ، ادہمیہ چشتیہ ہے۔ (سکینۃ الاولیاء از داراشکوہؒ)

زہد و تقویٰ: مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے مجاور بنے۔ خود کما کر کھاتے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے جو اُس سے مزدوری بنتی فقراء میں تقسیم کر دیتے کئی کئی دن فاقہ میں گذر جاتے۔ فاقہ کی حالت میں ۴۰۰ رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے خدا کے خوف سے ہر وقت روتے رہتے شب بیداری کرتے دن کو مزدوری کرتے چہرہ ہمیشہ گرد آلود رہتا۔

(نوٹ) تذکرہ الاولیاء و دیگر کتب صوفیہ میں آپ کے حالات کثرت سے ملتے ہیں۔ صاحبِ شوق اِن کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

وفات: کہتے ہیں آخری وقت میں کہیں غائب ہو گئے۔ ان کی قبر اطہر کا کچھ پتہ نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کا مزار بغداد شریف میں ہے۔ بعض شام میں بتاتے ہیں بعض سیدنا لوط علیہ السلام کی قبرِ منور کے قریب بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

نقل ہے ۱۶ جمادی الاول ۲۶۲ھ (۸۷۵ء) میں آپ کا انتقال ہوا تو ہاتف نے آواز دی۔ خبردار۔ روئے زمین کی امان نے وفات پائی۔ لوگ اس خبر اور آواز پر حیران ہوئے بعد ازاں آپ کی وفات کی خبر مشہور ہوئی۔

فقیر ذی قعد ۱۳۹۹ھ جنت المعلیٰ (مکہ معظمہ) کے قبرستان میں زیارت۔

Marfat.com

کے پیچھے گیا تو حضرت ابراہیم ادہم کی محبت دل میں موجزن ہوئی آپ کی قبر تلاش کرتا رہا۔ جگہ جگہ کھڑا ہو کر دل سے آپ کی قبر کے بارے میں دریافت کیا لیکن کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر اسی شب فقیر جب سویا تو خواب میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو باب ابراہیم علیہ السلام پر پایا۔ ملاقات ہوئی اور فقیر کے ہمراہ کعبہ معظمہ کی طرف تشریف لائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ

سید الطائفہ جُنید بغدادی کا ارشاد: مَفَاتِحُ الْعُلُومِ اِبْرَاهِيمُ

ابراہیم ادہم علوم معرفت کی چابیاں ہیں۔

ارشادات سیدنا ابراہیم بن ادہم:

★ اللہ جلّ شانہٗ کو اپنا یار بناؤ اور دنیا کو چھوڑ دو۔

★ جب نفس امارہ سے دشمنی ہو جائے تو نفس امارہ کے دشمن سے مرض دہوا کی تمام بھیڑ بھاڑ دور ہو جاتی ہے۔

★ جب انسان اپنے وجود سے اعراض کرے تو دنیا سے اعراض ہو جاتا ہے

★ جو اپنے وجود کی طرف متوجہ ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔

(کشفُ المحجوب از داتا گنج بخش رح)

Marfat.com

باب ہفتم

حضرت خواجہ بدرالدین شاہ حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام نامی اسم گرامی بدرالدین حذیفہ اور لقب سدیدالدین ہے

وطن: شہر مرعش ملک شام میں پیدا ہوئے۔

بچپن: سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا پھر دوسرے علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور سبع قرأت کا فن بھی حاصل کیا۔ رات دن میں دو قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید سے والہانہ محبت تھی۔ شروع ہی سے فقراء سے محبت تھی۔ فقراء کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے دادا پیر حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے آپ کو بچپن میں دیکھا تو فرمایا حذیفہ ولی اللہ اور شیخ طریقت ہوگا۔ یہی خواجہ فضیل رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں

علم لدنی اور ترکِ دنیا : سولہ سال کی عمر میں علم لدنی حاصل کر لیا اور علم شریعت کو مرتب کر لیا تھا۔ عالم نوجوانی میں دنیا کو ترک کر دیا اور خلوت نشینی اختیار کر لی۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد ہوگئے۔ آپ جس کو دُعا دیتے فوراً پوری ہو جاتی۔

خضر علیہ السلام کی نصیحت : آپ ہمیشہ خلوت میں رہتے اور خدا کی عبادت میں مصروف رہتے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا "حذیفہ مسافرت کے لیے راہبر کی ضرورت ہے، ابراہیم بن ادہمؒ کی صحبت اختیار کرو جو راہ انہوں نے اختیار کی ہے وہی تم اختیار کرو۔ آپ خلوت خانہ سے نکل کر سلطان ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گئے۔ سلطان ابراہیم تواضع سے پیش آئے۔

بیعت : سلطان ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ کو سینہ سے لگایا اور بیعت میں لے لیا۔ آپ چھ ماہ تک سلطان ابراہیم علیہ الرحمتہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران چھ مرتبہ کھانا کھایا۔

خرقہ خلافت : سلطان ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے جب آپ کا مجاہدہ اور ریاضت دیکھی تو فرمایا الحمد للہ! جو کام درویشوں سے ہونا چاہیے حذیفہ سے ہوا۔ اے حذیفہ! اللہ تجھے اور ترقی دے اب تم درویشوں کا خرقہ جو میرے پاس امانت ہے۔ پہن لو اور میرے جانشین بن جاؤ۔ لوگوں کو شریعت، طریقت اور معرفت سکھاؤ۔ عرض کیا حضرت مجھے اور کچھ نصیحت فرمایئں۔ فرمایا۔

Marfat.com

جب کوئی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو دنیا اس کی طرف رجوع کرتی ہے تاکہ اسے یادِ الٰہی سے روک دے۔ بس تو فقر اختیار کر۔ یہی ہمارے پیروں نے اختیار کیا ہے۔ درویشوں کو دوست رکھنا، درویشوں کی صحبت میں بیٹھنا۔ اللہ کی طرف توجہ رکھنا۔ غیر سے محبت نہ کرنا۔ اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں جو صاحبِ سِرّ العارفین نے بیان کی ہیں۔

عبادت: آپ نے ستر سال مصلّٰی سے قدم نہیں اٹھایا مگر یہ کہ ہر سال روضۂ مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جاتے تھے۔ کئی مرتبہ اپنے پیر و مرشد کی ہمراہی میں بھی مدینہ منورہ گئے (سیر الاقطاب)

کسرِ نفسی: آپ ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے رہتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ میں جنتی گروہ میں ہوں گا یا دوزخی گروہ میں۔ آپ ہمیشہ روتے رہتے کبھی کسی نے آپ کی آنکھ خشک نہیں دیکھی۔ ایک شخص نے آپ سے کہا۔

جب آپ کو اپنی بخشش کی امید نہیں تو پھر لوگوں کو مرید کیوں کرتے ہو یہ سنکر نعرہ مارا اور بے ہوش ہوگئے۔ لوگوں نے چہرہ اقدس پر پانی کے چھینٹے مارے آپ ہوش میں آئے۔ غیب سے آواز آئی جس کو حاضرین نے بھی سُنا اے حذیفہ ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں۔ ہم تم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں داخل کریں گے۔ جو تجھ سے محبت کرے گا۔ اُسے بھی تیرے وسیلہ سے جنت میں داخل کریں گے۔ کہتے ہیں اس روز تین سو کافر مشرف باسلام ہوئے۔

مژدۂ جنت بلسانِ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ایک روز روضۂ منورہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ کشف روح ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے جہنم کی آگ جلائے حضور نے فرمایا اے حذیفہ میں جنت میں اس وقت تک پاؤں نہیں رکھوں گا کہ پہلے تو بہشت میں آئے گا۔ جو تجھ سے محبت کریں گے۔ اور تیرا وسیلہ لائیں گے وہ بھی بہشت میں جائیں گے۔ تیس سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت کے باطل نہیں ہوا۔

وفات : ۱۴ شوال المکرم ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) میں آپ کا انتقال ہوا۔ مرعش میں مزار پر انوار ہے۔

ارشادات : ★ اخلاص یہ ہے کہ انسان کے افعال ظاہر و باطن ایک ہوں

★ بدکاروں کے تحائف قبول نہ کرو کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ تم ان کے افعال سے خوش ہو۔

★ درویشی اختیار کرو۔

★ درویش کو خالی ہاتھ۔ خالی شکم، خالی کیسہ اور خالی دل رکھنا چاہیے۔

★ جو شخص خود ہلاکت میں ہو وہ دوسرے کو کب نجات دے سکتا ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم

حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری رضی اللہ عنہ

نام : آپ کا نام ابو ہبیرہ ہے اور لقب امین الدین ہے ۱۶۷ھ بصرہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات : سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پائی بلکہ علوم باطنی میں بھی کمال حاصل کر لیا۔ ہر روز دو قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ امراء اور اغنیا کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ہی ان کے گھروں کا کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ امراء کے گھروں کا کھانا دل سیاہ کر دیتا ہے۔

حضرت شاہ حذیفہ کی خدمت میں : تیس سال آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

Marfat.com

اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ تیس سال بعد دعا کی الہی " تیرہ بندہ تیس سال سے تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے مجاہدہ کر رہا ہے اہلِ دنیا سے تعلق ختم کر چکا ہے اب اسے راہ یاب فرما۔"

آواز آئی "خلوت کو چھوڑ دے اور میرے دوست حذیفہ مرعشی کی خدمت کر کے طریقہ درویشی اختیار کرتا کہ تیرا مطلوب تجھے حاصل ہو۔ آپ سیدنا حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو غیب سے آواز آئی چونکہ تو ہمارے دوست کی بارگاہ میں آگیا ہے اس لیے تم کو قبول کر لیا گیا۔ آپ خوش ہوئے اور شیخ کی قدم بوسی کی۔ حضرت شیخ نے نورِ باطن سے دیکھا کہ یہ مرد، مردِ خدا ہونے والا ہے۔ بیعت میں لے لیا اور شغل بتایا جس سے آپ ایک ہفتہ میں ہی قرب کے درجہ تک پہنچ گئے۔ لہٰذا آپ کو خرقہ خلافت عطا کر دیا گیا۔

خرقہ خلافت : جب آپ کو خرقہ خلافت پہنایا گیا تو آپ بہت روئے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا۔ اس رونے میں کیا بھید ہے۔ فرمایا۔

جب میں نے خرقہ پہنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کی ارواح پاک حاضر ہوئیں۔ میرے پیر روشن ضمیر نے مجھے ہر ایک سے آشنا کیا۔ ہر روح نے میرے لیے دعا کی۔ میں خدا کے خوف سے رونے لگا کیونکہ درویشی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا حصہ ہے۔ آج میں نے درویشی کا خرقہ پہنا ہے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جس کے سبب میں قیامت میں شرمندہ ہوں۔

خرقہ پوشی کے بعد گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ گھی۔ شکر اور نمک نہ چکھا۔ پانچ چھ روز کے بعد کھانا کھاتے وہ بھی جو کی روٹی اور کبھی کبھی بے نمک سبزی تناول فرماتے۔ افطار کے بعد آپ ساری رات روتے رہتے اور کہتے

Marfat.com

اے پروردگار عالم! ہبیرہ بیچارہ کمزور ہے اگر تو اس سے کھانے کا حساب پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس عاجز بندہ پر رحم فرما۔ آواز آئی اے ہبیرہ تیرا حساب آسان کر دیا گیا تیرا مطلوب و مقصود تجھے عنایت کریں گے۔

دنیا سے نفرت: ایک مرتبہ ایک امیر آدمی آپ کے پاس ہزار دینار کی تھیلی لے کر حاضر ہوا۔ آپ بیہوش ہو کر گر گئے آپ کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ لوگ اکٹھے ہوئے آپ کے منہ پر چھینٹے مارے گئے جب ہوش میں آئے پھر ان درموں پر نظر پڑی تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ اس طرح کتنی مرتبہ ہوا۔ آپ کا جسم کانپ رہا تھا۔ چہرہ زرد پڑ گیا۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا! جو مطلوب کا خواہاں ہو اور اس کے سامنے مطلوب کا غیر پیش کیا جائے تو ایسی زندگی سے موت بہتر ہے جو درویش فقر کے لائق نہ ہو اسے درم دیتے ہیں۔

ارشادات:

★ بادشاہوں کا کھانا درویش کے لیے زہر سے زیادہ بڑھ کر ہے زہر تریاق سے ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن بادشاہوں کے کھانے سے جو سیاہی دل پر جم جاتی ہے اس کا علاج مشکل ہے۔

★ مجاہدہ اور ریاضت سے دل روشن ہوتا ہے۔

★ درویش کو سب سے بیگانہ ہونا چاہیے۔ دیوانہ بن کر یاد الہی میں مشغول ہونا چاہیے۔ کسی کی تعریف سے خوش اور کسی کی گالی سے ناراض نہ ہونا چاہیے

★ ایمان کی سلامتی درویشی میں ہے۔ کفر کا خوف دولت مندی میں ہے۔

★ درویش پر لازم نہیں کہ اہل دُوَل کا کھانا کھائے بلکہ ان کے پاس بیٹھنا بھی نہ چاہیے جو اہلِ دُوَل کے پاس بیٹھتا ہے۔ نہ معلوم اس کا کیا حال ہو گا۔

Marfat.com

وفات : ۱۲۰ سال کی عمر مبارک پاکر ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۷؁ھ (۱۹۰۰ء) کو وصال فرمایا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥ آپ کے مریدین باوضو رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

باب نہم

خواجہ کریم الدین مُمشاد عُلوؔ دینوری رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام مُمشاد عُلوؔ ہے اور کریم الدین لقب ہے۔

نام میں اختلاف: بعض مورخین مُمشاد اور علوؔ دو علیحدہ علیحدہ بزرگوں کے نام بتاتے ہیں جو غلط ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ ممشاد علو ایک ہی نام ہے۔ آپ قصبہ دینور میں پیدا ہوئے جو پہاڑی مقام ہے اور بغداد شریف میں پرورش پائی۔ (تذکرہ اولیائے ہند از مرزا محمد اختر صاحب دہلوی)

ابتدائی حالات: آپ قرآن مجید کے حافظ تھے شب و روز قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا بہت ورد فرماتے۔ آپ دولت مند انسان تھے لیکن ساری دولت فقراء میں تقسیم کر دی۔ ایک مرتبہ

Marfat.com

شیخ نے دس ہزار دینار فقراء میں تقسیم فرمائے۔ دوسرا سامانِ دنیا بھی تقسیم کر دیا یہاں تک کہ اہلِ خانہ کے لیے کچھ نہ بچا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی "اے پروردگارِ عالم! میں نے تیری محبت میں سب کچھ دے دیا اب اہل و عیال کو تیرے سپرد کرتا ہوں" اتنے میں آپ کے فرزند نے آکر کہا۔ ایک شخص طشت طعام لایا ہے۔ یہ سنکر آپ فراغت دلی سے عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے آپ فقیروں کی بہت قدر کرتے۔ فقراء سے ملتے ان کا احترام کرتے۔ سیدنا خضر علیہ السلام آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لاتے۔ ایک دن خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا "اے ممشاد۔ خدا جس کو اپنا دوست بناتا ہے اُسے اپنا خوف عطا فرماتا ہے لیکن اے دینوری درویش کی صحبت کے بغیر قربِ خداوندی حاصل نہیں ہوتا" عرض کیا! حضرت اِس وقت کون سا درویش ہے فرمایا ابو ہبیرہ بصری کے سوا کوئی کامل درویش نہیں ہے۔ وہ اکسیر نعمت ہے۔

حضرت ممشاد، شیخ ابو ہبیرہ کی خدمت میں

(بغداد شریف سے بصرہ کی طرف روانگی)

خواجہ خضر علیہ السلام کے ارشاد پر آپ شیخ ابو ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ میرا جانشین بنے پھر حلقہ ارادت میں قبول فرما لیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ذکر خلوت میں کرنے کا حکم دیا اِس شغل سے درمیانی پردہ اُٹھ گیا اور عرشِ معلّٰی سے تحت الثریٰ نظر آنے لگا۔ شیخ نے فرمایا اے ممشاد یہ مبتدیوں کا مقام ہے منتہیوں کا مقام نہیں ابھی اور زیادہ محنت کرو تاکہ صرف خدا ہی نظر آئے اور کچھ باقی نہ رہے پھر تازہ وضو کرنے کا حکم دیا اور حضرت ممشاد کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہی اسے درویش بنا۔ بس شیخ کی اس دُعا سے آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر ہوش آیا پھر بے ہوش ہو گئے اسی طرح چالیس مرتبہ یہ عمل ہوا آخر

Marfat.com

شیخ نے ان کے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو ہوش میں ہوئے۔ شیخ نے فرمایا، اے علوؔ۔ تم نے اپنا مقصود پا لیا۔ عرض کیا۔ حضور! اتیس سال کے مجاہدہ و ریاضت سے وہ چیز نہ پائی جو آپ کی صحبت کی برکت سے عطا ہوئی۔

خلافت : جب شیخ نے ان کو اللہ کی محبت میں کامل پالیا تو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا "اے علوؔ اب درویشی کا سکہ تیرے نام پر ہے تو مقام درویشی پر متمکن ہو جا۔ لوگوں کو راہ ہدایت دکھا۔ شریعت۔ طریقت اور معرفت کی منازل طالبان کو طے کرا کر قربِ خداوندی کے مقام پر پہنچا۔

فیضِ نظر : جو شخص مرید ہونے کے لیے آتا، آپ اس وقت تک اس کو مرید نہ کرتے جب تک غیب سے ندا نہ آتی کہ اسے اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرمالو۔ آپ سوائے قیلولہ کے چارپائی پر نہیں لیٹے۔ جس پر نظر ڈالتے اسے خدا رسیدہ بنا دیتے۔ ایک مرتبہ آپ باہر نکلے تو کفار کو بتوں کی پرستش کرتے پایا آپ نے فرمایا او بت پرستو! تم کو شرم نہیں آتی۔ خدائے جل جلال کو چھوڑ کر بے جان کی پرستش کرتے ہو۔ کفار نے جب آپ سے یہ سنا تو شرمندہ ہوئے فوراً لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہوئے ان کی تعداد دو سو پچاس تھی اور آپ کی نظر سے سبھی درویش بن گئے۔ کہتے ہیں بغداد میں کوئی کافر نہ رہا سبھی مسلمان ہو گئے۔

ذوقِ سماع اور انعقادِ عرس : آپ اپنے مشائخ کا عرس کیا کرتے تھے اور عرس کے روز سماع کا ذوق فرماتے بے شمار خلقت حاضر ہوتی سماع کے بعد جو کچھ ہوتا سب تقسیم فرما دیتے۔ لوگوں نے پوچھا آپ سماع کیوں سنتے ہیں۔ فرمایا ہمارے مشائخ نے سنا ہے۔ عرس کا دن وصالِ خداوندی

Marfat.com

کا دن ہوتا ہے۔ خوشی کے موقعہ پر گیت سُننا جائز ہے لیکن نفسانی حرص و ہوا سے سُننا جائز نہیں۔ نہ ہی شریعت اور طریقت میں جائز ہے۔ پس خوشی کا دن ہے۔ ہمارے مشائخ کے یوم وصال پر قربِ خداوندی کی خوشی حاصل ہوئی شاید ہمیں بھی ان کے طفیل یہ خوشی حاصل ہو جائے۔

سماع کیا ہے؟

! فرمایا سماع اللہ تعالیٰ کا ایک سِر ہے جو عاشق بے قرار کے دل میں اترتا ہے اور عاشق مثلِ پروانہ دیوانہ ہو جاتا ہے ظاہر میں اہلِ سماع کا قدم زمین پر ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور اہلِ سماع ہی جانتے ہیں کہ ان کا قدم کہاں ہے۔ اہلِ سماع کا مقام بہت بلند ہے ہر شخص اس مرتبے کے لائق نہیں ہے۔

آپ کی خانقاہ میں اکثر اولیائے عظام آکر فیضیاب ہوتے۔ حضرت معروف کرخیؒ بھی آپ کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ (سِر العارفین)

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ اولیاء میں نقل فرمایا۔ کہ آپ ہمیشہ اپنا دروازہ بند رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی مسافر آکر دروازہ پر دستک دیتا تو پوچھتے میاں تم مقیم ہو یا مسافر۔ مقیم ہوتا تو دروازہ کھول دیتے مسافر ہوتا تو فرماتے تم چند دن رہ کر چلے جاؤ گے ہم تڑپتے رہ جائیں گے۔

مرزا محمد اختر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ سلسلہ چشتیہ (داؤدیہ) اور قادریہ (جنیدیہ) کے مقتدا ہیں کیونکہ آپ نے سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اس سے پیشتر ہم سِر العارفین

حضرت معروف کرخیؒ کا سنِ وفات ۲۰۰ھ ہے اس لحاظ سے صحبت ثابت نہیں ہوتی ۱۲
شیخ ممشاد دینوریؒ اور شیخ جنید کا ایک زمانہ ہے اس لیے خلافت درست ہو سکتی ہے۔ ۱۲
(۲۹۹)ھ (۲۷۹)ھ

Marfat.com

کی روایت لکھ چکے ہیں کہ سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت معروف کرخی، جنید بغدادی کے دادا پیر ہیں یہ بات بعید از قیاس ہے کہ دادا صحبت یافتہ ہو اور پوتا سے استفاضہ کیا ہو (واللہ اعلم)

آپ کے خلیفہ خواجہ احمد اسود دینوری بھی ہیں جو سلسلہ سُہروردیہ جنیدیہ کے پیشوا ہیں۔

وفات: آخری وقت میں لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ آپکو کیا مرض لاحق ہے آپ نے فرمایا۔ مرض پوچھتے ہو۔ لوگوں نے کہا کلمہ پڑھیے آپ نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ اللہ میں تو تجھ میں ہی فنا ہو گیا ہوں اور جو تجھے دوست رکھے اس کی یہی سزا ہے یہ کہہ کر جان بحق ہو گئے۔ ۱۴ محرم الحرام ۲۹۹ھ سنِ وفات ہے۔ دینور میں آپ کا مزار اقدس ہے (بغداد کے قریب پہاڑی قصبہ ہے)

ارشادات: سر العارفین اور تذکرۃ الاولیاء میں آپ کے ارشادات بہت نقل ہوئے ہیں۔ ہم یہاں ایک ارشاد نقل کرتے ہیں جو سب کا سرتاج ہے

★ فقیر کے لیے ضروری ہے۔
جب بھوک کا غلبہ ہو نماز میں مشغول ہو جائے۔
اگر اخلاص نہ ہو تو روزہ رکھے۔

Marfat.com

باب دہم

شیخ المشائخ شرف الدین ابواسحٰق چشتی شامی رضی اللہ عنہ

نام : آپ کا نام ابواسحاق لقب شرف الدین ہے۔

جائے ولادت : شہر مالوفہ ملکِ شام۔

ذوقِ درویشی : اوائل عمر ہی میں آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گئی۔ اللہ کے بندے کی تلاش ہوئی تو چالیس روز تک استخارہ کیا۔ استخارہ میں شیخ الشیوخ علو ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادۂ محبت کا اشارہ ہوا۔

قصدِ سفرِ بغداد : استخارہ میں اشارہ پا کر مرشدِ حق کی تلاش میں ملک شام (مالوفہ) سے ملک عراق (بغداد) کی طرف رختِ سفر باندھا کیونکہ بغداد

Marfat.com

میں حضرت شیخ ممشاد خلقِ خدا کی راہنمائی میں مصروف تھے۔ چالیس دن کے بامشقت سفر کے بعد بغداد پہنچے اور شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی

بیعت اور خرقۂ خلافت : شیخ نے فرمایا "اے ابواسحاق! درویشی ایک کٹھن منزل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہونے اور نفسانی خواہشات کو ختم کرنے کا نام درویشی ہے آپ نے عرض کی۔ بندہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے آپ کی نظر سے درویش ہو جائے گا۔ شیخ نے اپنے سایۂ عاطفت میں لے کر بیعت کر لیا اور فرمایا۔ اے ابواسحاق! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تو کامل درویش ہو جائے۔ تیرے فرزند بھی درویش ہوں۔ جو تیرا اور تیرے فرزندوں کا مرید ہو وہ اہلِ نعمتِ خداوندی ہو جائے۔

★ **چشتیہ سلسلہ کی ابتداء اور سلسلہ چشتیہ کے بانی :** شیخ نے فرمایا ابواسحاق! اہلِ دنیا سے علیحدہ رہنا۔ فقر و فاقہ کو اختیار کرنا۔ فقیروں اور مسکینوں سے پیار رکھنا۔ اللہ اور اسکے رسول کی محبت میں لوگوں کو فنا ہونے کی ہدایت کرنا۔ یہ ہدایات دے کر فرمایا اے ابواسحاق "تم ملک ایران قصبہ چشت میں چلے جاؤ وہاں ایک شخص احمد نامی مرید ہوگا۔ قیامت تک تمہارے سلسلہ کے لوگ چشتی کہلائیں گے۔ آپ کو شیخ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور بحکم الٰہی چشت کی طرف روانہ فرمایا اور دعا فرمائی ؎

الٰہی تا بُوَد خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

Marfat.com

سلسلہ ادہمیہ سلسلہ چشتیہ کے نام سے موسوم ہو گیا : شیخ ابو اسحاق شامیؒ بارشادِ مرشد چشت میں تشریف لائے تو سادات میں سے حضرت قدوۃ الدین ابو احمد بن فرسنانہ پہلی ہی ملاقات میں بیعت ہوئے شیخ ابو اسحاق شامی سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔ اب سلسلہ ادہمیہ، سلسلہ چشتیہ میں قیامت تک کے لیے معروف ہو گیا۔

خاندانِ چشت کی ہر دم غلامی کر عطا

فخر ہے عالم میں مجھ روسیاہ کے واسطے

زہد و تقویٰ : آپ نے جب سے خرقہ پہنا ہمیشہ روتے رہتے۔ ایک گھڑی بھی درد و غم سے آرام نہ کرتے۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضرت رویا نہ کریں اس سے بینائی جانے کا خطرہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو لوگوں کے استفسار پر فرمایا۔ میں محبوب (اللہ تعالیٰ) کی یاد میں روتا ہوں اور نعرے مارتا ہوں تاکہ جلدی میری روح اس پنجرے سے آزاد ہو کر محبوب سے جا ملے۔

آپ سات دن کے بعد افطار کرتے۔ تین کھجوریں یا تین لقموں سے زیادہ کچھ نہ کھاتے اور فرمایا کرتے بھوک میں اللہ تعالیٰ کے اسرار اور نعمتیں ہیں۔ اور فرماتے اَلْفَقْرُ طَرِیْقُ الْاَوْلِیَاءِ۔ (فقر اولیاء کرام کا راستہ ہے)

ذوقِ سماع : آپ پابند شریعت اور شائقِ سماع تھے۔ سماع کی حالت میں آپ کو ہوش نہ رہتی۔ اس زمانے میں آپ کے سماع پہ کسی نے اعتراض

Marfat.com

نہیں کیا۔ اس دور کے مجتہدین میں سے جس نے آپ کی محفل کو دیکھا سماع کو مباح قرار دیا۔

سماع کے بارے میں اقوالِ آئمہ : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق سماع مباح ہے۔

★ امام اعظم کے نزدیک سماع حرام ہے لیکن جو مجبور ہو اسکے لیے مباح ہے
اَلسَّمَاعُ مُبَاحٌ لِاَھْلِہٖ (سیر العارفین)

★ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
سماع کی چار اقسام ہیں

۱	۲	۳	۴
حلال۔	حرام۔	مکروہ	مباح

اگر صاحبِ وجد کو حق کی طرف زیادہ میلان ہو تو اس کے لیے سماع مباح ہے۔

اگر میلان مجاز کی طرف ہو تو سماع اس کے لیے مکروہ ہے
جسکا دل بالکل مجاز کی طرف ہو اسکے لیے حرام ہے
جس کا میلان طبع بالکل حق کی طرف ہو تو اس کے لیے حلال ہے
(سیر الاولیاء صفحہ ۵۰۱)

سماع کے حلال ہونے کے لیے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱	۲	۳	۴
مُسْمِعْ	مُسْتَمِعْ	مَسْمُوع	آلۂ سماع

۱۔ مُسْمِعْ۔ یعنی گانے والا مرد کامل ہو (متقی و پرہیزگار ہو) لڑکا یا عورت نہ ہو۔

Marfat.com

۲۔ مُستمع ۔ یعنی سُننے والا یادِ حق سے خالی نہ ہو۔

۳۔ مسموع ۔ جو چیز سُنی یا گائی جائے فحش نہ ہو۔

۴۔ آلہ سماع ۔ یعنی مزامیر (طبلہ و سرنگی وغیرہ) موجود نہ ہوں ۔

(سیر الاولیاء صد ۵۰۲)

موسسہ انتشارات اسلامی ۔ لاہور ۱۲۹۸ھ

(نوٹ) سماع کی وضاحت کے لیے چند اقوال درج کیے ہیں۔ حضرت شامی چشتی کے اقوال سے متعلق نہیں ہیں (چشتی)

محفلِ سماع میں اہلِ دنیا کا داخلہ ممنوع : حضرت شیخ ابو اسحاق شامیؒ جب سماع سنتے تو تمام اہلِ مجلس کو وجد ہو جاتا۔ در و دیوار ہلنے لگتے جو محفلِ سماع میں حاضر ہوتا وہ کبھی گناہ کے قریب نہ جاتا آپ، اہلِ دنیا اور اہلِ دُوَل کو محفلِ سماع میں آنے کی اجازت نہ دیتے اگر کوئی آپ کی خلاف رضا مجلس سماع میں حاضر ہوتا تو فوراً تائب ہو جاتا اور سارا مال و اسباب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور درویش بن جاتا اگر تائب نہ ہوتا تو بیمار ہو جاتا اور تا زیست صحت یاب نہ ہوتا اس لیے کوئی دنیا دار آپ کی محفل میں نہ آتا تھا۔

اہلِ دنیا کو محفلِ سماع میں آنے کی اجازت کیوں نہیں : حضرت شیخ سے پوچھا گیا اہلِ دنیا کو سماع میں آنے کی اجازت کیوں مرحمت نہیں فرماتے۔ ارشاد ہُوا۔

اہلِ سماع اہلِ لطافت ہیں

اہلِ دنیا اہلِ کثافت ہیں اور طالب دنیا ہیں۔

لطافت اور کثافت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ضدین کبھی جمع نہیں ہوتیں اہلِ لطافت اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ اہل کثافت دنیا کے طالب ہیں طالبانِ

Marfat.com

خدا اور طالبانِ دنیا کو کوئی مناسبت نہیں ہے اگر سماع میں کسی کا دل متفرق ہو تو سب کے دل متفرق ہو جاتے ہیں دنیا دار کو محفلِ سماع میں داخلے کی اجازت نہیں۔

محفلِ سماع کی تین دن قبل تیاری ہونی چاہیے! آپ محفل سے تین دن پیشتر سماع میں شامل ہونے والوں اور قوالوں کو اطلاع دیتے ظاہر و باطن صاف کرنے کا حکم دیتے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہنے اور شب بیداری کا حکم فرماتے۔ جب محفل سماع منعقد ہوتی تو جو مریض آتا شفا پاتا جو گنہگار آتا تائب ہو جاتا۔

(نوٹ) فقیر کہتا ہے اگر فی زمانہ ایسی محفل ہو تو ضرور اس میں شمولیت کرنی چاہیے۔ لیکن سوئے قسمت آج کل کی محفل میں سوائے دنیا کے کچھ نہیں ہوتا۔

سماع کی برکت سے نزولِ رحمت باری! عباسی خلیفہ طالع کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش کی سخت قلت ہوئی۔ خلیفہ آپ کی بارگاہ میں دعا کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ محفل سماع کا انعقاد کر و جب حالتِ وجد میں میری آنکھوں سے اشک رواں ہوں گے تو بارش کا نزول ہوگا۔ لیکن خلیفہ اس میں شامل نہ ہو۔ خلیفہ نے کہا حضور میں آپ کا غلام ہوں شمولیت کی اجازت فرمائیے فرمایا۔ اگر تو ہماری محفل میں شامل ہوا تو ہماری نعمت (درویشی) چھین لی جائے گی۔ خلیفہ نادم ہو کر واپس چلا گیا۔ جب محفل میں غزل چھڑی آپ کی آنکھوں سے اشک ڈھلک کر رخساروں پر آئے تو بارانِ رحمت کا نزول شروع ہو گیا۔

خلیفہ کی دوبارہ حاضری اور آپ کی گریہ زاری! خلیفہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو آپ زار و قطار رونے لگے۔ اہلِ محفل بھی رونے لگے کسی نے پوچھا

Marfat.com

آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے، کہ مجھ سے کوئی اللہ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ عمل سرزد ہوا ہے جس کی وجہ سے تین دن سے خلیفہ کی شکل دیکھتا ہوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ قیامت کے دن اہلِ دنیا کے ساتھ نہ اٹھایا جاؤں۔ خلیفہ نے عاجزی سے کہا حضور مجھے کبھی باریابی کا موقعہ دیں۔
فرمایا۔ اگر تو پھر آئے گا تو ہماری حالت اور زیادہ خراب ہوگی۔
(سیر العارفین)

زہد و تقویٰ چیست اے مردِ فقیر

لا طمع بودن ز سلطان و امیر

(شرف الدین بو علی قلندرؒ)

وفات: آپ نے ۱۴ ربیع الثانی ۳۵۵ھ مطابق ۹۶۵ء کو انتقال فرمایا۔ شہر عکہ ملک شام میں مزارِ اقدس ہے

اگر سیاہ دلم، داغِ لالہ زارِ توام

وگر کشادہ جبینم گلِ بہارِ توام

ارشادات: ★ اَلْفَقْرُ طَرِیْقُ الْاَوْلِیَاءِ
فقر اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی راہ ہے۔
★ فقیر غنی کی محفل میں بیٹھے تو خطرہ ہے کہ فقیر کی نعمت محجوب نہ ہو جائے

Marfat.com

باب یازدہم

شہنشاہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت خواجہ قدوۃ الدین

حضرت ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام ابو احمد لقب قدوۃ الدین۔ برہان الاتقیاء سلطان الاصفیاء ہے

نسب نامہ: سید احمد بن سید سلطان فرسنا نہ بن سید ابراہیم بن سید یحیٰی ابن سید حسن بن سید مجد المعالی بن سید ناصر دین بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہم بن خلیفۃ المسلمین امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سنِ پیدائش: ۲۶۰ھ (۸۷۲ء) بمقام چشت (خراسان)

Marfat.com

حضرت شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا چشت میں ورودِ مسعود اور سید احمد کا رجوع الی اللہ ہونا

رجوع الی اللہ ہونا! حضرت سیدنا علو ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے چشت میں تشریف لائے اور قصبہ چشت میں قیام فرمایا۔ اس وقت سیدنا احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پاک بیس سال تھی۔ قصبہ کے اندر چشتی و شامی کی نظریں ملیں۔ شیخ کی نظر نوجوان کو کندن بنا گئی۔

اسی روز خواجہ سید احمدؒ اپنے والد فرسنانہ کے ہمراہ پہاڑ کی طرف شکار کے لیے گئے اور راستے میں والدِ گرامی سے بچھڑ گئے۔ چلتے چلتے ایک پہاڑ پر پہنچے تو ایک جگہ چالیس رجال الغیب کو موجود پایا۔ حضرت شیخ ابو اسحاق شامیؒ اسی جماعت میں موجود تھے۔ یہ دیکھ کر خواجہ احمد متحیر ہوئے کیونکہ آپ شیخ کو چشت میں چھوڑ کر آئے تھے۔ فوراً گھوڑے سے اتر کر شیخ کے پاؤں میں گر پڑے۔ تمام کپڑے اتار کر پھینک دیئے۔ صرف ایک کمبل اوڑھ لیا۔ اور شیخ کے ہمراہ چل دیئے۔ آپ کے والد اور دوسرے احباب نے آپ کی تلاش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ سلطان فرسنانہ نے آپ کی تلاش کے لیے چند اشخاص کو بھیجا۔ تلاشِ بسیار کے بعد آپ کو پا لیا لیکن آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔ (سفینۃ الاولیاء)

صبا میں وہ ساقی کیف کہاں، ساغر میں کہاں وہ رنگینی
یہ تیری نظر کا صدقہ ہے، یہ تیری نگاہ کی مستی ہے

سلطان فرسنانہ کی آپکے ہاتھ پر توبہ! کہتے ہیں آپ کے والد کا ایک

Marfat.com

شراب خانہ تھا۔ ایک دن موقعہ پاکر خواجہ احمد اندر تشریف لے گئے اور شراب کے تمام مٹکے توڑ دیئے اندر سے کنڈی لگالی۔ باپ کو معلوم ہوا تو بحالت غصہ میخانہ کی چھت پر گئے۔ چھت کے سوراخ میں سے ایک پتھر آپ کے سر پر مارنے کا ارادہ کیا۔ لیکن قدرت نے پتھر سمیت ان کو ہوا میں معلّق کردیا۔ یہ حالت دیکھ کر والد (سلطان فرسنانہ) نے اپنے بیٹے (خواجہ سید احمد ابدال رح) کے ہاتھ پر توبہ کرلی۔ (سفینۃ الاولیاء)

خرقہ خلافت: اگرچہ خواجہ احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب تھے لیکن پیرو مرشد نے دس سال تک آپ کی تربیت فرمائی اور پھر خرقہ خلافت عطا فرمایا اور فرمایا اے ابو احمد تو میرا فرزند ہے جو نعمت مجھے اپنے پیروں سے عطا ہوئی میں نے تجھے دے دی اب تو درویشی میں میرا جانشین ہے۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔ الٰہی احمد کو قبول فرمائے آواز آئی ہم نے قبول کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابو احمد درویشی عرب و ایران کی شہنشاہی سے بہتر ہے۔ (سِرّ العارفین)

شیخ ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کی مراجعت شام: شیخ نے اپنے پیرو مرشد ممشاد دینوری کے حکم کی بجاآوری کے بعد ملکِ شام کی طرف مراجعت فرمائی اور شیخ احمد کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ (سِرّ العارفین)

انوار و تجلّیات: آپ سات روز بعد تین لوا‌ے تناول فرماتے۔ پیالے کا چوتھا حصہ پانی پیتے۔ ساتویں روز نماز کے لیے تازہ وضو کرتے اور یہ وضو نماز کی احتیاط کے لیے ہوتا تھا نہ کہ باطلِ وضو کے لیے عالم جوانی میں خود کو محبتِ الٰہی کی آتش میں جلا لیا۔ چالیس دن بعد قضائے حاجت ہوتی۔ جو آپ کا چہرہ دیکھتا

Marfat.com

اس پر ہیبت طاری ہوجاتی۔ آپ کا خلوت خانہ روشن ہوتا تھا۔ حالانکہ چراغ روشن نہ ہوتا تھا۔ رات کو بغیر چراغ کے تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ لیکن روشنی اس قدر تیز ہوتی تھی کہ آنکھیں چندھیا جاتیں۔ یہ سب مجاہدہ کی وجہ سے نزول فیضان الٰہی تھا جو پیر و مرشد کی اتباع میں تھا۔ جو آپ کی صحبت میں بیٹھتا وہ گناہوں سے توبہ کر لیتا اور پھر کبھی گناہوں کے قریب اور اہل بدعت کی صحبت کے گرد نہ پھٹکتا۔

عبادت اور دعا : شب و روز میں چار قرآن مجید ختم کرتے نماز تہجد کے بعد یوں بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے والے پروردگار تو اپنے بندوں پر رحم فرما۔ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے۔ ہر روز یہ دعا فرماتے اور آواز آتی اے احمد تیری دعا قبول ہوئی۔ تیری دعا سے ایک ہزار گنہگاروں کو بخش دیا۔ آپ نے ساٹھ سال تک نماز تہجد قضا نہ کی۔ نہ معلوم ان کے توسل سے کس قدر گنہگار جنت میں داخل ہوں گے۔ (سیر العارفین)

یاالٰہی بخش دے مجھ روسیاہ کے سب گناہ
احمد ابدال چشتی مقتدا کیواسطے

خوف الٰہی : آپ ہمیشہ رویا کرتے لوگوں نے کہا حضرت آپ کی نگاہ جس پر پڑتی ہے وہ اہل نعمت ہو جاتا ہے گناہوں کے قریب نہیں جاتا پھر آپ کیوں اس قدر گریہ وزاری کرتے ہیں۔ فرمایا "برصیصا (سابقہ امم کا درویش) زاہد اور نامور درویش تھا۔ جس پر نگاہ ڈالتا خدا رسیدہ کر دیتا۔ اسے قہاری کا تیر لگا بے ایمان ہو گیا بلعم بن باعور ولی اللہ اور مستجاب الدعوات

Marfat.com

لہٰذا اُس کی دُعا سے کئی ہزار اشخاص نے دوزخ سے نجات پائی ذرا سی لغزش سے راندہ درگاہ ہوا۔ مجھے اس کی قہاری وجباری اور شانِ صمدیت سے ڈر لگتا ہے اس لیے روتا رہتا ہوں۔

آپ کی کرامت سے کفار کا اہلِ ایمان ہونا: کفار کی بستی سے آپ کا گزر ہوا۔ جو مومن اس بستی سے گزرتا وہ لوگ اُسے آگ میں جلا دیتے ان کا کہنا تھا کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کہتا ہے دوزخ کی آگ اُسے نہ جلائے گی۔ دوزخ کی آگ تو بہت تیز ہے ذرا دنیا کی آگ سے نجات پاکر دکھاؤ۔ اس طرح کئی ہزار مومن ان کی آگ میں جل کر راکھ ہوئے۔ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب گزرے کفار نے آپ کو بھی پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا یہ درست ہے جس نے کلمہ توحید پڑھ لیا اُسے دنیوی یا آخری آتش جلا نہیں سکتی یہ کہہ کر ان کی جلائی ہوئی آگ میں چلے گئے اور نماز پڑھنے لگے۔ آگ نے آپ کو ذرا بھی گزند نہ پہنچایا بلکہ آپ کے نور کی تاب نہ لاکر سرد ہو گئی۔ دس ہزار عورت، و مرد آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور اس کے بعد ۷۰ سو مسلمان ہوئے جو سب ولی ہوئے۔

ایک مرتبہ ۷۹ اناشی دوستوں کے ہمراہ دریائے دجلہ پر گئے کشتی موجود نہ تھی آپ نے فرمایا حلقہ باندھو اور ذکر کرو اور دریا عبور کر جاؤ۔ ذکر کی حالت میں سب دریا پار کر گئے اور کسی کا پاؤں تر نہ ہوا۔ چوبیس ۲۴ بت پرست بھی وہاں موجود تھے انہوں نے آپ کو دیکھا تو آواز دی حضرت ہم پر بھی نظرِ کرم فرمائیں فرمایا۔ میرا نام لے کر دریا میں قدم رکھو۔ انہوں نے ایسا کیا تو دریا عبور کر لیا اُن سب نے توبہ کی اور کامل اولیاء ہوئے۔

(سِیَر العارفین)

Marfat.com

محفلِ سماع! آپ کی محفلِ سماع میں جو موجود ہوتا مست و بے ہوش ہو جاتا یہاں تک کہ قوال بھی بے ہوش ہو جاتے۔ عالمِ غیب سے آواز مسموع ہوتی جسے ہر سامع سُنتا۔ آپ کی محفل پر کسی نے اعتراض نہ کیا کہ حرام ہے ایک مرتبہ فضیل برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے فقط اتنا کہا کہ سماع سننا نہیں چاہیے یہ بات آپ تک پہنچی آپ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی الٰہی میں جو کرتا ہوں اگر تیری مرضی کے خلاف ہے تو مجھے باز رکھ اور سزا دے اور اگر تیرے نیک بندوں کی سنت ہے تو برمکی کو سزا دے بس اسی وقت فضیل برمکی برص میں مبتلا ہُوا۔ بہت علاج کرایا آرام نہ آیا۔ آخر تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہوا ایک رات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ دُعا کے لیے عرض کی۔ حضور نے فرمایا تو احمد کے سماع کا انکار کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کا دوست ہے جا اس سے معافی مانگ اس کی محفلِ سماع میں جو مریض حاضر ہوتا ہے شفا پاتا ہے۔ برمکی بیدار ہوئے سیدھے آپ کے مکان پر گئے۔ سماع ہو رہا تھا۔ حاضر ہوتے ہی شفا پائی آپ نے مسکرا کر فرمایا سماع کی عظمت کو دیکھ لیا۔ فضیل برمکیؒ قدموں پر گرے اور معافی مانگی۔ اس کے بعد سات سو کافر مسلمان ہوئے۔ (سیر العارفین)

وفات! ۱۰۔ جمادی الثانی ۳۵۵ھ (۹۶۶ء) کو پچانوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ چشت میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

ارشادات!

★ اللہ تعالیٰ قادر و عادل ہے۔
★ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔
★ جسے چاہتا ہے راندہ درگاہ کر دیتا ہے۔
★ اس کی بارگاہ میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔

Marfat.com

باب دوازدہم

قطب المشائخ سید محمد چشتی رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام محمد لقب ناسح الدین۔ شیخ الہند ہے آپ کے والد گرامی حضرت سید احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (شجرہ نسب کے حضرت سید احمد کے حالات ملاحظہ ہوں)

سن پیدائش: آپ بمقام چشت ۳۳۱ھ ۱۰ محرم مطابق ۹۴۲ء پیدا ہوئے۔

پیدائش کی بشارت: جس رات آپ پیدا ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی کہ آج تیرے گھر لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ تمام حاضرین کے روبرو وقت پیدائش لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ بآواز بلند پڑھے گا۔ وہ پیدا

Marfat.com

دوست اور ولی اللہ ہے۔ جب تم اُس سے ملو ہمارا سلام کہنا۔

آپ کی والدہ سے روایت ہے کہ آپ ابھی میرے شکم میں ہی تھے۔ کہ تہجد کے وقت میرے پیٹ میں جنبش ہوتی۔ میرے پیٹ سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی آواز آتی۔ یہ کیفیت میں نے اپنے سرتاج سید احمد چشتی سے عرض کی آپ نے فرمایا "تجھے خوشخبری ہو کہ تیرے پیٹ میں ولی اللہ ہے جو وقت تہجد اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

شیخ احمد چشتی جب اپنی زوجہ محترمہ کے پاس آتے تو فرماتے "تیرے پیٹ میں ولی اللہ ہے وہ میرا مرید اور خلیفہ ہے۔" اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہ۔

پیدائش: جب آپ کے والد گرامی شیخ احمد چشتی کو آپ کی ولادت کی اطلاع دی گئی۔ تو شیخ وضو کر کے کمرہ مولد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ السلام علیك یا محمد یا ولی اللہ۔ آپ نے اسی وقت جواب دیا وعلیکم السلام۔ ابا جان آج کی خواب بیان کیجیے۔ شیخ نے کہا کہ خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ آپ نے تم کو سلام بھیجا ہے۔ نومولود نے فوری کہا صلی اللہ علیہ وسلم۔

روایت ہے جب آپ شکم مادر سے پیدا ہوئے تو آپ نے سات مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا۔ (سبحان اللہ) (سرّ العارفین)

(شہزادہ دارا شکوہ رحمتہ اللہ علیہ نے سفینۃ الاولیاء میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے" ہر ولی کسی نہ کسی نبی سے مشابہ ہوتا ہے۔ میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔

آپ کے اس قول کے مطابق حضرت شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ و کلمتہ اللہ علیہ السلام کے مشابہ ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

پیدا ہوتے ہی کلام فرمانے لگے تھے (چشتی)

بچپن میں مسکراہٹ: عالم شیر خوارگی میں روزانہ آپ کسی کی بات سنے بغیر مسکرانے لگتے۔ آپ کی والدہ نے شیخ احمد چشتی سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا "شیطان لعین دن میں چند مرتبہ بچے کے پاس آتا ہے اور اُسے رُلاتا ہے۔ لیکن جب وہ تیرے نور نظر راحت جگر کے پاس اس غرض سے آتا ہے تو فرشتے بحکم الٰہی اُسے مار مار کر بھگا دیتے ہیں یہ بچہ چونکہ صاحب اسرار ہے جب وہ شیطان کی یہ حالت دیکھتا ہے تو مسکرانے لگتا ہے۔

مادرزاد ولی: آپ عاشورہ کی رات پیدا ہوئے۔ صبح صادق کے بعد آپ کی والدہ نے آپکو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے منہ نہ لگایا دوسری عورتوں نے آپ کے منہ میں دوسرا دودھ ڈالا تو آپ کے حلق سے نیچے نہ اترا۔ جب آپ کو شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لایا گیا تو آواز آئی "اے احمد! آج عاشورہ کا دن ہے۔ یہ میرا دوست ہے۔ میرے دوست آج روزے سے ہوتے ہیں۔ شیخ احمد خود روزہ دار تھے۔ آپ نے دُعا کی الٰہی اس کو مکمل درویش بنانا۔

آپ کی والدہ سے روایت ہے "جب سے شیخ محمد چشتی پیدا ہوئے اس وقت سے اڑھائی سال کی عمر تک پانچوں نمازوں کے وقت دونوں آنکھیں آسمان کی طرف کر کے اللہ اللہ کا بے شمار ذکر کرتے۔ آپ کے دل سے ایک نور پیدا ہو جاتا جو رات تاریکی میں سارے گھر کو روشن کر دیتا۔ اکثر تیل نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر میں چراغ نہ ہوتا لیکن آپ کے چہرہ مبارک سے گھر روشن رہتا۔

آپ بہت کم دودھ پیتے تھے کیونکہ بچپن ہی سے آپ کی غذا ذکر الٰہی تھی درویش کم کھاتا ہے اور عاقل ہوتا ہے۔ اسرار الٰہی اس پہ کھلتے ہیں۔ اور جو

Marfat.com

زیادہ کھاتا ہے غافل اور بے وقوف ہوتا ہے۔ شیخ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو مرتبہ آپکو یعنی شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شیر خوارگی میں حاصل ہے وہ شاید ہی دوسروں کو ستر سال کی ریاضت اور مجاہدے سے حاصل ہو۔ جس طرح آج اس کو کوئی حجاب نہیں اس طرح مدت العمر کوئی حجاب نہ ہوگا۔

حصولِ تعلیم اور عبادت و ریاضت: جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو والدہ مکرمہ نے آپ کو حصول علم کے لیے سید احمد ابدال چشتی کے پاس بھیجا۔ جب آپ کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط پڑھایا گیا تو آپ پڑھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر عرض کی۔ ابا جان جب ہم نے الرحمٰن پڑھا تو ایک نور آسمان سے آیا میرے منہ میں داخل ہو گیا اسکی ہیبت سے میں بے ہوش ہو گیا۔ فرمایا: وہ نورِ اسرارِ الہی تھی تم عالم ربانی ہو۔ جب آپ گھر کی طرف آئے تو راستے میں سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا" اے محمد! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو علم شریعت طریقت اور معرفت اور مفردات اسرار اور علوم تقدس کی تعلیم دوں۔ پھر سیدنا خضر علیہ السلام نے اسم اعظم سکھایا۔ بس اس وقت قرآن مجید حفظ ہو گیا۔ توریت زبور، انجیل اور صحائف انبیاء علیہم السلام کے علوم آپ کے سینہ میں آ گئے۔ جب گھر پہنچے تو تین گھنٹے میں والدہ محترمہ کو قرآن مجید حفظ سنا دیا۔

آپ چار سال کی عمر میں ہی حافظ قرآن اور عالم ربانی بن گئے چار سال کی عمر ہی سے نماز باجماعت ادا کرنے لگے۔

خلوت نشینی: سات سال کی عمر میں خلوت اختیار کر لی۔ اور بارہ سال تک حجرہ عبادت سے باہر تشریف نہ لائے اور عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

بیعت و خلافت : سترہ ۱۷ سال کی عمر میں اپنے والد مکرم سید احمد رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت فرمائی۔
اپنے بزرگان سلسلہ کی اتباع کی اور چوبیس ۲۴ سال کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سیر العارفین میں حضرت قطب الاولیاء عماد الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آپ کے روبرو جو کافر بھی آتا چہرہ اقدس دیکھ کر مسلمان ہو جاتا جو مومن آپ کے حضور حاضر ہوتا ولی ہو جاتا۔

ذوقِ سماع : ایک دن والدِ مکرم کی محفل میں حاضر ہوئے تو قوالوں نے اشعار گانا شروع کئے آپ وجد میں آگئے اور سات رات اور دن تک تواجد رہا۔ فقط نماز کے وقت نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت شیخ احمد چشتی نے قوالوں سے کہا بس اب خاموش رہو تاکہ میرا بیٹا محمد ہوش میں آئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آسمان کی جانب منہ کر کے فرمایا۔ کہو، کہو۔ ہر حاضر نے غیبی نغمات کی آواز سنی۔ شیخ احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا سماع ایک پوشیدہ بھید ہے اسکو ہمیشہ پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے۔

ریاضت : آپ نے کئی سال تک اپنا پہلو زمین پر نہ لگایا۔ شب و روز اللہ کی محبت میں مغلوب رہے چنانچہ سیر الاولیاء ص ۵۰ پر سید محمد بن مبارک علوی فرماتے ہیں۔
"سالہا پہلوئے مبارک ایشاں بزمین نرسیدہ بود"

نمازِ معکوس : آپ کے گھر میں ایک کنواں تھا اس میں اُلٹے لٹک کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

استغناء و تسخیرِ کائنات : ایک روز آپ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے خرقہ کو سی رہے تھے کہ خلیفۂ وقت کا پسر گھوڑے سے اتر کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا "رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر والی سے پرسش ہو گی کہ تمہارے ملک میں فلاں بوڑھے نے فاقے سے رات بسر کیوں کی لہذا خلیفہ کی گرفت ہو گی"۔ پسر خلیفہ نے آپ کی خدمت میں کچھ تحفہ پیش کیا۔ خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا"

"از خواجگان ما از ینہا کسے قبول نکردہ است"

پھر آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کی۔ الٰہی اپنے بندوں کو ہماری حالت سے آگاہ فرما، بس اسی وقت دریائے دجلہ کی تمام مچھلیاں اپنے منہ میں زرد دینار لئے برآمد ہوئیں۔ خواجہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پہ غیب کا خزانہ کھول دیا ہوا ہے اور تمہارا محتاج نہیں کیا۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۵۰۱)

ہندوستان میں تشریف آوری : آپ سلسلہ چشتیہ کے سب سے اول بزرگ ہیں جو ہندوستان میں سب سے پہلے تشریف لائے مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ' نفحات الانس، شہزادہ داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں تحریر فرمایا کہ آپ سلطان محمود غزنویؒ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔

مولانا جامی یوں تحریر فرماتے ہیں "خواجہ کو خواب میں بشارت ہوئی۔ لہذا آپ ستر سال کی عمر میں چند درویشوں کو ہمراہ لے کر ہند میں آئے اور مشرکین اور بت پرستوں کے ساتھ جہاد کیا۔ ایک دن مشرکین نے غلبہ کیا اور لشکر اسلام جنگل میں خیمہ زن ہوا، تو خواجہ نے اپنے مرید آبیا بان محمد کاکو بذریعہ

Marfat.com

کشف، اطلاع دے کر بلایا۔ محمد کاکو نے آکر کفار سے خوب جہاد کیا اور لشکر اسلام نے فتح پائی۔ اہل چشت کا بیان ہے کہ ہم نے اس دن دیکھا کہ حضرت محمد کاکو رحمتہ اللہ علیہ پتھر اٹھا اٹھا کر مار رہے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ وہ پتھر ہند کے کفار کو مار رہے تھے۔" (جامی) حالانکہ موجود چشت ہی میں ہی تھے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کونسے معرکہ میں تشریف لائے۔ سلطان نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے آخری حملہ سومنات پر کیا جو ۱۰۲۶ء (۴۱۷ھ) میں ہوا۔ آپ کی وفات ۴۱۱ھ (۱۰۲۰ء) میں ہوئی باور کیا جاتا ہے کہ بٹھنڈا، تھانیسر کے معرکوں میں کسی ایک معرکہ میں شرکت فرمائی۔ اور فتح کے بعد واپس چلے گئے۔

اہل چشت حضور داتا گنج بخش سے پیشتر ہند میں آئے

حضرت سید محمد حسنی رحمتہ اللہ علیہ نے ۳۹۵ھ (۱۰۰۴ء) بٹھنڈا کے معرکہ میں یا ۴۰۵ھ (۱۰۱۴ء) تھانیسر کے معرکہ میں شریک ہو کر جہاد فرمایا۔ اور حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ ۴۰۰ھ میں غزنہ میں پیدا ہوئے حضرت سید محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر حضرت داتا گنج بخش تاہنوز اس عالم میں تشریف نہ لائے تھے یا اگر تھانیسر کے معرکہ میں شرکت تسلیم کی جائے تو حضور علی ہجویری کی عمر پاک ۵ سال تھی۔

حضور داتا گنج بخش، رائے بہادر کنہیا لال کی تحریر کے مطابق ۴۵۱ھ اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، کی تحقیق کے مطابق بحوالہ ڈاکٹر محمد شفیع

نمبر۱ (۱۰۰۴ء / ۳۹۵ھ) نمبر۲ (۱۰۱۴ / ۴۰۵ھ)

Marfat.com

مرحوم ۴۶۰ھ میں لاہور تشریف لائے۔ لہذا چشتی بزرگ داتا صاحبؒ سے ۵۶/۶۱ سال یا ۶۵/۷۰ سال قبل تشریف لائے۔

وفات: حضرت سید محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ اسی۸۰ سال کی عمر میں قصبہ چشت میں فوت ہوئے اور اسی جگہ آپ کا مزار پرانوار ہے۔ آپ کی تاریخ وفات ۳ رجب ۴۱۱ھ (۱۰۲۰ء) ہے۔

خلیفہ استاد مردان رحمتہ اللہ علیہ: خواجہ صاحب کے مرید صادق ہیں۔ کئی برس تک خواجہ جی کے لیے استنجا کے ڈھیلے اور وضو کا پانی تیار رکھتے رہے۔ خواجہ نے ان کو اپنے وطن سنجان خواف جانے کی اجازت دی تو استاد مردان رونے لگے۔ خواجہ نے ازراہ کرم فرمایا۔ تمہاری جسمانی و مکانی مسافتیں اٹھ جائیں گی ہم کو اپنے وطن سے ہی دیکھ لیا کرنا۔ لہذا ایسا ہی ہوا آپ فرمایا کرتے تھے میں چشت کو سنجان میں بیٹھے دیکھتا ہوں۔ آپ کا وصال بھی ۴۱۱ھ میں ہوا۔

ارشادات: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے دوستوں کے رونے کو پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے ڈر سے روتے ہیں یہ نیک بختی اور سعادت کی علامت ہے۔

بدکار اور گنہگار کو رونا نہیں آتا۔

Marfat.com

باب سیز دہم

شیخ المشائخ خواجہ ناصر الدین یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام یوسف رح، والد کا نام محمد سمعان ہے آپ کا لقب ناصر الدین ہے آپ حسنی اور حسینی ہیں۔ آپ کی والدہ بنت احمد چشتی رح خواہر محمد چشتی رح حسنی ہیں اور آپ کے والد محمد سمعان حسینی ہیں۔

تاریخ پیدائش: ۳۷۵ھ مطابق ۹۸۶ء

سلسلہ نسب: خواجہ یوسف ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ بن خواجہ محمد سمعان رحمتہ اللہ علیہ بن سید ابراہیم بن سید حسین بن سید عبداللہ بن سید امام تقی بن امام محمد نقی بن امام موسیٰ علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین ساجد علی بن سید الشہدا شہید کربلا شہزادہ امام حسین رضی اللہ عنہ بن مولائے کائنات حیدرِ کرار علی المرتضیٰ کرم اللہ

Marfat.com

وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہم

پیدائش : حضرت سید ابو احمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی تھیں جو زہد و تقویٰ میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد اپنے بھائی حضرت سید محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس رہتی تھیں۔ اپنے بھائی کی خدمت کرتی رہتی تھیں اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ جب اس زاہدہ عابدہ کا سن مبارک چالیس سال کا ہوا تو سید محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب کے اندر اپنے پدر بزرگوار کو یہ ارشاد فرماتے پایا کہ تمہاری ہمشیرہ کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ تمہارا وارث اور خلیفہ ہوگا۔ ملکِ شام میں ایک شخص سید محمد سمعان حسینی ہیں اُن سے اپنی ہمشیرہ کی شادی کر دو۔ حضرت سید محمد سمعان حسینی کو چشت میں طلب کر کے آپکا نکاح کر دیا۔ انہی سے حضرت سید ناصر الدین یوسف چشتی حسنی حسینی پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ مکرم نے چشت ہی میں رہائش اختیار کر لی۔

تعلیم و تربیت : آپ نے تعلیم و تربیت اپنے ماموں حضرت خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ چونکہ خواجہ صاحب کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے خواجہ نے خواجہ یوسف کو اپنی کفالت میں لے لیا اور ظاہری و باطنی تعلیم اور راہِ سلوک سے آراستہ فرمایا۔

بیعت : جب خواجہ یوسف اپنے ماموں جان خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو خواجہ ارشاد فرماتے ”اے ناصر الدین! خدائی علم وہ علم ہے جسے کوئی عقل احاطہ میں نہیں لے سکتی۔ خواجہ یوسف نے آپ سے کوئی سوال کیا تو خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے سوال کے سات سو جوابات دیئے۔ خواجہ یوسف بحرِ حیرت میں مستغرق ہو گئے۔ تعظیم بجا لائے اور

Marfat.com

حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

خرقہ خلافت: بیعت کے بعد خواجہ نے آپ کو راہِ سلوک کی ہدایات فرمائیں۔ خواجہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اسم اعظم آپ کو سکھایا تھا خواجہ یوسفؒ کو بتا دیا۔ آپ نے فقر و فاقہ اختیار کیا اور چودہ سال تک ریاضت میں مشغول رہے اور

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد فرماتے رہے

جب آپ کو کامل پایا تو خواجہؒ نے پیرانِ چشت کا خرقہ عطا فرمایا۔

شانِ استغنیٰ: کئی کئی روز تک کھانا تناول نہ فرماتے جب کھانے کا ارادہ کرتے تو بہت کم مقدار میں کھاتے۔ معتقدین جب نذر و نیاز پیش کرتے تو آپ اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ خادم کو تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔ خادم اگر کوئی چیز رکھ لیتا تو آپ کو حضوری قلب حاصل نہ ہوتی فوراً خادم کو بلا کر حکم دیتے کہ فلاں چیز جو تمہارے پاس ہے فقراء کو تقسیم کر دو۔

فقر کیا ہے: آپ سے سوال کیا گیا کہ فاسق بھی صاحب نعمت ہوتا ہے فرمایا۔ ہم نے تو کتاب میں پڑھا ہے اہل نعمت فاسق نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض فقراء گنہگار ہوتے ہیں لیکن کافر نہیں ہوتے اور نہ ہی خدا کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فقیر بیچارہ خود گرفتار ہوتا ہے۔ ہمیشہ عجز و انکساری کرتا رہتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کو دوست رکھتا ہے۔ فقیر اپنی عجز و نیازی کے سبب اہل دُوَل سے پانچ سو سال قبل بہشت میں داخل ہوگا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فقیر اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں تو جائے گا لیکن اس کے فقر کی برکت سے دوزخ کی آگ اسے تکلیف

Marfat.com

نہ دے گی۔

عرس اور ذوق سماع : آپ اپنے مشائخ کا عرس کیا کرتے۔ کھانا تیار کرتے۔ فقیروں کو علیحدہ بیٹھا کر لذیذ کھانے کھلاتے۔ اگر فقیروں میں کوئی اہل دنیا آجاتا تو ناراض ہوتے اور اسکو کھانا دے کر واپس کر دیتے۔ فقیروں کی تعظیم کرتے۔ امراء اور بادشاہ کو فقیروں سے اونچا نہ بٹھاتے اور نہ ہی مقام صدر پر جگہ دیتے۔

جب سماع سنتے تو فقراء، مشائخ اور علماء کے سوا کوئی حاضر نہ ہوتا۔ اگر محفل سماع میں کوئی اہلِ دنیا آجاتا تو سماع کی محفل بند کر دیتے۔ فرماتے۔ سماع اسرار الٰہی ہے۔ نالائق انسان پر اسرار الٰہی ظاہر نہ ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر کوئی اہل دنیا آپ کی محفل میں آجاتا تو مجذوب ہو جاتا اور درویش بن جاتا۔ حالت سماع میں آپ کا چہرہ کبھی سرخ و سفید اور کبھی زرد ہو جاتا۔ حالت سماع میں اس قدر روتے کہ لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں لوگوں کو رقت طاری ہو جاتی۔ آپ کی محفل میں کوئی بدکار آجاتا تو آپ کی نظر سے مجذوب ہو جاتا۔ حالت سماع میں آپ کے چہرہ سے ایک نور اٹھ کر آسمان کی طرف جاتا۔ آپ کے سماع کو کسی عالم نے حرام نہ کہا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید صادق حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ آپ کی محفل میں شریک ہو کر سماع سنتے۔

خواجہ کے ایک مرید نے عرض کیا۔ "حضرت جب سماع اللہ اور بندے کے درمیان ایک سر ہے تو جنید بغدادی سید الطائفہ نے توبہ کیوں کی"؟ فرمایا "شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے شیخ جنید نے سماع سے توبہ نہیں کی دراصل شیخ سا کوئی کامل درویش موجود نہ تھا میں بھی (شیخ شبلیؒ) فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے گیا ہوا تھا۔ جب شیخ نے صاحب سر کوئی نہ پایا تو سماع ترک کر دیا"، پھر خواجہ نے فرمایا اگر شیخ چشت میں آکر فقیر کی محفل میں شریک

Marfat.com

ہوتے تو کبھی سماع ترک نہ کرتے یا فقیر ہی بغداد میں چلا جاتا تو بھی شیخ جنید سماع ترک نہ کرتے"۔

سورۃ فاتحہ کی برکت: آپ کو خواب میں خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی خواجہ نے حال پوچھا تو عرض کی حضور قرآن مجید یاد نہیں ہوتا فرمایا سورۃ فاتحہ ۱۰۰ بار پڑھو اس کی برکت سے قرآن مجید یاد ہو جائے گا۔ بیداری کے بعد آپ نے ایسا ہی کیا "بفضل وکرم حق سبحانہ تعالیٰ از برکت سورۃ فاتحہ تمامی کلام اللہ خواجہ یوسف را محفوظ شد چنانکہ ہر روز پنج ختم کردن گرفت"
(سیر الاولیاء)

مسجد کا سیدھا کرنا: چشت کے قریب ایک مسجد تعمیر کی گئی لیکن اس کی عمارت ٹیڑھی رہی کعبہ سے ایک گز ہٹ کر اس کا محراب بنا دیا گیا۔ بعد میں پتہ چلنے پر سب پریشان ہوئے خواجہ یوسف ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ کو جب یہ خبر ملی تو گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پڑھ کر مسجد کی دیوار پر لکڑی ماری۔ دیوار ایک گز ہٹ گئی اور مسجد سیدھی ہو گئی۔

سیر الاولیاء کے مصنف حضرت سید محمد علوی کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مکرم سید مبارک محمد کرمانی نے اس مسجد کی چشت میں جا کر زیارت کی۔

گوشہ نشینی: ۴۲۵ھ پچاس سال کی عمر پاک میں گوشہ نشینی اختیار کر لی دنیا و ما فیہا سے لاتعلق ہو گئے۔ حضرت خواجہ حاجی مکی رحمتہ اللہ علیہ جو جلیل القدر

Marfat.com

بزرگ تھے کہ حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی شامی ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے
کے مزار اقدس کے قریب ایک چلّہ خانہ اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا۔ وہ زمین
اس قدر سخت تھی کہ کوئی شخص بھی اس کو کھود نہ سکا۔ آپ نے چار گھنٹہ
میں زمین کھود کر چلّہ خانہ بنا لیا۔ بارہ سال تک اس میں قیام کیا۔ آپ پر اس قدر
وحشت وحیرت اور شیفتگی غالب تھی کہ وضو کرتے وقت حالتِ غیبت طاری
ہوجاتی اور بعض اوقات غائب ہوجاتے پھر ایک ساعت کے بعد تشریف
فرما ہوتے اور وضو کامل فرماتے۔

آپ نے شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ الفغاری قدس سرہ العزیز سے بھی فیضان حاصل کیا۔ شیخ ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی حضرت ابوبکر شبلی آپ کی خانقاہ میں آکر محفلِ سماع سے محظوظ ہوتے تھے۔

وفات: ۹۳ سال کی عمر میں ۴ ربیع الاوّل ۴۵۹ھ مطابق ۱۰۶۷ء میں وفات پائی۔ چشت میں مزار اقدس ہے۔ آپ کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے قائم مقام ہوئے۔

ارشادات:

★ دنیا کا طالب، نفس پرست، حریص سماع کے لائق نہیں بلکہ محفل سماع میں وہ شخص شامل ہو سکتا ہے جو دیدار الٰہی کا عاشق اور لقائے پروردگار کا متلاشی ہو۔

★ اہل سماع کو جو سماع میں حاصل ہوتا ہے وہ سَو سالہ خلوت نشینی سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ شب و روز سجود و رکوع میں گذارے۔

★ حیف ہے اس درویش پر جو درویشی کا دعویٰ کرے اور اہل دنیا کی ہم نشینی کرے۔

Marfat.com

★ اہل دنیا کی صحبت درویش کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح ہینگ کستوری کو خراب کرتی ہے۔

★ درویش فقر ہی میں سلامت رہتا ہے۔

(سیر العارفین۔ نفحات الانس۔ تذکرہ اولیائے ہندوپاک۔ سفینۃ الاولیاء سیر الاولیاء)

حضرت خواجہ امام ناصر الدین ابو یوسف چشتی جالندھری قدس سرہ

آپ اگرچہ کتاب ہذا کے سلسلہ سے متعلق نہیں۔ آپ کا ذکر خیر اپنی عقیدت خاص سے کر رہا ہوں۔ آپ کی پیدائش ۱۷ رمضان المبارک ۵۷۲ھ چشت میں ہوئی سلطان محمد سبکتگین کے ہمراہ جالندھر تشریف لائے۔ سلطان کے لشکر میں اولیاء عظام کا ایک لشکر ہوتا تھا۔ جس کو "لشکر دعاء" کہا جاتا ہے۔ آپ اور آپ کے بھانجے خواجہ ہاشم رحمتہ اللہ علیہ اسی لشکر دعا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے بھانجے خواجہ ہاشم کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے ان کا مزار بانسانوالہ بازار جالندھر میں ہے آپ نے جالندھر میں خانقاہ قائم کی اور لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا۔ اس وقت اس علاقے کا راجہ بھیم پال تھا۔ جو کانگڑہ، سیالکوٹ، جالندھر اور ملتان کا حکمران تھا۔ جوگی جلودھر سے بھی آپ کا مقابلہ ہوا۔ جوگی مغلوب ہوا اور ہوشیارپور کی پہاڑیوں میں روپوش ہوا۔ اس جگہ جوگی کی ٹکر اور آپ کے کھڑاؤں کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔ آپ کی خانقاہ سے ہزارہا کفار آپ کی روحانیت سے متاثر ہوئے اور بت پرستی سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ نے ۱۵ رجب ۶۳۴ھ میں وفات پائی آپ کا مزار جالندھر (بھارت) میں ہے۔ روضہ اقدس کی عمارت اور

Marfat.com

گنبد سلاطین سلف کے زمانہ کی طرزِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ گنبد کی بلندی ۱۰۰ فٹ کے قریب ہے ؎۔

روضہ اقدس کے دائیں جانب ایک حجرہ ہے جس میں حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے چلہ کشی فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق خواجہ ہندالولی معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی دہلی جاتے ہوئے یہاں حاضری دی۔ آپ کا یہ شعر جلی حروف میں گنبد کے اندرونی حصہ میں کندہ ہے ؎

امامِ مظہرِ حق پادشاہ ناصرِ دین

حبیبِ خاصِ خدا نائبِ رسولِ امین

آپ کے مزار کی ڈیوڑھی کی طرز تعمیر اپنی مثال آپ ہے ڈیوڑھی پر دو مینار اور ایک گھنٹہ گھر ہے میناروں کی اونچائی ۲۵۰ فٹ ہے۔ ڈیوڑھی سے داخل ہوں تو ایک وسیع و عریض صحن ہے جس کے دائیں جانب برآمدے، مہمان خانے وغیرہ ہیں اور بائیں جانب ایک وسیع مسجد ہے اور ساتھ ہی تالاب اور آسمانی کنواں ہے۔ اس مسجد میں پیر و مرشد حضرت خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جب بھی جالندھر تشریف لاتے تو نماز جمعہ پڑھاتے۔

(تجلیاتِ ناصریہ از محمد طفیل ناصری جالندھری)

Marfat.com

باب چہاردہم

خاتم الفقراء حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام مودود لقب قطب الدین ہے۔ خواجہ امام ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔

تاریخ پیدائش: ۴۳۳ھ مطابق ۱۰۴۰ء

سلسلہ نسب: خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ناصر الدین یوسف چشتی بن خواجہ محمد سمعان حسینی رضی اللہ عنہم۔

تعلیم تربیت: آپ نے تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے والدِ مکرم خواجہ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ مزید تحصیل علم کے لیے بلخ بھی تشریف لے گئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

Marfat.com

بیعت: آپ نے اپنے والد ماجد خواجہ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت فرمائی۔ خواجہ صاحب نے بیعت کے بعد آپ کو نصیحت فرمائی۔ "اے نورِ چشم مودود اب تجھے لازم ہے کہ فقر کو اختیار کرے درویشی فقر ہی سے کشادہ ہوتی ہے درویشی میں جس قدر فقر ہوگا۔ اسی قدر وہ بلندی حاصل کرے گا۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو پسند فرمایا اور اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ ارشاد فرمایا۔ معراج سے واپسی پر صحابہ میں بیٹھ کر یوں دعا عرض کی اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ۔ (الٰہی مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ بحالت مسکینی موت عطا فرما۔ مسکینوں میں میرا حشر فرما۔" ہمارے خواجگان سبھی مسکین تھے۔ فقراء ہی سے نشست و برخاست کیا کرتے تھے۔ فقر سے محبت سنت نبوی اور اتباع مرتضوی ہے" آپ نے مرشد شہاب کی تمام نصائح پر عمل کیا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ دو قرآن مجید کی بوقت شب اور دو بوقت دن تلاوت فرماتے نفی اثبات کا کثرت سے ذکر کرتے۔

نفی اثبات کے ذکر سے روشن ضمیر بن گئے۔ جو ملاقات کو آتا اسکا سارا حال بیان کر دیتے۔ آپ سے سوال کیا گیا "دلوں کے حالات سے تو ملائکہ بھی واقف نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (جو تم کرتے ہو وہ فرشتے جانتے ہیں) جب تک فعل سرزد نہیں ہوتا انسان کی دلی کیفیت سے ملک واقف نہیں ہوتے۔" ارشاد فرمایا "ہم غیب کا دعویٰ نہیں کرتے ہمارے مولا جو ہم سے کہلوانا چاہتا ہے پہلے ہم کو اس کا معائنہ کرا دیتا ہے۔ جسے دیکھ لیا جائے غیب نہیں کہلاتا۔ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان جو اسرار میں اس سے مقرب فرشتے بھی واقف نہیں۔

صہ

Marfat.com

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست!

بعد از ارشاد ہوا جو مجھے مقام حاصل ہے۔ مبتدیوں کا مقام ہے ابھی مجھے مشائخ کا خرقہ نہیں ملا۔ درویشی کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔

خرقہ خلافت: عالم نوجوانی میں آپ کو خرقہ خلافت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے عطا ہوا اور تلقین فرمائی۔

"اے مودود! اہلِ ریاضت اور اہلِ علم و فضل خرقہ پہنتے ہیں دل کو حسد اور بغض سے بالکل صاف کرلو۔ تعریف اور مذمت سے بے نیاز ہو جاؤ ہمیشہ ذکرِ الٰہی ہی میں مشغول رہو۔"

خرقہ خلافت کے حصول کے بعد آپ کو علم لدنی حاصل ہو گیا۔ تمام علوم سینہ بے کینہ میں مجتمع ہو گئے۔ ۲۶ سال کی عمر میں ۴۵۹ھ میں جانشین ہوئے۔

تواضع اور خدمتِ خلق: آپ تمام مخلوق کو اپنے سے بہتر خیال کرتے تھے۔ اعلیٰ ہوتا یا ادنیٰ سلام میں پہل فرماتے۔ اپنے غلام اور لونڈیوں کو خود سلام کرتے۔ معمولی سے آدمی کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے کسی کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" فرمایا۔ حضور خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام میں پہل فرماتے تھے"۔ فقراء اور درویشوں کو کھانا کھلاتے۔

پابندیٔ شریعت: شریعت کے جید عالم اور طریقت و معرفت میں بے مثل

Marfat.com

درویش تھے۔ آپ سے کوئی فعل یا قول خلاف شریعت سرزد نہیں ہوا۔ ۲۶ سال کی عمر میں خواجہ ناصر الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہوئے۔ اخلاق حسنہ اور حسنِ سیرت میں آپ کی مثال نہ تھی۔ آپ کے زمانہ کے تمام علماء اور اہل طریقت حضرات آپ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ آپ جو کام کرنا چاہتے غیب سے ندا آتی اس کے مطابق کام کرتے۔ پیوند لگا کپڑا استعمال کرتے درویشوں اور غریبوں میں اجلاسِ اجلال فرماتے۔ آپ کے زمانے میں آپ کا ثانی کوئی نہیں تھا۔

غیبت: جب محفل سماع میں حاضر ہوتے حالت غیر ہو جاتی جو اس محفل میں حاضر ہوتا اس پر رقت طاری ہو جاتی۔

کئی بار حلقۂ سماع سے غائب ہو جاتے کچھ دیر بعد پھر حاضر ہو جاتے ایک مرتبہ ایک صوفی نے آپ سے سوال کیا "آپ بار ہا محفل سماع سے غائب کیوں ہو جاتے ہیں۔ اور پھر موجود بھی ہو جاتے ہیں۔ اس میں کیا سر ہے۔ آپ نے فرمایا "تم نے لباسِ صوفیانہ تو زیب تن کر لیا لیکن ابھی تک دل کی صفائی نہیں کی۔ ابھی تیری نظر ظاہر ہے باطنی آنکھ تجھے نصیب نہیں ہوئی۔ اہل سماع کو اللہ تعالیٰ ایک خاص مقام عطا فرماتا ہے۔ جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اہلِ سماع وقتِ سماع مقامِ نور میں قیام پذیر ہوتے ہیں اور خلقت کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں۔ ظاہر بین چونکہ نظر نہیں رکھتے اس لیے غیب سمجھتے ہیں حالانکہ اہلِ سماع موجود ہوتے ہیں لیکن نور کے لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔

خواجہ احمد جام رح سے اکتساب فیض: خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہرات میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر شیخ الاسلام ابو الحسن خواجہ احمد جام نامقی رضی اللہ عنہ سے اکتساب فیض کیا۔ اور تین شب و روز

Marfat.com

خواجہ جام کے مصلٰی پر رہے پھر دوبارہ چشت میں تشریف لائے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں بزرگوں کا عجیب وغریب اور طویل دعریض واقعہ نفحات الانس میں بیان فرمایا ہے جو فقیر کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگان کو خواجہ جام سے بھی فیضان حاصل ہے۔ اس سلسلہ کو سلسلہ ادہمیہ چشتیہ نامقیہ بھی کہتے ہیں۔

مقام: آپ ماسوائے اللہ ہمیشہ بیزار رہے۔ آپ نے تیس سال تک شب بیداری فرمائی۔ مجاہدہ ریاضت میں آپ کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ عرش تا تحت الثریٰ ہر چیز آپ کے لیے روز روشن کی طرح تھی۔ آپ کی نگاہ جس طرف اٹھ جاتی بس پارس کر دیتے۔ آپ کی نظر کے سامنے کوئی ولی نہ ٹھہر سکتا۔

شیخ ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جلالت نے چار سو اولیاء اللہ کو فنا کر دیا تھا۔ جب خواجہ مزدود رح نیشاپور میں شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو ابو العباس کا شہرہ سن کر ان کی خدمت میں حاضری دی لیکن خواجہ پر شیخ کی نظر کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ان کی نظر ہی نظر جلالت سے نظر جمال ہو گئی۔

خواجہ کو خانہ کعبہ کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔ جب اشتیاق کا غلبہ ہوا تو ان کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ ان کے حضور پیش کر دیا جائے۔ لہٰذا آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور نماز ادا کی اور پھر خانہ کعبہ واپس ہو گیا۔ آپ کے تمام مریدین مقام محبت پر فائز تھے۔

سماع: جب سماع سننا چاہتے تو اوّل مکمل قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور سماع کے بعد بھی مکمل قرآن مجید ختم کرتے۔ سماع کی حالت میں اس قدر روتے کہ ڈاڑھی اور سینہ مبارک تر ہو جاتے۔ ساری محفل پر رقت طاری ہو جاتی بعض اوقات حالتِ سماع مسکراتے اور چہرہ سرخ ہو جاتا۔ جب اسکی وجہ پوچھی گئی

Marfat.com

فرمایا اھلِ سماع حالتِ جمال میں سرخ ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے تو اھلِ سماع ہنسنے لگتے ہیں۔ جب حالتِ سماع اس کی جباری وقہاری سامنے آتی ہے تو اہلِ سماع رونا شروع کرتے ہیں۔

بس یہ سرِّ الٰہی ہے ہمارے خواجگان نے اسکو ظاہر نہیں کیا۔ عام لوگوں کے روبرو بیان نہیں کرنے چاہیں۔

اسرارِ محبت را ہر دل نبود قابل

دُرنیست بہر دریا زرنیست بہر کانے

وفات شریف: جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک باہیبت اور باعظمت شخص آپ کے پاس ایک خط لے کر حاضر ہوا اور مبارک باد دی۔ آپ نے سبحان اللہ کہہ کر خط لیا اور آنکھوں سے لگایا اور جان آفریں کے سپرد کر دی (فقیر کہتا ہے خط میں قرآن مجید کی آیات ہوں گی۔ "یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً" ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس چل تو اس سے راضی ہوا وہ تجھ سے راضی ہوا۔ میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں داخل ہو جا) غسل تجہیز وتکفین کے بعد جب جنازہ تیار ہوا تو لوگوں نے اٹھانا چاہا تو نہ اٹھا سکے غیب سے آواز آئی۔ میرے بندے سے دور ہٹ جاؤ جب لوگ ہٹ گئے تو مردانِ غیب حاضر ہوئے اور نمازِ جنازہ ادا کی اور غائب ہو گئے یہ منظر ہر شخص نے دیکھا صاحب سیر الاولیاء فرماتے ہیں "چوں ایں کرامت معائنہ شد چندیں ہزار کافراں درآں

Marfat.com

روز مسلمان شدند" یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں کافر اسی روز مسلمان ہو گئے۔
(سبحان اللہ)

۹ رجب المرجب ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۳۲ء بعمر ۹۴ سال جام وصل پیا مزار شریف چشت میں ہے۔

آپ کے خلفاء میں حاجی محمد شریف زندنی۔ خواجہ احمد پسر خواجہ مودود خواجہ رکن الدین محمود شاہ سنجان رحمہم اللہ علیہم۔

ارشادات:

★ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے نیک بخت بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان وہ اسرار ہیں جن سے مقرب فرشتے بھی واقف نہیں۔

★ طالب کو اللہ کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔

★ اہل سماع وہ ہیں جن کو نور کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

نوٹ: نمبر ۱۔ آپ کی وفات کے وقت غوث الاعظم ۵۷ سال کے تھے اور بغداد میں مدرسہ مخدومی میں وعظ فرماتے تھے۔

نوٹ: نمبر ۲۔ خواجہ احمد جام اور شیخ ابو العباس کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرۃ الاولیاء سفینۃ الاولیاء۔ نفحات الانس)

خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ: آپ قطب الوقت اور مشائخ کبار میں شامل ہیں۔ چشت میں والد مکرم خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سجادہ مقرر ہوئے۔ آپ کو حضور خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا۔

اے احمد اگر تم ہمارے مشتاق نہیں تو ہم تمہارے مشتاق ہیں" بس بیدار ہوتے ہی حرمین شریفین کا قصد کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف

Marfat.com

رہے گئے۔ چھ ماہ تک روضہ اقدس کی مجاوری کی یہاں تک کہ خدام کو آپ کی حاضری گراں گذری تو گنبد خضراء سے آواز آئی۔

"ہمارے مشتاق کی دل آزاری کا باعث نہ بنو"

اس آواز کو سب نے سُنا۔ سرکار کی اجازت کے بعد بغداد شریف تشریف لائے اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں قیام کیا۔ شیخ نے آپ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ پھر خراسان سے ہوتے ہوئے چشت میں تشریف لائے۔

آپ کی ولادت ۵۰۷ھ وفات ۵۷۷ھ ہے

(۱۱۱۳ء) سلسلہ چشتیہ مودودیہ، عزیزیہ حاشیہ (۱۱۸۱ء) ۵۸۹ھ

آپ کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عزیز اللہ مانڈوی (بھارت) ہیں جن کے پیشوا رکن دین کان شکر (اولاد بابا فرید شکر گنج ہیں) جو خلیفہ ہیں محمد زاہد کے وہ خواجہ یوسف کے وہ خواجہ احمد کے وہ خواجہ علی کے وہ خواجہ احمد کے وہ خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہم کے۔ (اذکار ابرار از محمد غوثی)

شاہ سنجان رحمتہ اللہ علیہ! آپ کا نام رکن الدین محمود ہے خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں سے ہیں۔ سنجان خواف ایک گاؤں کا نام ہے اس کے باشندے ہیں۔ لوگ آپ کو خواجہ سنجان کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے شاہ سنجان خطاب دیا پھر اسی سے معروف ہوئے آپ اپنے پیر و مرشد کا اسقدر احترام فرماتے کہ کبھی چشت شہر میں بے وضو نہ رہے۔ شب بیدار تھے۔ پیشاب اور پاخانہ کی حاجت کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر حدود چشت سے باہر نکل جاتے۔ وضو کر کے چشت میں داخل ہوتے آپ کا سن وفات ۵۹۹ھ ہے (۱۲۵۱ء)

سیر الاولیاء۔ سیر العارفین۔ نفحات الانس۔ سفینۃ الاولیاء تذکرۃ اولیائے ہند و پاک

Marfat.com

باب پانزدہم

قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام نامی اسم گرامی شریف ہے۔ خواجہ حاجی کے نام سے موسوم ہیں کیونکہ آپ نے متعدد حج کئے اس لیے حاجی مشہور ہوئے۔ آپ کا لقب نیر الدین تھا۔ (سیر الاقطاب)

سن پیدائش و مقام پیدائش: زندنہ از بلادِ بخارہ (روس) میں ۴۹۲ھ مطابق ۱۰۹۹ (بروایتے ۱۰۵ھ ۱۰۸۹ء) پیدا ہوئے۔

ارادت: خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید مخدوم قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت فرمائی۔ خواجہ نے فرمایا "اے شریف! تو نیک بخت ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے التماس کی ہے کہ تو میرا جانشین بنے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف راغب کرے۔ تیرا ہر مرید صاحبِ نعمت ہوگا۔ تمہارے مریدین میں ایک فقراء کا سردار ہوگا۔ بیعت کے بعد تیرے لیے عزلت نشینی

Marfat.com

لازم ہے "عرض کی! "عزلت نشینی کے قابل وہ شخص ہوتا ہے جسے اطمینانِ قلب حاصل ہو، خاک راس قابل نہیں ہے۔" حضرت سید مخدوم خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے جو اسم اعظم اپنے پیر و مرشد خواجہ امام ناصر الدین یوسف چشتی قدس سرہ العزیز سے حاصل کیا تھا وہ خواجہ شریف زندنی کو تعلیم فرمایا۔

خرقہ خلافت : اسم اعظم کے حاصل ہوتے ہی تمام علوم آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئے۔ آپ نے عزلت نشینی اختیار کر لی تو خواجہ مخدوم نے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور نصیحت کی۔

" درویش کے لیے ضروری ہے کہ شبانہ روز یادِ الٰہی میں مصروف رہے ماسوٰی اللہ دل سے محو کر دے۔ درویشوں سے محبت و صحبت رکھے۔ درویش محبینِ الٰہی ہوتے ہیں۔ خواجہ محمد شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس[۴۰] سال تک مجاہدہ کیا درختوں کے پتے اور جنگلی میوہ جات پر زندگی بسر کی۔ شہر کا رخ نہ کیا۔ اگر کوئی شخص آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے آتا تو خادم یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ دنیا کی بات زیارت کی سعادت سے محروم کر دیتی ہے۔

وضو کی پابندی : آپ کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] سال کی ہوئی۔ چودہ[۱۴] سال کی عمر سے آخری لمحاتِ حیات تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے کبھی باطل نہ ہوا۔ " سبحان اللہ "

خوفِ خدا : اللہ جل مجدہ الکریم کے خوف سے آپ ہر وقت روتے رہتے اکثر اوقات نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔ ہوش آنے پر سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے۔ جب آیت کریمہ " وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ "۔ (میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا) یاد آتی ہے تو بے طاقت ہو جاتا

Marfat.com

ہوں۔ ہمیں فقط اس نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا لیکن ہم زید و عمر کے جھگڑوں میں مشغول ہیں ہم کو نہیں معلوم کہ قیامت کے دن ہمارا کیا حشر ہوگا۔ درویشانہ لباس ہے اور دنیا سے الفت۔ خوف دار رہے کہ روزِ قیامت اہلِ خرقہ کے روبرو شرمسار نہ ہونا پڑے اور یہ آواز میرے کان میں نہ ٹکرائے کہ حاجی شریف فقراء کا محب تھا لیکن ایسی دوستی مذہب عشاق میں جائز نہیں اور نہ ہی ایسے انسان کو خرقہ زیب تن کرنا جائز ہے۔ خرقہ اس کے لائق ہے جس کے دل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سوا کسی کی محبت نہ ہو۔

حضوری قلب اور عشق خدا : جب نماز ادا کرتے تو آپ کو حضوری حاصل ہوتی۔ حالتِ نماز کوئی شخص آپ کو تکلیف پہنچاتا تو آپ کو مطلقاً خبر نہ ہوتی ایک روز بحالتِ ذکر طاقت جاتی رہی۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! "آپ عموماً ذکر کے وقت طاقت کھو بیٹھتے ہیں" فرمایا "عاشق کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ذکرِ معشوق کے وقت کیا ذوق ہوتا ہے۔ ذکر اللہ میں عاشق اِلبامست الرت ہوتا ہے کہ جہان بھر کی شراب بھی اُسے پلائی جائے تو یہ نشہ نہ ہو۔

مجاہدہ : حضرت شیخ مجاہدے میں کامل استاد تھے۔ پیوند لگی گودڑی زیب تن فرماتے۔ تین تین چار چار روز کا فاقہ کرتے جب کئی دن فاقہ میں گذارتے تو بطور شکریہ ستو رکعات نوافل ادا کرتے۔ فرماتے میرے بدن کا ہر ایک بال زبان ہو اور تمام مخلوق کی تعداد کے مطابق نماز ادا کروں تو بھی اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

عجز وانکساری اور مہمان نوازی : جب کوئی فقیر آپ کے پاس آتا تو اِسقدر تعظیم و تکریم فرماتے کہ حاضرین متحیر ہو جاتے فقراء کی خاکِ پا کو اپنی آنکھوں اور چہرے سے ملتے اور عرض کرتے۔ اِس عاجز و مسکین حاجی کو فقراء و غرباء کی

Marfat.com

حومت سے فقر وفاقہ میں ثابت قدم فرما، مہمان کے روبرو با ادب بیٹھتے اور جو اسکا مطلب ہوتا پورا فرماتے۔

خدمتِ خلق کا جذبہ: آپ کے پاس ایک غریب آدمی اس غرض سے حاضر ہوا کہ اس کی سات لڑکیاں بیاہنے والی تھیں کہ اس کی مدد کی جائے۔ آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ تعالیٰ تیرا کام کر دے گا۔ جب وہ واپس جا رہا تھا تو راستے میں ایک یہودی ملا۔ یہودی نے پوچھا کدھر سے آیا ہے۔ اس نے واقعہ بیان کیا۔ یہودی کہنے لگا۔ بھلا حاجی شریف تجھے کیا دے گا۔ وہ خود درویش آدمی ہے کئی روز تک کھانا نہیں ملتا۔ حاجی شریف سے کہو سات سال میری غلامی کرو اس کے عوض میں سات ہزار دینار پیشگی دیتا ہوں۔ خواجہ کو جب یہودی کا پیغام ملا آپ نے قبول فرما لیا اور سات ہزار دینار لے کر غریب آدمی کو لڑکیوں کی شادی کے لیے دیدیا یہودی نے کہا رات کو میرے دروازے پر چوکیداری کیا کرو۔ آپ نے قبول فرمایا یہ خبر تمام شہر میں معروف ہو گئی کہ حاجی شریف ایک یہودی کا چوکیدار بن گیا ہے۔ خلیفہ وقت کو یہ اطلاع ملی تو اس نے سات ہزار دینار سونے کا اور سات ہزار دینار چاندی کا آپ کو ہدیۃً بھیجا تاکہ خود کو غلامی سے آزاد کرائیں۔ آپ نے وہ سب فقراء کو تقسیم کر دیا اور فرمایا یہ بد دیانتی ہے کہ وقت سے قبل صرف مال دے کر آزادی اختیار کر لوں۔ جب یہودی نے یہ عجیب منظر دیکھا تو پوچھا آپ نے خود کو آزاد کیوں نہ کرایا اس ذلت وخواری کو اور رنج ومصیبت کو قائم کیوں رکھا۔ فرمایا "عاشقوں اور عارفوں کی عزت خواری میں ہے اور واصلوں کا مقام عُلیٰ رنج وغم میں ہے۔ ہم اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ مال وزر کو دوست نہیں رکھتے یہودی نے جب آپ کا یہ صبر واستقلال دیکھا تو آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اللہ اسکو نارِ جہنم سے بچا۔ یہودی نے فی الفور پڑھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۝

Marfat.com

اور مسلمان ہو گیا ۔ بعد میں خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ کا مرید ہوا اور مقام ولایت کو پہنچا ۔

ندائے غیبی : جب آپ نے خرقہ زیب تن کیا تو غیب سے ندا آئی اے حاجی شریف تجھے خرقہ فقر مبارک ہو۔ ہم تم سے راضی ہوئے ۔ اس کے بعد آپ نے کبھی دنیا کے مال کی تمنا نہ کی اور نہ ہی کبھی کسی دنیا دار کو صدر مجلس میں جگہ دی ۔

مال دنیا سے نفرت : ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس کچھ نقدی بطور ہدیہ لے کر حاضر ہوا ۔ خواجہ نے فرمایا ۔ با درویشاں چہ عداوت داشتی ، کیا درویشوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے کہ اللہ کے دوستوں کے پاس ان کے دشمن کو لاتا ہے ۔ پھر صحرا کی طرف نظر کرنے کو کہا ۔ جب اس شخص نے جنگل کی طرف دیکھا تو صحرا میں سونے کی نہر رواں تھی ۔ وہ شخص نادم ہوا اور معافی مانگی ۔

آپ کی صحبت کی برکت : کسی نے سلطان سنجر سلجوقی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔ سلطان نے کہا میرے تمام اعمال ضائع کر دیئے گئے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ مجھے جہنم میں ڈال دیں پھر اسی وقت یہ فرمان ملا کہ فلاں روز دمشق کی مسجد میں اس نے خواجہ حاجی شریف زندنی کی صحبت اختیار کی تھی ، ہم نے اسکی برکت سے اس کو معاف کر دیا ۔ سبحان اللہ ۔

ذوق سماع : سماع کا بہت شوق رکھتے تھے ۔ محفل سماع کی وہی کیفیت تھی جو آپ کے مرشدان خواجہ مودود چشتی و خواجہ ناصر الدین چشتی کی محفل سماع میں ہوتی تھی ۔ جو آپ کی محفل سماع میں آتا تائب ہو جاتا ۔

آپ کے بعد خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ جانشین ہوئے ۔

Marfat.com

وفات : ایک سو بتیس سال کی عمر میں سن ہجری ۶۱۲ بتاریخ ۳ رجب المرجب مطابق ۱۲۱۰ء وفات پائی۔ مزار اقدس زندنہ میں ہے۔

ارشادات : ★ سماع سے حسد اور کینہ اور دوسری آلائشیں دور ہو جاتی ہیں۔

★ جو خدا کو دوست رکھتا ہے وہ اسکے دوستوں سے بھی محبت رکھتا ہے۔
★ جو کسی کے دل کو دکھاتا ہے اس کے نعمت چھین لی جاتی ہے۔
★ جو دنیا میں مصیبت برداشت کرتا ہے قیامت کے دن راحت پائے گا۔

سیر الاولیاء ۔ سیر العارفین ۔ سفینۃ الاولیاء ۔

Marfat.com

باب شانزدہم

مقتدائے اولیاء خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام عثمان، کنیت ابوالنور اور القاب امام العصر، اشرف الاقطاب ہیں۔

پیدائش : آپ کی ولادت ۵۲۶ھ مطابق ۱۱۲۹ء موضع ہارون نزد نیشاپور جو خراسان کے تابع ہے میں ہوئی۔

تعلیم : سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد تمام علوم میں دسترس حاصل کیا۔

حالات : تعلیم کے بعد زیادہ تر اپنے ہی قصبہ ہارون میں اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ پھر دس سال تک سیر و سیاحت کی۔ عالم اسلام کے تمام بلاد میں سیر

Marfat.com

کی بے شمار ہمعصر اولیاء کرام اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ بدخشاں میں جنیدیہ فرقہ کے ایک بزرگ سے ملاقات کی۔ بے شمار حج کیے۔ روضۂ اقدس پر حاضری دی بعد ازاں بغداد شریف میں گوشہ نشینی اختیار کی بالآخر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔

آپ کے ملفوظات "انیس الارواح" کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے فقہ کی مشہور کتاب "ہدایہ" کا نسخہ اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا۔ عالمِ بچپن میں آپ نے حضرت سید مخدوم مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت بھی کی تھی۔

بیعت : آپ نے آخری عمر کے حصہ میں بیعت کی۔ آپ نے سیر و سیاحت میں بہت سے علماء، مشائخ اور اولیائے عظام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ لیکن کسی کے سلسلہ سے منسلک نہ ہوئے آخر جب حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی کے پاس پہنچے اور چہرہ پُرجمال پر نظر پڑی تو غلامانہ طور پر زمین کو بوسہ دیا اور عرض کی بندہ آپ کا غلام بننا چاہتا ہے۔ حضرت شیخ نے آپ کو اپنی غلامی میں قبول فرما لیا اور آرادت کا کلاہ آپ کے سر پر رکھ دیا۔ اور فرمایا "اے عثمان چار چیزوں کو ترک کر دو۔

۱/ ۲ دنیا اور اہل دنیا

۳/ ۴ نفس کی خواہشات کو دور کر دو۔

اہلِ ہوا و ہوس

خرقۂ خلافت : بیعت سے پیشتر ہی آپ بہت مجاہدے کر چکے تھے شیخ کی نظر نے آپ کو کیمیا بنا دیا۔ آپ نے شیخ کے حکم سے فقر و فاقہ اختیار کیا اور ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مشغول ہو گئے

تین سال بعد شیخ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اے عثمان میں نے تجھے بارگاہ الہٰی میں پیش کیا تھا وہاں تو مقبول و منظور ہوا اب تجھے اسمِ اعظم کی تعلیم دی جاتی

Marfat.com

ہے۔ آپ روزانہ دو قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ جس مریض پر آپ کی نظر پڑتی وہ فوراً صحتیاب ہو جاتا۔

قبولِ عبادت کا مژدہ : جب آپ نماز ادا فرماتے تو غیب سے آواز آتی۔ اے عثمان! ہم نے تیری نماز کو قبول کر لیا۔ تو کیا چاہتا ہے ہم سے طلب کر۔ آپ فرماتے، اے اللہ میں تجھے ہی چاہتا ہوں، آواز آتی ہم تجھے اپنا دیدار نصیب کریں گے اور کچھ طلب کر۔

آپ عرض کرتے امتِ محمدیہ کو بخشش دے۔ ارشاد ہوتا۔ ہم تیری دعا سے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کی بخشش فرمائیں گے۔ آپ روزانہ پانچ وقت یہی آواز سنتے تھے۔

"کرامات"

۱۔ **برکت سورۂ فاتحہ :** خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں خواجہ ہارونی کے ساتھ سفر کرتا ہوا دریائے دجلہ کے کنارہ پر پہنچا۔ وہاں دریا عبور کرنے کے لیے کوئی کشتی نہ تھی۔ خواجہ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ جب آنکھیں کھولیں تو ہم دریا کے دوسری جانب تھے۔ میں نے عرض کیا! حضور دریا کیسے عبور ہو گیا فرمایا میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کی برکت سے ہم اس کنارہ پر آ گئے۔ (سیر الاولیاء)

۲۔ **گم شدہ لڑکے کا برآمد ہونا :** خواجہ ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک مرد پیر حاضر ہوا وہ نہایت پریشان تھا۔ خواجہ حضور نے پریشانی کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا! چالیس سال سے میرا پسر گم ہے اس کی حیات و ممات کی کوئی خبر نہیں۔ دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر مراقبہ

Marfat.com

کیا پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اس کے لیے دعا کریں کہ اس کا بیٹا آجائے پھر فرمایا۔ جاؤ۔ تمہارے گھر میں تمہارا بیٹا آگیا ہے۔ وہ شخص گھر گیا اور بیٹے کو موجود پایا۔ پھر بیٹے کو لے کر خواجہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ خواجہ نے پوچھا۔ اے بیٹے تو کہاں تھا۔ لڑکے نے کہا۔ میں ایک جزیرہ میں زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ وہاں ایک درویش تشریف لائے انہوں نے میری زنجیروں کو کھولا اور فرمایا میرے پاؤں پہ پاؤں رکھو۔ اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا جب چشم واکیں تو خود کو اپنے گھر پایا (سیر الاولیاء)

خواجہ عثمان ہارونی کو اپنے مرید کو عذاب قبر سے نجات دلانا

شیخ الاسلام خواجہ بزرگ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ میرا ہمسایہ خواجہ ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک شخص حضرت کا مرید فوت ہو گیا اس کو قبر میں دفن کر دیا گیا۔ اس کی قبر پر ایک دوست نے مکاشفہ کیا۔ دیکھا کہ عذاب کے فرشتے حاضر ہوئے ہیں۔ دریں اثنا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا "یہ میرا مرید ہے اسکو عذاب نہ کرو۔" فرشتوں نے عرض کی "حضرت! یہ شخص آپ کا نافرمان تھا۔" آپ نے فرمایا "اگرچہ نافرمان تھا۔ لیکن میرا دامن اس نے تھام لیا تھا۔" غیب سے آواز آئی۔ اسکو چھوڑ دو ہم نے خواجہ کے صدقہ میں اسکو معاف کر دیا۔ (سیر الاولیاء)

خواجہ کا آتشکدہ سے بسلامت نکل آنا

حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز ایک مرتبہ آتش پرستوں کی بستی سے گذرے۔ اس بستی میں ایک ایسا آتشکدہ تھا۔ جس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی یعنی ہر وقت اس میں لکڑیاں ڈالی جاتی تھیں خواجہ نے آتش پرستوں سے پوچھا "اس آگ سے کیا فائدہ ہے۔ تم لوگ خدائے وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر اسکی پوجا کرتے ہو۔" انہوں نے جواب دیا "یہ ہمارا دیوتا ہے

Marfat.com

ہم اسکا احترام کرتے ہیں" آپ نے فرمایا" اگر تم اس میں ہاتھ ڈالو تو کیا یہ جلا دے گی؟ انہوں نے کہا " آگ کا کام ہی جلانا ہے کس کی مجال جو اس کے قریب بھی جائے" خواجہ آتش پرستوں کے ایک بچے کو گود میں لے کر آتشکدہ میں چلے گئے۔ اور چار گھنٹے کے بعد واپس آئے نہ تو آپ کے خرقہ کو آگ لگی اور نہ ہی بچے کو آنچ۔ خواجہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر تمام آتش پرست آپ کے قدموں پر گرے اور اسلام قبول کر لیا۔ یہ بچہ اور اسکا باپ ولایت منصب پر پہنچا۔ (سفینۃ الاولیاء)

اس بچے کا نام شیخ صفی الدین ابراہیم اور باپ کا نام۔ شیخ عبداللہ رازی ہے شیخ صفی الدین ابراہیم یہ تلاش پیر ہندوستان میں تشریف لائے تھے خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ملاقات ہوئی۔ انہی کی غلامی اختیار کی۔ آپ کی قبر مبارک حضور خواجہ اجمیریؒ کے روضہ شریف کی دیوار کے نیچے ہے۔ شیخ عبداللہ رازی اگرچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے تھے لیکن فیضان خواجہ اجمیریؒ سے حاصل کیا اور صاحب اجازت ہوئے۔ (اذکار ابرار)

طعام از غیب! ایک مرتبہ اثنائے کفار نیم شب میں آپ کے گھر آئے انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانوں کے امام سے آج علیحدہ علیحدہ کھانا طلب کریں۔ یہ لوگ مذاق کے رنگ میں آئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا۔ ان کو باعزت بٹھایا پھر فرمایا۔ اللہ تعالٰی دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اور اپنے بندوں کو بھی اس سے آگاہ کر دیتا ہے آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر آسمان کی طرف نگاہ فرمائی۔ اسی وقت ہر ایک کے سامنے اسکا مطلوبہ کھانا آ گیا آپ نے فرمایا۔ اللہ کی نعمت کھاؤ جب کفار نے شیخ کی عظمت اور بزرگی دیکھی فوراً پکار اٹھے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

سماع: آپ سماع کے بہت شائق تھے۔ حالت سماع میں زار و قطار رویا کرتے تھے۔ خلیفہ مستنجد باللہ کا زمانہ تھا۔ جو سہروردی سلسلہ میں مرید تھا۔ سماع کو حرام سمجھتا تھا۔ شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کا پابند تھا۔ خلیفہ کو معلوم ہوا کہ خواجہ سماع سنتے ہیں تو خادم بھیجا کہ خواجہ کو سماع سے منع کرے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "سماع اللہ اور بندے کے درمیان ایک ستر ہے۔ سماع ہمارے مشائخ کرام کی سنت ہے۔ ہم خواجگان کا طریقہ ترک نہیں کر سکتے"۔ خلیفہ یہ خبر سن کر نہایت غضبناک ہوا۔ خلیفہ نے آپکو اپنے دربار میں بلایا لیکن آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔ علماء کے دو گروہ ہو گئے ایک خلیفہ کا حامی تھا۔ اور دوسرا گروہ خواجہ کا طرفدار تھا۔ خلیفہ نے تمام علماء کو دربار میں طلب کیا اور علماء سے عرض کی کہ اپنا حاجب بھیج کر خواجہ عثمان چشتی ہارونی کو بلائیں اور انکو سماع سے منع کریں علماء نے خواجہ کو بلایا۔ خواجہ علماء کے احترام کے پیش نظر دربار میں پہنچے۔ جونہی آپ علماء کی محفل میں پہنچے علماء پر ہیبت طاری ہو گئی آپ کی نظر نے تمام علماء کا علم سلب کر لیا حرف ہجی تک بھول گئے۔ سبھی آپ کے قدموں میں گر پڑے اور معافی طلب کی۔ خواجہ نے نگاہ کرم فرمائی تمام علوم عود کر آئے۔ آپ نے فرمایا "خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس لیے سماع سننا بند کیا تھا کہ آپ کی محفل میں کوئی دوسرا اس لائق نہ تھا حالانکہ اسی زمانہ میں چشت کے اندر خواجہ امام ناصر الدین چشتی سماع سنتے تھے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر جنید چشت میں ہوتے یا فقیر بغداد میں ہوتا تو خواجہ جنید سماع سے توبہ نہ کرتے۔

خلیفہ آپ کی عظمت دیکھ کر مرعوب ہوا اور آپ کو سماع کی اجازت دی لیکن قوالوں کو سماع سنانے کی سخت ممانعت کر دی۔ آپ نے اولاً اپنے احباب کو کلام پڑھنے کی تلقین کی اور محفل سماع سنتے رہے بالآخر بوجہ خطرہ فساد محفل سماع ترک کر دی۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ جن لوگوں کے احترام میں سماع ترک کیا ہے آخر انہی میں سے ایک شخص محمد حمید الدین ناگوری (سہروردی) ہمارے سلسلہ سے فیض حاصل کرے گا۔ اور سماع کا تابع ہوگا۔ (خواجہ حمید الدین ناگوری سہروردی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور خوب محفل سماع کا اشتیاق پایا) بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے۔ کہ آپ سماع کا ذوق نہیں رکھتے تھے یہ غلط ہے بلکہ حقیقت وہ ہے جو ہم نے بیان کی۔ (سیر العارفین)

پاک وہند میں آمد: سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں (غالباً ۶۱۲ھ) ہندوستان اپنے مرید صادق خواجہ معین الدین چشتی کی ملاقات کے لیے تشریف لائے) سلطان نے آپ سے فیض بھی حاصل کیا۔ چونکہ جو بزرگ بھی ہندوستان آتا تھا۔ ایران افغانستان کہیں سے بھی آتا تو لاہور سے گذرتا تھا۔ اس لیے گمان اغلب ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے ہوں گے۔

خلفاء: آپ کے خلفاء میں معروف شیخ سعدی سنگوی رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد ترک نارنولی (راجپوتانہ میں ایک قصبہ ہے) اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہیں۔ آخری ملاقات میں آپ نے خواجہ اجمیری کو لکڑی کی پاپوش اور مصلّٰی مرحمت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ چیزیں ہمارے خواجگان کی یادگار ہیں۔ جو ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہیں۔ ان کی حفاظت کرنا اور جو اسکا اہل ہو اسکے سپرد کر دینا۔

وفات: ہندوستان سے بغداد پہنچے لیکن وہاں کے حالات سازگار نہ دیکھ کر (غالباً سماع کی پابندی) مکہ معظمہ تشریف لے گئے خانہ کعبہ کی مجاوری کی بالآخر ۱۶ شوال المکرم ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۱۷ء وفات پائی۔ جنت المعلّٰی میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

ارشادات: ★ اللہ تعالیٰ کے کچھ عاشق ہیں۔ جو لمحہ بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔ اگر چند لمحات کے لیے غافل ہو جائیں تو نیست و نابود ہو جائیں جس میں تین خصلتیں ہوں وہ خدا کا دوست ہے۔

۱۔ سخاوت دریا کی طرح۔

۲۔ شفقت آفتاب کی طرح

۳۔ تواضع زمین کی طرح

الحمدللہ۔ پہلا حصہ ختم ہوا۔

علی اصغر چشتی

۳ر جمادی الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

حصّہ دوم

(سلسلہ چشتیہ ہند و پاک میں)

خواجہ مُعین الدّین سَجزی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تا

خواجہ فرِید الدین رحمۃ مسعود گنج شکر اور ان کے خُلفاء

Marfat.com

سفر کی تفصیل؛ خواجہ ہندؒ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک روز ہم ایک خانقاہ میں پہنچے جس میں شیخ صدر الدین محمد احمد سیوستانی یادِ حق میں مستغرق تھے ان کی حالت عجیب تھی۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ میں کئی روز ان کی خدمت میں رہا جو ان کی بارگاہ میں آتا محروم نہ جاتا اس کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے اور فرماتے میرے حق میں دعائے خیر کرو۔ کہ اپنا ایمان محفوظ لے جاؤں۔ جب وہ قبر اور آخرت کا حال سنتے بید کی طرح کانپنے لگتے۔ آنکھوں سے خون بہنے لگتا یہ گریہ وزاری سات سات دن تک بند نہ ہوتی۔ جب رونے سے فارغ ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"جس کو موت آنے والی ہو اور اسکا حریف فرشتہ موت ہو تو اس کو سونے اور ہنسنے سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ اگر تمہیں اس کا حال معلوم ہو جو زیرِ خاک ہیں اور وہاں قبر میں بچھو بھرے ہوئے ہوں تو تم اس طرح پگھل جاؤ جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔"

پھر فرمایا "ایک مرتبہ ایک کامل بزرگ کے ہمراہ بصرہ کے قبرستان میں بیٹھا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک مردہ پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ ان کامل بزرگ کو جب عذاب کا حال معلوم ہوا تو زور سے چیخ مار کر گر پڑے میں نے ان کو اٹھانا چاہا تو ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور تھوڑی دیر میں ان کا جسم پانی کی طرح بہہ گیا۔ اس دن سے مجھ پر قبر کی ہیبت طاری ہے۔

اس لیے اے عزیز دنیا میں بندہ کو اس قدر مشغول نہ ہونا چاہیے کہ حق سے غافل ہو جائے۔

فرماتے ہیں!

ایک مرتبہ کرمان میں شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ایک بزرگ کو دیکھا بڑے عابد اور زاہد تھے۔ میں نے ان کی طرح کسی کو یادِ حق میں

Marfat.com

مشغول نہ دیکھا۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو ان کے بدن میں صرف روح ہی روح تھی گوشت پوست کا نشان نہ تھا۔ گفتگو بہت کم کرتے تھے۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا حال دریافت کریں انہوں نے ہمارے ارادے کو محسوس کر لیا اور خود ہی اپنا حال بیان کرنا شروع کر دیا "اے درویش سنو! ایک دن میں اپنے دوست کے ہمراہ قبرستان میں گیا، ایک قبر کے پاس ہم دونوں ٹھہرے اتفاقاً اس دوست سے کوئی بیہودہ بات سرزد ہو گئی جس پر مجھے ہنسی آ گئی ہنسنے پر میرے کان میں یہ آواز آئی "جس کے پیچھے ملک الموت لگا ہو اور زیر زمین سانپ اور بچھوؤں سے بھرا اسکا مکان ہو اس کو ہنسی سے کیا تعلق۔ میں خاموشی سے اُٹھا دوست کو رخصت کیا اور اپنے گھر سے فارغ ہو کر اس غار میں آ گیا۔ چالیس سال سے یہاں مقیم ہوں اور اسی حالت میں ہوں۔ ہر وقت ہیبت طاری رہتی ہے خوف سے میری جان منہ کو آ رہی ہے۔ چالیس سال سے کبھی ہنسا نہیں ہوں اور نہ ہی شرمندگی سے سر آسمان کی طرف اُٹھایا ہے۔ اللہ کے حضور قیامت کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ ہر وقت گناہ پیشِ نظر رہتے ہیں۔

مرشدِ کامل شیخ ہارونی کے ہمراہ دمشق میں ایک درویشوں کی جماعت کو دیکھا کہ ہر وقت عشقِ الٰہی میں مست رہتے تھے۔ (سیر الاولیاء)

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں! مرشدِ کامل شیخ المشائخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ فریضۂ حج ادا کیا مرشدِ کامل نے غلافِ کعبہ کو تھام کر بارگاہِ ایزدی میں عرض کی الٰہی یہ میرا روحانی فرزند ہے اسکو قبول فرما۔ آواز آئی ہم نے اسکو قبول فرمایا۔

مکہ معظمہ کی حاضری کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے روضۂ اقدس پر حاضری دی۔ خواجہ ہارونی نے جالی مطہرہ روضہ اقدس کو پکڑ کر عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ معین الدین میرا روحانی فرزند ہے اسکو قبول فرمایئے روضۂ

Marfat.com

اقدس سے آواز آئی ہم نے اس کو اپنی بارگاہ میں قبول کیا۔
ایک دن عبادت میں مصروف تھے کہ روضۂ اقدس سے آواز آئی۔ اے معین الدین حسن تو ہمارے دین کا معین ہے۔ ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی۔ اجمیر میں جاکر اقامت اختیار کرو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے ہندوستان نہیں دیکھا۔ اسی وقت آپ کو ہندوستان کی سیر کرائی گئی اور تمام راستے واضح کئے گئے۔ مقام اجمیر دکھایا گیا۔

قیام ہرات: پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر استر آباد اور ہرات میں قیام پذیر ہوئے۔ ہرات میں شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ میں رہتے تھے اور سارا دن سیاحت کرتے۔ اس سفر میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی ہمراہ تھے۔ اکثر قبرستان میں رہتے تھے۔ خود کو چھپاتے جہاں کہیں کرامت کا ظہور ہو جاتا وہاں سے چلے جاتے۔ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے۔ دن میں دو قرآن حکیم ختم فرماتے تھے۔ جب یہاں زیادہ شہرہ ہوا تو یہاں سے رخصت ہو کر شہر سبزہ میں تشریف لائے۔ اس شہر کا والی ایک شیعہ تھا وہ اس قدر متعصب تھا کہ شہر میں جو کوئی اپنے بچے کا نام ابوبکر یا عمر رکھتا فوراً قتل کرا دیتا۔ اس کا نام یادگار میرزا تھا۔ ایک دن حضور خواجہ بھی اس کے باغ میں تشریف فرما ہوئے کنارہ حوض پر جلوہ افروز تھے کہ وہ میرزا بھی آگیا۔ یونہی خواجہ کو دیکھا اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ ملازمان ہمراہی پر بھی خوف طاری ہوا۔ خواجہ نے مرزا کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا وہ ہوش میں آیا اور قدم قدم بوسی کر کے تائب ہوا۔ خرقہ پہنا اور کامل درویش ہوا۔ ہرات کی ولایت پر مامور ہوا۔

شہر بلخ میں تشریف آوری: ہرات سے شہر بلخ میں تشریف لائے

Marfat.com

اور شیخ احمد خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے۔ اس شہر میں حکیم ضیاء الدین بہت بڑا عالم اور درویشوں کا منکر تھا۔ ایک بار خواجہ نے ایک کلنگ کا شکار کرکے اس کے کباب تیار کیے اسی دوران حکیم بھی آگیا۔ حضرت کے نزدیک بیٹھا آپ نے اکو کباب پیش کیے اسی وقت کباب کھاتے ہی حکیم بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا خلوص دل سے معتقد ہوا۔ کتب ہائے فلاسفہ دریا میں ڈال دیں اور درویشی کا خرقہ پہن کر کامل ولی ہوا۔ پھر افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔

خواجہ کا ہند میں ورودِ مسعود

خواجہ سے پیشتر ہند و پاک کے مذہبی سیاسی اور مجلسی حالات کا جائزہ

مذہبی حالات: برصغیر ہند و پاک میں ہندو دھرم تمام دوسرے مذاہب پر چھایا ہوا تھا۔ بدھ دھرم اور جین مت زوال کی حالت میں تھے۔ مسلمان سیاح البیرونی جو گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان آیا تھا نے دیکھا کہ بت پرستی ملک میں عام تھی۔ مندروں میں دولت کے انبار جمع تھے۔ ہندو مت میں بھی فرقہ بندی موجود تھی شنکر اچاریہ نے نویں صدی کے ابتدائی حصہ میں ہندو فرقوں کو اکٹھا کرنا چاہا اور بدھ پر کاری ضرب لگائی۔ کسی حد تک ظلم و جبر کو ختم کیا گیا۔ بدھ مت ہندو راج کو پسند نہ کرتے تھے۔

اموی خلیفہ ولید اوّل (۷۰۵ تا ۷۱۵) کے زمانے میں حضرت عماد الدین محمد بن قاسم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ہفدہم

خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام حسن، لقب معین الدین، معین الاولیاء، خلیفۃ الرسول فی الہند ہندالولی۔ شہنشاہ مشائخ، سلطان العارفین، برہان العاشقین، شیخ الاسلام، غریب نواز۔ حبیب اللہ، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند، صدر بزم چشتیاں۔ آپ حسنی حسینی ہیں۔

سلسلہ نسب: خواجہ حسن سجزی بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید امام موسیٰ علی رضا بن سیدنا امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن سیدنا امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا شہزادہ کونین امام حسین بن امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

ولادت باسعادت: علاقہ سجستان ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۳۹ء میں عالم شہود

Marfat.com

میں تشریف لائے۔ سجستان کی نسبت سے بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کو سجزی کہا ہے۔ لیکن عموماً حسن سنجری معروف ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء نے آپ کو سجزی لکھا ہے۔ حضرت محمد غوثی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ فرماتے ہیں "قصبہ سنجر علاقہ سجستان میں پیدا ہوئے"۔ اس لحاظ سے سنجری اور سجزی دونوں درست ہیں۔ اہل تصوف کو ان فضول باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جب سے ان فضول باتوں میں یہ لوگ داخل ہوئے ہیں اپنا عملی مقام کھو بیٹھے ہیں۔

گیارہ سال تک نہایت ناز و نعم میں پرورش پائی۔ گیارہ سال کی عمر میں والد بزرگوار انتقال فرما گئے۔ آپ کے دو بھائی حقیقی اور تھے۔ جائیداد تقسیم ہوئی حضرت کے حصہ میں ایک باغ و دیگر سامان آیا۔ آپ کی زندگی بڑے آرام سے گذرنے لگی۔

زندگی میں عظیم تغیر: ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے باغ میں تشریف فرما تھے کہ باغ میں ایک مجذوب (سیدنا ابراہیم قلندر رحمۃ اللہ علیہ) داخل ہوئے۔ خواجہ نے قلندر کو سلام کیا اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے ان کو بٹھایا۔ شیریں اور خوشنما خوشۂ انگور پیش خدمت کیا۔ قلندر نے انگور بہ رغبت تمام نوش فرمائے۔ بعد ازاں اپنی بغل سے تھوڑی سی کھلی نکال کر اوّل اپنے منہ میں ڈال کر چبائی پھر وہی کھلی اپنے منہ سے نکال کر خواجہ کے دہن میں ڈال دی۔ خواجہ پر اسی آن انوار الٰہی جلوہ گر ہوئے۔ دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا۔ باغ اور جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو فروخت کر کے ذقوم مساکین و غربا میں تقسیم کر دی۔ اور مہاجر الی اللہ بن کر والدہ معظمہ سے اجازت طلب کر کے رونق بخش سمرقند ہوتے۔ سمرقند میں اوّل قرآن مجید حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اس کے بعد اہل اللہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ لہٰذا علماء و صوفیاء کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوتے قصبہ ہارون علاقہ نیشاپور میں وارد ہو کر قدوۃ الاولیاء خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

بیعت درسلسلہ چشتیہ: خواجہ معین الدین حسن سنجری جونہی خواجہ ہاردنی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے خواجہ ہاردنی کی ایک ہی نگاہ نے عرش تا تحت الثریٰ روشن کر دیا اور فوراً بیعت کر لی۔ ڈھائی سال تک نفس کشی کے لیے چلہ کیا۔ (اذکارالابرار) اس کے بعد ساڑھے بیس سال تک مرشد کے ہمراہ سفر کیا۔ مرشد کا کل سامان اپنے کندھوں پر اٹھائے رکھا۔

ملاقات کے ۲½ سال بعد مرشدِ کامل نے خرقہ خلافت عطا فرما دیا۔

سیاحت: آپ نے سفر شروع کیا تو سب سے پہلے قصبہ سنجان میں پہنچے اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (متوفی ۶۱۸ھ) سے ملاقات کی اور ۲½ ماہ تک آپ سے فیضان حاصل کیا۔ شیخ سے رخصت ہو کر بغداد تشریف لائے اور کوہ جودی پر غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۱ھ) سے ملاقات کی۔ غوثِ اعظم کے پاس ایک حجرہ میں پانچ ماہ اور سات دن چلہ کیا۔ یہ حجرہ زیارت گاہِ خاص و عام ہے غوثِ الاعظم کے ہمراہ بغداد اور جیلان کی سیر فرمائی اور فیوضِ باطنی حاصل کیا۔ کہتے ہیں جب غوث اعظم نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا۔

"قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ"

(میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے)

اسوقت خواجہ خواجگان رحمتہ اللہ علیہ خراسان میں موجود تھے۔ اسی وقت آپ نے اپنی گردن جھکا دی تھی۔ جب آپ بغداد میں تشریف لائے تو غوثِ پاک کا قدم مبارک اٹھا کر خود اپنی گردن پر رکھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس کے علاوہ آپ نے دورانِ سفر بہت اولیاءِ کرام کی زیارت کی اور فیضان حاصل کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے ـــــ

Marfat.com

اسمائے گرامی	سنِ وفات	شہر
شیخ ضیاء الدین رح	۵۳۴ھ	بغداد شریف
شیخ شہاب الدین سہروردی رح	۶۳۲ھ	بغداد شریف
خواجہ روح الدین کرمانی رح	۶۳۵ھ	ہمدان
خواجہ یوسف ہمدانی رح	مولانا جامی نے وفات ۵۳۵ لکھی ہے واللہ اعلم	ہمدان
شیخ ابوسعید تبریزی رح		تبریز
خواجہ محمود اصفہانی رح		اصفہان
خواجہ ابوسعید مہنہ ای رح		مہنہ
خواجہ ناصر الدین رح صاحب ولایت اولاد بایزید بسطامی رح خواجہ کی عمر ۱۲۷ سال تھی		استرآباد
شیخ عبدالواحد غزنوی رح		غزنی

خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حضرات نے خواجہ خواجگان سے فیضان حاصل کیا۔ (دیر العارفین)

شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ محمد کرمانی۔ شیخ محمد اصفہانی، مخدوم زادہ برہان الدین محمد چشتی۔ مولانا بہاؤ الدین بخاری، مولانا محمد بغدادی، خواجہ اجل سنجری۔ شیخ سیف الدین شیخ احمد چشتی، شیخ محمد چشتی، شیخ جلال الدین تبریزی، شیخ محمد احمد اصفہانی شیخ برہان الدین غزنوی، خواجہ سلیمان۔ خواجہ عبدالرحیم، رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

۱/۲ اس لحاظ سے ملاقات ناممکن ہے ہوسکتا ہے مزار سے فیض حاصل کیا ہو۔ ۱۲

Marfat.com

ہوگا۔ اور راجہ کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ والدہ نے اس بات کی خبر بھی بیٹے کو کر دی تھی۔ پرتھی راج ہمیشہ متفکر رہتا تھا۔ اس نے حکم جاری کر دیا تھا کہ جو شخص اس حلیہ کے آدمی کو گرفتار کر کے لائے گا انعام سے نوازا جائے گا۔ جب حضور خواجہ سمانہ پہنچے تو ملازمان نے پہچان کر آپ کو از راہ فریب راجہ کے پاس لے جانا چاہا۔ لیکن آپ نے اسی وقت مراقبہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "معین الدین ان کا اعتبار نہ کرو یہ تمہیں تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں" آپ ان کے فریب میں نہ آئے اور شہر اجمیر کا رخ کیا۔ اجمیر میں ایک درخت کے نیچے بیٹھنا چاہا تو ایک شخص نے کہا یہاں مہاراجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں، آپ یہاں نہ بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا۔ "یہاں اونٹ بیٹھیں ہم چلتے ہیں" آپ آناساگر میں تشریف لائے۔ اس جگہ صدہا بت خانے تھے۔ یہیں رات گزاری

کرامات کا ظہور: صبح جب سرکاری ملازمان نے اپنے شتروں کو اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سینے زمین سے چپک گئے ہیں سب نے یہی خیال کیا کہ ہم نے مسلمان فقیر کو بیٹھنے نہ دیا تھا یہ اسی کی بددعا ہے۔ سب ملازمان حاضر خدمت ہو کر تائب ہوئے۔ حضور نے فرمایا، جاؤ شتر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جب ساربان گلہ میں گئے سبھی شتر اٹھ کھڑے ہوئے یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی۔ راجہ یہ خبر سنکر نہایت فکر مند ہوا۔ چند سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس فقیر کو نکال دو۔ سپاہی جب آپ کے قریب آئے اور نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا آپ نے آیۃ الکرسی پڑھ کر ان کی طرف خاک ڈالی جس سے وہ بھاگ گئے۔

مہنت رام دیو کا اسلام قبول کرنا: دوسرے روز راجہ اور رعایا مہنت رام دیو کے ہمراہ آناساگر پر پرستش کے لیے آئے۔ رام دیو مجمع کثیر نے

Marfat.com

کر آپ کے قریب آیا یونہی آپ کی منور صورت کو دیکھا بید کی طرح کانپنے لگا آپ نے نظر کرم فرمائی۔ وہ قریب آ کر مسلمان ہوا آپ نے ایک پانی کا پیالہ اسے پلایا جس کے پیتے ہی اسکا دل روشن ہو گیا۔ حضرت نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔

جے پال جوگی کا مقابلہ کرنا : رائے پتھورا نے جب اپنے مہنت کو مسلمان ہوتے دیکھا تو بڑا پریشان ہوا۔ اس نے اپنے ملک کے جادو گر کو جو ہندوستان میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا جس کا نام جے پال تھا بلایا۔ وہ ڈیڑھ ہزار اپنے چیلے لے کر آپ کے مقابلہ پر آیا۔ آپ نے جب جادو گر کو آتے دیکھا تو اپنے گرد اپنے عصا سے حصار کھینچا۔ حصار کا وظیفہ یہ تھا۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِہٖ ط اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ہ گردِ من گرد خانہ من۔ گردِ زنِ من و فرزندانِ من دیارانِ من حاضر شدہ حصار شوی نگہدار باشی بحق حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام اِھْیًا اَشْرَاھِیًا بحق عَلِیْقًا مَلِیْتًا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ بحق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بحق یَا مُؤْمِنُ یَا مُھَیْمِنُ ط

جے پال آیا اُس کے ساتھیوں میں سے جو بھی حصار کے اندر قدم رکھتا۔ بیہوش ہو کر گر جاتا۔ جے پال نے ارادہ کیا کہ آناساگر سے فقیر کا پانی لینا بند کر دیا جائے آپ نے اپنی روشن ضمیری سے اس کا ارادہ بھانپ لیا اور فوراً شادی دیو کو حکم دیا کہ تالاب سے پانی کا پیالہ بھر لو۔ شادی دیو نے یونہی پانی کا پیالہ بھرا۔ سارا پانی پیالہ میں سما گیا اور تالاب خشک ہو گیا۔ جے پال یہ کرامت دیکھ کر حصار کے قریب آیا اور عرض کیا۔ مخلوق پیاسی مر رہی ہے اور آپ نے پانی خشک کر دیا ہے۔ آپ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ پیالہ تالاب میں الٹ دو۔ یونہی پیالے کا پانی تالاب میں انڈھیلا تالاب پانی سے بھر گیا۔

Marfat.com

جے پال کا عملِ جادو : جے پال اور اس کے ساتھیوں نے اپنے جادو کے عمل سے پہاڑ کی جانب سے سانپ نکالنے شروع کیے۔ سانپ حضور کی طرف آتے لیکن قریب آتے ہی معدوم ہو جاتے۔ جب یہ عمل کارگر نہ ہوا تو جے پال نے آسمان سے آگ برسانی شروع کی۔ آگ سے ڈھیر لگ گئے ہزار ہا سبز درخت جل کر راکھ ہو گئے لیکن حضرت اور حضرت کے ساتھیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ جے پال نے تیسرا عمل شروع کیا۔ ہوا میں پرواز کرنے لگا۔ حضرت نے اپنی چوبی کھڑاؤں (لکڑی کے جوتے) کو اس کی گوشمالی کا حکم دیا۔ کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئیں اور جے پال کو مارتی ہوئیں آپ کے حضور لائیں۔ جے پال اپنا یہ حال دیکھ کر خوب رویا اور حضور کے قدموں پر گر پڑا۔ معافی طلب کی۔ آخر جے پال جوگی صدقِ دل سے مسلمان ہو گیا۔

جے پال قیامت تک زندہ ہے : خواجہ نے جے پال کا نام عبداللہ رکھا۔ عبداللہ نے عرض کی حضرت دُعا فرمائیں میں ہمیشہ زندہ رہوں۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی وہ قبول ہوئی۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تجھے حیاتِ دائمی بخشی مگر پوشیدہ رہو گے۔ چنانچہ جے پال (عبداللہ) اجمیر کے پہاڑوں میں موجود ہے۔ گم راہوں کو راہ دکھاتا ہے۔ جو حضرت کے مزار کا راستہ بھول جائے اُسے مزارِ اقدس پر پہنچاتا ہے۔ ہر جمعہ کی شب روضہ اقدس پر حاضری دیتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ شادی دیو مہنت نہ تھا بلکہ جن تھا۔ لوگوں سے اپنی پوجا کرواتا تھا۔ چنانچہ شادی دیو بھی آپ کے مریدین کی خدمت کرتا ہے۔

اجمیر پر سلطان شہاب الدین کا قبضہ اور راجہ کی گرفتاری : حضرت

Marfat.com

قطب الاقطاب رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رائے پتھورا کا ایک ملازم یا دوست آپ سے بیعت ہونے کے لیے آیا حضرت نے اسکو مرید نہ کیا اور فرمایا" یہ شخص بہت گنہگار ہے اللہ کے سوا دوسرے کے سامنے سر جھکاتا ہے۔ ہم نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ شخص دنیا سے باایمان نہ جائے گا" راجہ اس گفتگو کو سن کر ناراض ہوا کہ یہ فقیر غیب کی باتیں بتاتا ہے۔ تین دن کے اندر اندر اجمیر سے چلا جائے۔ آپ نے فرمایا۔

" ہم نے راجہ کو زندہ سلطان شہاب الدین غوری سے گرفتار کرا دیا" دوسری روایت یہ ہے کہ راجہ نے ایک مسلمان کے ساتھ ظلم کیا تھا آپ نے اسے منع کیا۔ جب وہ باز نہ آیا تو حضرت نے غصّہ کی حالت میں فرمایا" ہم نے راجہ کو زندہ گرفتار کرا دیا"

لہٰذا ایسا ہی ہوا تین دن بعد ۵۹۱ھ کے اواخر ۱۱۹۱ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے اجمیر پر حملہ کیا اور راجہ زندہ گرفتار ہوا۔ اب تبلیغ کے لیے کوئی رکاوٹ نہ رہی۔

ہندوستان میں توحید کا پہلا قدم : صاحب تذکرۃ اولیائے ہند و پاک جناب مرزا محمد اختر صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام سے تاقدوم میمنت لزوم حضرت خواجہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کے کوئی نبی یا ولی وارد ہندوستان نہیں ہوا۔ تمام ہند ظلمت و کفر سے تیرہ و تار تھا۔ حضرت نے بحکم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور حسب قوت ولایت خود گمراہان ہند کو راہ راست پر لا کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمایا" (واللہ اعلم)

تبلیغ : تاریخ مشائخ چشت کا مصنف رقمطراز ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے چھوت چھات کے اس بھیانک ماحول

Marfat.com

ثقفی رحمتہ اللہ علیہ نے ۷۱۱ء میں پاکستان کے صوبہ سندھ پر حملہ کر کے تین سال کی مدت میں ملتان تک فتح کر لیا اور اسلامی جھنڈا لہرا دیا۔ مسلمانوں کی تعلیم سادہ تھی اس لئے بہت سے لوگ اسلامی جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ لہذا سندھ میں اسلام کی تبلیغ ہونے لگی۔ سالار اعظم کے ہمراہ چند مبلغین بھی موجود تھے جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گئے۔

سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۰۰۱ تا ۱۰۲۶ء ہندو پاک پر حملے کئے جس سے لاہور، تھانیسر۔ قنوج اور سومنات وغیرہ میں اسلامی جھنڈا لہرایا لیکن ان حملوں سے زیادہ اثرات نہ ہوئے کیونکہ یہ سلطان واپس چلے گئے۔ حضرت سید مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ ۱۱۶۷ء مطابق ۴۹۰ھ لاہور میں تشریف لائے اور لاہور کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا اور لوگوں کو مذہب اسلام سے روشناس کرایا۔ پاکستان کے صوبہ سندھ۔ پنجاب اور سرحد میں صوفیان کرام کی وجہ سے روشنئ توحید موجود تھی لیکن ہندوستان میں تا ہنوز تاریکی تھی۔

مجلسی زندگی: اخلاق بالکل ناپید تھا۔ کردار میں گراوٹ رنگ و نسل کا امتیاز معاشرہ میں ذات پات کا تصور موجود تھا۔ انتظامیہ کی طرف سے غریبوں پر عام سختیاں کی جاتی تھیں۔ جو نا قابلِ برداشت تھیں۔ چھوت چھات کا عجیب منظر تھا۔ ہندو مذہب ذاتوں اور گوتوں میں تقسیم تھا۔ برہمنوں نے جان بوجھ کر عوام کو جہالت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ چنڈال قوم کے لوگ دوسری ذاتوں سے بالکل الگ تھے۔ یہاں تک کہ وہ شہر میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ ستی کی رسم عام تھی۔ بیوہ عورتیں مردہ شوہروں کے ہمراہ چتا میں جل کر مرنے پر مجبور کی جاتیں راجپوت لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے۔ کسی کی عزت محفوظ نہ تھی۔

سیاسی حالات: ہندوستان بہت سی حکومتوں اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں

Marfat.com

میں بٹا ہوا تھا۔ ہرش وردھن نے شمالی ہند میں اک گونہ وحدت پیدا کی تھی، لیکن ۶۴۷ء میں جب وہ فوت ہوا تو یہ وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ راجے آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ مسلسل نااتفاقیوں نے آخر انہیں تباہی کے غار میں پہنچا دیا تھا۔ ایسے حالات میں خلیفۂ رسول فی الہند تشریف لائے اور ہندوستان کی کایا پلٹ دی۔

(تاریخ ہندو پاک از مستنصر باللہ بشکریہ جناب عبدالحی چشتی)

خواجہ ہندالولی کی لاہور میں آمد: خواجہ ہندالولی رحمتہ اللہ علیہ بلخ سے افغانستان شہر غزنی میں تشریف لائے اور شیخ عبدالواحد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی غزنی سے پاکستان کا رخ کیا اور ۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء میں لاہور پہنچے۔ ان دنوں لاہور میں خاندان غزنوی کی حکومت ختم ہو چکی تھی، آخری حکمران خاندانِ غزنوی خسرو ملک (۱۱۶۰/ ۱۱۸۶ء) کو معز الدین محمد بن سام غوری نے ۱۱۸۶ء میں معزول کر دیا تھا۔ لاہور میں غوری خاندان کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ مسلمان سلاطین کی آپس میں کشمکش سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ہندوستان میں آمد فقط حکمرانی تک محدود تھی۔ اسلام کی تبلیغ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ البتہ اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ اسلامی فوج میں متعدد صوفیا تشریف لائے جنھوں نے یہیں قیام کیا اور اپنا فریضہ بخوبی انجام دیا۔

خواجہ لاہور میں تشریف لائے تو حضرت حسین زنجانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۰ھ ۱۲۰۲ء) جن کا مزار اقدس چاہ میراں لاہور میں ہے سے ملاقات کی اور ان سے تصوف پر بہت گفتگو کی۔

(اذکار الابرار۔ سفینۃ الاولیاء۔ حاشیہ حدیقۃ الاولیاء از محمد اقبال مجددی) داتا گنج بخش سید مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر تقریباً دو ماہ تک اعتکاف کیا اور باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضور داتا گنج بخش کی پائینتی

Marfat.com

کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

گنجِ بخشِ ہر دو عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

(تحقیقاتِ چشتی از مولوی نور محمد چشتی)
داتا گنج بخش رحؒ کے مزار کی پائینتی میں آپ کا حجرۂ اعتکاف موجود ہے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید یعقوب صدر دیوان زنجانی (م ۶۰۴ھ/۱۲۰۶ء) جن کا مزار سرائے رتن چند اور ایچیسن ہسپتال کے درمیان ہے) سے ملاقات کی۔ سید حسین زنجانی اور سید یعقوب زنجانی رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پر حجراتِ اعتکاف خواجہ صاحب سے موسوم موجود ہیں۔ خیالِ اغلب ہے کہ یہ حجرے ان بزرگان کی اقامت گاہ ہوں گے جہاں خواجہ صاحب کی ان حضرات سے ملاقات ہوئی سید شیخ عزیز الدین مکی رحؒ (متوفی ۶۱۲ھ/۱۲۱۴ء مزار موہنی روڈ) سے بھی ملاقات متوقع ہے۔

جالندھر میں قیام: لاہور سے دہلی جاتے ہوئے جالندھر میں درگاہ حضرت امام ناصر الدین یوسف چشتی رحؒ (۲۵۰ھ۔۳۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ میں چلّہ کیا۔ حجرہ اعتکاف موجود ہے۔ امام صاحب کی شان میں یوں شعر پڑھا۔

امامِ مظہرِ حق پادشاہ ناصرِ دین!
حبیبِ خاصِ خدا نائب رسول امین

Marfat.com

دھلی میں ورود : لاہور کے بزرگان سے ملاقات کرنے کے بعد آپ نے دھلی کا رخ کیا۔ حضرت محمد غوثی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تذکرہ اذکار الابرار کے قول کے مطابق سلطان محمد غوری نے جس وقت قطب الدین ایبک کو دہلی کا والی مقرر کیا خواجہ ہندالولی اسی وقت دہلی میں چہل اشخاص کے ہمراہ داخل ہوئے دہلی میں بہت سی خلقت نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ ہر وقت خلقت کا ہجوم آپ کے گرد رہتا تھا۔ آخر آپ نے بفرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے کوچ فرمایا۔ حاکم دہلی قطب الدین ایبک نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کرکے آپ کے ہمراہ بھیجا۔

اجمیر شریف میں قدوم میمنت :

سرزمین اجمیر پہ لاکھوں سلام

۱۰ محرم الحرام ۵۹۱ھ (۱۱۸۹ء) میں خواجہ ہندالولی خلیفہ رسول فی الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے اجمیر شریف میں قدم رنجہ فرمایا اُس وقت اجمیر کی حالت یہ تھی کہ یہاں کا حاکم پرتھی راج تھا جو بڑا ظالم اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ راجہ پرتھی راج کی والدہ منجمہ تھی اس نے بارہ سال پیشتر ہی خواجہ کی آمد آپ کا حلیہ مبارک اور بیٹے کی حکومت کے اختتام کی پیشنگوئی کر دی ہوئی تھی۔

بعض نے یوں کہا ہے کہ رانی محل پر ایک مرغ نے بیٹھ کر اذان دی راجہ کی والدہ جانوروں کی بولی سے واقف تھی۔ مرغ کہہ رہا تھا اب یہاں اسلام کا دور

Marfat.com

میں اسلام کا نظریہ توحید عملی حیثیت سے پیش کیا۔ اور بتایا کہ یہ صرف ایک تخیلی چیز نہیں ہے بلکہ زندگی کا ایک ایسا اصول ہے جس کو تسلیم کر لینے کے بعد ذات پات کی سب تفریق بے معنی ہو جاتی ہے۔ یہ ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب کا اعلان تھا۔"

اس اعلان کو سن کر عوام زندگی کا کیف محسوس کرنے لگے۔

خواجہ اجمیری کی زندگی بہت سادہ لیکن دلکش تھی۔ ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کا یہ بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتا تھا۔ پانچ مثقال سے زیادہ کی روٹی کبھی افطار میں میسر نہ آتی تھی لیکن نظر کی تاثیر کا یہ عالم تھا۔ کہ جس کی طرف دیکھ لیتے معصیت کے سوت اُس کی زندگی میں خشک ہو جاتے۔

رسالہ احوال پیرانِ چشت میں لکھا ہے۔

نظرِ شیخ معین الدین بر ہر فاسقے کہ افتادے درزماں تائب شدے باز گردِ معصیت نگشتے	شیخ معین الدین کی نظر جس فاسق پر پڑ جاتی وہ تائب ہو جاتا اور پھر کبھی گناہ کے پاس نہ جاتا۔

اہل ہند نے کوئی رشی مہنت گورو ایسا سُنا تھا۔ اور نہ دیکھا۔ خواجہ کی عملی زندگی نے اس قدر اثر کیا کہ لوگ زندگی کا لطف اٹھانے کے لیے دھڑا دھڑ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے لگے۔

خُلفاء اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام

حضرت خواجہ چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد کافی ملتی ہے لیکن ان حضرات میں سے دو خلفاء نے سلسلہ کی نشر و اشاعت میں بہت حصّہ لیا۔ حضرت

(۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے دہلی کو اپنا مرکز بنا کر شمالی ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کو پھیلانے کی انتہائی کوشش کی ان کا ذکر ہم وضاحت سے

Marfat.com

آیندہ صفحات پر کریں گے۔

۲۔ **خواجہ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ**۔ ہندوستان کے مشہور شہر ناگور کے باشندے ہیں۔ خواجہ صاحب سے فیضیاب ہو کر ناگور ہی کو مرکز بنایا ایک بیگھہ زمین میں کاشت کرکے اسی پر گزارہ کرتے تھے۔ دو چادروں میں ملبوس رہتے تھے۔ بیوی کا یہ حال تھا کہ سر پہ دوپٹہ نہ ہوتا تھا۔ اسی شانِ استغنا میں زندگی بسر کی۔ راجپوتانہ میں سلسلہ کی اشاعت کا کام کیا۔ ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ بمطابق ۱۲۷۲ء میں وفات پائی۔ ناگور میں مزار ہے۔

۳۔ **مولانا ضیاء الدین حامد رحمتہ اللہ علیہ**۔ آپ حکیم، صاحبِ علم ریاضیات وطبیعات تھے۔ خواجہ کی صحبت نے روشن ضمیر بنا دیا۔

۴۔ **جے پال**: وہ جادوگر جس نے آپ کا مقابلہ کیا پھر خواجہ کی نگاہ کا شکار ہو کر عبداللہ نام سے معروف ہے۔ خواجہ کی دعا سے اب تک زندہ ہے اور خفیہ آپ کے زائرین کی میزبانی کرتا ہے۔

۵۔ **حضرت سید حسین مشہدی رحمتہ اللہ علیہ**

آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا سے تھے خواجہ کی صحبت نے ولی کامل بنایا اجمیر کے پہاڑ میں مزار ہے۔

۶۔ **مولانا احمد خادم رحمتہ اللہ علیہ**

آپ نے ساری عمر خواجہ کی خدمت میں گذاری رازِ دو جہانی کے محرم تھے اجمیر میں مزار ہے۔

۷۔ **شیخ نظام ناگوری رحمتہ اللہ علیہ**۔

ہمیشہ خواجہ کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے ایک لحظہ بھی جدائی پسند نہ تھی۔ اجمیر میں مزار ہے۔

۸۔ **شیخ مجد الدین سنجری رحمتہ اللہ علیہ**۔

آپ پیر و مرشد کے سفر و حضر میں رفیق اور ہم نشین تھے۔

Marfat.com

۹۔ حکیم ضیاء الدین حامد بلخی رحمتہ اللہ علیہ

ان کے حالات پیچھے گذر چکے ہیں۔

۱۰۔ شیخ حمید الدین دھلوی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ جب غزنی سے دہلی تشریف لائے تو راستے میں ایک صنم خانہ میں سات آدمیوں کو شرک میں ملوث پایا۔ آپ نے ان کو اسلام کا پیغام سنایا تو ان کا سربراہ مسلمان ہوگیا آپ نے اس کا نام حمید الدین رکھا جو آپ کے ہمراہ آیا۔ اور آپ کی خدمت میں رہا۔ باقی چھ بھی مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے اپنے سربراہ کے نام پر ہر ایک نے اپنا نام حمید الدین رکھا۔

۱۱۔ شیخ فخر الدین احمد اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے ساری عمر عبادت وریاضت میں گذاری

۱۲۔ شیخ عبد اللہ رازی رحمتہ اللہ علیہ

آپ پہلے آتش پرست تھے۔ خواجہ ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت مثل خلیل علیہ السلام دیکھ کر ایمان لائے اور خواجہ اجمیری سے فیضان حاصل کیا۔

۱۳۔ شیخ صفی الدین ابراھیم بن عبد اللہ رازی رحمتہ اللہ علیہما

آپ عبد اللہ رازی کے صاحبزادے ہیں اور وہی طفل ہیں جس کو خواجہ ہارونی رحمتہ اللہ علیہ گود میں لے کر مشتعل آگ میں گئے تھے اور صحیح وسالم واپس آئے تھے۔ جوان ہوکر پیر کی تلاش میں ہندوستان آئے اور خواجہ صاحب کی نگاہ کا نشانہ بنے۔ نہایت کامل ولی تھے۔ روضہ اقدس اجمیر کی دیوار کے نیچے مزار شریف ہے۔

ازدواجی زندگی: بعض لوگ آپ کو حصور کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ تاریخی شواہد ہیں کہ آپ نے دو عورتوں سے نکاح فرمایا۔ اس کی تفصیل یوں ہے

Marfat.com

ایک دن عالم رؤیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا "اے معین الدین ہماری سنت ادا کرو" صبح کے وقت حاکم شہر نے جو آپ کا مرید تھا راجہ کی بیٹی جو اس کی قید میں تھی جس کا نام امتہ اللہ تھا بھیجی آپ نے اس سے عقد فرمایا ان سے بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں۔ یہ بی بی نہایت پارسا اور صائم الدہر تھیں۔ مستورات کو ارشاد تبلیغ کرتی تھیں۔ ان کے خاوند شیخ رضی الدین رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ان سے دو فرزند ہوئے جو خورد سالی میں فوت ہوئے۔ بی بی حافظ جمال کا مزار خواجہ بزرگ کے قریب ہے اور خواجہ رضی الدین کا مزار حوض مندلا ناگور میں ہے۔ دوسری بیوی حضرت بی بی عصمت دختر سید وجیہ الدین سید حسین مشہدی تھیں۔ سید وجیہ الدین نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب میں فرماتے سُنا کہ اپنی دختر کا نکاح خواجہ بزرگ سے کر دو۔ لہٰذا آپ نے اپنی صاحبزادی کو حضور خواجہ کے پیش کر دیا۔ ان سے تین فرزند تولد ہوئے۔

۱۔ **خواجہ فخر الدین محمد اجمیری رحمتہ اللہ علیہ**

آپ تمام علوم سے آراستہ اور صاحب تصرف تھے۔ خواجہ بزرگ کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ۵ شعبان ۶۶۱ھ کو فوت ہوئے۔ ان کے بعد منجھلے بھائی۔

۲۔ **خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر ابوسعید** جانشین ہوئے۔ جو ۶۹۵ھ میں منتقل الی اللہ ہوئے۔ تیسرے بھائی

۳۔ **خواجہ حسام الدین** جو سب سے چھوٹے تھے۔

آگے ان کے اولادیں بھی ہوئیں جن کا ذکر اذکار ابرار میں موجود ہے۔

لطیفہ ۱ خواجہ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ

Marfat.com

معین الدین الاولیاء نے فرمایا "جوانی سے پیشتر اور عالم تجرد میں جو بات دل میں آتی تھی۔ بطلب یا بلاطلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی۔ اب عیالداری اور پیری دونوں مجتمع ہیں تو وہ بات موجود نہیں ہے"۔ خواجہ حمید نے جواباً عرض کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پیشتر حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تھا۔ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کو (دیکھنے کے لیے) حجرہ میں داخل ہوتے تو حضرت مریم کے پاس قسم قسم کے میوہ جات پاتے) اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد یہ حال ہوا۔ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (کھجور کی جڑ کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا) یہ جواب سن کر آپ بہت خوش ہوئے (اذکار ابرار) شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ عیالداری میں زیادہ محنت درکار ہے۔ (فقیر چشتی)

حلم ودرگذر: آپ ہمیشہ بردباری اور عفو سے کام لیتے ایک دن ایک شخص آپ کے قتل کے ارادے سے آیا۔ آپ نے نورِ باطن سے بھانپ لیا۔ جونہی وہ شخص قریب آیا آپ نے فرمایا، بھئی تم جس ارادے سے آئے ہو اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ کانپنے لگا، اور عجز و انکساری سے گویا ہوا حضور مجھے حرص کا شکار کیا گیا۔ اُس نے خنجر آپ کے سامنے رکھا اور عرض کیا، حضور جو چاہیں سزا دیں مجھے منظور ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا تم نے کونسا جرم کیا ہے۔ صرف ارادہ تھا۔ ارادہ (نیت) پر گرفت نہیں اور سزا دینا درویشی کے منافی ہے۔ وہ شخص آپ کی گفتگو سے اس قدر متاثر ہوا کہ آپ ہی کی صحبت میں رہنے لگا اور پینتالیس ۴۵ مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہوا اور سرزمینِ مکہ میں مدفون ہوا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط

Marfat.com

حقوقِ جار! ہمسایوں کا بہت خیال فرماتے۔ کھانا پہنچاتے بیمار کی عیادت کرتے۔ پڑوسی کا انتقال ہو جاتا تو جنازے کے ساتھ ضرور جاتے اور تدفین کے بعد تنہا قیام فرماتے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے۔ ایک جنازے کے ہمراہ گئے۔ تو آپ کی معیت میں خواجہ کاکی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ خواجہ کاکی کہتے ہیں کہ آپ قبر پر ٹھہرے رہے۔ اچانک آپ کا رنگ زرد ہو گیا چند لمحات بعد اصلی حالت میں آ گیا میں نے اس تغیر و تبدل کی وجہ پوچھی تو فرمایا، عذاب کے فرشتے واپس چلے گئے۔

عبادت اور زُہد! آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے ستر برس تک شب بیداری کی۔ روزانہ دو قرآنِ مجید ختم کیا کرتے تھے۔

ذوقِ سماع! سماع کا بہت ذوق فرماتے یہاں تک کہ آپ کو کوئی ہوش نہ رہتی۔

چشت اہلِ بہشت! فرمایا کرتے تھے جو میرا یا میرے فرزندوں (خلفا) کا مرید ہوگا۔ جب تک بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ میں بہشت میں داخل نہ ہوں گا۔ جب پوچھا گیا فرزندوں سے مراد خلفاء ہیں یا آپ کی اولاد۔ فرمایا۔ خلفاء کہ قیامت تک ان کا سلسلہ مجھ پر منتہی ہوگا۔ اسی لیے چشتیہ حضرات کو چشت اہلِ بہشت کہتے ہیں (سیر العارفین)

وفات شریف! شبِ انتقال چند بزرگانِ دین نے خواب میں حضور سرورِ انبیاء علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دین کا معین

Marfat.com

حسن سنجری آرہا ہے میں اسکے استقبال کو آیا ہوں۔ سبحان اللہ (سیرالاولیاء) جس شب آپکا انتقال ہوا۔ (٦ رجب ٦٣٣ھ بروز ہفتہ مطابق ١٢٣٥ء بعمر تقریباً ٩٦ سال بعہد سلطان شمس الدین التمش) تمام احباب سے علیحدہ ہو کر حجرہ مبارکہ بند کر لیا۔ جو حضرات حجرہ کے باہر تھے انہوں نے حجرہ کے اندر پاؤں کی آہٹ سُنی گویا عاشقانِ پاک طینت وجد کر رہے ہوں۔ آخر شب وہ آواز بند ہو گئی۔ نماز فجر کے وقت مریدین نے دستک دی لیکن کوئی جواب نہ پا کر دروازہ کھولا تو آپ انتقال فرما چکے تھے اور سیمائے نورانی پر یہ عبارت بخطِ جلی لکھی دیکھی

حَبِیبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ

اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں فنا ہوا۔

روضہ مطہرہ اجمیر شریف میں ہے۔

(گلزار ابرار، تذکرہ اولیاء ہند و پاک، سیرالاقطاب)

ارشادات:

۱۔ خانہ کعبہ کا میں نے طواف کیا اب وہ میرا طواف کرتا ہے

۲۔ عارف آفتاب کی مانند ہیں۔ تمام عالم پر چمکتے ہیں تمام جہان انکے نور ولایت سے منور ہے۔

۳۔ محبت کی آگ سے زیادہ کوئی آگ نہیں ہے،

۴۔ خدا کے دوست میں چار باتیں ہوتی ہیں،

(الف) تواضع (ب) شفقت (ج) سخاوت (د) صحبت صالحین۔

۵۔ مرید ثابت قدم وہ ہے جس سے بیس سال تک کوئی گناہ نہ ہو۔

۶۔ چہار چیز گوہر نفس ہیں۔

(الف) دشمن سے دوستی کرنا (ب) غربت کو چھپانا۔

Marfat.com

(ج) اپنا دُکھ کسی سے نہ کہنا (د) اللہ پر بھروسہ رکھنا۔

مدح حضرت خواجہ خواجگان چشتی رحمتہ اللہ علیہ

از خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

خواجہَ من، مرشدِ من، دینِ من، ایمانِ من ۔۔۔ من بقربانت شوم اے یوسفِ کنعانِ من
اے شہنشاہ ولایت خواجہِ ہندُ الولی ۔۔۔ یک نگاہے گاہے از طفیلِ پنج تن
من بداماں معین الدین حسن دستے زدم ۔۔۔ سیدِ من خضرِ من، مہدی من، ملجائے من
فیض یاب بارگاہ خواجہ عثمان ولی!! ۔۔۔ گفت محبوبِ الٰہی خواجہ پاک پتن

Marfat.com

باب ہجدہم

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام نامی اسم گرامی بختیار ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ آپ کا نام قطب الدین تھا اور بختیار لقب ہے۔ جو خواجہ بزرگ نے عطا فرمایا۔ کاکی بھی آپ کا لقب ہے۔

سلسلۂ نسب : آپ سلسلۂ نسب یوں ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن سید کمال الدین بن سید موسیٰ بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید الحسن بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم۔ بن سیدنا باقر رضی اللہ عنہ بن سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ بن سیدنا شہزادہ کونین امام حسین

Marfat.com

رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ۔

پیدائش و وطنِ مالوف: سنِ پیدائش میں اختلاف ہے صاحب تذکرہ ہندو پاک میں سنِ پیدائش ۵۳۰ یا ۵۴۷ تحریر ہے۔ لیکن سیر الاولیاء کے مطابق یہ درست نہیں۔ ۵۰۰ھ کے قریب تر ہو سکتی ہے کیونکہ ۵۲۲ھ میں حضرت قطب صاحب کی ملاقات خواجہ بزرگ سے ہوئی۔ (سیر الاولیاء)

آپ کی والدہ مکرمہ کا قول ہے کہ یوم المیلاد کو میں نصف شب میں اٹھی تو دیکھا کہ زمین سے آسمان تک تمام گھر روشن ہے۔ میں عبادت میں مشغول ہوئی تو ندا آئی یہ تیرے فرزند کی ولادت کا وقت ہے۔ یہ روشنی اسی کے نور کی ہے۔ لہذا اسی دوران روز دوشنبہ آپ تولد ہوئے۔ جائے پیدائش قصبہ اوش ہے جو غزنا نہ اور اندیمان کے جنوب مشرق میں ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ ابھی ایک یا ۱/۲ سال ہی کی عمر میں تھے کہ پدرشفقت کا سایہ اٹھ گیا۔ والدہ مکرمہ نے پرورش کیا۔

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی۔ والدہ مکرمہ نے محلہ کے مکتب میں برائے تعلیم بھیجا۔ آپ کا ہمسایہ آپ کو لیئے جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مردِ کامل ملا۔ اُس نے کہا اس بچے کو مولانا ابو حفصؒ کے مکتب میں لے جاؤ۔ لہذا آپ کو مولانا کے مدرسہ میں لیجایا گیا۔ خود وہ شخص ہمراہ گئے۔ مولانا نے قطب کے ہمسایہ سے پوچھا یہ تیرے صاحب کون تھے۔ اس نے عرض کیا۔ میں اس کو نہیں جانتا صرف راستہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ فرمایا "یہ سیدنا خضر علیہ السلام تھے"، قطب صاحب نے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل حضرت مولانا ابو حفص سے کی۔

صاحبِ سبع سنابل کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی،

Marfat.com

تو ایام مکتب میں خواجہ بزرگ اوش میں تشریف فرما ہوئے۔ قطب صاحب کی والدہ نے آپ کو خواجہ بزرگ کی خدمت میں بھیجا۔

خواجہ صاحب نے آپ کو پڑھانا چاہا تو ندا آئی ذرا ٹھہریئے۔ ان کو حمید الدین ناگوری تعلیم فرمائیں گے۔ ادھر ناگور میں خواجہ حمید الدین کو حکم ہوا جلد اوش میں جاؤ اور میرے دوست قطب الدین کو تعلیم دو۔ خواجہ ناگوری نے آنکھیں بند کیں۔ تو اوش میں موجود تھے۔ خواجہ بزرگ نے حکم دیا کہ اس طفل کو تعلیم سے آراستہ کرو۔ آپ نے تختی پر سورۃ فاتحہ لکھنی چاہی تو قطب صاحب نے کہا یہ مجھے آتی ہے۔ پھر الٓمّٓ، سَيَقُولُ، تِلْكَ الرُّسُلُ کی عبادت کا آغاز فرمانے لگے جب بھی قطب صاحب نے فرمایا۔ یہ سب پارے مجھے از بریاد ہیں۔ فرمایا کیا لکھوں۔ کہا سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی سے پڑھایئے۔ حضرت ناگوری نے فرمایا۔ چودہ پارے کہاں سے یاد کئے۔ جواباً عرض کیا۔ والدہ مکرمہ کو چودہ پارے حفظ تھے جب وہ پڑھتیں تو میں سنتا رہتا اور اسی طرح چودہ پارے حفظ کر لئے۔ سبحان اللہ احد

اسرارِ محبت را ہر دل بنود قابل

دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

(درسیر العارفین، سبع سنابل)

خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت

حصول علوم کے بعد آپ کا دستور تھا کہ شبانہ روز ڈھائی ۲۵۰ سو رکعات نماز اور تین ہزار مرتبہ درود پاک کا وظیفہ پڑھتے۔

Marfat.com

بیس سال کی عمر میں والدہ مکرمہ نے آپ کو نکاح کی سلاسل میں جکڑ دیا۔ بایں سبب تین روز اوّل آپ اس وظیفہ سے غافل رہے۔ تیسری شب خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردِ صالح رئیس احمد کو خواب میں دیدار خود سے مشرف فرمایا اور فرمایا "اے احمد! ہمارا سلام قطب الدین کو پہنچاؤ اور ان سے کہو۔ تین شب گذریں تمہارا تحفہ ہم تک نہیں پہنچا۔ جونہی یہ سرکار کا پیغام سُنا۔ قطع علاقہ ہو کر مرشدِ کامل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بغداد پہنچے تو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحدالدین کرمانی و دیگر مشائخ شہر سے ملاقات کی اور فیضان حاصل کیا۔

اسی دوران خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا بغداد میں ورودِ مسعود ہوا۔ اور آپ نے حضرت خواجہ کے دست اقدس پر ماہ رجب ۵۲۲ھ در مسجد ابو اللیث سمرقندی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی، شیخ محمود اصفہانی کی موجودگی میں بیعت فرمائی۔ یہی سیر الاولیا کی روایت ہے۔ اس میں یوں تحریر ہے۔

"این بزرگ در ماہ مبارک رجب رجب قدرہٗ شہور سنہ ۵۲۲ اثنی و عشرین و خمسمائۃ در شہر بغداد در مسجد امام ابو اللیث سمرقندی بحضور شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ اوحدالدین کرمانی و شیخ برہان الدین چشتی و شیخ محمد صفاہانی بشرفِ ارادت شیخ الاسلام شیخ معین الدین چشتی سنجری شرف گشتند۔

دیگر روایت: حضرت محمد غوثی ؒ مانڈوی صاحب گلزار ابرار یوں رقمطراز ہیں کہ بغداد میں ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیاء شہر دہلی میں تشریف رکھتے ہیں۔ لہٰذا بغداد سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ملتان میں شیخ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کے پاس چند دن توقف بھی فرمایا یہاں سے دہلی پہنچے اور خواجہ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضری کے لئے عریضہ لکھا۔ جواب آیا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی جس سے پیار کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوتا ہے) چند دن بعد خواجہ دہلی تشریف لائے اور قطب صاحب کو اپنی غلامی میں لیا۔ (گلزار ابرار)

سیاحت: بیعت و خلافت کے بعد صاحب ارشاد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں مختلف ممالک کی سیر فرمائی۔ حجاز مقدس غزنی اور سمرقند کی سیاحت کے دلچسپ حالات آپ کے ملفوظات فوائد السالکین میں موجود ہیں۔

فرماتے ہیں کہ

قلتِ طعام و منام میں روشنی ہے: غزنی میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو صاحب تجرید و تفرید تھے۔ ان کی خدمت میں جو نذرانے آتے انہیں کبھی پاس نہ رکھتے۔ دن میں جو فتوحات ہوتیں شام تک تقسیم فرما دیتے اور جو شام کو وصول ہوتیں وہ صبح تک بانٹ دیتے۔ ان کی خانقاہ سے کوئی بھی محروم نہ جاتا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے، ننگوں کو کپڑا پہناتے نہایت سخی اور فیاض اور صاحب نعمت تھے۔ ان کی خدمت میں، میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں نے چالیس سال تک مجاہدہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا اور نہ ہی کوئی روشنی نظر آئی لیکن جب سے کم بولنا، کم سونا، کم کھانا اور لوگوں سے کم ملنا اختیار کیا تو روشنی نظر آئی۔ اب ہر چیز مجھ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

ایک مرتبہ دریائی سفر میں تھا کہ ایک درویش کی زیارت ہوئی جو بڑے صاحب نعمت تھے۔ مجاہدہ سے ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ جسم مبارک میں صرف ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان کا دستور تھا کہ نمازِ چاشت سے فارغ ہو کر لنگر خانے میں تشریف لے جاتے جس میں ہزاروں من کھانا ہوتا ظہر تک۔

Marfat.com

اس کی تقسیم میں مصروف رہتے ۔ جب لنگر میں کوئی چیز باقی نہ رہتی تو مصلّٰی پر جا بیٹھے ۔ ان کا حکم تھا کہ جو کوئی بھی ملنے آئے ان کے پاس بھیج دیا جائے وہ مصلّٰی کے نیچے سے جو کچھ بھی اس کی قسمت میں ہوتا عطا فرماتے ۔

خواجہ قطب فرماتے ہیں ۔

میں ان کی خدمت میں چند ایام حاضر رہا ۔ افطار کے وقت ان کے پاس چار کھجوریں آتیں وہ دو مجھ کو دے دیتے اور دو خود کھا لیتے ۔ صائم الدہر تھے ۔ ایک روز مجھے فرمایا ۔

"درویش جب تک کم نہ کھائے ، کم نہ سوئے کم نہ بولے عالی مقام نہیں ہو سکتا ۔"

خدائے قدوس ہر نیک و بد کی حفاظت فرماتا ہے

ایک مرتبہ اپنے رفیق قاضی حمید الدین ناگوری کے ہمراہ دریا کے کنارہ پر موجود تھا کہ ایک بہت بڑے بچھو کو تیزی سے ایک طرف بھاگتے ہوئے دیکھا میں نے قاضی صاحب سے کہا ۔ اس میں کوئی سرّ الٰہی ہے ۔ ہم دونوں بچھو کے پیچھے پیچھے چلنے لگے ۔ بچھو ایک درخت کے نیچے پہنچا اور ایک بہت بڑے اژدہے کو ڈنک مار کر ہلاک کر دیا ۔ اژدہے کے پاس ہی ایک شخص شراب کے نشے میں مدہوش تھا ۔ تعجب ہوا اس قدر نافرمان شخص پر کرم خداوندی !

غیب سے ندا آئی " اگر ہم پارساؤں پر ہی اپنی توجہ رکھیں تو بدوں کا کون حامی ہوگا ۔ اس کے بعد وہ متوالا اٹھا اور اژدہے کو دیکھ کر پریشان ہوا ۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا ۔ شرابی نادم ہو کر تائب ہوا اور کچھ عرصہ بعد اولیائ میں شامل ہو گیا ۔

سفرِ حجاز کا واقعہ :

قطب صاحب فرماتے ہیں ۔

Marfat.com

میں اپنے مرشد خواجہ بزرگ کے ہمراہ حج کو گیا۔ واپسی پر ایک شہر میں جس کا کم نام یاد نہیں رہا۔ ایک بزرگ کی زیارت کی۔ ہیبتِ الٰہی سے ان کے جسم پہ گوشت باقی نہ رہا تھا گویا ایک چوب خشک تھے۔ خواجہ بزرگ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تمہاری مرضی ہو تو چند روز ہم یہاں قیام کریں میں نے ادب سے عرض کیا۔ جیسے حضور کی مرضی! غرضیکہ ہم ان کی صحبت میں ایک ماہ تک رہے اس عرصہ میں صرف ایک روز وہ تھوڑی دیر کے لیے عالم صحو میں آئے۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ جواب دے کر فرمایا "عزیزو! تمہیں یہاں تکلیف ہوئی لیکن اس کا اجر پاؤ گے کیونکہ جو شخص درویشوں کی خدمت کرتا ہے منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔" پھر فرمایا "میں شیخ محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہوں۔ اس عالم تحیر میں تیس سال سے ہوں۔ مجھے امروز و فردا کا کچھ ہوش نہیں۔ حق تعالیٰ نے آج صرف تمہارے لیے عالم صحو میں کیا ہے۔

اے عزیزو۔ اب تمہیں اجازت ہے تم رخصت ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تم کو اس زحمت کا اجر عطا فرمائے۔ میری ایک بات یاد رکھنا۔

دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ جو کچھ تمہارے پاس پہنچے اس کو کبھی اپنے پاس نہ رکھنا ورنہ درویشی حاصل نہ ہوگی اور حق کی مشغولیت کے سوا کسی اور چیز کی طرف التفات نہ کرنا۔ یہ کہہ کر وہ پھر عالم تحیر میں چلے گئے۔

ملتان میں آمد: سیاحت عالم کے بعد ہندوستان کا رُخ کیا۔ دہلی پہنچنے سے قبل (پاکستان) میں قیام کیا۔ یہاں حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی محبت نے کئی روز آپ کو ملتان میں ٹھہرنے کے لیے مجبور کیا۔ انہی ایام میں مغلوں نے ملتان کا محاصرہ کر لیا ملتان کا حاکم ناصرالدین قباچہ قطب صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور روحانی امداد طلب

Marfat.com

کی۔ آپ نے کچھ پڑھ کر ایک تیر پر دم کیا اور فرمایا یہ تیر شام عساکر دشمن میں پھینک دینا۔ قباچہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کے حکم سے اسی رات مغل محاصرہ اٹھا کر واپس چلے گئے۔

دہلی میں آمد اور دہلی کا سلسلہ چشتیہ کا مرکز بننا: ملتان سے آپ دہلی میں تشریف لائے تو سلطان شمس الدین التتمش نے دہلی سے باہر آ کر آپ کا استقبال کیا۔ نہایت عزت و احترام سے دہلی میں لایا اور درخواست کی کہ شہر کے اندر قیام فرمائیں لیکن قطب صاحب نے کیلوکھری میں سکونت پسند فرمائی سلطان برابر ان کی خدمت میں ہفتہ عشرہ کے بعد حاضر ہوتا رہا۔ اور یہ عقیدت رفتہ رفتہ اتنی بڑھ گئی کہ سلطان نے قطب مینار انہی کی یادگار میں ۱۲۳۱ء کو تعمیر کرایا۔ اور حوضِ شمسی بنانے کے سلسلہ میں آپ کے مشوروں پر خلوص سے عمل کیا۔

سیاسی حالات اور خواجہ قطب صاحب: خواجہ صاحب نے سلطان التتمش (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء) کے عہد میں دہلی میں آ کر رشد و ہدایت کا ہنگامہ برپا کیا۔ یہ زمانہ وہ تھا جب کہ دہلی کی تعمیر و تشکیل پورے جوش و خروش کے ساتھ جاری تھی۔ وسط ایشیا میں مغلوں نے طوفانِ بدتمیزی برپا کر رکھا تھا ہزاروں کی تعداد میں علماء، مشائخ، شعراء۔ اُدبا دہلی کی طرف آ رہے تھے۔ اس طرح سے دہلی کی حیثیت بغداد کی طرح بین الاقوامی شہر کی سی ہو گئی تھی۔ دہلی میں ایشیائی علماء و مشائخ کا ہجوم ہو گیا تھا۔ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا اور خواجہ قطب کو دہلی میں روانہ کیا تھا۔ خواجہ قطب نے دہلی کے در و دیوار میں حقیقی رقص و سرور پیدا کر دیا۔ دہلی حق ہو کے نعروں سے گونجنے لگا۔ خواجہ

Marfat.com

قطب کو یہاں بڑی کامیابی ہوئی اور دہلی سلسلہ چشتیہ کا مرکز بن گیا۔

شیخ الاسلام اور دیگر علماء کرام کی مخالفت: دہلی کے شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی تھے ان کی وفات کے بعد سلطان نے خواجہ قطب کو یہ عہدہ دینا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ کے انکار پر شیخ نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلام بنا دیا گیا۔ یہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اور برگزیدہ بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ شیخ الاسلام دوسرے علماء کے کہنے پر اور قدرے آپ کی دن بدن شہرت دیکھ کر مخالفت کرنے لگے۔ اصل وجہ تو محفل سماع تھی کہ آپ کے دہلی آنے پر دہلی میں محفل سماع شروع ہو گئی جسے تمام علماء حرام کہتے تھے۔ شیخ الاسلام نے بھی آپ کی خوب مخالفت کی اور طرح طرح کے الزام بھی لگائے۔ انہی دنوں خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی میں تشریف لائے تو تمام خاص و عام آپ کی زیارت کے لیے تشریف لائے۔ لیکن نجم الدین صغریٰ نہ آئے چونکہ نجم الدین صغریٰ آپ کے پیر بھائی تھے آپ کو ان سے پیار بھی بہت تھا۔ اس لیے خود ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ شیخ نے پہلی ملاقات میں ہی قطب صاحب کی شکایات کا پلندہ کھول دیا۔

خواجہ صاحب نے اپنے مرید رشید سے فرمایا۔ بابا قطب الدین تم میرے ساتھ اجمیر چلو۔ لوگ تمہارے قیام سے ناراض ہیں۔ لہٰذا قطب صاحب خواجہ صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ قطب صاحب کے پاؤں کی مٹی اپنی آنکھوں کو ملتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے۔ سلطان التمش کو اطلاع ہوئی تو دوڑتا ہوا آیا اور خواجہ غریب نواز سے منت سماجت کرنے لگا کہ قطب صاحب کو نہ لیجائیں۔

خواجہ بزرگ نے لوگوں کی اور خود بادشاہ کی یہ عقیدت دیکھی تو فرمایا۔

Marfat.com

(شیخ معین الدین اینحال را معاینہ کرد فرمود" بابا بختیار ہمدریں مقام باش کہ خلائق از بیرون آمدن تو در اضطراب وخراب است۔ روا ندارم کہ چندیں دلہا خراب وکباب باشند۔ ایں شہر را در پناہ تو گذاشتیم۔ پس سلطان شمس الدین سعادت قدم بوس، شیخ را دریافتہ ہمراہ شیخ قطب الدین بشادی تمام متوجہ شہر گردید و شیخ معین الدین بطرف اجمیر روانہ گشتند)

(سیر الاولیاء ص ۶۴-۶۵)

بابا بختیار تم یہیں رہو کہ مخلوق خدا تمہارے باہر جانے سے تباہ حال ہے اور اضطراب میں ہے۔ میں اتنے دل جلائے اور دکھائے جانے کو جائز نہیں سمجھتا۔ میں نے اس شہر کو تمہاری پناہ میں دیا۔ بس سلطان شمس الدین نے خواجہ بزرگ کے پاؤں چومے اور شیخ قطب الدین کو لے کر خوشی خوشی شہر میں آیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیر کی طرف روانہ ہوئے۔

سماع

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی (۲۹۷ھ) سے بغداد میں سماع بند رہا لیکن چشت میں جاری رہا۔ خواجگان چشت میں سے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے سماع سے ضبط فرمایا۔ ایک دن مریدین نے عرض کیا "حضرت! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ قوت اور نصرت عطا فرمائی ہے۔ لیکن آپ سماع سے اشتیاق نہیں فرماتے فرمایا۔ ہندوستان میں قاضی حمید الدین ناگوری (۶۷۳ھ) علم شریعت طریقت میں شیخ ہوگا۔ بنائے سماع اسی سے ہوگی اگرچہ وہ سہروردی ہوگا۔ اور ان کے سلسلہ میں سماع امتناع ہے وہ بنا کرے گا تاکہ اہل چشت کی قدر معلوم ہو۔ لہذا ہندوستان میں انہی سے ابتدا سماع کی ہوئی۔ اور بغداد میں تقریباً تین سو پچاس سال بعد دوبارہ سماع کی محفل ہوئی۔ صاحب آداب السالکین فرماتے ہیں پیران چشت کی مشغولیت کے دو رکن ہیں۔ (۱) نماز کی پابندی کہ قضا نہ ہو اور ہوش اس قدر کہ فاسد نہ ہو جائے۔

Marfat.com

(۲) سماع۔ یہ بے خودی ہے۔ اصلِ سماع کو چاہیے کہ خودی کو دل سے دور کرے۔ اصلی مقام سماع کا علم ہے یہی سرِّ الٰہی ہے جو صوفی سماع میں آدے سوائے اللہ کی محبت کے دل میں کچھ نہ ہو۔

حضرت خواجہ قطب صاحب سماع کا نہایت شوق فرماتے تھے یہاں تک کہ دورانِ سماع ہی آپ کا انتقال ہوا۔ صاحب تذکرہ اولیائے ہند و پاک و صاحب سیر الاقطاب رقمطراز ہیں کہ جب حضرت دہلی میں تشریف لائے تو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سماع سنتے تھے۔ حضرت قطب صاحب بھی اس میں شمولیت فرمانے لگے۔ سلطان شہاب الدین ( ) کو اس کی خبر ہوئی تو اس سے منع کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ وہ سماع کی قدر کیا جانے اس پر سماع حرام ہے اور ہمارے لئے مباح ہے۔ اس سے سلطان ناراض ہوا اور قسم کھائی کہ اب اگر سماع کی محفل ہوئی تو اہلِ سماع کو دار پر کھینچوں گا۔ قاضی صاحب نے یہ سنکر فرمایا۔ زندہ رہے گا جبھی دار پر کھینچے گا۔ لہٰذا اسی ماہ وہ چل بسا اور سلطان شمس الدین التتمش بادشاہ ہوئے جو حضرت قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ ہوئے مگر قاضی عماد اور قاضی صادق آپ کے مخالف رہے انہوں سے سلطان سے عرض کیا ہم اہلِ شریعت ہیں۔ قطب صاحب اور قاضی ناگوری شب و روز سماع میں مشغول رہتے ہیں۔ جو شرعاً حرام ہے۔ ہم کو اجازت دی جائے کہ ہم ان دونوں کو خلافِ شریعت امور سے روکیں۔ سلطان کی طرف سے اجازت مل گئی۔ ایک دن دونوں قاضیان خانقاہ میں حاضر ہوئے اتفاق سے سماع کی محفل گرم تھی قاضی صاحب پر وجدانی کیفیت طاری تھی اور قطب صاحب دست بستہ کھڑے تھے۔ قاضی عماد نے اشارے کے بعد کہا امرد کو سماع میں حاضر نہ ہونا چاہیے (قطب صاحب نوجوان تھے اور تاہنوز داڑھی نہ آئی تھی) قطب صاحب نے متبسم ہو کر دونوں ہاتھ چہرہ خود پہ پھیر کر فرمایا۔ دیکھو امرد کون ہے۔ اس کرامت کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور واپس ہوئے۔ سلطان سے سارا

Marfat.com

حال بیان کیا۔ سلطان کی عقیدت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ قاضیان شرع متین اب بھی باز نہ آئے اور بادشاہ سے حد کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ نے بپاس شریعت اجازت دے دی۔ قاضیان نے کہلا بھیجا کہ ہم آپ سے سماع کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ قطب صاحب نے جواباً کہلا بھیجا کہ فاتحہ عرس پیران چشتیہ ہے اس سے فارغ ہو کر گفتگو کریں گے۔ قاضیان نے سوچا یہ عرس میں ضرور سماع کی محفل کریں گے اس لیے خانقاہ شریف کے دونوں دروازوں پر ستوا ستوا سپاہی متعین کر دیئے تاکہ کوئی شخص خانقاہ میں داخل نہ ہو۔ خانقاہ کے لانگری نے عرض کیا۔ حضور خانقاہ میں عرس میں شمولیت کے لیے کوئی شخص نہیں آئے گا۔ کیونکہ باہر پولیس کے سپاہی متعین ہیں۔ کھانا کس قدر تیار کریں" فرمایا۔ کھانا پہلے سے دوگنا تیار کرو۔ خلقِ خدا کو ہماری محفل سے کون روک سکتا ہے۔ عرس شروع ہوا۔ حضرت شیخ غوث بہاؤالدین ذکریا ؒ ملتان سے با جماعتِ کثیر تشریف لائے اور داخلِ خانقاہ ہوئے۔ حاجبان میں سے کوئی ان کے لیے رکاوٹ نہ بنا۔ نہ کسی حاجب نے ان کو دیکھا اب ہر شخص اندر آنے لگا۔ شیخ جلال الدین تبریزی بھی جماعتِ کثیر کے ہمراہ شرقی دروازہ سے داخل ہوئے۔ مجلس سماع گرم ہوئی۔ قاضی حضرات بدرالدین کو لے کر خانقاہ میں آئے۔

بدرالدین نے رو کے قطب دیکھا دل قابو سے باہر ہوا۔ تائب ہو کر مرید صادق بنا بعد میں خلافت سے نوازا گیا قطب صاحب نے فرمایا

"آج شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے سپرد کیا تھا میں نے قبول کر لیا"

قاضی عماد اور صادق شرمندہ ہو کر واپس ہو گئے۔

ایک بار حضور کی بارگاہ میں قوال حاضر ہوئے۔ اور راگ شروع کیا پہلی بیت یہ تھی۔

Marfat.com

سرود چیست کہ چندیں فسون عشق درداشت

سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست

اس پر حضرت کو سات شبانہ روز ہوش نہ آیا۔ صرف نماز کے وقت ہوش آتا نماز ادا فرماتے پھر بے ہوش ہو جاتے۔ گویا آپ سماع کے خوب متوالے تھے۔

لقب کاکی کی وجہ تسمیہ: علمائے تاریخ نے اس امر میں کئی واقعے لکھے ہیں۔ ہم چند ایک پر اکتفا کریں گے۔

(۱) "شیخ نظام الدین اولیا کہتے ہیں۔ چونکہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کسی کے دیئے ہوئے روپیہ کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ ناچار متعلقین کو روزمرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا۔ ایک روز قرض خواہ نے اپنے قرضہ مانگنے میں لوگوں پر بڑائی جتائی۔ لوگوں نے تنگ ہو کر عہد کیا کہ آئندہ قرض نہیں لیں گے۔ خواجہ قطب صاحب کو اس کی خبر ہوئی تو خانہ نشین حضرات کو بلا کر فرمایا۔ اس طاق سے ایک کاک (روغنی روٹی) لے لیا کرو۔ لہٰذا وہ حضرات لے لیا کرتے تھے۔ اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہو گیا" (گلزار ابرار اردو ترجمہ)

(ب) ایک مرتبہ گھر میں تین فاقے گذرے۔ آپ کی اہلیہ اپنے ہمسائے شرف الدین بقال کی بیوی سے کبھی کبھی ادھار لے لیا کرتی تھیں۔ ایک دن راہ غرور بقال کی بیوی نے کہا۔ اگر ہم نہ ہوں تو تم بھوکے مر جاؤ۔ یہ خبر آپ کو ملی تو زوجہ خود سے فرمایا۔ جس قدر ضرورت ہو میرے حجرہ کے طاق سے لے لیا کرو۔

(تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان)

Marfat.com

(ج) ایک روایت یہ ہے کہ حضرت کے مصلّٰی کے نیچے سے کاک برآمد ہوتے تھے اس لیے آپکو کاکی کہتے ہیں۔

(د) ایک مرتبہ آپ خواجہ بزرگ کے ہمراہ تھے آپ کو بھوک محسوس ہوئی، آپ نے اس کا انکشاف نہ کیا لیکن خواجہ بزرگ نے اپنے نورِ باطن سے معلوم کر لیا کہ قطب الدین بھوکے ہیں۔ دعا کی۔ اسی وقت ایک طباق پُراز کاک آسمان کی طرف سے ظاہر ہوا۔ جب قریب آیا۔ تو خواجہ بزرگ نے فرمایا "ہاتھ بڑھاؤ اور کاک اپنے مقدر کا لے لو۔ سب نے ہاتھ اونچا کیا لیکن طباق اور اونچا ہوگیا کہ ان کی پہنچ سے باہر ہوا۔ خواجہ قطب نے ہاتھ بڑھا کر کاک لے لیا اور خواجہ بزرگ کے حضور پیش کیا۔ فرمایا بابا بختیار تم کھاؤ۔ تمہیں بھوک تھی اللہ نے تمہیں دیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلاؤ کہ محروم نہ رہیں" اس دن سے آپ کو کاکی کے نام سے ملقب کرتے ہیں۔ (تذکرہ اولیائے پاک و ہند)

(نوٹ) اس میں شک یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ سبھی واقعات پیش آئے ہوں جس نے جو واقعہ کرامت دیکھا وہی بیان کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی اجازت :

میرزا محمد اختر صاحب دہلوی، بحوالہ بحر المعانی یوں رقمطراز ہیں۔

جب حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی میں مقیم ہوئے اس وقت مقتدائے شہر خواجہ سید مبارک (والد سید محمد متوفی ۷۷۰ مصنف سیر الاولیاء) تھے۔ دونوں بزرگوں نے باہم نمازِ جمعہ ادا کی۔ مابعد قطب صاحب نے فرمایا آؤ سماع سنیں۔ سید مبارک نے عرض کیا بلا اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سُن نہیں سکتا۔ فرمایا۔ آج کی شام تم کو اجازت مل جائے گی۔ چنانچہ سید صاحب نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ رسول مقبول فرماتے ہیں "اے فرزند!

Marfat.com

قطب الدین کی مجلس میں حاضر ہو جاؤ۔ لہذا صبح سید صاحب حاضر ہوئے اور سماع سُنا۔

سلطان التتمش کی خواجہ قطب الدین چشتی سے ارادت:

خواجہ صاحب دہلی میں اپنے بوریائے فقر پر بیٹھ کر ارشاد و تربیت میں مشغول رہے۔ سرکار دربار سے کبھی تعلق نہیں رکھا۔ سلطان التتمش خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دینی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتا تھا۔ خواجہ صاحب ہمیشہ اسے رعایا، فقراء، غربا اور درویشوں سے دوستی اور حُسنِ سلوک کی تلقین فرماتے۔ سلطان التتمش کا خواجہ صاحب سے کس قدر تعلق تھا۔ اس کا کچھ اندازہ حضرت کے ان ملفوظات سے ہوتا ہے۔

"ایک رات سلطان التتمش میرے پاس آیا، اور میرے پاؤں پکڑ لیے۔ میں نے کہا مجھے کب تک تکلیف دیتے رہو گے۔ جو ضرورت ہو بیان کرو۔ اس نے کہا، اے رب العزت نے مجھے سلطنت تو دی ہے لیکن قیامت کے دن جب اس کے بارے میں باز پرس ہو گی اور اس کا حساب دینا ہوگا تو اس وقت آپ مجھے نہ چھوڑیں ——

اور وہ اس وقت تک واپس نہ گیا۔ جب تک میں نے اس کی بات قبول نہ کرلی۔" (بشکریہ ماہنامہ ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۱ء بحوالہ فوائد السالکین صفحہ ۲۸۔ تحریر عابد نظامی)

ازدواجی زندگی اور اولاد:

آپ کی شادی والدہ مکرمہ نے بچپن ہی کردی تھی۔ اسی ازدواجی زندگی کی مصروفیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور پیغام ملا تھا۔ جس کا تذکرہ پہلے صفحات میں ہو چکا ہے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔

Marfat.com

خواجہ محمد یہ خورد سالی میں ہی دنیا سے کوچ کر گئے تھے۔
خواجہ تتما جی ۔ ان کو روحانی جذبات اور سکر و صحو کے حالات زیادہ رہتے تھے۔ ان کی خواب گاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کے برابر میں ہے۔ (گلزار ابرار)

سفر آخرت   تکریم جائے دفن

ایک روز حضرت قطب صاحب چنڈول میں سوار چلے جاتے تھے جب اس جگہ پہنچے جہاں اب مزار پُر انوار ہے۔ چنڈول سے اُتر کر تھوڑی دیر مراقبہ کیا بعدہ فرمایا۔ اس زمین سے بوئے محبت آتی ہے اور پھر مالک اراضی کو طلب فرما کر منہ مانگے دام دے کر زمین خرید لی۔ فرمایا!

"میرا مرقد اسی جگہ ہو گا"

روایت عجیبہ! حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تخت پر سوار جا رہے تھے جب اس زمین سے گذرے تو دیکھا ملائکہ طبق لا لا کر اس زمین میں بھرتے ہیں بارگاہ الہی میں عرض کیا الہی یہ کیا سر ہے ارشاد ہوا۔ اے پیارے نبی۔ یہ احترام اس لیے ہے کہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک قطب الاقطاب ہو گا۔ اس کا دفن اس جگہ ہو گا۔ (تذکرہ اولیائے ہندو پاک)

آخری عمر میں جسم مبارک پر ضعف زیادہ ہو گیا۔ رمضان المبارک (۶۳۳ھ) بخیر و عافیت گزرا۔ عید کے روز عید گاہ میں نماز ادا کی۔ ایک دن حضرت صوفی حمید الدین ناگوری نے عرض کیا۔
حضور آپ کے چہرہ مبارک پر ضعف کے آثار ہویدا ہیں۔ آپ کے

Marfat.com

بعد سجادہ کون ہوگا۔ فرمایا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فرید کو اپنا جانشین کرتا ہوں۔ یہ تمہارا کام ہے کہ جب وہ ہانسی سے دہلی آئیں۔ تو میرے پیرون کے تبرکات جو میرے پاس موجود ہیں ان کو دے دینا اور ان سے کہنا اجودھن کو اپنا مرکز بنائے۔

وصال شریف: دسویں ربیع الاول کو خانقاہ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ میں مجلس سماع تھی۔ حضرت بھی وہاں شمولیت کے لیے گئے۔ وہاں تمام بزرگان دہلی موجود تھے۔ قوالوں نے قصیدہ خواجہ احمد جام نہایت عمدگی سے شروع کیا جب قوال اس شعر پر پہنچے۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را!
ہر زماں از غیب جانے دیگراست

قطب صاحب کو وجد ہو گیا اور حالت نزاع کے قریب پہنچی۔ حضرت حمید الدین ناگوری۔ بدر الدین غزنوی آپ کو اٹھا کر گھر لائے تین دن یہی حالت رہی صرف نماز کے وقت ہوش آتا تھا فریضہ ادا کرتے اور پھر شعر پڑھتے بے ہوش ہو جاتے۔ تین دن کے بعد ہر موسے تسبیح اللہ اللہ جاری ہوئی اور ہر مو سے قطرہ خون ٹپکنے لگا۔ اور قطرہ خون سے نقش سبحان اللہ اور الحمد اللہ ظاہر ہوا۔ جب قوالی مصرعہ اولیٰ کہتے تو بیدم ہو جاتے جب مصرع ثانی کہتے گویا زندہ ہو جاتے۔ اور جب منہ سے آہ نکلنے لگتی صوفی ناگوری منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیتے اور عرض کرتے۔ حضرت کیا غضب کر رہے ہو اپنی آہ سے زمین و فلک جلا دو گے۔ ضبط رکھو۔ اسی حالت میں حکیم شمس الدین حاذق وقت حکمہ آپ کا مرید تھا کو بلایا اس نے نبض دیکھ کر کہا یہ مرض عشق ہے۔ آتش

Marfat.com

عشق نے دل وجگر سوختہ کر دیا ہے میں اس کا علاج نہیں جانتا ۔

طبیبِ عشق را دُکّاں کدام است

علاجِ دل کنند اُو را چہ نامے

پاؤں مبارک خواجہ بدرالدین غزنوی کی گود میں اور سر مبارک زانوئے صوفی ناگوری پر تھا۔ حاضرین کو غنودگی طاری ہوئی۔ اور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روح پاک نے آسمان کی طرف پرواز کیا۔ غنودگی میں سُنا گیا کہ خواجہ قطب فرما رہے ہیں۔ اے بدرالدین دوستانِ خدا نہیں مرتے۔ جب حاضرین کو ہوش آیا تو خواجہ کا رحلت ہو چکی تھی۔

۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ کو وفات پائی (۱۲۳۵ء)

اس وقت دہلی میں سلطان التمش کی حکومت تھی۔

آپ کی وفات پر تمام شہر میں شور و غوغا ہوا۔ تمام مشائخ مرید اُمرا اور سلطان جمع ہو گئے۔

نمازِ جنازہ: خواجہ ابوسعید نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ خواجہ صاحب کی وصیت یہ ہے کہ میری نمازِ جنازہ وہ پڑھے جس نے۔

ا۔ تمام عمر حرام نہ کیا ہو۔

ب۔ نمازِ عصر کی غیر موکدہ سنت ترک نہ کی ہوں۔

ج۔ تکبیرِ اولیٰ ترک نہ کی ہو۔

تقویٰ سلطانِ دہلی: یہ سُن کر سبھی بحرِ حیرانگی میں غرق ہوئے مشائخ

Marfat.com

میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ جب کچھ دیر گذری سلطان التمش آپ کے مرید صادق امامت کے لیے آگے بڑھے۔

اور فرمایا! آج میرے پیر نے میرا راز فاش کر دیا۔ اور امامت کے فرائض سر انجام دیئے۔

تدفین: جب آپ کو قبر میں رکھا گیا ایک فرشتہ آیا اس نے قطب صاحب کو سلام کیا۔ اور ایک سبز رنگ کا کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیا اس میں لکھا تھا، "اے دوست میں تم سے راضی ہوں۔ تو بھی مجھ سے راضی ہو جا"

(تذکرہ اولیائے پاک و ہند)

قطعہ تاریخ مفتی غلام سرور لاہوری رحمتہ اللہ علیہ:

گئے جنت کو جب دنیائے دوں سے

جناب شاہِ شاہاں قطب اقطاب!

ندا ہاتف سے یہ سرور کو آئی!

کہ والا قطب دوراں قطب الاقطاب!

۶۳۴ھ

خلفاء: چند خلفائے کرام کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

ان کے حالات شہرت میں مثلِ آفتاب ہیں۔ ان کے حالات پر علیحدہ باب قائم ہوگا۔

۲۔ **خواجہ بدر الدین غزنوی:** آپ غزنی کے باشندے تھے پہلے لاہور تشریف لائے پھر دہلی کا رُخ کیا اور حضرت قطب صاحب کے مرید ہوئے جب تک پیر زندہ رہے ان کی صحبت سے علیحدہ نہ ہوتے۔ آپ وعظ میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کے ذریعہ سے سلسلہ چشتیہ کا نظام زیادہ نہیں چل سکا آپ کی وفات ۶۵۷ھ میں ہوئی مزار خواجہ قطب کے پائیں میں ہے۔

ان کے خلیفہ حضرت امام الدین ابدال رحمتہ اللہ علیہ (۷۸۰ھ) اور ان کے خلیفہ و پسر شیخ شہاب الدین عاشق، پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ (۲۹ رمضان ہجرے ۹۳۵) ان کے خلیفہ شیخ عماد الدین رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ شیخ بہاء الدین محمود ناگوری چشتی صاحبِ سِرّ العارفین ہیں۔

۳۔ سُلطان شمس الدین التمش بن ایلم خان ترک رحمتہ اللہ علیہ

آپ بادشاہ تھے۔ خواجہ بختیار رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء سے ہیں آپ نے ہی قطب صاحب کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ خواجہ بزرگ کے نورِ نظر تھے۔ ۶۰۷ھ (۱۲۱۱ء) میں تخت نشین ہوئے۔ ۶۳۳ھ ۲۹ اپریل ۱۲۳۶ء) کو وفات پائی[۱] آپ کی دختر سلطانہ رضیہ نے آپ کا مقبرہ بنایا۔ خواب میں آپ نے رضیہ سے کہا چونکہ میرے پیر کی قبر پر قبہ نہیں ہے اس لیے میرے قبہ کو گرا دو لہذا گرا دیا۔ آپ کا مزار مسجد قوت الاسلام کے پیچھے ہے۔ آپ نے

---

[۱] میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

اپنے مرشد کے اعزاز میں شہرہ آفاق قطب مینار تعمیر کیا (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء)

۴۔ شیخ محمود نہر والہ رحمتہ اللہ علیہ ؛

خواجہ قطب صاحب کے نہایت عاشق تھے کبھی پیر سے دوری اختیار نہیں کی۔ قطب صاحب کی وفات کے بعد نہر والہ قیام کیا۔ مزار وہیں ہے۔

۵/۶ قاضی سعد اور قاضی عماد رحمتہ

یہ دونوں حضرات تعصب کی بنا پر خواجہ صاحب سے عداوت رکھتے تھے بعد میں بزرگی قطب صاحب اور سمع سماع کے قائل ہوئے اور خلفاء میں شامل ہوئے۔

۷۔ قاضی حامد الدین احمد نہر والہ رحمتہ اللہ علیہ ؛

آپ گجرات کے نامور علماء سے ہیں۔ خدا شناسی کا شوق تھا۔ قطب صاحب کی غلامی اختیار کی۔ نہر والہ میں مزار ہے۔

۸۔ شیخ معز الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ؛

اولاً آپ سلاطین دہلی کے نائب تھے بعد میں قطب الاقطاب کی کرامات سے گرویدہ ہو کر آپ کی غلامی اختیار کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا مزار دہلی میں ہے۔
(گلزار ابرار)

۹۔ شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ ؛

آپ محب قطب صاحب ہیں۔ خواجہ قطب صاحب خلافت نامہ انہی سے لکھوایا کرتے تھے۔ ان کی تحریر کے علاوہ دستخط نہیں کرتے تھے۔ انہی کی خانقاہ

Marfat.com

ہیں حضرت قطب کو وجد ہوا اور شہید باللہ ہوئے۔ آپ کا مزار مسجد قوت الاسلام کے منیارہ کے نیچے ہے۔ (تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان)

۱۰۔ شیخ نظام الدین الوالمؤید رحمتہ اللہ علیہ:

آپ شمس الدین سلطان دہلی کے نبیرہ اور خواجہ قطب الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ شیخ احمد غزنوی اور عبدالواحد شیخ سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ کی والدہ کا نام سارا ہے ۶۷۳ھ میں وفات پائی۔ مزار دہلی کی کہنہ عیدگاہ میں ہے۔

۱۱ شیخ احمد رئیس رحمتہ اللہ علیہ:

آپ ہر شب محفلِ رسول خدا میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ ہی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواجہ قطب کو پیغام دیا تھا کہ تین دن سے تمہارا تحفہ (درود شریف) نہیں ملا۔ آپ کا مزار خواجہ قطب کے روضہ میں شیخ جلال الدین ابدال کے پائیں میں ہے۔

۱۲/۱۳ خواجہ سید محمد صُغرای بلگرامی، خواجہ عماد الدین بلگرامی

بھی آپ کے خلفاء سے ہیں۔

خواجہ عماد الدین بلگرامی نے قطب صاحب سے ولایت حاصل کی۔ مرید ہونے کے بعد ابھی خلیفہ نہ ہوتے تھے کہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا۔ ("تاریخ مشائخ چشت بحوالہ مراۃ المبتدئین از شریف بلگرامی)

(نوٹ) خواجہ بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ، سلسلہ نظامیہ میں مدغم ہو گیا دیگر خلفاء سے کسی کا بھی سلسلہ تادیر نہ چل سکا ماسوائے حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیاء بابا فرید الدین معروف گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے۔ آپ نے پچھلی سطور

Marfat.com

میں پڑھ لیا ہے کہ خواجہ قطب نے اپنے مشائخ کے تبرکات انہیں ہی عطا فرمائے تھے۔ باباجی کا سلسلہ تا ہنوز موجود ہے اور تا قیامت موجود رہے گا۔ خلافت کی عطا میں تائید الٰہی اور حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اور مرشدِ کامل کی نظر قیامت تک کے مریدین تک ہوتی ہے (چشتی)

Marfat.com

باب نوزدہم

شیخ الاسلام زہد الانبیاء فریدالدین مسعود گنج شکر فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا پیدائشی نام مسعود ہے۔ فریدالدین، زہد الانبیاء، شیخ الاسلام القاب ہیں۔ والدہ کا نام بی بی قرسم خاتون ہے۔

سلسلہ نسب : شیخ فریدالدین مسعود بن سلیمان بن شعیب بن محمد احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین المعروف بہ فرخ شاہ کابلی بن فخرالدین محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ بن واعظ الاکبر الوالفتح بن شیخ اسحاق بن حضرت ابراہیم بلخی ادھم بن سلیمان بن شیخ ناصر منصور بن عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ [1]

---

[1] وحید احمد مسعود نے اپنی تصنیف بابا فریدالدین گنج شکر میں آپ کے شجرہ نسب پر بہت بحث کی ہے وہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نصیر یا ناصر نامی کوئی بیٹا نہ تھا نیز شاہان بلخ میں ۲

Marfat.com

ولادت باسعادت و وطن مالوف : آپ کے اجداد کا وطن کابل (افغانستان) ہے جب چنگیز خاں نے خروج کیا تو کابل تاراج ہوا۔ آپ کے پرداد شیخ محمد احمد شہید ہوئے۔ جدِ امجد شیخ شعیب پاکستان (ہند) چلے آئے پہلے لاہور میں قیام کیا۔ پھر قصور چلے گئے۔ اس غزنی خاندان کا آخری بادشاہ ملک خسرو (۱۱۶۰ تا ۱۱۸۶ء) حکمران تھا۔ قاضی قصور نے شیخ شعیب کے علم و فضل کی بادشاہ کے حضور تعریف کی۔ بادشاہ نے شیخ شعیب کو قصبہ کھوتوال (کھوتوال علاقہ ملتان) کا قاضی مقرر فرما دیا۔ اسی علاقہ میں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ قرسم خاتون بنت مولانا وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہا و علیہ کے بطن سے یکم شب رمضان سنہ ۵۷۱ھ مطابق سنہ ۱۱۷۲ء ملک خسرو کے عہد میں پیدا ہوئے آپ اپنے والدِ مکرم حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ پہلے شیخ اعزالدین محمود دوسرے شیخ فرید الدین مسعود تیسرے شیخ نجیب الدین متوکل ہیں

حصولِ علم : سلطان المشائخ ناقل ہیں کہ باباصاحبؒ نے اوائل عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور دیگر علوم سے فارغ ہوئے۔ ایک دن مسجد مولانا منہاج الدین ترمذی ملتان میں کتاب نافع کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ملتان میں تشریف فرما ہوئے اور اسی مسجد میں ٹھہرے باباجی سے پوچھا۔ بیٹے کیا پڑھ رہا ہے۔ عرض کیا۔ حضور نافع پڑھ رہا ہوں۔ فرمایا۔ "نافع ہو گا"۔

۴۔ ابراہیم بن ادھم کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ابراہیم بن ادھم کے دادا کا نام منصور بن یزید بن جابر عجلی ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم کا سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

بیعت ! یہ بات ایسی موثر ہوئی کہ مرید ہو گئے۔ جب دہلی کے لیے خواجہ صاحب رخصت ہوتے تو آپ نے بھی ہمراہ جانے کا ارادہ کیا۔ خواجہ قطب نے فرمایا۔

"نافع جگہ رہ کر علومِ ظاہری کی تکمیل کرو اسکے بعد میرے پاس آنا۔ زاہد بے علم تسخیرِ شیطان میں آجاتا ہے۔

سیاحت ! باباجی بحکم پیر و مرشد قندھار میں پہنچے اور تحصیل علم کیا پھر بغداد میں گئے اور شیخ شہاب الدین سہروردی سیف الدین باخرزی، سعدی حموی۔ شیخ بہاء الدین۔ شیخ واحد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین محمد نیشاپوری سے استفاضہ فرمایا۔ (سفر کے حالات) باباجی فرماتے ہیں۔ میں نے شیخ شہاب الدین کو دیکھا اور ان کی صحبت میں رہا۔

ہر روز دس ہزار دینار سے کم فتوح نہ تھی مگر آپ صبح سے شام تک سب راہِ خدا میں صرف فرماتے تھے۔ کل کے لیے ایک درم بھی نہ رکھتے تھے۔

بغداد میں شیخ اجل شیرازی کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ تیری روزی میں برکت ہو۔

جب بغداد سے باہر نکلا تو ایک درویش کو دیکھا کہ اس کا صرف پوست باقی ہے۔ چند دن ان کی صحبت میں رہ کر بخارا کا قصد کیا۔ وہاں شیخ سیف الدین باخرزی کو دیکھا۔ بڑے کامل بزرگ تھے۔ آداب بجا لا کر ان کا قرب حاصل کیا جب میری طرف نظر کرتے تو فرماتے تو مشائخ کرام سے ہو گا۔ تمام عالم تیرے مریدوں اور فرزندوں سے بھر جائے گا۔ آپ نے جو سیاہ کمبل اوڑھا ہوا تھا۔ مجھے عنایت فرمایا۔ میں اُسے اوڑھ کر چند دن ان کی خدمت میں رہا۔

Marfat.com

وہاں سے ایک مسجد میں آیا۔ وہاں بھی ایک بزرگ رہتے تھے۔ جو ہوا کی جانب آنکھیں بند کیے کھڑے رہتے تھے۔ چار دن یونہی کھڑے رہے بعدہٗ میری طرف التفات فرمایا میں نے سلام عرض کیا۔ جواب میں بیٹھنے کا حکم دیا انھوں نے اپنی کیفیت بیان کی۔ اس شب ان کے پاس رہا۔ جب صبح ہوئی اس بزرگ کو غائب پایا۔

بدخشاں میں بزرگانِ دین سے ملاقات کی پھر ملتان آیا۔ حضرت بہاء الدین ذکریا سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ انھوں نے پوچھا تم کہاں تک پہنچے ہو میں نے عرض کیا۔ اگر میں کہوں تو آپ کرسی پر بیٹھ کر ہوا میں تشریف لے جائیں۔ یہ کہتے ہی کرسی ہوا میں پیدا ہوئی۔ شیخ نے کرسی پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ "اے مولانا فرید تم نے اپنا کام خوب مکمل کیا"۔

دھلی میں تشریف آوری: غوث بہاؤ الدین ذکریا کی ملاقات کے بعد اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دہلی تشریف لائے۔ خواجہ قطب نے آپ کی عبادت کے لیے ایک علیحدہ حجرہ مقرر فرمایا تھا آپ اس میں عبادت کرتے تھے

زُہد و مجاہدہ: حضرت بابا صاحب بہت زیادہ مجاہدہ کرتے تھے ایک دن چاہا مجاہدہ اور زیادہ کروں۔ اس کے متعلق خواجہ قطب سے عرض کیا ارشاد ہوا۔ روزہ رکھو جب تک غائب سے کھانا نہ آئے افطار نہ کرو۔ لہٰذا سہ روز بعد کھانا آتا تو آپ روزہ افطار کرتے لیکن ایک ساعت کے بعد جی متلاتا اور قے ہو جاتی اور معدہ صاف ہو جاتا یہ حالت خواجہ کے حضور عرض کی۔ فرمایا مسعود! کھانے کی خماری سے افطار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی عنایات تیرے شاملِ حال ہیں طعام تیرے شکم میں نہیں ٹھہر سکتا۔ چھ روز کے بعد افطار کیا کرو۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں بھی ریاضت فرماتے رہتے سوائے خشک گھاس اور پتوں کے کچھ

Marfat.com

نہیں کھاتے تھے۔ ایک روز تشنہ کی حالت میں ایک کنوئیں پر پہنچے تا کہ اشتہائے پیاس دور کریں۔ وہاں ڈول اور رسی نہ تھی۔ اسی انتظار میں کھڑے رہے کہ ہرنوں کی ڈار آئی۔ ان کے آتے ہی کنوئیں نے جوش مارا پانی اوپر آیا ہرن پانی پی کر چلے گئے۔ جب آپ نے پینے کا قصد کیا پانی نیچے چلا گیا۔ بارگاہ رب العزت میں یوں التجا کی۔ الٰہی! جانوروں کے لیے پانی ابلتا ہے اور جو تیری راہ میں نکلا اس کے لیے پانی سے مایوسی ہے۔ غائب سے ندا آئی۔ "اے فرید! تیری نظر ڈول اور رسی پر ہے ڈار آہو کی نظر ہم پر تھی"۔ اسی وقت کنوئیں میں الٹے لٹک گئے اور چالیس دن تک الٹے لٹکے رہے اور نفس کو پانی نہ دیا۔ چالیس روز کے بعد خاک منہ میں ڈالی جو شکر ہو گئی آپ نے اس کو اسی وقت تھوک دیا۔

ایک دن قطب الاقطاب کی خدمت میں عرض کیا۔ میرا خیال ہے ایک بہت سخت چلہ کروں۔ فرمایا۔ فرید کچھ حاجت نہیں یہ سب باتیں شہرت زمانی کی ہیں۔ بابا صاحب ساری عمر اسی شرم میں رہے کہ میں نے شیخ کے حضور ایسی بات کہی جو حضور کو ناگوار گزری۔

چند روز بعد خود ہی قطب صاحب نے ارشاد فرمایا۔

فرید ایک چلہ معکوس کرو۔ عرض کیا۔ ترکیب ارشاد ہو۔ فرمایا۔ ایسی مسجد ہو جس میں موذن کے سوا کوئی نہ رہتا ہو۔ نماز عشاء کے بعد مسجد خالی رہتی ہو۔ موذن امین ہو۔ مسجد میں ایک کنواں ہو۔ کنوئیں پر ایک درخت سایہ فگن ہو۔ ایسی جگہ میں تمام شب الٹا لٹک کر مشغول عبادت ہو تا کہ چلہ پورا ہو جائے۔ بابا صاحب ایسی مسجد کی تلاش میں نکلے۔ دہلی کے گرد و نواح میں ایسی مسجد نہ پائی۔ دہلی سے ہانسی گئے۔ وہاں بھی ایسی مسجد نہ تھی۔ اس طرح شہر بشہر قصبہ بقصبہ دیہہ بدیہہ تجسس کیا۔ اوچ میں ایسی مسجد پائی۔ خواجہ رشید الدین میناتی ہانسوی وہاں موذن تھے۔ حضرت کے کمال معتقد تھے۔ اس مسجد میں چند

Marfat.com

روز رہنے کے بعد خواجہ رشید سے کہا اگر میرا بھید کسی سے نہ کہے تو میں یہاں معکوس چلہ کروں۔ عرض کیا۔ حضور میں امین اور نیاز مند ہوں۔ لہذا آپ نے وہاں چلہ معکوس فرمایا۔ عشاء کے بعد جب سب نمازی چلے جاتے۔ موذن رسی کا ایک سرا بابا صاحب کے پیروں میں باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیتا دوسرا سرا درخت سے باندھ دیتا۔

صبح نماز سے پیشتر بابا صاحب کو نکال کر رسی کھول دیتا۔ اسی طرح چالیس شب پوری کیں۔

سلطان المشائخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہا نے کہا مجھے جو کچھ ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نمازِ معکوس ادا کی ہے اسی سلسلہ میں حضرت شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نماز معکوس ادا کی ہے اسکا تذکرہ ہم پہلے حصے میں کر چکے ہیں۔ بابا صاحب نے بھی ان بزرگان کی سنت ادا کی۔ اولیاء و مشائخ کا متفقہ قول ہے کہ جس قدر زُہد بابا صاحب نے کیا۔ کسی اور ولی نے نہیں کیا اسی لیے ان کو زُہد الانبیاء کہتے ہیں۔

خلافت! حضرت بابا صاحب اِس چلہ کے بعد پھر دہلی میں تشریف لے آئے اور ایک حجرہ میں مشغولِ عبادت ہو گئے۔ آٹھ دن کے بعد قطب صاحب کی زیارت کے لیے باہر آتے پھر مشاغل ہو جاتے۔ ایک دن خواجہ بزرگ معین الدین چشتی دہلی میں تشریف لائے اور قطب صاحب سے فرمایا اپنے خلفاء و مرید پیش کرو۔ لہذا سب پیش کیے گئے ہر ایک کو اسکے ظرف کے مطابق نعمت عطا ہوئی۔ فرمایا کوئی اور ہو تو پیش کرو۔ عرض کی ایک جوان مسعود حجرہ میں معتکف ہے خواجہ بزرگ خود حجرہ میں تشریف لائے۔ بابا صاحب کو اس قدر ضُعف بوجہ زُہد تھا کہ تعظیم کو کھڑے نہ ہو سکے بلکہ گر پڑے بھر لائے سر تعظیماً زمین

Marfat.com

پر رکھا۔ خواجہ بزرگ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا بابا قطب! اس کو کب تک مجاہدہ میں چلاؤ گے۔ کچھ عطا کرو۔ عرض کیا حضور کی موجودگی میں میں کیا عطا کر سکتا ہوں۔ لہذا دونوں بزرگان نے بابا صاحب کے لیے دُعا کی اور اسم اعظم جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا۔ تلقین فرمایا۔ خواجہ بزرگ نے ارشاد فرمایا۔
فرید شمع ہے۔ فقراء کو اس سے روشنی ہوگی۔" لہذا ایسا ہی ہوا جو اظہر من الشمس ہے۔ خواجہ قطب صاحب نے خلافت کبریٰ آپ ہی کو عطا فرمائی جس کا تذکرہ قطب صاحب کے حالات میں ہوا۔

پہلا مُرید! آپ چونکہ علیحدگی پسند کرتے تھے دہلی میں مخلوق کا اژدہام تھا اس لیے ہانسی میں چلے گئے اور سب سے پہلے شیخ جمال الدین ہانسوی مرید ہوئے۔ جب آپ خواجہ قطب صاحبؒ کی وفات کے بعد اجودھن چلے آئے

قصہ شیخ جمال الدین ہانسویؒ! تو شیخ جمال الدین ہانسوی بھی ساتھ چلے آئے۔ ایک مرتبہ شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانی نے باباجی سے کہا کہ چند دن کے لیے ہانسوی کو میرے پاس بھیج دو فرمایا کوئی اپنا جمال بھی کسی کو دیتا ہے۔ شیخ ملتانی اس وقت خاموش رہے لیکن شیخ جمال کے دل کو اپنی طرف کشید کیا۔ شیخ ہانسوی نے باباجی سے عرض کیا۔ اگر حضور اجازت دیں تو میں چند دن ملتان میں گزار آؤں۔ خاموشی رہی۔ چند روز بعد عرض کیا۔ سکوت رہا۔ چند دن بعد پھر ملتان جانے کی اجازت طلب کی باباجی جلال میں آ گئے۔ فرمایا۔ تجھ کو اپنا اختیار ہے۔ مگر کرامت اور نعمت جمال ہانسوی کی سلب ہو گئی۔ اجودھن سے نکل کر جنگلوں میں پریشان پھرنے لگے۔ تمام بدن پر زخم ہو گئے۔ باباجی نے فرمایا "کوئی ہمارے روبرو جمال کا نام نہ لے۔" شیخ جمال کا رنگ اس قدر متغیر ہوا کہ شناخت نہ ہوتا تھا۔ اسی حالت میں ایک مدت تک جنگل میں رہے ایک

Marfat.com

مدت تک جنگل میں رہے۔ ایک دن سوداگر عالم کا تجارتی قافلہ جنگل سے گزرا تو شیخ جمال کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہوا۔ (عالم حضرت باباصاحب کا مرید تھا۔ جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔) شیخ جمال نے اپنی سرگزشت بیان کی اور کہا میری سفارش نہ کرنا ورنہ تم بھی راندہ درگاہ ہو جاؤ گے۔ لیکن عالم نے کہا میں ضرور تمہاری سفارش کروں گا۔ لہذا باباجی کے پاس سفارش کی اور حالت بیان کی۔

باباجی کو رحم آیا اور فرمایا یہ رباعی اس کو لکھ بھیجو

رو گردِ جہاں بگرد یا آبلہ کن

گر ہم چو منی بیابی مارا آبلہ کن

یک صبح باخلاص بیا بر درِ ما

گر کارِ تو بر نیاید زنگہ گلہ کن

جب جمال الدین ہانسوی کے پاس یہ رباعی پہنچی تو بہت خوش ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے اور زمین کو بوسہ دیا۔ نظر کرم ہوئی اور فرمایا میرا جمال قطب عالم ہے۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ: کہتے ہیں ایام طفولیت میں آپکو شیرینی کا بہت شوق تھا۔ والدہ صاحبہ جب نماز پڑھنے لگتیں چند مصری کے ٹکڑے مصلّٰی کے نیچے رکھتیں اور بابا فرید کو اپنے ساتھ کھڑا کرتیں تاکہ نماز کا شوق ہو نماز

Marfat.com

کے بعد مصری کے ٹکڑے نکال کر دیتیں یا باباجی خود نکال لیتے۔ ایک دن آپ کی والدہ مصری رکھنا بھول گئیں۔ باباجی نے حسب عادت مصلّٰی کے نیچے ہاتھ مارا تو مصری برآمد ہوئی۔ والدہ نے پوچھا۔ فرید مصری کہاں سے لی۔ فرمایا جہاں سے روز لیتا ہوں۔ والدہ مکرمہ نے سمجھ لیا کہ یہ لڑکا ولی ہوگا۔ اس دن سے آپ کو گنج شکر کہتے ہیں۔

سیر العارفین میں لکھا ہے۔ کہ ایک دن خواجہ قطب کے پاس گئے۔ لیکن بوجہ ضعف گر گئے۔ اور مٹی جو آپ کے منہ کے قریب تھی شکر ہو گئی اس وجہ سے آپ کو گنج شکر کہتے ہیں۔

اخبار الاخیار میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی یوں رقمطراز ہیں کہ سوداگر چند بیلوں پر شکر لادے جا رہے تھے آپ نے پوچھا کیا ہے۔ شیخ نے اُن سے شکر طلب کی۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس شکر نہیں نمک ہے فرمایا۔ نمک ہی ہوگا۔ جب منزل پر جا کر مال کھولا تو نمک برآمد ہوا۔ نہایت شرمندہ ہوئے۔ شیخ کی خدمت میں آکر ساری حقیقت بیان کی۔ آپ نے ازراہ کرم فرمایا۔ شکر ہی ہوگی۔ پھر بدستور شکر ہوئی۔

نواب بیرم خان نے کیا خوب کہا ہے ؎

کان نمک جہاں شکر شیخ بحر و برّ

آں کز شکر نمک کند و از نمک شکر

صاحب سیر الاولیاء کہتے ہیں وہ سوداگر یہ کرامت دیکھ کر مرید ہوا سردار قافلہ کا نام عالم تھا۔ اس وجہ سے بھی گنج شکر کہلائے۔

پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت: خواجہ قطب الاقطاب کی وفات کے

Marfat.com

بعد آپ ہانسی سے دہلی آئے۔ تبرکاتِ بزرگان حاصل کئے۔ ایک دن ایک شخص ہانسی سے دہلی میں آیا آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک دن باباجی باہر بغرض کام نکلے تو سرہنگا نامی جو ہانسی سے آیا تھا۔ آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا۔

جب آپ ہانسی میں تھے تو میں آسانی سے آپ کو دیکھ لیا کرتا تھا اب آپ کا دیکھنا مشکل ہو گیا ہے۔" (سیر الاولیاء)

لہذا آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں طبیعت نہ لگی۔ اور اجودھن (پاک پٹن شریف پنجاب۔ پاکستان) تشریف لے آئے اور اشاعتِ اسلام و اشاعتِ سلسلہ چشتیہ کا کام شروع کیا۔ جس میں آپ نے بہت زیادہ ترقی فرمائی۔

سیاسی حالات : بابا فرید گنج شکر کا دہلی میں قیام نہ کرنا بہت مفید رہا سلطان التتمش کی وفات (۱۲۳۶ء) کے بعد عرصہ تک دہلی کے حالات خراب رہے۔ علماء و صوفیہ سب نے مل کر سیاست میں حصّہ لیا۔ شیخ بدرالدین غزنوی جیسے بزرگ بھی اپنے مخصوص دائرہ عمل کو چھوڑ کر سیاست میں چلے گئے۔ باباجی ان سے الگ تھلگ ہو کر اجودھن میں آ گئے یہاں رہ کر انہوں نے خوب کام کیا۔ پنجاب ہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے گوشے سے لوگ آ کر حلقہ بگوشِ سلسلہ ہوئے۔

سلطان التتمش نے ایک موقعہ پر اپنی بیٹی رضیہ سلطانہ کو جانشین ہونے کی پیشکش کی تھی۔ سلطان کے بعد اس کو تخت پر نہ بٹھایا گیا بلکہ سلطان کے بیٹے رکن الدین فیروز کو بادشاہ بنایا گیا۔ جو نا اہل نکلا ۹ نومبر ۱۲۳۶ء کو اسے معزول کر کے رضیہ سلطانہ کو (۱۲۳۶ تا ۱۲۴۰) تخت پر بٹھایا گیا لیکن امرا نے مخالفت کی نوبت جنگ و جدال تک پہنچی۔ اس میں علماء و مشائخ بھی شامل

Marfat.com

ہوئے۔ آخر ۱۲۔ اکتوبر ۱۲۴۰ کو رضیہ سلطانہ شہید ہوئیں۔ قاتل بہرام معزالدین (۱۲۴۰ تا ۱۲۴۲) تخت دہلی کا فرما نروا ہوا۔ ۱۰ مئی ۱۲۴۲ میں بہرام بھی مارا گیا۔ علاء الدین مسعود شاہ ابن رکن الدین فیروز تخت نشین ہوا۔ جو ۱۲۴۶ء تک رہا۔ یہ بھی نااہل تھا۔ آخر اس کا چچا ناصر الدین محمود تخت (۱۲۴۶ تا ۱۲۶۶ ۱۸ فروری) نشین ہوا۔ اب دہلی میں کچھ امن ہوا۔

سلطان ناصر الدین محمود کی باباجی سے عقیدت

شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"جن دنوں سلطان ناصر الدین محمود اوچہ اور ملتان کی طرف روانہ ہوا تو اجودھن (پاک پتن) پہنچ کر سارا لشکر شیخ کی زیارت کے لیے روانہ ہوا۔ شیخ اتنا انبوہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ شیخ کی آستین گلی کی طرف لٹکائی گئی۔ لوگ آ کر بوسہ دیتے اور چلے جاتے۔ وہ آستین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ پھر مسجد میں آ کر مریدوں کو حکم دیا کہ میرے گرد حلقہ باندھو تاکہ کوئی شخص اندر نہ آئے دور ہی سے سلام کر کے چلے جائیں۔ ایک فراش حلقہ توڑ کر اندر آ گیا۔ اور شیخ کے پائے مبارک پر بوسہ دیا۔ شیخ ناراض ہوئے۔ فراش نے عرض کیا۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین آپ تنگ کیوں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے اس پر شیخ نے نعرہ مارا اور فراش سے معافی مانگی اور نوازش فرمائی"

(تاریخ مشائخ چشت بحوالہ فوائد الفواد ص ۱۴۶-۱۴۵)

نقل ہے کہ ہر چھٹے ماہ آپ کے واسطے طبقہ زہریہ سے ایک مشک پانی سے بھری ہوئی آتی تھی۔ سلطان ناصر الدین محمود نے وہ مشک اجودھن سے منگوا کر اور اس کے تعویذ بنا کر اپنے اہل و عیال کے گلے میں ڈالے۔ سلطان آپ کا نہایت ہی معتقد تھا۔

Marfat.com

شہنشاہ بلبن: محمد غیاث الدین بلبن ترکستان کے البری قبیلے کے ایک سردار کا بیٹا تھا۔ تاتاریوں نے اسے گرفتار کر کے بغداد میں شیخ جمال الدین بصری کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ شیخ نے اسے بیٹوں کی طرح پرورش کیا پھر اسے دہلی لے آئے۔ ۱۲۳۲ء میں اسے سلطان التمش نے خرید لیا۔ یہ جلد ہی اپنی ذہانت کی بنا پر مشہور چہلگانی امراء میں شامل ہو گیا۔ اس کی حکومت بہ سال ہوئی۔ بیس سال وزارت اور بیس سال حکومت عزا

ازواج و اولاد: حتمی طور پہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت بابا صاحب کے کتنی بیویاں تھیں اور کس خاندان سے تھیں۔ تذکروں میں تین چار اور پانچ تک گنائی جاتی ہیں۔ سیر الاولیاء میں حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرم بسیار بود مگر خیر المجالس میں یہی بزرگ ناقل ہیں کہ دو حرم بود یا سہ حرم۔

خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل بابا جی کو ۶۲۱ھ میں شادی کا حکم دیا تھا۔ بابا جی نے خواجہ بختیار کے وصال کے بعد ۶۳۲ھ میں دورانِ قیام ہانسی ایک شادی کی تھی۔ اور ایک شادی بمقام اجودھن ہوئی ۶۳۲ھ میں جن خاتون سے شادی ہوئی۔ ان کا نام بی بی ہزبرہ خاتون ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی تھیں۔ عجیب معمہ ہے اوّل تو تاریخ میں سلطان کی بیٹیوں میں اس نام کی کوئی صاحبزادی نہیں۔ اتنے عظیم شخص سے شادی ہو اور تاریخ بالکل خاموش رہے۔ عجیب سی بات ہے۔ ثانیاً سلطان التمش نے بلبن کو بخارا کے تاجروں سے ۶۲۸ھ (۱۲۳۲ء) میں خریدا تھا۔

نمبرا۔ وزارت ۱۲۴۶ء تا ۱۲۶۶ء) حکومت ۱۲۶۶ء تا ۱۲۸۷ء

Marfat.com

تاریخ بتلاتی ہے کہ سلطان التمش نے اپنی بیٹی کی شادی بلبن سے کردکا تھی۔ یہ شادی بہر حال ۶۲۹ھ کے بعد ہی قرینِ قیاس ہوسکتی ہے اگر اس سے کوئی لڑکی پیدا ہوئی ہو تو ۶۳۲ھ میں وہ قابلِ شادی نہیں ہوسکتی اس طرح بی بی ہزیرہ خاتون کی دو کنیزوں سیاروں (یاسارہ) اور بی بی شکرد کا داخلِ حرم ہونا ہی مہمل ٹھہرتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بی بی ہزیرہ خاتون جن کے بطن سے اولاد پیدا ہوئی جس سے سلسلہ نسب چلا کون تھیں۔ اس سوال کا جواب کہیں نہیں ملتا۔ یہ معمہ رازِ مخفی بن کر رہ گیا ہے۔ ان کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی اس کی فہرست یہ ہے ۔

بی بی ہزیرہ خاتون کے بطن سے اولاد :

۱۔ شیخ شہاب الدین گنج علم رحمۃ اللہ علیہ

بعض نے ان کو فرزندِ اکبر کہا ہے۔ آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم تھے، حضرت نظام الدین اولیاء کے ہم درس تھے۔ آپ کا مزار مسجد اور باباجی کے مزار شریف کے درمیان ہے۔ آپ کے چھ لڑکے ہوئے۔ آپ کے مزار کے باہر ایک نلکا ہے۔ مشہور ہے کہ کند ذہن پانی پیئے تو ذہین ہوجاتا ہے ۶۹۰ھ میں وصال فرمایا۔

۲۔ شیخ نظام الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

باباجی آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ بلبن کی فوج میں ملازم تھے۔ ایک مرتبہ تن تنہا میدان میں جا گھسے بہت سے مشرکین کو قتل کیا اور خود بھی مقام اینغضور پر شہید ہوئے۔ باوجود کوشش بسیار آپ کا لاشہ نہیں ملا۔ ان کے فرزند خواجہ ابراہیم تھے اور ان کے فرزند خواجہ عزیز الدین تھے جو خواجہ نظام الدین

Marfat.com

اولیاء کے مرید تھے۔ خواجہ عزیز الدین کا مزار مزار نظامیہ دہلی میں ہی ہے۔
سن شہادت ۶۹۸ھ / ۱۲۹۸ء۔

۲ شیخ بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ !

بعض نے ان کو فرزند اکبر کہا ہے۔ آپ باباجی کے بعد سجادہ نشین ہوئے
آپ کا مزار باباجی کے قبۂ انور میں دائیں جانب ہے۔ نوری دروازہ میں داخل
ہوتے ہی پہلا مزار آپ کا ہے اور دوسرا باباجی کا۔
آپ کا وصال ۶۹۵ھ میں ہوا۔

شیخ علاؤ الدین موج دریا رحمۃ اللہ علیہ !

آپ کے صاحبزادے ہیں۔ جو دوسرے سجادہ نشین ہیں۔ سلطان محمد تغلق
آپ کا مرید تھا۔ آپ کا مزار بڑے قبہ میں ہے بلکہ قبہ ان ہی کے نام سے
قبہ موج دریا" مشہور ہے وصال ۷۳۴ھ

۴۔ شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ !

باباجی کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ امروہہ میں قیام تھا۔ آپ کو رجال الغیب
اپنے ہمراہ لے گئے اور لوگوں کی نظروں سے چھپا لیا۔ ان کے ایک فرزند خواجہ
عزالدین تھے جنہوں نے دیوگیر میں (دولت آباد) جام شہادت پیا دوسرے
خواجہ قاضی جنہوں نے دہلی میں وفات پائی۔

شیخ عبد اللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ !

مفسدوں نے بچپن میں شہید کر دیا تھا۔ مزار قبرستان عبد اللہ بیابانی میں
ہے بلکہ قبرستان ان کے نام سے مشہور ہے۔

Marfat.com

۶- بی بی فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا

یہ حضرت مولانا بدرالدین اسحاق کے نکاح میں آئیں۔ بی بی صاحبہ کا مزار دہلی میں ہے۔ مولانا بدرالدین کا مزار باباجی کے مزار شریف سے آگے ایک گلی میں ہے۔

۷- بی بی شریفہ رحمتہ اللہ علیہا

زہد و تقویٰ میں اپنے زمانہ کی رابعہ تھیں۔ حضرت باباجی فرمایا کرتے تھے اگر عورتوں کو خلافت دینا جائز ہوتی تو میں ان کو خلافت دیتا۔ (گلزار ابرار)

۸- بی بی منورہ رحمتہ اللہ علیہا

بڑی پارسا بی بی تھیں۔ ان کے خاوند کا نام شیخ عمر صوفی تھا۔ آپ کے فرزند خواجہ عزیز صوفی تھے جو محبوب الٰہی کے مرید تھے۔

۹- بی بی ہاجرہ رحمتہ اللہ علیہا
۱۰- بی بی زینب رحمتہ اللہ علیہا

} شیر خوارگی میں انتقال ہوا۔

حضرت بی بی ام کلثوم رحمتہ اللہ علیہا!

جو نثاری ۶۳۹ھ میں ہوئی اس کی تفصیل یوں ہے کہ سید قیام الحق مرید ہونے کے بعد ہجرت کر کے اجودھن میں آئے تھے ۶۳۹ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے پسماندگان میں ان کی بیوہ اُم کلثوم بنت سید نثار علی تھیں اور ایک ڈیڑھ سال کے صاحبزادے نصیر اللہ تھے۔ ان کی بے بسی و بے کسی کی

Marfat.com

وجہ سے حضرت بابا صاحب، امّ کلثوم کو اپنے عقد میں لے آئے اور نصیر الدین کو متبنیٰ بنا لیا۔ بعض نے حضرت نصیر اللہ متبنیٰ کو فرزندِ اکبر قرار دیا ہے یہ صحیح نہیں۔ چونکہ یہ متبنیٰ تھے ان سے پیار بچوں سے بھی زیادہ تھا اس لیے بعض نے غلطی سے بڑے فرزند کہہ دیا۔

بی بی امّ کلثوم کے بطن سے جتنی بھی اولاد ہوئی وہ صغر سنی میں ہی فوت ہو گئی تھی۔

حضرت بی بی نجیب النّساء رحمتہ اللہ علیہا اور انکے بطن سے اولاد

اب یہ امر غور طلب ہے کہ حضرت قطب صاحب نے بابا جی کو ۶۲۱ھ میں حکم دیا تھا کہ شادی کر لو۔ بابا جی نے شیخ کے حکم کے مطابق شادی کی یا نہیں اس کے بارے میں تاریخی تذکرے خاموش ہیں۔ البتہ کشفی تذکروں میں اس حکم کی تعمیل کا ذکر ملتا ہے۔ جو یقیناً صحیح ہے۔ یہ ناممکن بات ہے کہ شیخ نے حکم دیا ہو اور بابا جی جیسے مرید نے قبول نہ کیا ہو۔ لہذا آپ نے پہلی شادی بحکم شیخ رحمتہ اللہ علیہ ۶۲۱ھ میں ہی بی بی نجیب النساء سے کی۔ یہ بی بی حضرت محمد عظیم شاہ صدیقی قریشی الملتانی کی دختر نیک اختر تھیں ذکریا شاہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ (یہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نہیں ہیں بلکہ کوئی اور بزرگ ہیں) کی ہمشیرہ تھیں۔ زبان زدِ عام ہے کہ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی حضرت سید مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی تھیں۔ تذکرہ نویس ان کے متعلق کچھ نہیں بتلاتے کہ وہ کون سی صاحبزادی تھیں اور کس بی بی کے بطن سے تھیں گھوم پھر کر قیاسی طور پر بی بی ہزبرہ خاتون کی صاحبزادیوں سے ایک خدیجہ نامی کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر کشفی تذکرہ یہ واضح روایت بیان کرتا ہے کہ حضرت مخدوم کلیری کی شادی جن صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ وہ بی بی نجیب النساء کے بطن پاک سے تھیں اور وہ صاحبزادی بابا جی کی اولاد میں سب سے بڑی تھیں یعنی

Marfat.com

پہلی بیٹی تھیں۔
ان بی بی (نجیب النساء) صاحبہ کے بطن سے جو بابا جی کی اولاد ہوئی حسب ذیل ہے۔

۱۔ **حضرت خدیجہ رحمتہ اللہ علیہا عرف شرف النساء**
یہ بی بی حضرت مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

۲۔ **بی بی اصغری**

۳۔ **بصری بی بی**

۴۔ **صاحبزادہ محمد سلطان الدین**

(ان تینوں کا انتقال بمقام ہانسی عالم طفولیت میں ہوا ان کے مزارات کا حال معلوم نہیں۔)

۵۔ **محمد نعیم الدین**

۶۔ **محمد فرید بخش**

۷۔ **عزیز الدین**

کشفی تذکروں کے مطابق یہ تینوں صاحبزادے یکے بعد دیگرے حضرت سید مخدوم صابر کے جلال کی نذر ہوئے۔ بی بی نجیب النساء کی شادی ہانسی میں ۶۲۱ھ میں ہوئی تھی۔ اور اسی کی وجہ سے بابا جی نے ہانسی میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ بابا جی جب اجودھن تشریف لائے۔ تو یہ بی بی بھی اپنے چار بچوں کو لے کر بابا جی کے ہمراہ آئیں۔

Marfat.com

بعد میں چاروں بچے مخدوم صاحب کے جلال کی نذر ہوئے۔
بی بی خدیجہ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے نکاح میں آئیں۔
اس کی تصدیق اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلی سے بھی ہوتی ہے جو لکھتے ہیں "شیخ علی احمد صابر داماد خلیفہ شیخ فریدالدین گنج شکر کے ہیں اور سلسلہ عبدالقدوس گنگوہی کا انہی سے منتہی ہوتا ہے"۔
معارج الولایت اور سیر الاقطاب نے بھی ایسا ہی لکھا۔ مرزا محمد اختر دہلوی نے بھی انہی کتب کے حوالہ سے تحریر کیا ہے۔

غوثِ اعظم کا فیضان: صاحب خلاصتہ القادریہ نقل کرتے ہیں۔ کہ جب غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس تعمیر ہو رہا تھا تو بابا جی بغداد موجود تھے اور ہر روز مزدوری میں شریک ہو کر کام کرتے تھے۔ جب مزدوری ملنے کا وقت ہوتا تو چلے جاتے۔ پیشوائے خلائق سید عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ عجب مزدور ہے۔ سارا دن کام کرتا ہے۔ اور مزدوری کے وقت غائب ہو جاتا ہے۔ اسی شب غوثِ اعظم نے خواب میں اپنے صاحبزادہ سید عبدالرزاق سے فرمایا۔ یہ شخص مزدور نہیں ہے فریدالدین مسعود ہے۔ حصولِ سعادت کے لیے آیا ہے اسکا اکرام کریں دعوت کریں اور باعزاز تمام رخصت کریں۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اس طرح بابا جی نے غوثِ پاک سے فیضان حاصل کیا۔

اخلاق و اطوار: حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کا خلق بانداز خُلقِ عظیم تھا۔ اسی لیے آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔ ہر وقت عقیدت مند پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع رہتے تھے۔ آدھی رات تک آپ کی خانقاہ کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ ہر قسم کے لوگ خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ہندو جوگی بھی آپ

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ باباجی ہر شخص سے اسکی صلاحیت اور سمجھ کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ہر نئے آنے والے سے اس طرح ملتے تھے گویا برسوں کا آشنا ہے۔ ظاہر و باطن کی ہم آہنگی حیرت انگیز تھی۔

حقیقت میں باباجی کی تبلیغ حافظ صاحب کے اس شعر کے مصداق تھی۔

حافظا گر وصل خواہی، صلح کن با خاص و عام

با مسلمان اللہ اللہ، با برہمن رام رام

شیخ بدر الدین اسحاق جو باباجی کے داماد ہیں اور خلوت و جلوت میں ان کے ساتھ رہے تھے فرمایا کرتے تھے۔

"میں ان کا خاص خادم تھا۔ جو کام ہوتا مجھ سے کہتے تھے۔ خلوت میں اور جلوت میں ایک ہی بات کہتے اور کرتے تھے مجھ سے علیحدگی میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو ظاہر میں نہ کہہ سکتے ہوں یعنی ظاہر و باطن میں ان کی روش ایک تھی۔

بابا فرید کے کردار کی یہ خوبیاں عالم میں مشہور ہو گئیں۔ لوگ ان سے خود بخود محبت کرنے لگے۔ ان کی صحبت میں ایک کشش سی پیدا ہو گئی۔

باباجی نے عبادت و ریاضت میں جو کوششیں کی تھیں وہ انہی کا حصہ تھا۔ آخر عمر میں ایک دفعہ فرمایا۔

"چالیس ۴۰ برس تک جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔ بندہ مسعود نے وہی کیا اب چند سال سے مسعود کے دل میں خطرہ ہوتا ہے فوراً دور ہو جاتا ہے اور جو میں چاہتا ہوں ہو جاتا ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ باباجی نے اپنی روحانیت کردار کی بلندی اور دردمندی خلق سے سلسلۂ چشتیہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے

Marfat.com

آپ کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ بہت پھیلا۔ آپ کے خلفاء نے بہت کام کیا۔ خلفاء میں سے خواجہ نظام الدین اولیا اور مخدوم علی احمد صابر نے تو کمال کر دیا کہ اب تک نظامی اور صابری سلسلہ جاری ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

وصال شریف: جب آپ کی عمر ۹۳ سال کی ہو گئی تو خلق سے علیحدہ رہنے لگے۔ تب رحلت شیخ بدرالدین اسحاق سے فرمایا۔ نظام الدین دہلوی (آپ وقت وصال موجود نہ تھے) سے کہہ دینا کہ دوستوں کی جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق فرید اپنے ہمراہ لے چلا۔ پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بھیجا ہے۔ مبارک ہو۔ (گلزار ابرار)

نماز عشاء جماعت سے ادا کی بعد میں بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو دریافت کیا کہ نماز عشاء پڑھ لی۔ حاضرین نے کہا ہاں آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ فرمایا پھر دوبارہ پڑھتا ہوں۔ اس طرح تین مرتبہ نماز عشاء ادا کی اور بعدہٗ شب سہ شنبہ (منگل) ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ (مطابق ۱۲۶۵ء) بزمانہ بلبن یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ فرماتے ہوئے رحلت فرمائی۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o آپ کا مزار شریف پاکپتن میں ہے۔

بہشتی دروازہ: آپ کے روضۂ مطہرہ کے دو دروازے ہیں۔ شرقاً جنوباً جنوبی دروازے کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ جو صرف محرم الحرام کی پانچ چھ تاریخ کو کھلتا ہے پھر سارا سال بند رہتا ہے۔ شرقی دروازہ کھلا رہتا ہے۔ بہشتی دروازہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔

کہ شیخ المشائخ فرماتے ہیں کہ جب میں وصال کے بعد پاکپتن حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوبی دروازہ سے داخل ہوتے دیکھا۔

Marfat.com

حضور فرما رہے تھے۔" اے نظام الدین! مَنْ دَخَلَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ کَانَ اٰمِنًا (جو اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ امن میں رہے گا۔ اس روز سے اس دروازہ کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ ہر سال دور دراز سے لاکھوں انسان اس دروازے سے گزرنے کے لیے آتے ہیں۔

خلفاء: جواہرِ فریدی میں آپ کے خلفاء پچاس لکھے ہیں۔ ہم چند کا ذکر کریں گے۔

۱۔ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ!

بابا جی کے بہت عزیز خلیفہ تھے۔ ان کی محبت میں بابا جی بارہ ۱۲ سال ہانسی میں رہے۔ فرمایا کرتے تھے" جمال حقیقت میں ہمارا جمال ہے"۔ بابا جی کی مہر خلافت آپ ہی کے پاس رہتی تھی۔ آپ کے اولاد بڑھاپے میں جا کر ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شیخ نے حضرت صابر کا خلافت نامہ پھاڑ دیا تھا۔ تو صابر پیر نے فرمایا" اب کوئی بزرگ جمال کی راہنمائی سے حضرت گنج شکر کے سلسلہ تو نہیں پہنچے گا" کہتے ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہو گئی اور کوئی شخص اس سلسلہ میں نہ آیا۔ (گلزار ابرار)

کبیر الاولیاء جلال الدین صابری پانی پتی کی دعا سے اولاد ہوئی۔ (حقیقت صابری)
(واللہ تعالیٰ اعلم) (اقتباس الانوار)

وفات آپ کی ۶۷۰ھ میں ہوئی۔

۲۔ شہنشاہ ہر دو جہان سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ

آپ سے چشتیہ سلسلہ کا فیضان تمام دنیا میں جاری ہوا۔ اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ ترقی پذیر ہے اور یونہی رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

Marfat.com

آئندہ صفحات میں سلسلہ چشتیہ صابریہ پر علیحدہ باب قائم ہوگا اس میں سرفہرست آپ کے حالات ہوں گے۔

۳۔ شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ؛

ان سے سلسلہ چشتیہ کی شاخ چشتیہ نظامیہ چلی جو بفضلہ تعالیٰ اب تک قائم ہے اور تاقیامت قائم رہے گی۔ ان کے حالات سب کے بعد میں بیان ہوں گے۔

۴۔ شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ؛

آپ باباجی کے حقیقی بھائی اور خلیفہ ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پیراستہ تھے۔ نظام الدین اولیاء سے بہت دوستانہ تھا۔ باباجی جب قطب صاحب کے وصال کے بعد دہلی سے رخصت ہوئے تو سلسلہ کا کام انہی کے سپرد کر آئے تھے آپ کی وفات ۶۷۱ھ میں ہوئی دہلی میں مزار ہے۔

۵۔ شیخ داؤد پالیہی رحمتہ اللہ علیہ؛

باباجی کے خلیفہ تھے بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ جنگل میں عبادت فرمایا کرتے تھے تمام ہرن آپ کے گرد جمع ہوجاتے۔ آپ کا وطن اَرُدولی تھا وفات ۶۷۹ھ مزار حوض شمسی دہلی میں ہے۔

۶۔ سید امام علی لاحق سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ؛

بہت بڑے صاحب تصرف اور صاحب باطن تھے۔ خرقہ خلافت لے کر سیالکوٹ آئے ہزار ہا انسانوں کو خدا رسید کیا۔ جب آپ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت دو علی۔ علی بہاری رحمتہ اللہ علیہ اور علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ موجود تھے۔ جب آپ پہنچے تو باباجی نے فرمایا یہ علی بھی انہی دو علی میں

Marfat.com

لاحق ہُوا۔ اسی وجہ سے علی لاحق کہلائے
۶۸۶ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس سیالکوٹ میں ہے۔
(تذکرہ اولیائے ہندو پاک)

تذکرہ خواجہ ناصر الدین جالندھری

بعض حضرات آپ کو حضرت امام ناصر الدین ابو یوسف چشتی جالندھری کا بھائی کہتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں۔ خواجہ امام ناصر الدین چشتی جالندھری بہت پہلے وارد جالندھر ہوئے۔ ان کی پیدائش ۲۵۲ھ اور وفات ۱۵ رجب المرجب ۳۳۴ھ ہے۔ آپ سلطان محمد سبکتگین کی افواج کے ہمراہ تشریف لائے۔ اور جالندھر میں قیام کیا اور اشاعت اسلام کا کام کیا۔ (تجلیاتِ ناصری بحوالہ تصویر انقلاب مصنف سلامت جالندھری۔ مجموعہ عشق محمدی مطبوعہ مکتبہ فقیر اللہ محمد دین تاجران کتب بازار شیخاں جالندھر شہر) خواجہ ناصر الدین کے حالات کے لیے تجلیات ناصری مصنف محمد طفیل ناصری چشتی پیر غازی روڈ اچھرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۷۔ شیخ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

باباجی کے داماد اور خلیفہ تھے۔ ابتدائی عمر میں علوم ظاہری کی طرف راغب تھے۔ مشکلات کے باعث بخارا تک گئے لیکن تسلی نہ ہوئی پھر واپس آ کر باباجی کی خدمت حاضر ہوئے اور فقر کی منازل طے کیں۔ ۶۹۰ئہ میں وفات پائی۔ مزار پاک پتن میں ہے۔

۸۔ شیخ برہان الدین محمود ابو الخیر اسعد البلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علمائے وقت سلطان غیاث الدین بلبن سے تھے بعد میں باباجی کے مرید ہوئے۔ ۶۸۶ھ میں انتقال ہوا مزار دہلی میں ہوا۔

Marfat.com

۹۔ حضرت شیخ عارف رحمتہ اللہ علیہ ملتانی :

آپ حاکم ملتان کے پیشِ امام تھے۔ ایک مرتبہ حاکم ملتان نے شیخ کے ہاتھ کچھ نذرانہ بھیجا۔ شیخ عارف نے آدھا خود رکھ لیا اور آدھا باباجی کے پیش کیا آپ نے فرمایا۔ عارف تم نے برادرانہ حصہ خوب کیا۔ شیخ عارف نہایت شرمندہ ہوئے باقی حصہ بھی حاضر کیا اور مرید ہوگئے۔ باباجی نے آپ کو قندھار اور سیوستان کی قطبیت عطا فرمائی۔

باباجی رحمتہ اللہ علیہ کے اور بہت سے خلفاء ہیں جن کے حالات سیر الاولیاء گلزار ابرار۔ جواہر فریدی میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے صاحبزادگان بھی صاحب مجاز تھے۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ نظامیہ

سلطان الاولیاء و سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی

خواجہ نظام الدین چشتی بدایونی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام نامی محمد لقب نظام الدین۔ محبوبِ الٰہی سلطان المشائخ زری زر بخش ہے سلسلہ چشتیہ نظامیہ آپ کی ذات مقدسہ سے شروع ہوا۔

سلسلۂ نسب : سید محمد نظام الدین اولیا بن سید احمد بن سید علی بن سید عبداللہ بن سید حسن خلمی بن سید علی مشہدی بن سید احمد مشہدی بن سید ابو عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام علی ہادی نقی بن امام محمد تقی بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وعنہم۔

وطنِ مالوف اور ہند میں آمد : آپ کے جدِ امجد بخارا میں مقیم تھے جب تاتاریوں نے ظلم وستم روا رکھا۔ اس وقت سلطان التمش کی ہند میں

Marfat.com

حکومت تھی۔ برصغیر میں امن وامان تھا۔ حضرت کے دادا علی بخاری اور نانا سید عرب بخاری اپنے قبائل کو ہمراہ لے کر لاہور پاکستان آئے اور کچھ دن بعد بدایوں (بھارت) چلے گئے۔

ولادت: بدایوں میں آپ کے والد سید احمد کی شادی سید عرب بخاری کی دختر بی بی زلیخا سے ہوئی۔ ۲۷ صفر المظفر ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء چہارشنبہ کو آپ پیدا ہوئے آپ کا نام محمد رکھا گیا۔ جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی آپ کے والد ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء میں انتقال فرما گئے۔
علوم شرعیہ کی تکمیل بدایوں کے جید علماء کرام سے حاصل کی۔

دہلی میں آمد: اگرچہ بدایوں میں تحصیل علم کر لیا تھا لیکن علمی ذوق تاہنوز باقی تھا۔ بدایوں سے دہلی تشریف لائے۔ اور مولانا شمس الدین خوارزمی سے مزید تعلیم حاصل کی۔ مولانا نے تمام سندات اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیں۔ اسی دوران آپ کی والدہ مکرمہ بی بی زلیخا کا انتقال ہو گیا۔
(نظام الدین اولیاء از اقبال صلاح الدین)

باباجی کے دربار میں حاضری: ایک دن صبح کے وقت مؤذن نے مسجد کے منارہ پر چڑھ کر یہ آیت بلند آواز سے پڑھی۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (کیا اہل ایمان کے لیے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے منکسر ہو جائیں) یہ سنا تو آپ کے دل میں انوار الٰہی کا نزول ہوا اور باباجی کے دربار کی طرف رجوع فرمایا
(نفحات الانس از حضرت جامیؒ)
خود خواجہ صاحب فرماتے ہیں "ایک روز میرے استاد ابوبکر کے پاس ملتان

Marfat.com

سے ایک قوال آیا اس نے شیخ بہاء الدین ذکریا رح کے سماع کی رونق اور اسکی کیفیت عجیب انداز میں بیان کی لیکن مجھ پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ پھر اس نے باباجی کی محفل کا ذکر کیا کہ میں ایک مرتبہ اجودھن حاضر ہوا وہاں محفل سماع میں عجب سوز اور وجد تھا کہ در و دیوار وجد کر رہے تھے۔ مجھ پر اس کا نہایت اثر ہوا۔ اور باباجی کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی"۔ بیس سال کی عمر میں خواجہ فرید کا عشق دل میں پیدا ہُوا۔ باباجی کے بھائی حضرت نجیب الدین متوکل اور خواجہ جمال الدین ہانسوی کے ہمراہ اجودھن میں حاضر ہوئے۔ باباجی نے التفات فرمایا اور یہ بیت پڑھا۔

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ

سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

(گلزار ابرار)

خلافت! آپ نے ایک سال سے کچھ زائد باباجی کے جوڑے سیدھے کئے ایک دن باباحضور نے فرمایا "اے نظام الدین۔ اپنے پیروں میں سے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو غیبی خطاب ہوا تھا کہ اے فضیل ایک شخص محمد جس کا لقب نظام الدین ہوگا، ہماری بارگاہ کے سزاواروں میں ہے۔ وہ تمہارے سلسلہ پیران میں ہوگا، اسکو ہم رہنمائی کے معاملہ میں اس طرح کرسی نشین کریں گے۔ کہ ان کے فیضان صحبت سے ہزار ہا کامل اولیاء ہوں گے" خواجہ فضیل رحمتہ اللہ علیہ یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور آخری دم تک نظام الدین کا انتظار کرتے رہے بالآخر حضرت ابراہیم بن ادہم کو وصیت فرمائی کہ اگر تمہاری بعیت کے دام میں کوئی ایسا ہُما پھنس جائے تو ہمارا سلام پہنچا کر دعا کی درخواست

Marfat.com

کرنا۔ اسی طرح خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ تک یہ سلام پہنچتا رہا اور یہ وصیت بابا صاحب تک پہنچی تو بابا گنج شکر نے نورِ باطن سے معلوم کر کے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور آغاز اپنی ذات سے کر کے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا ہر ایک کا سلام پہنچا کر ہر ایک کے نام سے مدامدا دعا چاہی دریائے حیا کے غریق سلطان الاولیاء نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کیے۔ (گلزار ابرار)

بابا جی نے نظام الدین کے لیے دعا کی اور فرمایا دہلی کی خلافت تمہیں بخشی جاتی ہے اس سے پہلے علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کو کلیر اور مولانا ہانسوی کو ہانسی کی خلافت دی جا چکی ہے۔ خلافت نامہ لے جاؤ اور ہانسوی سے اس پر مہر ثبت کروا لینا۔

مولانا ہانسوی نے مہر لگا کر یہ شعر لکھا۔

ھزاراں درود و ھزاراں سپاس

کہ گوھر سپردہ بگوھر شناس

دہلی کو واپسی : بابا جی کے حکم کے مطابق آپ دھلی میں تشریف لائے اور اشاعت اسلام و سلسلہ کا کام شروع کیا۔ حضرت کی خانقاہ جلد ہی خاص و عام کی توجہ کی مرکز بن گئی لیکن آپ اژدہام سے گھبراتے تھے۔ اس لیے غیاث پور کنارِ جمنا چلے گئے۔ یہاں پہلے پہلے فاقوں تک نوبت پہنچی۔ پھر یہاں بھی دہلی سے زیادہ ہجوم ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا نہ کہ چھپنے کے لیے۔ آخر واپسی دم تک غیاث پور ہی میں قیام کیا۔

Marfat.com

سلاطین دھلی کی عقیدت : سلطان غیاث الدین بلبن ۶۶۵ھ/۶۶ ۶۸۵ھ/ ۱۲۸۷ء) کے عہد میں آپ دہلی تشریف لائے۔ بلبن آپ کا نہایت عق مند تھا۔ اس کے بعد اس کا پوتا معزالدین کیقباد تخت نشین ہوا اگرچہ اس کردار اچھا نہ تھا لیکن خواجہ صاحب کی بے حد عزت کرتا تھا۔ بعدہٗ جلال الدین فیروز شاہ (۱۲۹۰ء/ ۶۸۹ھ تا ۱۲۹۶ء/ ۶۹۵ھ) بادشاہ بنا جو بہت نیک محبوب الہی کا بہ بھی محب تھا۔ لیکن باوجود اس کے خواجہ نے کبھی ملاقات اجازت نہ دی۔ فیروز شاہ کے قتل کے بعد اسکا بھتیجا علاؤ الدین خلجی (۶۹۵ھ/ ۱۲۹۶ء تا ۷۱۵ھ/ ۱۳۱۶ء) یہ تو بہت ہی حضرت کا دلدادہ تھا۔ اس نے ح دے رکھا تھا کہ جس شعر پر حضرت خواجہ کو وجد آئے وہ لکھ لیا جائے۔ علاؤ ال خلجی کے جانشین بھی اگرچہ ظالم تھے لیکن حضرت خواجہ کے معتقد تھے۔

خاندان خلجی خسرو خاں کے ہاتھوں ۱۳۲۰ء/ ۷۱۹ھ کو ختم ہوا۔ خاندان تغلق کی حکومت آئی۔ پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق تھا۔ (۱۳۲۰ء/ ۱۳۲۵ ۷۱۹ھ/ ۷۲۴ھ) یہ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ اسلام کا حامی تھا لیکن خواجہ سے ہمیشہ بدگمان رہا۔ اس کے بعد محمد بن تغلق ۷۲۴ھ ۱۳۲۰ء/ ۷۵۵ھ ۱۳۵۱ بادشاہ بنا جسکو تاریخ میں بیوقوف عقلمند بادشاہ کہا گیا ہے۔ اگرچہ رعایا کی سیاست سے تنگ رہی اور اسکی وجہ سے سلسلہ چشتیہ کے مرکز کا نظام د برہم ہو گیا۔ (تاریخ مشائخ چشت) لیکن خواجہ محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ سے اچھی عقیدت رکھتا تھا۔

تجرّد : آپ نے شادی نہیں کرائی اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ باباجی کے سامنے پاجامہ پہن رہے تھے کہ آزاد بند ہاتھ سے نکل گیا۔ بابا نے فرمایا۔ اسے مضبوط باندھو۔ عرض کیا اتنا مضبوط باندھ لیتا ہوں کہ کبھی نہ کھلے

Marfat.com

را ساری عمر شادی نہ کی۔ واللہ اعلم

فات : ۹۱ سال کی عمر میں جاکر بیمار ہو گئے۔ مرض اسقدر بڑھا کہ مسلسل ت روز تک بول و براز بند رہا۔ حکم دیا کہ تمام غلہ غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے م بجالایا گیا۔ آخر اسلام کا مہر درخشاں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا بانی ۱۷ ربیع الاول ریف ۷۲۵ھ (۱۳۲۱ء) بعہد محمد بن تغلق دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مزار شریف یں ہے۔

لفاء : آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے شائقین حضرات سیر الاولیاء لعارفین از شیخ جمال دہلوی ۔ گلزار ابرار کا مطالعہ کریں۔ اس مختصر کتاب میں ان حالات کی گنجائش نہیں ۔ حضرت امیر خسرو اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ آج تک خواجہ چراغ دہلوی سے جاری ہے۔

ضرت امیر خسرو دہلوی : آپ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایسے محبوب ترین مرید ہیں جن کے ذکر کے بغیر حضرت محبوب الٰہی کا تذکرہ ں نہیں ہوتا۔ حضرت امیر خسرو ۶۵۱ھ/۱۲۵۲ء میں پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ئے۔ آپ کا نام ابو الحسن لقب یمین الدین ہے اور تخلص خسرو۔ آپ کے والد سیف الدین محمود ترکی النسل تھے۔ اور والدہ ہندی الاصل۔

آپ ایک برگزیدہ عارف ۔ عالی مرتبہ صوفی ۔ عربی ۔ فارسی، ہندی اور پنجابی ظیم شاعر تھے اور بے مثل موسیقی دان تھے۔

محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے " اے ترک من ! میں اپنے وجود سے رنجیدہ ہوتا ہوں لیکن تجھ سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ میں سب سے اکتا جاتا ہوں لیکن سے نہیں اکتاتا۔

Marfat.com

جب قیامت کے دن سوال ہوگا کہ نظام الدین تو کیا لایا ہے تو عرض کروں گا، "خسرو کا سوز لایا ہوں" آپ کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ سوختہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی قمیص دل کے اوپر سے جلی رہتی تھی۔ محبوب الٰہی دعا کیا کرتے تھے۔

"الٰہی مجھے خسرو کے سوزِ سینہ کی بدولت بخش دے۔"

مولوی محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں حضرت نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ اگر ایک قبر میں دو لاشوں کا دفن کرنا جائز ہوتا تو میں اپنی قبر میں خسرو کو دفن کرنے کی وصیت کرتا۔

حضرت خسرو بھی صحیح معنوں میں شیخ کی محبت میں فنا تھے (فنافی الشیخ) جب خواجہ کا وصال ہوا تو حضرت امیر خسرو تغلق کے ہمراہ بنگال کی مہم پر گئے ہوئے تھے۔ مرشد کی وفات کی خبر سنی تو دیوانہ وار واپس دہلی آئے اور خانقاہ نظامی پہ پہنچ کر بے ہوش ہو گئے اور یہ دوہا پڑھا۔

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس

چل خسرو گھر اپنے رین بھئی سب دیس

آخر چھ ماہ بعد ۱۸ شوال ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۲ء میں راہی ملکِ عدم ہوئے

حضرت اخی سراج الدین بدایونی : آپ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے خلفاء سے ہیں۔ ۶۵۶ھ میں شہر بدایون میں پیدا ہوئے عالم نوجوانی میں بیعت فرمائی۔ خواجہ محبوب الٰہی نے آپ کو بنگال میں برائے تعلیم

Marfat.com

بھیجا اور" آئینۂ ہندوستان" کا خطاب دیا ۷۵۸ھ میں وصال ہوا ۔
آپ کے خلیفہ حضرت علاؤ الدین والحق بن سعد لاہوری ہیں جب حضرت اخی سراج کو بنگال کے لیے روانہ کیا گیا تو حضرت اخی سراج نے عرض کیا وہاں تو شیخ علاؤ الدین بہت بڑا عالم ہے ۔ فرمایا ۔ وہ تمہارا مرید ہو گا ۔ یہ حضرت ، حضرت خالد بن ولید رضؓ کی اولاد سے ہیں ۔ بعد مرید ہونے کے خوب ریاضت کی ۔ ۸۰۰ھ میں وفات پائی مزار پنڈوہ میں ہے ان کے خلیفہ

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ :

ہیں ۔ آپ کے والد گرامی سلطان ابراہیم سمنان کے بادشاہ تھے ۔ باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوئے لیکن چند سال بعد تارک الدنیا ہوئے ۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت پر حضرت علاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ملازمت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور کچھوچھہ شریف میں قیام کیا ۔ کہتے ہیں آپ نے ایک سو نوے کاملین کی زیارت کی ۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں ۲۷ محرم الحرام ۸۰۸ھ کو وفات پائی ۔ آخر میں آپ کے سلسلہ میں حضرت علامہ

سید محمد احمد ابو الحسنات چشتی ہوئے ۔

آپ امام اہل سنت مولانا دیدار علی شاہ محدث الوری کے صاحبزادے ہیں ۔ آپ علوم و فنون کے ماہر بے مثل خطیب ، قاری ، ادیب اور صوفی منش بزرگ تھے ۔ جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ جمعیۃ العلماء پاکستان کے پہلے صدر تھے ۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ۔ مثلاً تفسیر الحسنات ، شمیم رسالت ، طیب الورد، شرح قصیدہ بردہ اوراق غم وغیرہ وغیرہ ۔ تصوف کی مشہور کتاب " کشف المحجوب" کا ترجمہ بھی کیا ۔ جب آپ نے ترجمہ کیا تو خواب میں دیکھا حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ تخت نشین ہیں اور کچھ تقسیم فرما رہے ہیں ۔ اسی قطار میں مولانا

Marfat.com

بھی تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو آپ کو پکڑ کر دائیں طرف بیٹھا لیا۔
۱۰ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ کو جمعہ کے وقت سے کچھ پیشتر یہ شعر پڑھا۔

کائناتِ عشق بس اتنی مریضِ غم کی تھی

ایک ہچکی میں طلسمِ آرزو باطل ہوا

اس کے بعد حزب البحر کا وظیفہ پڑھا۔ اور ایک ہچکی میں ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دائیں جانب (بعین خواب کے مطابق) مزار شریف ہے۔ فقیر نے آپ سے فیضانِ علم حاصل کیا اور کئی سال تک صحبت اختیار کی۔ پیر و مرشد حضرت مولانا عبد الغنی چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب ۱۹۵۵ء کو حج پر تشریف لے گئے۔ اس وقت فقیر کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ آپ کی جدائی میں نہایت پریشان تھا۔ بعض اوقات بدمنہوں سے واسطہ پڑتا تو طبیعت بہت ہی پریشان ہوتی۔ اسی دوران حضرت صاحب قبلہ کو خواب میں دیکھا کہ مسجد وزیر خان لاہور میں مولانا ابو الحسنات کا ہاتھ تھامے آ رہے ہیں۔ فقیر نے یہ تعبیر نکالی کہ حضرت صاحب قبلہ نے مولانا کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب حضرت حج سے تشریف لائے۔ تو فقیر نے خواب بیان کیا تو فرمایا۔ ہاں مولانا ابو الحسنات کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ سبحان اللہ

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان المشائخ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید یحیٰ بن سید عبد اللطیف تھا۔ آپ حسنی سید ہیں۔ سید یحیٰ لاہور میں پیدا ہوئے حضرت شیخ کی پیدائش اودھ میں ہوئی۔ چالیس سال کی عمر میں محبوب الٰہی کے مرید ہوئے۔ چراغ دہلی آپ کا خطاب ہے۔ ۱۸ر رمضان المبارک ۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء کو آپ

Marfat.com

کی وفات ہوئی۔ مزار شریف دہلی سے سات میل موضع چراغ دہلی میں ہے۔

حضرت چراغ دہلوی کو اپنے سلسلہ کا کام انتہائی نامساعد حالات میں کرنا پڑا۔ دہلی میں علاء الدین خلجی کی حکومت ختم ہو چکی تھی۔ محمد تغلق کی حکومت تھی جو اہل اللہ کو بھی اپنے زیر حکم رکھنا چاہتا تھا۔ حضرت چراغ دہلوی مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے۔ سلطان تغلق نے بہت پریشان کیا لیکن آپ نے درویشی کو برقرار رکھا۔

سلسلہ چشتیہ کی تاریخ کا وہ دور جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے شروع کیا تھا۔ شیخ نصیر الدین چراغ پر ختم ہو گیا۔ سلسلہ کی مرکزیت ختم ہو گئی۔ حضرت نے اپنے بزرگان کے تمام تبرکات اپنے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا۔ جس پر عمل کیا گیا۔ (مزید حالات کے لیے تاریخ مشائخ چشت کا مطالعہ کریں) سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی جب دہلی میں مرکزیت ختم ہو گئی تو ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں اسلامی تہذیب و تمدن کی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ اس سے قبل جو مقام دہلی کو حاصل تھا۔ اب پنڈوہ۔ لکھنوتی دولت آباد۔ گلبرگہ، برہان پور، مانڈہ، احمد آباد کو حاصل ہو گیا۔ اور اسلامی تصوف کا بہت لٹریچر ان علاقوں میں پیدا ہوا۔ (تاریخ مشائخ چشت)

خواجہ کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ: آپ خواجہ نصیر الدین چراغ کے بھانجے اور خلیفۂ اعظم ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے کلام اللہ مع ترجمہ یاد تھا۔ خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد احمد آباد گجرات میں سلسلہ کا کام شروع کیا۔ ۷۵۶ھ میں وفات پائی ان کا مزار چراغ دہلی میں ہے ان کے خلیفہ **شیخ سراج الدین چشتی** تھے جو اپنی کرامات کو چھپاتے تھے۔ پاک پٹن میں سلسلہ نظامیہ کو فروغ دیا۔ پنجم جمادی الاول ۸۱۴ھ کو وفات پائی مزار پاک پٹن

Marfat.com

ہیں ہے۔ ان کے خلیفہ **خواجہ علم الحق** ہیں جو سادات سے ہیں۔ خوردسالی سے صحبتِ فقراء کا شوق تھا۔ ۲۶ صفر سنہ ۹۱۰ھ کو پاک پٹن میں وفات پائی

ان کے خلیفہ **شیخ محمود راجن رحمتہ اللہ علیہ** ہیں! آپ نے باپیادہ زیارت حرمین شریفین کی، مصر میں اولیاء سے ملے۔ کئی مقدس شہروں کا سفر کرکے پاک پٹن میں قیام کیا۔ ۲۶ ربیع اول ۸۳۲ کو وفات پائی۔ ان کے خلیفہ حضرت

جمال الدین جمن رحمتہ اللہ علیہ ہیں ! آپ حافظ قرآن تھے تفسیر بھی زبانی یاد تھی، عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ آپ احمد آباد گجرات میں مقیم ہوئے۔ ۲۹ ربیع الاوّل ۸۸۰ کو وصال ہوا۔

ان کے خلیفہ **شیخ حسن** احمد آبادیؒ اور ان کے خلیفہ **شیخ محمد اعظم**ؒ اور
(متوفی ۲ ذی الحجہ ۸۹۰ھ) (۹ ربیع الاول ۱۰۴۲ھ)

ان کے خلیفہ **حضرت یحییٰ مدنی رحمتہ اللہ علیہ** ہیں آپ نے بہت کچھ زہد و تقویٰ کا پاس کیا۔ حج کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے وہیں ۱۰۷۵ھ میں وفات پائی۔ ان کے خلیفہ **حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں**

آپ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے گجرات احمد آباد سے سلسلہ نظامیہ کے پودے کو دوبارہ بیجا کر دہلی میں نصب کیا اور اپنی مسلسل جدوجہد سے ایسا پروان چڑھایا کہ ایک بار پھر دورِ اول کی رونق آنکھوں کے سامنے آگئی ان کا وصال ۲۴ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ کو ہوا۔ مزار دہلی میں ہے۔ ان کے خلیفہ

Marfat.com

حضرت عمدۃ العارفین شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

ہیں۔ آپ پوربی ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۰۶۰ھ ہے۔ تکمیل علوم کے بعد دہلی تشریف لے آئے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ شہاب الدین سہروردی کے واسطہ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ محفل سماع ہیں۔ بعیت فرمائی۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی نے آپ کی باطنی صفائی کے بعد آپ کو دکن میں بھیجا۔ اس سے پہلے دکن میں امیر حسن علا سنجری شیخ برہان الدین غریب اور سید محمد گیسو دراز جیسے بزرگ آسودہ تھے۔ حضرت اورنگ آبادی نے اپنی مساعی سے دکن کو سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا مرکز بنا دیا۔ آپ کی خانقاہ کے دس دروازے تھے۔ ہر دروازے پر ایک کاتب موجود ہوتا تھا۔ جو حاجت مندوں کا نام لکھ کر حضرت کو پیش کرتا تھا۔ حضرت ان کو بلا کر حاجت روائی فرماتے۔ آپ کے حالات کے لیے شجرۃ الانوار، خزینۃ الاولیاء، مناقب المحبوبین، تاریخ مشائخ چشت تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان کا مطالعہ کریں آپ کی وفات ۱۲ ذی قعد ۱۱۴۲ھ میں ہوئی ان کے مرید و خلیفہ اور پسر عزیز

فخر الدین فخر جہاں خواجہ فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

ہیں۔ آپ حضرت نظام الدین اورنگ آبادی کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ آپ کی والدہ سادات سے ہیں جو حضرت سید محمد گیسو دراز کے خاندان سے تھیں۔ سولہ سال کی عمر میں والد مکرم کا انتقال ہو گیا۔ حصول تعلیم کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کر لی لیکن چونکہ درویشی فطرت کا تقاضہ تھا اس لیے اسکو کسی طرح ٹال نہ سکے۔ اگر دن کو تلوار سے کھیلتے تو رات کو عبادت میں مشغول رہتے۔ جب زہد کی شہرت ہوئی تو ملازمت ترک کر کے اورنگ آباد میں آئے اور سلسلہ کا کام شروع کیا۔ لوگوں کے دلوں میں آتش عشق الٰہی پیدا کی۔ آپ نے تین کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔

۱۔ نظام العقائد ۲۔ رسالہ مرجیہ ۳۔ فخر الحسن

Marfat.com

فخرالحسن میں شاہ ولی اللہ صاحب کے اس قول کی تردید کی گئی جو انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ سلسلہ چشتیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک متصل نہیں ہوتا خواجہ حسن بصری رح حضرت علی کے زمانہ خلافت میں کم عمر تھے ان کو خلافت کس طرح مل سکتی تھی۔ (قول الجمیل) شاہ فخرالدین نے اسکی تردید کرتے ہوئے محدثانہ کلام کیا اور بتایا کہ خواجہ حسن بصری کو خلافت ملی تھی۔ شاہ ولی اللہ کا اعتراض غلط ہے۔

مولانا عبدالعلی بحرالعلوم نے اس رسالہ کو پڑھا تو مولانا فخرالدین کی تحقیق کی خوب داد دی۔ (تاریخ مشائخ چشتیہ) آپ کے زمانے میں دہلی ایک ہنگامہ گاہ بنا ہوا تھا۔ لیکن آپ کا قدم فقر قائم رہا۔ بڑے بڑے شعراء، ادیب، علماء بلکہ شہنشاہ ہند بہادر شاہ ظفر آپ کے مرید تھے۔ ظفر صاحب کا شعر ہے۔

اے ظفر کیا بتاؤں تجھ سے کہ جو کچھ ہوں سو ہوں

لیکن اپنے فخر دین کے کفش برداروں میں ہوں

۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ ۷۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ قطب صاحب کے مزار کے قریب دہلی میں دفن ہوئے۔ آپ کے خلفاء بشمار ہیں۔ جن ؁ میں چند ایک کا ذکر ہوگا۔ خواجہ غلام فرید۔ پسر ش خواجہ قطب الدین۔ مولانا حاجی لعل محمد

مولانا حاجی لعل محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ارشد خلفاء سے ہیں۔ انہوں

؁ خواجہ قطب الدین کے حالات آئندہ صفحات پر درج ہیں۔ ۱۲۔

Marfat.com

نے دہلی ہی میں سلسلہ نظامیہ کی روایات کو برقرار رکھا۔ شاہ فخرالدین فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے خلفاء کو عاجز کر کے خلافت دی ہے لیکن حاجی صاحب کی عاجزی نے مجھے خلافت دینے پر عاجز کر دیا ہے۔ حاجی صاحب نہایت کریم النفس منکسر المزاج تھے تین حج کئے۔ ۱۲ سال خواجہ اجمیری کے آستانے پر حاضری دی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۳۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ سلطان المشائخ دہلوی کے مزار کے قریب آپ کا مزار ہے۔ آپ کے خلیفہ میرزا بخش اللہ بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے صرف تین اشخاص کو مرید کیا۔ ۱۷ شوال ۱۲۷۷ھ کو وصال پایا۔ حاجی لعل محمد صاحب کے مزار کے قریب مدفون ہوئے تین اشخاص میں سے ایک صاحب مجاز

حضرت خواجہ محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

ہیں۔ آپ کے مرید کثیر تعداد میں ہیں۔ ان کا وصال ۱۲ رجب المرجب ۱۲۹۵ھ کو ہوا۔ دہلی میں مزار اقدس ہے۔ ان کا وصال ۱۲ رجب المرجب ۱۲۹۵ھ کو ہوا۔ دہلی میں مزار اقدس ہے۔ ان کے خلفاء میں زیادہ مشہور

حضرت خواجہ میاں شاہ محمد صاحب

نئی بسی ضلع ہوشیارپور ہیں آپ نے ہوشیارپور کے علاقہ میں سلسلہ نظامیہ کو فروغ دیا۔ بڑے عابد و زاہد اور بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی تبلیغ و اشاعت میں بڑا نمایاں حصہ لیا۔ آپ کی سوانح حیات "یادِ پیر" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ ۱۸ جمادی الثانی کو وصال فرمایا۔ مزار نئی بسی ضلع ہوشیارپور بھارت میں ہے۔ ان کے بعد ان کے نواسے حضرت خواجہ میاں علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

آپ ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء میں بسی عمر خان ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے آپ کے باپ کا نام محمد خان تھا۔ آپ کے والد عمر خاں صاحب علم وفضل تھے "یاپرم" "تہذیب دھرم" آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے اپنے نانا جی کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی۔ اور نانا جی ہی سے بیعت فرما کر سلوک و معرفت کا درس لیا۔ نانا جی کے بعد مسندِ شیخ پر بیٹھے اور پورا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ حسن ظاہری و باطنی عطا فرمایا تھا۔ مجیب الرحمان شامی کا قول ہے۔ "چاند سی صورت کا محاورہ پڑھا بھی تھا اور دیکھا بھی، لیکن سچ پوچھیے تو میاں صاحب اس پر پورے اترتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لائے۔ دو ماہ اپنی قیامگاہ نزد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیام کیا۔ پھر پاک پٹن شریف لے گئے۔ ۵ محرم الحرام (عرس بابا فرید گنج شکرؒ) (واہ! کیا خوب نسبت رہی۔) ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء بروز منگل لاہور میں آپ کا وصال ہوا۔ دوسرے دن تین بجے پاکپتن شریف میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بابا جی کے بالکل مقابل چبوترے پر آخری آرامگاہ ہے۔ فقیر علی اصغر چشتی نے ان کی زیارت کی ہے۔ حضرت خواجہ میاں محمد بسی شریف والوں کے ایک خلیفہ حضرت

پیر محمد میرے شاہ

رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ دوسوہہ ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بعد ریاضت میں مشغول ہوئے اور حضرت میاں محمد صاحب

حاشیہ لہ۔ میاں محمد شاہ کے ایک مرید صادق مولوی پیر محمد عرف پیر اندتہ تھے۔ جو ۱۹۴۷ء میں ہوشیار پور سے ہجرت کرکے گوجرانوالہ میں مقیم رہے۔ نہایت عابد و زاہد متقی اور پرہیزگار تھے ان کے تین بیٹے صلاح الدین۔ عبدالحق اور ہیں۔ ایک نواسہ غلام سرور ہے جو فقیر راقم الحروف کا ہم زلف ہے۔ ۱۲۔

Marfat.com

کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ قیامِ پاکستان پر ۱۹۴۷ء میں چک الف ۹۱ جنوبی سرگودھا میں قیام کیا اور رشد و ہدایت کا کام شروع کیا۔ تمام زندگی تجرّد میں بسر کی۔ سارا دن قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہتے۔ روزانہ دلائل الخیرات ختم کرتے۔ نفلی نماز مثلاً تہجد۔ اشراق، چاشت اور اوابین کی پابندی فرماتے تھے۔ پاکپتن شریف میں اکثر و بیشتر حاضری دیتے۔ آپ نے پانچ حج کیے گویا کہ آپ کامل ولی تھے۔ آپ کے متبنّٰی میاں جھنڈے شاہ کاملین میں سے تھے۔ ان کے لڑکے محمد شفیع زندہ ہیں وہ بھی سادہ لوح اور باشرع انسان ہیں آپ کے مریدین جھنگ، ساہیوال سرگودھا اور کراچی میں موجود ہیں آپ کے ایک مرید خواجہ خدا بخش صاحب نے گلی نمبر ۴ ڈگلس پورہ فیصل آباد میں اپنے مرشد کے نام پر ہیرہ مسجد بنوائی ہے۔ آپ کے خلیفہ صوفی محمد حسین صاحب ابن سائیں لعل دین صاحب حویلی میاں خان، چوک رنگ محل لاہور میں رہتے ہیں۔ نہایت نیک سیرت اور خدا ترس ہیں۔ حضرت ہیرے شاہ کا وصال ۱۲ ؁ میں ہوا۔ چک نمبر ۴۶ سرگودھا میں مزار ہے۔

Marfat.com

فخر الاطبّاء حکیم فقیر محمّد چشتی قادری امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۸۶۴ء کے قریب امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد کا نام حکیم میاں نبی بخش رح تھا۔ حکیم صاحب نے درسِ نظامی کی تکمیل مولانا ہاشم علی مولانا نور احمد (متوفی ۱۹۲۹) سے کی۔ علامہ محمد عالم آسی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ طب کی تعلیم اپنے والد کے علاوہ حکیم حیدر علی بمنوری حکیم محمد ابراہیم جالندھری اور ان کے صاحبزادے حکیم حاجی غلام جیلانی سے حاصل کی۔

آپ نے سب سے پہلے سلسلۂ قادریہ کے ایک صاحبِ جذب بزرگ بابا عبداللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیضان حاصل کیا۔ پھر اپنے رشتہ کے چچا حکیم مولوی فتح الدین صاحب رعیوی چشتی خلیفہ حضرت میاں محمد شاہ چشتی لبوی ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیضان چشتیہ حاصل کیا۔ حکیم صاحب کے ارشاد پر حضرت میاں علی محمد خان صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۱ء مطابق اپریل ۱۹۵۲ء بمقام لاہور وفات پائی۔ حضرت میاں میر محمد بابا پیر رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ خانقاہ کے باہر جنوبی دیوار کے زیرِ سایہ دفن ہوئے مزار شریف پختہ ہے۔ لوح پر پیر غلام دستگیر نامی مرحوم کا تاریخی قطعہ کندہ ہے جس کا تاریخی شعر یہ ہے ؎

"تاریخ رحلتش بدلِ نامیٔ حزیں

فوت نجیب درشبِ معراج' آمدہ

۱۳۷۱ھ (مدینۃ الاولیاء تالیف محمد دین کلیم)

Marfat.com

آپ کم گو، نیک خو، شب بیدار اور ذاکر و شاغل تھے۔ دن رات قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ جب کوئی مریض آتا تو نبض دیکھ کر دوائی دے دیتے اور پھر تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ محرم الحرام شریف کا چاند نظر آتا تو دس دن کے لیے مطب بند کر کے پاک پتن شریف درگاہ زبدۃ الانبیاء حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ چلے آتے۔ عاشورہ کے بعد واپس امرتسر تشریف لے جاتے۔ بسی شریف ہوشیار پور میں اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے اور خصوصی طور پہ ۱۸ ربیع جمادی الثانی کو عرس شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔

(بیان شیخ رحمت اللہ چشتی صابری سراجی گوالمنڈی گندا انجن لاہور مرید مولانا غلام ربانی چشتی صابری ابن مولانا نواب الدین چشتی شکوہی رحمۃ اللہ علیہ)

مخدوم ملت ثنائے اہل سنت حکیم محمد موسیٰ چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ

مجموعہ اخلاق و آداب جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب حکیم فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۴۶ھ (۲۷ اگست ۱۹۲۷ء) میں بمقام امرتسر (بھارت) پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی حضرت میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ فخریہ میں بیعت فرمائی گویا کہ آپ اپنے والد صاحب کے پیر بھائی ہیں۔

آپ نے قرآن مجید ناظرہ قاری کریم بخش مرحوم سے، کتب فارسی مفتی عبد الرحمٰن ہزاروی مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر سے پڑھیں۔ نیز مولانا محمد عالم آسی سے علمی استفادہ کیا۔ کتب طب اور مثنوی شریف کے دو دفتر بھی والد گرامی سے پڑھے۔ ریاضی کی باقاعدہ تحصیل کی اور بہی کھاتے کا حساب بھی محمد شفیع پابند سے سیکھا۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے دوران لاہور تشریف لائے اور آتے ہی سرگودھا چلے گئے وہاں چھ ماہ کے قیام کے بعد بحکم والدِ گرامی لاہور

Marfat.com

تشریف لے آئے اور بیرون لوہاری گیٹ مطب کرنے لگے۔ ۱۹۴۹ء میں رام گلی میں مطب قائم کیا۔ آج کل (۵ جنوری ۱۹۸۹ء) ۵۵ ریلوے روڈ لاہور میں مطب کرتے ہیں۔

اسکو صرف مطب کہنا حکیم صاحب کی ذات سے زیادتی ہے بلکہ علم و حکمت کا ایک عظیم مرکز ہے۔

آپ عابد، زاہد، تہجد گزار اور صاحبِ ذوق انسان ہیں۔ وسیع التعلیمی، خوش خلقی اور شفقت کے پیکر ہیں۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کے بارے میں پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری رقمطراز ہیں۔

"حکیم صاحب نہایت وسیع الاخلاق، مہمان نواز، علم و ادب کے شیدائی معارف پرور، پرانی قدروں کے محافظ اور مجموعہ اخلاق و آداب ہیں۔ ان کا مطب طبی مرکز سے زیادہ علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کا مرکز ہے"

۱۹۷۴ء میں آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت گنبد خضراء کا شرف حاصل کیا۔ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف کی اجازت حاصل کی۔

آپ کی تصانیف میں تذکرہ علمائے امرتسر (غیر مطبوعہ) مولانا غلام محمد ترنم مولانا نور احمد امرتسری، ذکر مغفور، (تذکرہ سید مغفور القادری) اذکار جمیل (تذکرہ سید برکت علی شاہ خیجیانوی) بہت مشہور ہیں۔ کئی کتابوں پر دیباچے لکھے۔ مثلاً مقدمہ کشف المحجوب، مقدمہ مکتوب مجدد الف ثانی اور مقدمہ عباد الرحمان (تعارف علماء اہلسنت)

ایک کام آپ نے وہ کر دکھایا جو پون صدی سے علماء اور اولاد اعلحضرت نہ کر سکی۔ یعنی آپ نے "مرکزی مجلسِ رضا" کا قیام فرمایا۔ اور اعلحضرت کی شخصیت کو ملک کے کونے کونے میں متعارف کرایا۔ عوام میں بس اعلحضرت کا سلام یا منظوم کلام ہی معروف تھا کیونکہ منبروں اور سٹیجوں پر علماء کرام اعلحضرت

Marfat.com

کا شعر ترنم سے پڑھتے تھے یا بعد از جمعہ و جلسہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کا نغمہ الاپا جاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے علم اور تحقیقی کام سے عوام تو عوام خواص بھی بے خبر تھے۔ حکیم صاحب قبلہ نے یہ بیڑا اٹھایا اور اعلیٰ حضرت بریلوی کا لٹریچر چھپوا کر ملک کے کونے کونے میں مفت تقسیم کیا جس سے مخالفین کے قلوب و اذہان میں زلزلہ آ گیا۔ ابھی آپ کی عمر ۵۹ سال ہے۔ لیکن شکل و صورت سے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے بہت ضعیف معلوم ہوتے ہیں۔ (۱۹۸۶ء) اللہ تعالیٰ ان کی عمر و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ اگر ان کو دین حقہ کا مجدد کہا جائے تو بجا ہوگا۔

مجلسِ رضا کے اہتمام نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور میں ہر سال اعلیٰ حضرت کا عرس مناتے ہیں۔ جس میں عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر ہوتا ہے آپ کی وسیع القلبی کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ آپ مشرب چشتی رکھتے ہوئے عرس قادریہ (اعلیٰ حضرت) کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ ادھر حکیم صاحب قبلہ کے خلوص اور اخلاق کا یہ حال ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے کام کرنے والے کی بھی دلجوئی فرماتے ہیں اور ادھر نوری مسجد کے خطیب حضرت مولانا میر احمد یوسفی مدظلہ اتنے متشدد ہیں کہ اپنوں کو ہی بلکہ حکیم صاحب کے ہم مشرب چشتیوں کو وہابیت کا خطاب دے کر دل آزادی فرماتے ہیں۔

؎ گو الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملّاں کی اذان اور ہے مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

Marfat.com

دعا ہے اللہ تعالیٰ علمائے بریلوی کو بھی وسیع القلبی، خوش خلقی اور تصوف کی چاشنی عطا فرمائے کہ اپنوں کو غیر بنانے کی بجائے غیروں کو اپنا بنائیں۔ اور دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا فرمائیں۔

حکیم صاحب وہ مردِ درویش ہیں جن کے بارے اقبال نے کہا ؂

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مردِ درویش جسکو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

فقیر حقیر (علی اصغر چشتی) کا شاگردِ رشید مفتی محمد سہیل چشتی حکیم صاحب کا دل و جان سے عاشق ہے اور اسی کی وساطت سے فقیر حکیم صاحب کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ یہ فقیر نے اس لیے ذکر کیا کہ صوفیاء کرام میں جس کی وساطت سے مردِ حق کی زیارت ہوتی ہے اسکا ذکر پہلے کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شاہ منور الدین اللہ آبادی (بھارت) کو حضرت شاہ دولہ گجراتی (بھارت) کے توسّل سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دربار تک رسائی ہوئی۔ لہذا شاہ منور الدین شجرہ شریف میں غوثِ پاک سے پہلے شاہ دولہ رحمتہ اللہ کا نام لیتے ہیں۔

(تواریخ آئینہ تصوف از مولانا محمد حسن رام پوریؒ)

Marfat.com

فروغ سلسلہ نظامیہ فخریہ

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد چشتی نظامی فخری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۱۷۳ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے۔ والدِ مکرم حکیم رحمت اللہ شاہ بچپن میں وفات ہو گئے۔ والدہ ماجدہ نے دہلی میں جا کر حضرت شاہ فخرالدین کی خدمت میں علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے لیے حاضر کر دیا۔ سترہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری سے فراغت حاصل کر لی اور خواجہ فخرالدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ۱۹ سال کی عمر میں آپ کی لیاقت اور سعیٔ پیہم سے پیر اس قدر

متاثر ہوئے کہ آپ کو خلافت عطا فرمائی اور بریلی شریف میں اقامت کی ہدایت فرمائی۔ بریلی شریف میں آپ نے اپنی خانقاہ قائم کر لی اور درس تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سوز و گداز سے بھری ہوئی طبیعت عطا فرمائی تھی۔ ان کے خمیر میں عشق بھرا تھا۔ فرماتے ہیں۔

۱۔ اک تو ہی نہیں، میں بھی ہوں اِن آنکھوں کا مارا
اے اہلِ نظر نرگسِ بیمار سے کہہ دو!

۲۔ مجھ سے مریض کو طبیب ہاتھ تُو اپنا مت لگا

اس کو خدا پہ چھوڑ دے بہرِ خدا جو ہو سو ہو

۳۔ شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما

Marfat.com

اے طبیب جملہ علت ہائے ما ! !

۴۔ کہاں تک کہوں لطف و احسانِ عشق

کہ جوں جوں گھٹایئں بڑھایا مجھے

۵۔ یہاں تک دیا کہ حسن عروج !

کہ بندے سے مولا بنا دیا مجھے

حضرت سید عبداللہ بغدادی اولاد از غوث اعظم دہلی میں تشریف لائے اور اپنی دختر کا نکاح حسب الحکم غوث الاعظم آپ سے کیا اور رام پور میں یکجا کر نعمت باطنی عطا فرمائی۔ اس طرح قادریہ فیضان سے مستفیض ہوتے آپ کے فیض باطن سے مردمان کابل۔ قندھار۔ بدخشاں۔ شیراز، فارس، عرب شام۔ روم اور کوہ قاف فیضیاب ہوئے۔ خلفاء ہر چہار سمت عالم میں مامور ہوئے۔ (تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان) مزید حالات کے لیے تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی کا مطالعہ کریں۔

شاہ نیاز احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے

۶ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ میں بمقام بریلی شریف وصال فرمایا۔

Marfat.com

ان کے خلفاء میں سے

حضرت خواجہ مسکین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

خاص مرتبہ کے مالک تھے۔ قصبہ کشتوار نواح کشمیر میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے بزرگ قاضی شہر تھے۔ آپ بھی کچھ عرصہ قاضی نامور ہوئے۔ پھر سب سرمایہ راہِ خدا میں لٹا کر دنیا سے کنارہ کش ہوئے۔ پہلے قادریہ سلسلہ میں حضرت گنگال شاہ سے بیعت کی

پھر سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ لیکن تسکین قلب نہ ہونے پر حضرت نیاز احمد بریلوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ مسئلہ وحدۃ الوجود پر اطمینان کے بعد بیعت فرمائی۔ شاہ صاحب نے ان کو دولتِ روحانیت سے نواز کر جے پور میں سلسلہ کی اشاعت کے لیے روانہ فرمایا۔ جہاں ہندو اور مسلمان آپ سے بہت عقیدت رکھنے لگے ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ کو وصال فرمایا۔ خزینۃ الاصفیاء میں تاریخِ وفات یوں لکھی ہے۔ ؎

شاہ مسکین چوں بحق شد واصل

رفت نزدِ خدا خدا آگاہ

گفت تاریخ رحلتش سرور

کہ امام بہشت مسکین شاہ

۱۲ ھ ۷۵

Marfat.com

سکیر میں ان کے خلیفہ ولی محمد صاحب۔ فتح پور میں محبوب علی شاہ صاحب کرنال میں فیض اللہ شاہ صاحب۔ الہ آباد میں مولانا سکندر علی صاحب لکھنو میں مولانا گل محمد صاحب اور جے پور میں

حضرت مولانا صادق علی شاہ صاحب تھے۔ ان کے خلیفہ

حضرت حاجی فضل حق رحمتہ اللہ علیہ نے ریاست پالوڈی ضلع گوڑگاواں میں سلسلہ کو پھیلایا اور یہیں ان کا مزار ہے اور ان کے خلیفہ حضرت

محمد لطف اللہ صاحب چشتی نظامی فخری ہیں۔ جن کا مزار ڈنکور ضلع بلند شہر میں ہے۔ انہوں نے سلسلہ کا کافی کام کیا۔ ان کے مریدین میں حکیم محمد عالم جالندھری تھے۔ جو ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے کوچہ ٹھاکراں چوک فوارہ اندرون شاہ عالمی لاہور میں آباد ہوئے۔ سید مٹھا بازار میں مطب کرتے تھے نہایت خلیق انسان تھے۔ ان کے تین بیٹے

حکیم محمد لطف اللہ لطفی   محمد سرور   محمد صفدر ہیں

حکیم محمد لطف اللہ لطفی بہت نیک انسان ہیں ان کی پیدائش ۱۹۴۳ء ۴ جنوری میں ہوئی۔ مسلم ماڈل ہائی سکول اردو بازار لاہور سے ۱۹۶۰ء میں میٹرک کیا۔ اور پریمیئر انشورنس کمپنی شاہراہ قائد اعظم لاہور میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۶۲ء سے مسلسل اعتکاف کر رہے ہیں۔ حلیم الطبع اس قدر ہیں کہ ان کو کچھ ہی کہہ لو کبھی غصہ نہیں کرتے۔ اکثر مریضوں کو فی سبیل اللہ دوائیں دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ شاید اسکی وجہ ایک یہ بھی ہو کہ ان کے والد صاحب نے ان کا نام حضرت لطف اللہ صاحب کے نام پر رکھا اور

Marfat.com

معلفی نسبت بھی ان ہی کی طرف ہے۔ عرسوں میں اکثر سفر کرکے شرکت فرماتے ہیں ہر سال بابا فرید گنج شکر کے عرس پر جاتے ہیں۔ عاشورہ کا روزہ سفر و حضر میں ترک نہیں کرتے۔ فقیر اگرچہ گنہگار ہے لیکن آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ ذکر کی ہر محفل میں تقریباً حاضر ہوتے ہیں۔ ان کا برادرِ خورد محمد صفدر فقیر کا شاگرد ہے۔ حکیم صاحب کی ایک صاحبزادی کنیز فاطمہ اور چار صاحبزادے لطف الرحمان اور لطف الرحیم ہیں آجکل راجگڑھ میں مقیم ہیں۔

حضرت فیض اللہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید حضرت مولوی نور محمد چشتی مولف تحقیقاتِ چشتی ہیں ۔ یہ نہایت فاضل انسان گذرے ہیں وفات ان کی سنہ ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رحمتہ اللہ علیہ چشتی نظامی فخری

آپ بھی حضرت فخر الدین صاحب کے خلیفہ ہیں۔ ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۱۴۲ھ کو چوٹالہ مہار شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ہنوال تھا۔ آپ کا پیدائشی نام بہبل تھا۔ شاہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے نور محمد رکھا آپ کی والدہ کا نام عاقل بی بی تھا۔ حافظ مسعود سے قرآن مجید پڑھا۔ ایک دن مدرسہ میں شیخ احمد قادری آئے اور آپکو دیکھ کر فرمانے لگے "سبحان اللہ! ایک زمانہ آئے گا۔ کہ اس بچے کے در پر بادشاہ سر رکھیں گے۔ موضع بدھیراں لاہور اور دہلی سے علوم حاصل کرکے شاہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور سنہ ۱۱۶۵ھ میں بیعت ہوئے۔ بیعت کے بعد حسب الحکم پیر صاحب واپس وطن آگئے۔ مہار شریف میں خانقاہ قائم کی اور لوگوں کو درسِ عبرت دینا شروع کیا۔ آپ کی گفتگو میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو مجلس میں چلا جاتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اور مرید ہو جاتا۔ آپ شریعت کے

Marfat.com

نہایت پابند تھے سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کو پنجاب میں پھیلانے والے آپ پہلے بزرگ ہیں آپ ہی سے تونسہ شریف۔ احمد پور، چاچڑاں، مکھڈ، جلال پور اور گوڑہ میں چراغ چشتیہ روشن ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت فخر صاحب کی محفل میں حضرت رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو "خدا نما" عطا فرمایا ہے (یعنی نور محمد مہاروی) پیر کے بعد ۶ ۱/۲ سال زندہ رہے۔ ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف تاج سرور مہاراں میں ہے۔ آپ کے چند خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے صاحب مشائخ چشت نے تیس خلفاء لکھے ہیں۔ حضرت نارووالہ، غلام محمد۔ قاری عزیز اللہ، مولوی محمد حسین۔ نور الحق مولوی تاج محمود، شیخ جمال چشتی، خواجہ محمد عاقل رحہم اللہ علیہم، آپ خواجہ نور محمد مہاروی کے خلیفہ ہیں۔ ۱۱۸۴ھ بمقام گڑ گوجی پیدا ہوئے۔ آپ افغان قوم کے جعفریہ قبیلہ سے متعلق تھے۔ میاں حسن علی صاحب سے قرآن مجید ختم کیا اور کچھ کتابیں بھی ان سے پڑھیں کوٹ مٹھن میں حضرت محمد عاقل چشتی نظامی فخری سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت نور محمد صاحب کی بیعت کر کے دہلی چلے گئے لیکن حضرت شاہ فخر الدین وصال فرما چکے تھے۔ حضرت سلیمان کو اپنے پیر و مرشد سے عشق تھا۔ جب جدا ہوتے پریشان ہو جاتے ۲۲/۲۱ سال کی عمر میں خلافت عطا ہوئی۔ اور تونسہ تشریف میں خانقاہ قائم کی۔

امراء و دیگر لوگ آپ سے بعیت کرنے لگے۔ ریاست بہاول پور کا نواب بھی بعیت ہوا۔ حضرت نے یہاں ایک مدرسہ قائم کیا اور لوگوں کو شریعت و طریقت کا درس دیا۔ آپ کے دور ہی میں سکھوں کا عمل زیادہ تھا۔ سید احمد بریلوی و اسماعیل نے سکھوں کے خلاف علم جہاد[1] بلند کیا لیکن آپ نے ان کا

---

[1] اس جہاد کی اصلیت تاریخ تنادلیاں میں پڑھیں۔

Marfat.com

ساتھ نہ دیا۔ شریعت اور سنت کی تلقین میں برابر سرگرم رہے۔
۸۴ سال کی عمر میں ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو وفات پائی۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹے۔
۱۔ خواجہ گل محمد اور خواجہ درویش تھے جو آپ کی حیات میں فوت ہوگئے آپ کے پوتے خواجہ الٰہ بخش مسند نشین ہوئے۔ صاحب مشائخ چشت نے آپ کے خلفاء کی تعداد ۶۶ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ تین خلفاء سے آپ کا سلسلہ جاری ہوا۔

حاجی نجم الدینؒ	حافظ محمد علی خیر آبادیؒ	مولوی شمس الدین سیالویؒ
(۱۲۸۷ فتح پور)	(۱۲۶۶ھ)	(۱۳۰۰ھ)

خواجہ اللہ بخش چشتی نظامی فخری تونسوی رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ خواجہ گل محمد بن خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہما کے فرزند ہیں۔ جب خواجہ تونسوی کا انتقال ہونے لگا، تو خواجہ نے ذاکرین علماء اور فقراء کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ خواجہ اللہ بخش بھی موجود تھے۔ دادا جی سے عرض کیا، دادا جان! مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں فقط فقراء و علماء کے جوتے سیدھے کرنے کا حکم دیجیے۔ یہ جملہ سن کر شیخ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور فرمایا نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ (میں نے اپنی روح اس میں پھونک دی) خواجہ صاحب نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کی اصلاح و تربیت کی۔ ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ (۱۳/۹/۱۹۰۱) کو وفات پائی۔ ان کے بعد حافظ موسیٰ سجادہ نشین ہوئے۔ (۱۳۲۳ھ) پھر خواجہ محمود، محمد حامد۔ پھر حافظ سدید الدین اور حافظ نظام الدین سجادہ نشین ہوئے۔ یاد رہے مولانا عبدالحق خیر آبادی (ابن علامہ فضل حق خیر آبادی) خواجہ اللہ بخش مرحوم کے مرید ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین چشتی نظامی فخری سیالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ خواجہ سلیمان تونسوی کے محبوب ترین خلیفہ ہیں۔ آپ ۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء میں سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباس ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہے۔ آپ نے سات کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ تمام علوم سے فراغت کے بعد خواجہ تونسوی سے بعیت فرمائی۔ ۳۴ سال کی عمر میں شادی کی تین صاحبزادے ہوئے۔

خواجہ محمد دین ، خواجہ فضل الدین ، خواجہ شاع الدین

آپ کا اخلاق بہت اعلیٰ تھا۔ ۳۶ سال کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا آپ کے ہاں لنگر کا عظیم انتظام تھا۔ اجنبی اور ملاقاتی سے ایک طرح ملتے تھے۔ ۲۱ صفر ۱۳۰۰ھ (۱۸۸۳ء کو وصال فرمایا۔ وصال کے بعد خواجہ محمد دین سجادہ پر بیٹھے۔ خواجہ اللہ بخش نے خرقہ پہنایا۔ ۲ رجب ۱۳۲۷ھ کو وصال فرمایا۔ ان کے چار صاحبزادے تھے۔ محمد امین۔ ضیاء الدین ، محمد عبداللہ ، محمد سعداللہ

خواجہ ضیاء الدین سجادہ نشین ہوئے نہایت پاک طبیعت تھی۔ سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے۔ تحریک خلافت میں خوب حصہ لیا۔ ترکوں کے سخت خلاف تھے۔ ایک دفعہ فرمایا "ہم ان بدبختوں کے نام دیکھنا نہیں چاہتے جنہوں نے عربوں پر گولیاں چلائیں" ۱۳ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ/ ۲۲ جون ۱۹۲۹ء کو وصال فرمایا۔ سیال شریف میں مزار اقدس ہے۔ خواجہ محمد ضیاء الدین کے فرزند ارجمند

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین چشتی نظامی فخری سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ۱۹۰۶ء / ۱۳۲۴ھ میں سیال شریف (سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ حافظ

Marfat.com

عبدالکریم سے قرآن مجید نو سال کی عمر میں حفظ کیا۔ علوم اسلامیہ عربیہ کی تعلیم مدرسہ ضیائے شمس الاسلام سیال شریف سے حاصل کی۔ ۱۳۵۱ھ میں دستار فضیلت حاصل کی ۱۳۵۶ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دورانِ حج قاضی اندلس ابو بکر بنانی اور شیخ الشیوخ عمر و حمدان شیخ الحدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (محلہ جیاد) سے سندات عطا کی گئیں ۱۹۲۹ء/۱۳۴۸ھ میں حضرت خواجہ ضیاء الدین قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو آپ سجادگی پر متمکن ہوئے۔ آپ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علامہ محمود احمد رضوی ابن حضرت علامہ سید ابوالبرکات کے سوال پر ایسی نفیس گفتگو فرمائی، مختصر لیکن جامع اور مدلل کہ علامہ رضوی آپ کی علمیت سے نہایت متحیر ہوئے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں خوب حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ اسلام کے شیدائی تھے۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ / ۱۸ جولائی ۱۹۸۱ء سرگودھا اور فیصل آباد روڈ پر ایک حادثے میں شدید زخمی ہوئے۔ اسی صدمہ سے دو دن بعد ۱۷ رمضان المبارک کو انتقال فرمایا۔ مزار شریف سیال میں ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ حافظ حمید الدین۔ جناب مجد الدین۔ حافظ نصیر الدین اوّل الذکر سجادہ نشین ہیں آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے (خلفاء پر زیادہ تر نقشبندیوں کی طرح علم اور شریعت کا غلبہ ہے۔)

" ضیائے حرم لاہور، شیخ الاسلام نمبر ماہ اکتوبر ۱۹۸۱ مضمون

خورشید احمد شیخ "

Marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی صابری نظامی فخری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ شمس الدین چشتی سیالوی کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے والد پیر سید نذر الدین شاہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۵ واسطوں سے غوث اعظم اور ۳۶ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آپ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۹ء) کو گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ مولانا غلام محی الدین ہزاروی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری سے درس حدیث لیا۔ لبعدہ خواجہ سیالوی سے بیعت کی۔ آپ وحدۃ الوجود میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے حامی تھے۔ ۱۳۰۷/۱۸۹۰ میں حرمین شریفین کی زیارت کی۔ علمائے مکہ آپ کے علم و فضل سے بہت متاثر ہوئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملاقات ہوئی۔ آپ اس وقت مثنوی شریف کا درس دے رہے تھے۔ ایک شخص ایک شعر کے بارے میں تشفی چاہتا تھا۔ پیر صاحب نے حاجی صاحب کی اجازت سے شعر کی عارفانہ تشریح فرمائی حاجی صاحب وجد میں آگئے اور از راہِ عنایت سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ میں اجازت سے نوازا۔ نیز حاجی صاحب نے فرمایا۔ ہندوستان واپس جایئے اور ایک فتنہ کا قلع قمع کیجئے۔ یہ فتنہ مرزائیت تھا۔ آپ نے قادیانیوں کے ساتھ بہت مناظرے کیے۔ روحانیت میں اس قدر بلند مقام رکھتے تھے کہ حضرت مولانا نواب الدین صاحب چشتی صابری سراجی تکوہی (والدِ مکرم مولانا غلام ربانی رح وحافظ منظہر الدین) آپ کے پاس بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ فرمایا "مولانا آپ عالم فاضل ہیں۔ میرے پاس آپ کا فیض کہاں؟ جایئے گورداسپور میں خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری سے اپنا حصہ لیجئے" سبحان اللہ! ایک ہی فقرے میں اپنی انکساری بھی بیان فرما دی اور اپنا مقام بھی بتا دیا۔ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ/۱۱ مئی ۱۹۳۷ء) بروز منگل آفتاب چشتیہ نظامیہ فخریہ غروب ہو گیا

Marfat.com

اپنی آب و تاب اپنے ساتھ لے گیا۔ مزار شریف گولڑہ میں ہے۔
فقیر کو یہ فخر حاصل ہے کہ فقیر نے آپ کے مزار پر پیر و مرشد مولانا عبدالغنی چشتی صابری سراجی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت سے ۱۹۵۵ء میں پہلی دفعہ حاضری دی۔ بعد میں متعدد بار حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ جب کہ فقیر کے ہمراہ عزیزم عبدالحی چشتی روحانی فرزند۔ عزیزم محمد مظہر عالم پسرم و محمد حسن رضا تھے۔ حاضری دی تھی۔ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ لیکن سرور نہ آیا آخر دل ہی دل میں خواجہ کی نعت

اَج سک متراں دی ودھیری اے — تا
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

پڑھی۔ وجد طاری ہو گیا۔ عزیزم عبدالحی کہتے ہیں کہ آپ کی آواز مزار کے باہر آ رہی تھی۔ حالانکہ فقیر دل میں پڑھ رہا تھا۔ یہ بھی آپ کا فیضان تھا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین چشتی نظامی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ

سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۸/۱۸۹۱ کو گولڑہ میں ہوئی حضرت پیر صاحب کو جب آپ کی ولادت کی خبر دی گئی تو فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے گھر میں اللہ اللہ کرنے والا پیدا ہوا۔ علوم دینیہ کی تحصیل حضرت مولانا محمد غازی مکی سے کی۔ (مولانا مکہ معظمہ میں مدرسہ صولتیہ میں مدرس تھے پیر صاحب کے علم سے متاثر ہو کر گولڑہ شریف آ گئے۔ اور تا زیست زندگی یہاں

Marfat.com

بسر ہوئی) والدِ مکرم کے دستِ حق پرست پر بعیت کی۔ آپ کا خطاب بالوجی تھا۔ ایک مرتبہ حضرت پیر صاحب نے فرمایا "بالوجی! جو شخص آپ کے ہاتھ پر بعیت کرے گا۔ اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ آپ کی شادی میں حضرت سید محمد دیوان پاکپتن شریف صاحبزادہ محمود تونسہ شریف۔ خواجہ ضیاء الدین سیالوی، میاں شیر محمد شرقپوری۔ پیر جماعت علی شاہ محدث، پیر جماعت علی ثانی قدست اسراہم شریک ہوئے۔ ۲۲ جون ۱۹۷۴/ ۱۳۹۴ھ میں وصال فرمایا۔ مزار گولڑہ شریف میں ہے۔

۱۹۵۲ء میں جب بالوجی حج پر جا رہے تھے تو لاہور سٹیشن پر پیر و مرشد نے ان سے پھولوں کا ہار لے کر فقیر کے گلے میں ڈال دیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

ان کے دو صاحبزادے ہیں۔

حضرت غلام معین الدین ۔ حضرت شاہ عبدالحق

حضرت غلام معین فرزندِ اکبر جانشین ہیں۔ والد و جدِ امجد کے نقشِ قدم پر ہیں۔ ان کے فرزندِ ارجمند صاحبزادہ سید نصیر الدین (متولد ۱۹۴۹ء) عبقری صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ صاحبزادہ عالمِ دین۔ بلند پایہ قاری۔ اردو فارسی عربی اور پوربی کے بلند پایہ شاعر بھی ہیں۔ آپ کے نعتیہ کلام میں رومی جامی اور سعدی کا رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عرفان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت پیر محمد شاہ غازی چشتی نظامی فخری رحمتہ اللہ علیہ (بھیرہ شریف)

آپ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی ابن خواجہ محمد الدین سیالوی ابن

Marfat.com

خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے لقب مُصلح عظیم۔ مردِ میدان امیر جنداللہ اور غازی ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت پیر امیر شاہ ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت بہاؤ الدین ذکریا سے ہوتا ہُوا حضرت ہبّار (اصحاب صفہ) رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ تقریباً تین سو سال پیشتر آپ کے خاندان کے ممتاز فرد حضرت پیر فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ میں تشریف لائے اور اسلام کی شمع روشن کی آپ نے حافظ موسیٰ اور حافظ جہان سے قرآن مجید حفظ کیا اگرچہ درسِ نظامی کی تکمیل نہیں کی۔ لیکن تمام مسائل سے بذریعہ صحبت علماء واقفیت پیدا کرلی۔ آپ کو قرآنِ مجید سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا جب آپ قرآنِ مجید پڑھتے تو بعض ہندو مسجد کے باہر بیٹھ کر سُنتے

بعد از بیعت خوب ریاضت کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا اور خلقِ خُدا کی راہنمائی میں مشغول ہوئے۔ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے نماز تہجدّ اور نوافل کی پابندی فرماتے اور کبھی حالتِ علالت میں بھی قضا نہ ہونے دیتے۔ وصال سے پیشتر کئی سال یہ حال رہا کہ نماز عصر کے بعد دریائے جہلم کے کنارے تشریف لے جاتے اور رات کے ۱/۲ ۹ بجے تک عبادت میں مشغول رہتے۔

تحریک پاکستان میں خوب حصہ لیا اور قائدِ اعظم کا ساتھ دیا۔ جس مرید نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا اُس سے قطع تعلق کر لیا۔ وادی کشمیر میں اپنے پچاس مریدین کے ساتھ سیالکوٹ سیکٹر میں جہاد میں حصہ لیا۔

۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ/۲۶ مارچ ۱۹۵۷ء منگل اور بدھ کی درمیانی شب وصال فرمایا۔ بھیرہ شریف میں مزار ہے۔ فقیر ابھی نوجوانی کے عالم میں تھا کہ حضرت پیر صاحب بھیرہ شریف داتا صاحب تشریف لائے ہوئے تھے فقیر آپ کے پاس حاضر ہُوا اور عرض کیا "حضرت میرے لیے دُعا فرمائیں" حکم ہُوا

Marfat.com

کیسی دُعا۔ عرض کیا۔ " عاقبت کی بہتری کے لیے" آپ پر رِقّت طاری ہو گئی اور اسی حالت میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے

حضرت مولانا مفسرِ قرآن پیر محمد کرم شاہ صاحب فاضل جامعہ ازہر (مصر) (فرزندِ اکبر)

سجادہ نشین ہوئے۔ آپ علم و فضل کے بحر ہیں۔ آپ نے علوم عقلیہ کی تعلیم امام المناطقہ مولانا محمد دین بدھوی (کیمبل پور) اور فقہ۔ تفسیر۔ ادب عروض اور ریاضی وغیرہ کے علوم مولانا غلام محمود (پپلاں۔ میانوالی) سے حاصل کیے۔ دورہ حدیث صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مرادآبادی سے ختم کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ بعدہ والد کے حکم پر جامعہ ازہر (مصر) تشریف لے گئے۔ تین سال (۱۹۵۱ تا ۱۹۵۴) تک جامعہ ازہر میں رہے اور جامعہ ازہر میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور کلیتہ الشریعتہ الاسلامیہ کی سب سے بڑی ڈگری حاصل کی۔ اور واپس پاکستان تشریف لائے۔ واپس آکر ماہنامہ "ضیائے حرم" نکالنا شروع کیا۔ ۱۹۵۶ء میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں علومِ جدید و قدیم کو یکجا کر کے ایک خوشگوار انقلاب پیدا کیا (تذکرہ اکابر اہلسنت)

قرآنِ مجید کی تفسیر "ضیاء القرآن" کے نام سے لکھی جو مقبولِ عام ہوئی۔ بعض جگہ تو اس قدر عرفان کی بارش کی ہے کہ وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے علوم ظاہری کے علاوہ دنیائے تصوف میں بھی بلند مقام حاصل ہے۔ آپ نہایت رقیق القلب مفکر، مفسر اور بہترین صوفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں علم و عرفان میں برکتیں عطا فرمائے۔

فقیر نے کئی مرتبہ ملاقات کی۔ حضرت یوں ملتے ہیں، جیسے بچپن کے ساتھی ہوں۔ (از مولف یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ)

Marfat.com

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا

محمد یوسف بن حافظ عبدالرشید۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے خلیفہ ہیں ۱۱۵۳ھ/۱۷۳۸ء میں ملتان پیدا ہوئے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی پر گہری نظر رکھتے تھے۔ سادہ لوح کامل ولی اور پابند شریعت تھے آپ کا ارشاد ہے "اہل درد کی بات سُن تاکہ تجھے بھی دردِ دل میسر آئے" ۵ جمادی الاول ۱۲۲۶ھ/ ۲۷ جون ۱۸۱۱ء ملتان میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جمال روڈ پر ہے

آپ کے خلیفہ خواجہ **خدابخش ملتانی خیرپوری ہیں** آپ ملتان میں پیدا ہوئے۔ علمی ذوق رکھتے تھے۔ آپ کو اسراف کی زندگی سے سخت نفرت تھی۔ آپ نے فرمایا "دل کی بات کسی صاحبِ دل سے کرتا کہ تیری بہتری ہو سکے"۔ موضع "تامیوال تحصیل حاصل پور ضلع بہاول پور میں مزار ہے۔ آپ کے خلیفہ شیخ خدا یار ہیں۔ بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ آپ حلیم الطبع اور شریف النفس بزرگ تھے۔ آپ کا فرمان ہے "دلنوازی عبادت ہے" آپ کا مزار خان قاضی پور تحصیل شجاع آباد (ملتان) میں ہے آپکے فرزند اور خلیفہ خواجہ سیف الدین شجاع آباد میں آپ جید عالم تھے۔ آپ کا قول ہے خلق اللہ کی خدمت سرائی میں پنہاں ہے آپکا مزار

خانپور قاضیاں میں ہے۔ آپکے خلیفہ **حضرت خواجہ محمد اسد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ**

ہیں۔ خانپور قاضیاں میں پیدا ہوئے۔ علم ظاہری کی تکمیل اپنے والد مکرم سے کی۔ آپ نے مسلکِ فقیرانہ کو قائم رکھنے کے لیے بہت زیادہ سعی فرمائی خانپور قاضیاں میں مزار ہے۔ ان کے خلیفہ **خواجہ غلام محمد نلکے والے** ہیں

آپ کے والد میاں عطا محمد بن حافظ مولوی حیات تھے۔ والدہ کا نام سعادت بی بی تھا۔ آپ موضع تجوانہ نزد کوٹ میاں حاکم علی تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی

Marfat.com

میں پیدا ہوئے۔ آپ نے قرآن مجید اپنی والدہ سے پڑھا۔ عربی فارسی کی چند ایک کتابیں گلستان بوستان وغیرہ مولانا عبدالعزیز سے پڑھیں۔ بچپن ہی سے مجاہدہ شروع کر دیا۔ خواجہ محمد اسد سے خرقہ حاصل کر کے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا درس دینا شروع کر دیا۔ آپ تا دم تحریر (۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱) بقیدِ حیات ہیں اور اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں (حالات شجرہ چشتیہ نظامیہ از محمد اکبر چشتی بی اے)

صوفی محمد اکبر چشتی: نوجوان بزرگ ہیں جسم بالکل پتلا دُبلا ہے مجاہدہ بہت کرتے ہیں۔ ظاہری تعلیم بی۔ اے ہے۔ علم دین و طریقت سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کی نسبت خواجہ غلام محمد ٹلکے والوں سے ہے۔ آپ نے کئی ایک تصنیفات فرمائی ہیں۔

۱۔ سوانح حیات خواجہ غلام محمد ٹلکے والے
۲۔ سوانح حیات بابا فرید
۳۔ دیوانِ اکبر
۴۔ آداب مرید
۵۔ فیوضات اکبر وغیرہ

یہ کتب ۶۷ بی نیشنل بنک کالونی سمن آباد لاہور سے مل سکتی ہیں۔ صوفی محمد اکبر صاحب نے عالم جوانی میں ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۸۳ء کو انتقال فرمایا۔ ہربنس پورہ کے قریب دفن ہوئے ان کے مرید مجاہد جو راقم الحروف کے شاگرد تھے بھی عالم نوجوانی میں ۱۶ جنوری ۱۹۸۹ء مطابق ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۹ھ بروز پیر فوت ہوئے

سلسلہ وارثیہ

حضرت خواجہ فخر الدین فخر جہان چشتی نظامی دہلوی

۴ فقیر نے نماز جنازہ پڑھائی۔

Marfat.com

(۱۱۹۹ھ) کے خلیفہ

خواجہ قطب الدین (   ) رحمتہ اللہ علیہ۔ ان کے خلیفہ

خواجہ جمال الدین (   ) رحمتہ اللہ علیہ، ان کے خلیفہ

خواجہ عباد اللہ (   ) رحمتہ اللہ علیہ۔ ان کے خلیفہ

شیخ شاہ بلند (رام پور   ) رحمتہ اللہ علیہ۔ ان کے خلیفہ

حضرت شاہ خادم علی شاہ (   ) رحمتہ اللہ علیہ۔ ان کے خلیفہ

حضرت سید وارث علی شاہ کاظمی دیوہ شریف رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ یکم رمضان ۱۲۳۸ھ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے دو صد سال قبل آپ کے بارے میں ایک مجذوب نے خبر دی تھی آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ نے تیس ۳۰ یا بتیس ۳۲ حج پا پیادہ کئے ایک دفعہ طواف کر رہے تھے کہ پہلے ہی شوط میں احرام کا رنگ زرد ہو گیا اور دوسرے شوط میں سبز ہو گیا۔ لوگوں نے آپ کو امام مہدی کہنا شروع کر دیا آپ نے برملا فرمایا "نہیں نہیں، میں تو وارث ہندی ہوں" جو لوگ سلسلہ وارثیہ میں زرد رنگ کا احرام باندھتے ہیں وہ تصوف کی ابتدائی منزل میں ہوتے ہیں (واللہ اعلم) آپ ہمیشہ جذب میں رہتے تھے۔ عالم صحو میں صرف نماز کے وقت آتے تھے۔ آپ کا وصال ۳۰ محرم الحرام (۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء) میں ہوا۔ مزار شریف دیوہ شریف میں ہے۔ آپ کے مریدین میں حضرت

Marfat.com

حیرت شاہ جالندھری، حضرت عنبر شاہ، حضرت ادگھڑ شاہ (ان کے مرید جناب منور شاہ وارثی ہیں۔ وکالت کرتے ہیں۔ راوی روڈ (بڈھا دریا کے قریب) لاہور پر رہائش گاہ ہے۔ اھل اللہ سے ہیں) مولینا بیدم احمد وارثی لکھنوی کے حضرت مولانا بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہم حضرت بیدم شاہ کے مرید حضرت ابر شاہ وارثی جالندھری جو ملتان میں غوث ہوئے خواجہ دلبر شاہ وارثی ابر شاہ وارثی نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مثلاً ابر کرم۔ ابر بہار ابر پاکستان وغیرہ۔

حضرت خواجہ احمد میرہ شریف قدس سرہٗ

آپ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ اتقاد پرہیز گاری میں کمال حاصل تھا۔ زیادہ تر جنگل میں زندگی بسر کی۔ عام لوگوں سے کم ملتے تھے۔ ان کے خلیفہ

حضرت خواجہ حاجی فضل کریم صاحب قدس سرہٗ تھے۔ آپ کی زندگی بھی زیادہ تر جنگلوں میں بسر ہوئی۔ حلیم الطبع اور بلند اخلاق انسان تھے۔ آپ کی خانقاہ میں قرآن مجید کا درس ہوتا تھا۔ اور درس کے بعد جائے کا عام لنگر ہوتا تھا۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ آپ نے ربیع الاول سنہ میں وفات پائی۔ چکوال میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین سے ہمارے ایک دوست حاجی خواجہ محمد یونس (منصور اینڈ کمپنی ۱۶ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور) نہایت نیک اور مخیر انسان ہیں۔ جامع صدیق صدیق اکبر سدہو مصر لاہور کی تعمیر میں ان کا بہت حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت بہتر فرمائے۔

خواجہ صاحب نے ۱۹۸۷ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ ان کے ایک صاحبزادے ہیں، ان کا نام منصور ہے۔ ان کی شادی ۵ جنوری ۱۹۹۰ء کو چکوال میں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام قطب الدین ابن خواجہ فخر الدین فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہما

خواجہ غلام قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ فخر الدین کے اکلوتے بیٹے تھے وہ دکن میں پیدا ہوئے۔ شاہ صاحب جب دہلی تشریف لائے تو ان کو اپنی ہمشیرہ کے پاس چھوڑ آئے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں فرمایا!

"مولوی فخر الدین صاحب را دیدم کہ سوائے یک پسر کہ اور اہم بہ ہمشیرۂ خود کہ در دکن بود دادہ آمد"

شاہ فخر الدین کے بعد غلام قطب الدین ہی سجادہ نشین ہوئے اور وہ اپنے تقدس اور زہد کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ سلطان محمد اکبر اور بہادر شاہ ظفر ان سے عقیدت رکھتے تھے۔ بہادر شاہ ظفر فرماتے ہیں۔

مرید قطب دیں ہوں خاکپائے فخر دیں ہوں

اگرچہ شاہ ہوں، ان کا غلام کم تریں ہوں میں

ان ہی کے فیض سے ہے نام روشن میرا عالم میں

وگرنہ یوں تو بالکل روسیہ مثل نگیں ہوں میں

نہ کعبہ سے غرض مجھ کو نہ میخانے سے کچھ مطلب

ہمیشہ گھستا اُن کے آستانے پر جبیں ہوں میں

Marfat.com

مجھے تو خانقاہ اور میکدہ دونوں برابر ہیں
ولیکن یہ تمنا ہے کہ ان کا ہوں کہیں ہوں میں

یہی ہیں عقدہ کشا میرے یہی ہیں راہنما میرے
سمجھتا ان کو میں اپنا حامئ دنیا و دیں ہوں میں

بہادر شاہ میرا نام ہے مشہور عالم میں
لیکن اے ظفر ان کا گدائے رہ نشیں ہوں میں

غلام قطب الدین صاحب نے ۱۸ محرم الحرام ۱۲۳۳ھ کو وصال پایا۔ حضرت قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جوار میں آسودہ ہیں۔

غلام قطب الدین صاحب کے بھی ایک ہی فرزند تھے ان کا نام مولانا غلام نصیر الدین عرف کالے خاں تھا۔

مولانا غلام نصیر الدین عرف کالے خان رحمتہ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی میں اور زہد و تقویٰ میں یگانۂ عصر تھے۔ پہلے تو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا پھر ظاہر ہو گئے۔ شاہ سلیمان تونسوی سے بھی صحبت رہی کم گو تھے اور نہایت شہ زور تھے۔ اپنے والد قطب الدین کے مرید و خلیفہ تھے۔ دلی میں خواص و عوام سب ان کا احترام کرتے تھے۔

سر سید نے اپنی کتاب آثار الصنادید میں لکھا ہے۔

Marfat.com

"اس زمانے میں ایسا نامی گرامی شیخ نہیں ہے۔ حضور والا اور تمام سلاطین وجمیع امراء عظام آپ کے نہایت معتقد ہیں۔

دہلی کا ہر شخص امیر و غریب چھوٹا اور بڑا ان سے ملتا تھا۔ مرزا غالب کو اُن سے خاص لگاؤ تھا۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"میں کالے صاحب کے مکان سے اُٹھ آیا ہوں۔ بلّی ماروں کے محلے میں میں ایک حویلی کرائے کو لے کر اس میں رہتا ہوں۔ وہاں کا میرا رہنا تخفیف کرایہ کے واسطے نہ تھا۔ صرف کالے صاحب کی محبت سے رہتا تھا"

(اردوائے معلٰی حصہ دوم ص ۱۷)

بہادر شاہ ظفر کہتے ہیں ؎

نظامِ خانۂ فخرِ جہاں تمہیں تو ہو!
قیام سلسلہ و خاندان تمہیں تو ہو

نہ کیونکر تم سے ہوں ظاہر صفاتِ قطب الدین
خدا رکھے تمہیں ان کا نشان تمہیں تو ہو

نثار تم پہ ہیں پروانہ ساں ہزاروں دل
کہ شمع محفل صاحبِ دلاں تمہیں تو ہو

ظفر کی چاہیے تمہیں نصرت نصیر الدین

Marfat.com

کہ اس کے یار و مددگار تمہیں تو ہو

کالے صاحب خود بھی بادشاہ کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ بمبئی کے احسن الاخبار اور دلی کے سراج الاخبار کے اقتباسات جو خواجہ حسن نظامی صاحب نے بہادر شاہ کے روزنامچہ کے نام سے شائع کیے ہیں۔ بادشاہ کے اُن سے گہرے تعلقات کا اندازہ ہوتا ہے۔

بادشاہ کی طرف سے ان کا وظیفہ بھی مقرر تھا۔ تقریبات کے موقع پر بادشاہ ان کے سارے اخراجات برداشت کرتا تھا۔ حکیم میر قطب الدینؒ کالے صاحب کے مرید تھے انہوں نے گلشن بے خار کے جواب میں نغمہ عندلیب تذکرہ لکھا ہے۔

کالے صاحب کی حویلی گلی قاسم جان میں تھی جو اب احاطہ کالے صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

کالے صاحب نے ۱۵ صفر ۱۲۶۴ھ کو وفات پائی۔ مہرولی میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

کالے صاحب کے پانچ بیٹے تھے۔

غلام نظام الدین — غلام معین الدین
وجیہہ الدین — امین الدین
کمال الدین

پہلے دو صاحبزادے ایک سید زادی سے تھے بقیہ تین ایک شہزادی کے بطن سے تھے

کالے صاحب کے بعد ان کے فرزندِ اکبر غلام نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے مریدوں کی تعداد کافی تھی۔ غدر میں کالے

Marfat.com

صاحب کی املاک ضبط ہو گیئں۔ غلام نظام الدین حیدر آباد چلے گئے۔ بعد میں جب حالات درست ہوئے تو دہلی واپس آ گئے۔

۲۱ شوال ۱۲۹۲ھ / ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی۔ والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

غلام نظام الدین چونکہ لاولد تھے اس لیے ان کے بعد ان کے بھائی

غلام معین الدین سجادہ نشین ہوئے جو ۲۷ صفر ۱۳۰۶ھ میں فوت ہوئے۔

صاحبزادہ کمال الدین اورنگ آباد چلے گئے جہاں ان کے ہاں لڑکے میاں سیف الدین صاحب پیدا ہوئے۔ اب (۱۹۵۲ء) میاں سیف الدین کی اولاد میں کوئی صاحب اورنگ آباد میں سجادہ نشین ہیں۔

دہلی میں سجادگی کالے صاحب کے نواسوں میں ہے۔ میاں کالے صاحب کی لڑکی میاں عبد السلام سے بیاہی گئی تھی ان سے ایک صاحبزادہ عبد الصمد پیدا ہوئے۔ عبد الصمد صاحب ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول تھے۔

میاں عبد السلام اور میاں عبد الصمد کے مزارات نئی دہلی میں لیڈی ہارڈنگ ہسپتال کے قریب ہیں جہاں شاندار مسجد اور خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں میاں عبد الصمد کے صاحبزادے حاجی میاں صاحب سجادہ نشین تھے۔

وہ پوری طرح اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلتے تھے۔ دہلی کے ہزاروں ہندو مسلمان ان کے معتقد اور مرید ہیں۔

(تاریخ مشائخ چشت از علامہ خلیق احمد نظامی و تذکرہ اولیائے ہند و پاک از میرزا محمد اختر)

حضرت شاہ محمد جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت شاہ غلام نصیر الدین

Marfat.com

عرف کالے خاں کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔

حضرت شاہ احمد رحمتہ اللہ علیہ آپ شاہ محمد جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ و مرید تھے۔

حضرت چشتی میاں رحمتہ اللہ علیہ آپ شاہ احمد صاحب کے مرید صادق اور خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف بزرگ تھے۔ مراد آباد اور رام پور میں ان کے بہت مرید تھے۔ رام پور سے دو میل کے فاصلہ پر ایک کھریا نامی بستی میں آسودہ ہیں۔ لوگ ان کے مزار سے فیضان حاصل کرتے ہیں۔ آج کل نوجوان لڑکا گدی نشین ہے (۱۹۸۹ء)

حاجی پیر دلی محمد صاحب مرحوم ۱۳۱۱ھ عیسوی میں انبالہ میں پیدا ہوئے مراد آباد میں علوم جدیدہ کا کورس کیا اور پی ڈبلیو۔ ڈی میں ملازم ہو گئے۔ بچپن سے ہی دین کی طرف طبیعت مائل تھی۔ حضرت چشتی میاں اپنے مریدین کے ہاں مراد آباد آیا کرتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تو ان کی ذات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بیعت کر لی۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے اور کوچہ سدھو مصر اندرون شاہ عالمی لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی میں ملازمت اختیار کی۔ یہ علاقہ چونکہ ہندوں کا تھا۔ قریب کوئی مسجد نہ تھی
مکان نمبر ۵/۸۱۱ وقف سر گنگا رام ہسپتال کے بالمقابل ایک چبوترہ تھا۔ حاجی صاحب نے اس چبوترہ پر چار دیواری قائم کر کے اسے مسجد بنا دیا۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے تعاون سے مسجد کی شکل بن گئی۔ مسجد کی تعمیر میں شیخ محمد رفیق

Marfat.com

حاجی غلام قادر عرف حاجی ڈھاہ، منشی نور محمد جالندھری نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بابا لعل دین لدھیانوی سیالکوٹ موضع اوڈو در سے حافظ محمد عبداللہ صاحب کو امامت کے لیے لے آئے۔ حافظ صاحب کا ذکر کتاب کے آخری باب میں ہے۔ بارشوں اور واٹر پائپ نے مسجد کو نقصان پہنچایا تو ۱۹۶۷ء میں ازسرنو گہری بنیادیں کھود کر مسجد تیار کی گئی۔ مسجد کے عقب میں ایک شخص جیون شاہ رہتا تھا۔ اس نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ ان گیارہ آدمیوں میں اسرار الحق صدیقی حاجی ولی محمد صاحب مذکورہ، حاجی غلام قادر صاحب، بابو عبدالمجید صاحب راقم الحروف، ملک محمد یونس، ملک محمد یوسف، محمد اسلم، محمد اشرف شمس، ظفر اقبال اور حاجی ماسٹر برکت علی تھے۔ مقدمہ چلتا رہا۔ آخر مسجد تعمیر ہو کر رہی۔ آج یہ مسجد کافی وسیع ہے۔ بلا مبالغہ اس مسجد کے بانی پیر حاجی ولی محمد صاحب ہیں۔

راقم الحروف اور حافظ محمد عبداللہ صاحب جب رمضان شریف میں قرآن مجید کا دور کرتے تو حاجی صاحب قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے۔ محلہ میں کوئی مر جاتا تو گھر گھر جا کر لوگوں کو نماز جنازہ اور میت کے ساتھ جانے کی اسلامی اہمیت سے آگاہ کرتے۔ مسجد کے جلسوں میں پیش پیش ہوتے۔

آخر حاجی صاحب نے اپنی زندگی کا رخ موڑ دیا۔ رات کے بارہ بجے تک وظائف میں مشغول رہنے لگے۔ آخری زندگی میں عشاء کے وقت داتا گنج بخش کے مزار پر جاتے اور فجر کے وقت واپس آکر نماز فجر اپنی مسجد میں ادا کرتے یہ سلسلہ عمر کے آخری حصہ تک برقرار رہا۔ داتا گنج بخش کے مزار پر لوگوں میں آپ باباجی شاہ عالمی والے مشہور تھے۔

۱۹۶۴ / ۶۵ء میں فریضۂ حج ادا کیا۔ دور دراز سے لوگ فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے ان کے ہاں آتے تھے۔ بعض لوگ دم کرانے بعض تعویز لینے

Marfat.com

آتے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مرادیں پوری فرماتا۔ سوشل ورک میں بھی خوب حصہ لیتے تھے۔ پہلے اس گلی میں ½ ا" کا واٹر پائپ نصب تھا۔ آپ نے ۳" کا منظور کروا کر نصب کروایا۔ کام ضرور ہر ایک کا کرتے تھے لیکن چودھری بننے کا شوق نہ تھا۔ غلط کام کرنے والے کو کبھی معاف نہ کرتے تھے۔ اس معاملہ میں انتقامی جذبہ رکھتے تھے۔

۱۴ شعبان ۱۳۹۵ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۷۵ء بروز جمعہ کو اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ عشاء کے بعد جنازہ اٹھایا گیا۔ جنازہ میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ شاہ عالمی سے حنیف پارک بادامی تک لوگ پیدل چل کر کندھوں پر جنازہ اٹھائے ہوئے بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے گئے۔ حنیف پارک میں ان کو دفن کیا گیا۔ پختہ سقفی مزار شریف ہے۔ ہر سال ۱۴ شعبان المعظم کو عرس ہوتا ہے۔

آپ کی دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے

۱۔ میاں محمد اکبر مرحوم ۲۔ میاں محمد اصغر (ان کی تیسری بیوی سے چار لڑکے تین لڑکیاں ہیں۔

۳۔ قمر الزمان۔ یہ مراد آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

محمد اکبر سادہ طبیعت تھے ان کے تین لڑکے

۱۔ میاں محمد اشرف ۲۔ میاں محمد ارشد
۳۔ میاں محمد افضل

میاں محمد اشرف صاحب شریف النفس انسان ہیں ایف اے تک تعلیم ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ حنیف پارک میں ھیڈلیمن کی دوکان کرتے ہیں۔ اپنے دادا جی کا عرس بھی کرواتے ہیں۔

Marfat.com

میاں محمد ارشد یہ صاحب فقیر راقم الحروف کے شاگرد ہیں ۲۲۔ فروری ۱۹۵۸ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ (۳۰ جون ۱۹۷۲ء) کو مدرسہ تنویر الاسلام سے قرآن مجید ختم کی۔ یہ صاحب نیک سیرت، پاکیزہ طبیعت اور صوم صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ طبیعت اصلاح کی طرف مائل ہے کبھی کسی سے الجھتے نہیں دیکھا۔ ان کی شادی سرگودھا میں ۷ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ (۴ جنوری ۱۹۸۲ء) بروز پیر ہوئی۔ فقیر نے نکاح کا خطبہ دیا۔ ان کے دو بچے ہیں۔ ۱۴۰۸ھ میں رمضان شریف کا سنت اعتکاف کیا۔ جناب عبدالحی صاحب بانکا چشتی کے گہرے دوست ہیں اور یہ دوستی بچپن سے قائم ہے۔ ظاہری تعلیم ایف اے ہے صاحب موصوف نے ۱۹۷۴ء میں میٹرک کیا اور ۱۹۷۶ء میں ایف اے پاس کیا۔ آج کل مٹنو گروپ آف انڈسٹریز منٹگمری روڈ لاہور میں ملازم ہیں

مولانا ضیاء الرسول سیالوی سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد کا نام مولوی رشید احمد صاحب ہے۔ جو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت محمد عمر بیربل شریف کے مرید ہیں۔ نہایت نیک اور پابندِ صوم وصلوٰۃ ہیں اپنے وظائف پابندی سے کرتے ہیں۔ دادا کا نام حافظ غلام محی الدین تھا۔ مولانا ضیاء الرسول بمقام سیرے (SERAY) تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ بھیکی شریف سے درس مکمل کیا اور پھالیہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تنظیم المدارس سے بھی سند حاصل کی۔ مولانا نیک سیرت اور خوب صورت ہیں۔ ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں خواجہ قمر الدین سیالوی کے دست حق پرست پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ میں بیعت کی اپنے مرشد کے منظورِ نظر تھے۔ ۱۹۸۵ء سے فقیر کے ساتھ مراسم ہیں۔ اکثر ملاقات کے لیے خود تشریف لے آتے ہیں۔ یہ ملاقات حکیم محمد انور بمقام نو بیک

Marfat.com

(NOE-KEY) تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے ذریعہ سے ہوئی۔ مولانا اپنے علاقہ کے ہائی سکول میں اسلامیات اور عربی کے ٹیچر ہیں۔ شہر گجرات محلہ حسن پورہ مسجد مولوی عبدالستار صاحب میں جمعہ خطبہ دیتے ہیں۔ آپ کی طبیعت پاکیزہ اور اخلاق نہایت بلند ہے۔ حلیم الطبع اور خاموش طبع ہیں۔

حضرت خواجہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد عاقل، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلفاء میں تھے۔ پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی اشاعت میں انہوں نے نمایاں حصّہ لیا تھا۔ چاچڑاں، کوٹ مٹھن اور احمد پور وغیرہ مقامات کی خانقاہیں ان ہی کی کوششوں سے وجود میں آئیں۔

ان کے علمی متبحّر۔ پابندی شرع، بزرگانہ شفقت، اخلاق و مروّت کا دور دورہ تھا۔ لوگ بڑی عقیدت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پنجاب کے نہایت ہی دور افتادہ اور غیر معروف علاقوں میں مذہبی اور روحانی تعلیم کا چرچا ہو گیا۔

خواجہ محمد عاقل ایک معزز فاروقی خاندان کے فرد تھے ان کے اجداد شاہان مغلیہ کی نظروں میں خاص عزت رکھتے تھے۔ خواجہ صاحب کے ایک بزرگ حضرت محبوب اللہ الصمد مخدوم نور محمد تھے۔ ارادت خان وزیر شاہ جہان ان کا مرید تھا۔ شاہجہان نے ان کو پانچ ہزار بیگھہ اراضی اخراجات کے لیے دی تھی۔ نور محمد کور بجہ (کوربجہ خاندانی لقب ہے) کے تین فرزند تھے۔

۱۔ سلطان مخدوم لاولد فوت ہوئے۔
۲۔ مخدوم محمد یعقوب
۳۔ حاجی محمد اسحاق۔ ان کی اولاد بیرون ضلع ڈیرہ غازیخان میں آباد ہوئی۔

Marfat.com

مخدوم محمد یعقوب کے دو بیٹے تھے ۔

۱۔ مخدوم غلام حیدر ۔ ان کا مزار دریائے سندھ کے کنارے یاراوالی میں ہے ۔

۲۔ مخدوم محمد رشید ۔ ان کے دو بیٹے تھے

۱۔ قاضی نور محمد

۲۔ قاضی محمد عاقل

محمد رشید مخدوم یاراوالی میں مقیم ہو گئے تھے اور وہاں ان کے کثیر تعداد میں مرید ہو گئے تھے ۔ زہد و تقویٰ ، قناعت اور توکل میں یگانۂ روزگار تھے ۔ عالم باعمل اور صاحب برکت تھے ۔

کوٹ مٹھن کی وجہ تسمیہ : خلیق احمد نظامی ، مناقب فریدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب مخدوم محمد شریف صاحب یاراوالی میں آکر آباد ہوئے تو مٹھن خان بلوچ رئیس یاراوالی آپ کا مرید اور معتقد ہوا ۔

ایک دن آپ کا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں اب مٹھن کوٹ آباد ہے دریا کے کنارے پر پُرفضا مقام دیکھ کر آپ نے خان موصوف سے فرمایا کہ اس جگہ ایک شہر آباد کیا جائے اور وہ اللہ والوں کا مسکن ہو ۔ خان نے اس جگہ ایک شہر آباد کیا اور مخدوم رشید سے گزارش کی کہ وہ خود اس مقام کو اپنا مستقر بنائیں ۔ اس طرح کوٹ مٹھن وجود میں آیا ۔ مخدوم رشید کی موجودگی کی وجہ سے علماء و مشائخ یہاں آکر آباد ہوئے ۔

خواجہ محمد عاقل نے تھوڑی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا ۔ ان کے والد جو محدث دوراں تھے نے خود ان کو تعلیم دی ۔ خواجہ عاقل نے اپنے والد کے علاوہ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی اور خواجہ نور محمد مہاروی سے بھی تحصیل علوم کی تھی ۔ خواجہ کا حافظہ تیز تھا ۔ جزوی مسائل تک صحت اور

Marfat.com

حوالوں کے ساتھ یاد رکھتے تھے۔

خواجہ عاقل کو ابتدا ہی سے درس تدریس کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے مٹھن کوٹ میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ایک مدرسہ قائم کیا۔ بڑے بڑے عالم اس مدرسہ میں تعلیم دیتے تھے۔ مدرسہ کے ساتھ ہی ایک بڑا لنگر خانہ تھا آپ نے شدانی میں بھی مدرسہ قائم کیا۔

تحصیل علم کے بعد خواجہ محمد عاقل اور ان کے بڑے بھائی نور محمد کو اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کے لیے مرشد کامل کی تلاش ہوئی۔ اگرچہ ان کے والد خود ایک بڑے صاحب کمال درویش تھے لیکن بقول خواجہ گل محمدؒ

"داعیہ آنجناب شہباز بلند پرواز بود"

اتفاقاً نور محمد کی ملاقات خواجہ نور محمد مہاروی سے باراں والی میں ہو گئی۔ لہذا ان کی نظر کا شکار ہو گئے اور محمد عاقل کو بھی بُلا لیا۔ اوچ میں خواجہ نور محمد صاحب کے دست اقدس پر دونوں نے بعیت کر لی۔

خواجہ محمد عاقل کئی مرتبہ شاہ فخر الدین دہلوی کی زیارت کے لیے گئے۔ آخری بار خواجہ شاہ فخر نے چار کتابیں عنایت فرمائی تھیں۔

۱۔ مکتوبات شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ۔ اس پر شاہ فخر الدین کا حاشیہ لکھا ہوا تھا۔

۲۔ کتاب مطول۔

۳۔ سواء السبیل

۴۔ لوائح جامی اور شرح رباعیات جامی کا مجموعہ۔

آپ کے پیر بھائی حافظ محمد جمال کہا کرتے تھے کہ قاضی محمد عاقل نے جتنے مجاہدے کیے ہیں۔ مشکل سے کوئی دوسرا شخص کر سکتا ہے۔ ان کو ذکر جہر میں بڑی دلچسپی تھی۔ حبس دم کی مشق بھی فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ بھائی نور محمد کی ضمانت دینے پر ۹ ماہ قید بھی رہے۔
شاہ محمد عاقل اپنے مریدوں کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے۔ وہ ان میں صحیح مذہبی جذبات، توکل بر خدا اور اسی سے ہر مشکل میں مدد مانگنے کا صحیح جذبہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔
اکبر شاہ ثانی بادشاہ نے شاہزادہ جہاں خسرو اور کاؤس شکوہ کو آپ کا مرید کرایا تھا۔ بہادر شاہ ظفر کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک شعر میں کہتے ہیں ؎

دل فدا کرتے ہیں نامِ فخرِ دین پر اے ظفر
ہم ہیں عاقل ربط عاقل سے دلی رکھتے ہیں

وصال :- قاضی خواجہ محمد عاقل تقریباً چار ماہ تک علیل رہے ایک دن فرمانے لگے۔

"آج کا سفر خوب رہا۔ منزل پر پہنچ گئے"
حاضرین حیران ہوئے کہ یہ کیا فرما رہے ہیں لیکن خواجہ گل محمد احمد پوری رونے لگے۔

اسی دن ۸ رجب ۱۲۲۹ھ کو وصال فرمایا
شرانی سے متصل کوٹ لا کر دفن کیا گیا۔

خواجہ عاقل کے خلفاء

خلیفہ اکبر: خواجہ عاقل کے سب سے پہلے خلیفہ خواجہ عاقل ہر معاملہ میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ ۳ ربیع الثانی ۱۲۳۹ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

مولوی عبداللہ: بے حد مجاہدہ کیا اور سیاحت بھی کافی کی۔ جید عالم تھے۔ شاہ کلیم اللہ شاہجہانپوری کی مشہور کتاب تسنیم کی شرح تنسیم کے نام سے کی۔ ان کا مزار احمد پور میں ہے۔

مولوی محمد اعظم: خواجہ عاقل کے عزیز ترین خلیفہ تھے۔ سفر و حضر میں پیر کے ساتھ رہتے تھے۔ خواجہ گل محمد ان سے بہت پیار کرتے تھے ایک پیالہ میں کھاتے ایک لحاف میں سوتے تھے۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ کو وصال پایا۔

میاں محمد شریف الدین: انہوں نے سلسلہ کی اشاعت میں خاص حصہ لیا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے میاں بشیر الدین نے پھر میاں محکم الدین اور میاں محمد غوث نے سلسلہ جاری کیا۔

مولوی گل حسن: شاعر خوش گو تھے۔ قاضی عاقل صاحب کو ان کا کلام بہت پسند تھا۔ وحدت الوجود ان کا خاص موضوع تھا۔

خواجہ گل محمد احمد پوری: بڑے زبردست عالم تھے خواجہ عاقل کے مرید اور شاگرد تھے ۹ محرم الحرام ۱۲۴۲ھ کو احمد پور علاقہ بہاول پور میں وصال فرمایا۔ بزرگان سلسلہ کے حالات میں ایک کتاب تکملہ سیر الاولیاء تصنیف فرمائی۔

میاں تاج محمود: میاں احمد علی بن خواجہ عاقل کے دوسرے صاحبزادے تھے ان سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ چلا۔ ان کے پانچ بیٹے تھے۔

Marfat.com

۱۔ خواجہ محمد شریف ۲۔ خواجہ شیر محمد

۳۔ خواجہ گل محمد ۴۔ خواجہ غوث بخش

۵۔ خواجہ خیر محمد

ان سب نے سلسلہ کو فروغ دیا۔ میاں غوث بخش کے ایک صاحبزادے میاں ہوت تھے۔ ان کے صاحبزادے میاں عبداللہ تھے۔ ان سے بھی سلسلہ کو ترقی ہوئی۔

میاں تاج محمود کے مشہور خلفاء

۱۔ میاں فضل علی خاں مزار سکھانی

۲۔ میاں محمد مزار کوٹ مٹھن

۳۔ مولوی محمد حامد ساکن شدانی

۴۔ مولوی چندودہ مزار سیت پور

خواجہ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ: قاضی محمد عاقل کے بعد ان کے صاحبزادے میاں احمد علی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ طبیعت سادہ تھی فطرتاً خلیق تھے۔ ۹ شعبان ۱۲۳۱ھ کو وصال پایا کوٹ مٹھن میں سپرد

Marfat.com

عاک کیا گیا
میاں احمد علی کے دو بیٹے تھے۔

میاں خدابخش، خواجہ تاج محمود

خواجہ خدابخش رحمۃ اللہ علیہ: اپنے والد خواجہ احمد علی کے بعد میاں خدابخش مسند نشین ہوئے۔ کچھ دنوں کوٹ مٹھن میں رہے پھر چاچڑاں چلے گئے۔ میاں خدابخش مرجع خلائق بزرگ تھے۔ لوگ بہت دور دور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ لنگر سے نفیس کھانے لوگوں کو ملتے تھے۔ خود سوکھی روٹی پر گزران کرتے تھے۔ بیماروں کی دیکھ بھال کے لیے ایک طبیب نامی ملازم تھا بلکہ خود بیماروں کی عیادت اور دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ ان کے یہاں آنے والوں کی اس قدر کثرت تھی اور اس قدر زمیندار اور رئیس آپ کی آستانہ بوسی کو حاضر ہوتے تھے کہ روزانہ بارہ بارہ من غلہ گھوڑوں کے خرچ میں آتا تھا اتباع شریعت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان دنوں سکھوں کے مظالم بہت تھے انھوں نے ان مظالم سے تنگ آکر ہجرت کا ارادہ کر لیا تھا۔

آپ نے ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ کو وصال فرمایا۔ مزار مٹھن کوٹ میں ہے خلفاء میں یہ بزرگ مشہور ہیں۔

۱۔ مولانا غلام فخر الدین (صاحبزادے) ۲۔ مولانا غلام فرید (صاحبزادے)

۳۔ صاحبزادہ نصیر بخش ۴۔ کریم حیدر

۵۔ مولوی غلام کبریا ۶۔ مولوی محمد صالح ملتانی

Marfat.com

۷۔ مخدوم عنایت شاہ　　۸۔ حیدر بخش

۹۔ قاضی فتح محمد ملتانی　　۱۰۔ سید لال شاہ

میاں غلام فخر الدین: میاں خدا بخش کے بعد ان کے بڑے بیٹے میاں غلام فخر الدین سجادہ نشین ہوئے۔ شرع کے پابند تھے۔ بڑا قوی حافظہ تھا احادیث نبوی نوکِ زبان پر رہتی تھیں۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ کو وصال فرمایا۔

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف: میاں غلام فخر الدین کے بعد ان کے چھوٹے بھائی خواجہ غلام فرید سجادہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ ولی کامل تھے۔ ہمیشہ عشق الٰہی میں محو رہتے تھے خلافت کے معاملہ میں بہت سخت گیر تھے۔ مریدین سے مجاہدے بہت کرواتے تھے۔ آپ نے صرف ان لوگوں کو خلافت دی جو عوارف کے اصولوں پر عامل تھے۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ کو وفات پائی، مٹھن کوٹ میں مزار شریف ہے۔ آپ کا کلام بھی مشہور ہے

خواجہ محمد بخش: خواجہ غلام فرید کے بعد ان کے خلیفہ میاں محمد بخش ہوئے ان کا قیام بھی مٹھن کوٹ میں تھا۔ انہوں نے ۲۱ رمضان ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ ان کے خلیفہ

خواجہ محمد مظہر صاحبؒ: تھے جو ۴ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ کو فوت ہوئے ان کے خلیفہ **شیخ معین الدین:** ہوئے۔ ان کی وفات ۲ رجب المرجب

Marfat.com

سنہ ۱۲۳۳ھ ہے یعنی پیر کے دو دن بعد مٹھن کوٹ میں فوت ہوئے۔ ان کے خلیفہ
خواجہ صوفی محمد یار رحمۃ اللہ علیہ : تھے جو جید عالم صوفی عاشق رسول
تھے۔ عوام نے ان سے بہت فیضان حاصل کیا۔ ۱۴ رجب المرجب سنہ ھ کو
وصال فرمایا۔

خوشا خواجہ محمد یار
تو ہتی عبد نبی مختار
ہمہ واعظاں راشدی سردار
اے ہادی متین مدد ے

گڑھی اختیار خاں، خان پور
ریاست بہاول پور میں
مزار ہے۔

ان کے خلیفہ **شاہ شمشاد** تھے جو ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۲ھ میں فوت
ہوئے مزار ہنجروال لاہور میں ہے۔

منشی محمد اسحاق فریدی : یہ خواجہ محمد یار صاحب کے مرید ہیں
انہوں نے اپنا شجرہ مجھے عنایت فرمایا۔ منشی صاحب وسن پورہ لاہور میں رہتے
ہیں۔ میٹرک تک عربی کی تعلیم حاصل کی ہے۔ عام آئمہ مساجد سے نالاں ہیں ناقدانہ
ذہن ہے۔ دو تین مرتبہ نماز جمعہ فقیر کے پیچھے ادا کی۔ موذن ان پڑھ ہیں تلفظ
صحیح ادا نہیں کرتے اس لیے پھر نہیں آئے۔ تنقید ان کا مشغلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
ہدایت عطا فرمادے۔ آمین۔

ماسٹر اللہ رکھا ولد فتح دین ان پڑھ ہیں لیکن زہد و تقویٰ میں کمال رکھتے ہیں۔
(یکم جنوری سنہ ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

حصہ سوم

سلسلہ چشتیہ صابریہ

حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

تا

صوفی الاصفیاء مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بابِ بیستم

بادشاہِ دو جہاں حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام نامی علی احمد ہے۔ علاؤ الدین، صابر لقب ہے۔

سلسلہ نسب: سید مخدوم علی احمد صابر بن حضرت سید عبد الرحیم عبد السلام بن سید عبد الوہاب بن غوث صمدانی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم ------ تا ------ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ،

والدہ محترمہ کا سلسلہ نسب: آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ ہاجرہ ہیں جو حضرت زہد الانبیاء فرید الدین گنج شکر کی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے (تفصیل کے لیے حضرت باباجی کے حالات ملاحظہ ہوں)

Marfat.com

وطنِ مالوف : آپ کے جدِ امجد غوثِ صمدانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت ابو صالح جنگی دوست گیلان (سلطنت ایران) میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تعلیم کے لیے بغداد تشریف لائے تو یہیں قیام فرمالیا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بھی بغداد میں رہے۔ ہلاکو خان نے جب بغداد شہر کو اپنے ظلم وجفا کا نشانہ بنایا تو حضرت سیدنا عبدالسلام بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہما بغداد سے سکونت ترک کر کے ہرات (کابل) میں تشریف لے آئے۔

۱۱۔ ذی قعدہ ۵۴۱ھ بروز پیر شاہ عبدالرحیم عبدالسلام والد سید مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہما تولد ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ محمد ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف ہوا کہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحبِ جلالت فرزند پیدا ہوگا۔ جو شیخ فرید الدین گنج شکر کی ہمشیرہ صاحبہ کے بطن سے ہوگا۔ حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر پنجاب (پاکستان) موضع کھوال ضلع ملتان میں آئے اور ۱۷ جمادی الآخر ۵۷۱ھ کو نکاح کی تقریب سرانجام ہوئی۔ حضرت ایک سال چھ ماہ یہاں ٹھہرے پھر اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر ہرات واپس چلے گئے۔

ولادت باسعادت : حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رافضی مولوی برہان دشمن تھا اور آپ کو ایذا پہنچانے کی کوشش کرتا رہتا تھا ایران میں بوجہ رفض غوث اعظم کے اعداء بہت تھے اور آپ چونکہ حضرت غوث اعظم کی اولاد سے تھے اس لیے آپ کو بالکل اچھا نہ سمجھتے تھے ایک دن مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنے سرتاج شاہ عبدالرحیم کو اپنا خواب سناتے ہوئے فرمایا "آج رات خواب میں آپ کے

Marfat.com

جد امجد غوث پاک تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ عبدالرحیم دشمنوں کی طرف سے غم نہ کرے۔

عنقریب شانِ قہاری سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اسکی ولادت باسعادت کی برکت سے دشمن ختم ہوجائیں گے۔

۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ / ۱۱۰۵ء بشب جمعرات بعد از تہجدؒ کہ ایک پہر رات باقی تھی کہ بادشاہ دوجہاں سید مخدوم علی احمد صابر کا اس دنیا میں ظہور ہوا۔ صاحب انوار الشہود لکھتے ہیں کہ دایہ کا بیان ہے کہ میری طاقت نہ ہوئی کہ میں آپ کو بے وضو غسل کراؤں۔ آپ کی ولادت ہوتے ہی مولوی برہان مر گیا۔ شہر ہرات میں آپ کی پیدائش کی شہرت ہوئی۔ دشمنوں پر قدرتی ہیبت طاری ہوگئی۔

پیدائشی کرامات : دایہ نے جب غسل دے کر علی احمد صابر کو ان کی والدہ کی گود میں لٹایا۔ آپ نے جو اوپر کی جانب نظر فرمائی۔ چھت سے ایک آواز بلند ہوئی۔ اس آواز کو مالک مکان محمد بن اسحاق نے سن کر والدہ مخدوم سے کہا، بیٹی! بچے کو لے کر باہر آجائیں۔ چھت گرا چاہتی ہے۔ ابھی یہ گفتگو ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ پختہ چھت پس پشت مکان جا پڑی۔ آسمان صاف نظر آنے لگا ابر کے ٹکڑے آسمان سے نازل ہوئے اور سید مخدوم صابر کو آغوش میں لے کر آسمان کی رفعتوں میں غائب ہوگئے۔ مکان میں اور کچھ دیر بعد سارا شہر خوشبو سے مہک اٹھا۔ صبح تک یہی منظر رہا۔

آپ کے والد مکرم شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز مراقبہ میں تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر آپڑا۔ میں نے جو آنکھیں کھولیں تو دیکھا ایک مہیب شکل اژدہا سر سے دم تک چرا ہوا ہے جس کا ایک حصہ میرے اوپر آگرا اور دوسرا زمین پر جا پڑا۔ سید مخدوم چرے ہوئے۔

Marfat.com

کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں نے سید مخدوم کی والدہ کو نیند سے بیدار کیا اور واقعہ معائنہ کرایا۔ والدہ مخدوم نے عرض کیا۔ میں ابھی خواب میں تھی کہ سید مخدوم مجھ سے کہہ رہے تھے آج کے بعد کوئی سانپ میرے خاندان کو نہیں ڈسے گا۔ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار دیا ہے روئے زمین کے تمام سانپ مجھ سے خائف ہیں کہتے ہیں یہ خواب سنکر میں سانپ کے ٹکڑوں کو باہر لیگیا حضرت محمد بن اسحاق، حضرت ابوالقاسم گرگانی اور شیخ عبداللہ و دیگر بزرگان نے سانپ کو ملاحظہ کیا اور کہا حقیقتاً یہ سانپوں کا بادشاہ ہے۔ اس واقعہ کے وقت آپ کی عمر دو سال تھی۔

پیدائشی صابر رح : حضرت نے صرف چھ ماہ چالیس روز (۷ ماہ دس دن) اپنی والدہ کا دودھ نوش جان کیا۔ یوم ولادت سے ایک سال کامل یہ معمول رہا کہ ایک روز بعد شیر نوش فرماتے اور ایک روز صائم رہتے۔ دوسرے سال دو روز صائم رہتے اور تیسرے روز شیر نوش کرتے۔ تیسرے برس بیس خود بخود شیر مادر سے منہ پھیر لیا اور تین روز صائم رہتے اور چوتھے روز روغنی نان دیا جاتا تو نہ کھاتے جو کی روٹی تناول فرما لیتے۔

ایام تکلم : چوتھے سال جو آپ نے زبان مبارک کھولی تو کلمہ

لَا مَوْجُوْدُ اِلَّا اللّٰه

صادر فرمایا

چوتھا سال کامل اکثر یہی کلمہ آپ کی زبان سے سنا جاتا اور کچھ نہ فرماتے اور جس وقت یہ کلمہ فرماتے حال وارد ہو جاتا! دن میں سات وقت کعبۃ اللہ کی طرف سجدہ کیا کرتے اور اوّل صبح دوم دوپہر سوم سہ پہر

Marfat.com

:چہارم **عصر** پنجم **مغرب** ششم **عشاء** ہفتم **تہجد** چار سال کی عمر ہی میں شب کو کم سوتے اور جب سوتے تو چونک کر بیدار ہو جاتے

وفات والدِ مکرم: حضرت سید مخدوم کی عمر ایک دو دن کم پانچ سال ہوئی تھی کہ ۱۷ ربیع الاوّل ۵۹۷ھ (۱۱۰۱ء) کو بروز دوشنبہ بعد از نماز ظہر شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ ناف درد پیدا ہوا۔ جو دم بدم ترقی پذیر ہوتا گیا۔ حضرت ابوالقاسم اور دوسرے بزرگان نے سید مخدوم کو بتا کر دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آسمان پر شور ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تیار ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد مکرم کو خلعت پہنا کر جنت میں لے جائیں گے۔ دُعا سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ عین اُسی وقت جب کہ سید مخدوم کی زبان معجز بیان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ حضرت شاہ عبد الرحیم عبد السلام بن عبد الوہاب بن غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وعنہم کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ نماز جنازہ کے بعد بیرون شہر ہرات جانبِ شمال آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

حضرت سید مخدوم کی پاکستان میں آمد: والدِ مکرم کی وفات کے ایک سال تک حضرت سید مخدوم بالکل خاموش رہے کسی سے کلام نہ فرمایا آپ کے والدِ گرامی کے احباب جب آپ کے پاس آتے اور فرطِ محبت سے آپ کو بوسہ دیتے تو ان پر وجد طاری ہو جاتا۔ یہ کیفیت کسی پر ساعت کسی پر دو ساعت کسی پر ایک پہر رہتی۔ والدِ گرامی کی وفات کے بعد عُسرت سے

Marfat.com

ندگی بسر ہونے لگی۔ کبھی فقط پانی پہ گذارا کرتے کبھی خشک نانِ جویں کا ٹکڑا مل جاتا تو کھا لیتے۔ آپ کی والدہ بھی صابرہ تھیں کبھی اپنی حالت کسی سے نہ بیان کی۔

ایک دن سید مخدوم نے اپنی والدہ سے بھوک کی شکایت کی۔ لیکن دوپہر تک والدہ نے کھانا نہ دیا۔ ہنڈیا چولہا پہ رکھ دی تاکہ معلوم ہو کچھ پک رہا ہے لیکن اس میں صرف پانی تھا۔ دوپہر کے بعد حضرت نے دوبارہ کھانا طلب کیا اور عرض کیا۔ کیا صبح سے کھانا نہیں پکا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کھانا ابھی کچا ہے پک جانے پر کھلاؤں گی۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے کہ چلو کچا ہی کھا لیتے ہیں ہنڈیا کا ڈھکنا اُٹھا کر فرمایا۔ "امی جان چاول پک گئے ہیں"۔ والد مکرمہ نے جو دیکھا تو واقعتہً ہنڈیا میں نہایت خوشبودار لذیذ چاول موجود تھے۔ دونوں نے تناول فرمائے۔ کھانے سے فراغت کے بعد والدہ سید مخدوم نے حضرت سید ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کو اس کرامت کی اطلاع دیتے ہوئے چاول دکھائے حضرت ابوالقاسم نے دوسرے ساتھیوں کو دکھائے سب نے تبرکاً تناول فرمائے سب نے آپس میں مشورہ کر کے آپ کی والدہ محترمہ سے عرض کیا۔ سید مخدوم کو باطنی تعلیم کی ضرورت ہے ان کو **مسعودُ العالمین گنج شکر کی بارگاہ میں لے** جاؤ۔ وہی ان کی باطنی تربیت فرما سکتے ہیں۔ لہذا سید مخدوم اپنی والدہ اور حضرت ابوالقاسم کی معیت میں **اجودھن (پاک پٹن شریف)** ۲۵ شعبان المعظم ۶۰۰ھ/ ۱۲۰۳ء کو وارد ہوئے۔ والدہ محترمہ نے اپنے بیٹے سید مخدوم کو اپنے محترم بھائی فریدالدین گنج شکر کی گود میں دے دیا اور کہا بھائی یتیم بچے کی تربیت فرمایئے۔ حضرت سید مخدوم نے تین سال کے عرصہ میں علوم ظاہری حاصل کیا جب کہ دوسرے لڑکے چھ سال میں کرتے تھے

Marfat.com

شرفِ بیعت : تقریباً اکیس سال کی عمر پاک میں ۱۷ محرم الحرام سنہ ۶۲۳ھ بروز جمعرات بعد نماز اشراق حضرت بابا جی نے سید مخدوم کو اپنے دستِ اقدس پر سلسلہ ادہمیہ چشتیہ میں مرید فرمایا۔ مرید ہونے کے دو سال بعد تک سید مخدوم نے حجرہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ عبادت الٰہی میں مستغرق رہے وہ حجرہ تاہنوز موجود ہے۔ حجرہ کے قریب جانے سے رقت طاری ہوتی ہے

تقسیمِ لنگر : ایک دن آپ کی والدہ محترمہ اپنے بھائی فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گویا ہوئیں "بھائی جان! میں تو ہرات واپس جا رہی ہوں اپنے نورِ نظر کو آپ کے سپرد کئے جا رہی ہوں۔ ان کا خاص خیال رکھنا میرا بیٹا بھوکا نہ رہے۔ انشاء اللہ العزیز اگر زندہ رہی تو بارہ سال کے بعد واپس آکر اسکی شادی رچاؤں گی۔

حضرت بابا جی نے اپنی ہمشیرہ کی موجودگی میں سید مخدوم کو بلا کر لنگر کی تقسیم ان کے سپرد کی اور فرمایا "علی احمد کل سے تم صبح و شام غرباء و مساکین میں لنگر تقسیم کیا کرو۔" اس پر والدہ سید مخدوم بہت مسرور ہوئیں اور سید مخدوم کو اپنے عظیم بھائی کی کفالت میں چھوڑ کر خود حضرت ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ہرات (افغانستان) تشریف لے گئیں ادھر حضرت مخدوم لنگر تقسیم کرنے باہر تشریف لاتے[۴] لیکن اس میں سے خود نہ کھاتے۔ درختوں کے پتے اور جنگلی پھل کھا کر شکم پوری فرماتے۔ حجرہ مبارکہ سے نماز اشراق اور نماز مغرب کے بعد لنگر تقسیم کرنے باہر

جلال صابرؒ سے بابا جیؒ کے تین صاحبزادوں کا انتقال : ایک مرتبہ حضرت بابا جی گنج شکر سفر میں تشریف لے گئے واپسی پر معلوم ہوا کہ (۲۷ محرم سنہ ۶۱۰ھ کو) تین سالہ فرزند نعیم الدین کھیلتا کھیلتا سید مخدوم کے حجرہ کے قریب چلا گیا اور اندر جھانکنے لگا سید مخدوم کے حجرہ میں جو انوار برس رہے

---

۴ تشریف لاتے [illegible] حجرہ میں تنہا مستغرق رہتے۔

Marfat.com

تھے۔ ان کی تاب نہ لا کر جان بحق ہو گیا۔ اسی سال ایک ماہ بعد جناب فرید بخش جن کی عمر ایک سال تھی نے سید مخدوم کے حجرہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر دیا اسی آن بچھو نے کاٹا جس کے زہر سے صاجزادہ اللہ کو پیارے ہو گئے اس کے بعد بابا جی نے سختی سے حکم دے دیا کہ صابر صاحب کے حجرہ کی طرف کوئی نہ جایا کرے جو جائے گا۔ ہلاک ہو جائے گا۔

تیسرا واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک دن سید مخدوم مصروف عبادت تھے کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے نوجوان صاجزادے عزیز الدین جن کی عمر ۲۲ سال تھی نے سید مخدوم کی اجازت کے بغیر لنگر تقسیم کر دیا۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض بھی کیا کہ میاں صاجزادے مخدوم کی اجازت کے بغیر تقسیم نہ کرو اگر ایسا کرنا ہی ہے۔ تو کچھ نہ کچھ آپ کے تقسیم کے لیے رکھ چھوڑو۔ لیکن صاجزادہ صاحب نے فرمایا۔ "لنگر تو ہمارے ابا جان کا ہے۔ علی احمد کیا لگتا ہے" صاجزادہ لنگر تقسیم فرما کر اپنی والدہ نجیب النساء ہمشیرہ شیخ ذکریا سندھی کے پاس گئے اور سارا واقعہ تقسیم لنگر کا بیان کیا۔ والدہ نے کہا بیٹا تم نے اچھا نہیں کیا وہ صاجزادے تو پہلے ان کے جلال کی نظر ہو چکے ہیں۔ اب تم قیامت ڈھا آئے ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں اُدھر سید مخدوم حجرہ سے باہر آئے اور بھنڈاری سے لنگر طلب کیا اس نے کہا حضرت لنگر تو صاجزادہ عزیز الدین تقسیم کر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا سارا ہی لنگر تقسیم کر دیا کچھ ہمارے واسطے نہیں بچایا۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا جب عزیز الدین نے ہمارے لئے لنگر کا کوئی حصہ نہیں بچا رکھا تو خود کیسے بچ گیا۔ آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ادھر عزیز الدین اپنی والدہ سے محو گفتگو تھا کہ اچانک اس کی روح پرواز کر گئی۔ گھر میں کہرام مچ گیا۔ بابا جی نے فرمایا "ہم نے جب ادھر جانے کا حکم بند کر رکھا ہے۔ پھر عزیز الدین نے اپنی موت کو خود آواز دی اور اپنے کئے کا ثمرہ پایا۔

Marfat.com

والدہ سید مخدوم کی ہرات سے واپسی اور سید مخدوم کا نکاح

بارہ سال کے بعد سید مخدوم کی والدہ ہرات سے واپس تشریف لائیں اور اپنے علی احمد سے ملاقات کی۔ وہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ علی احمد کے بدن پر گوشت پوست ہی نہیں۔ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے وہ روتی ہوئی اپنے بھائی فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئیں اور رو کر کہا "کیا میں نے اپنا لخت جگر تمہیں اس لیے دیا تھا کہ تم اس کا گوشت ہی اڑا دو۔ معلوم ہوتا ہے تم نے میرے بیٹے کو بارہ سال میں ایک روز بھی کھانے کو نہیں دیا۔ زہد الانبیاء گنج شکر نے حیران ہو کر فرمایا "بہن! کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے تو آپ کے سامنے سارا لنگر اس کے سپرد کر دیا تھا اور آج تک کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کس طرح لنگر تقسیم کرتا ہے" سید مخدوم کو بلایا گیا۔ جونہی مسعودِ عالم بابا جی کی نظر سید مخدوم پہ پڑی دم بخود ہو گئے۔ فرمایا "علی احمد ہم نے تو سارا لنگر تمہیں سونپ دیا تھا۔ پھر تمہاری یہ حالت کیوں ہے" سید مخدوم نے عرض کیا "آپ نے صرف تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا۔ کھانے کے لیے ارشاد نہیں فرمایا" حضرت بابا گنج شکر نے یہ سن کر اپنی ہمشیرہ سے فرمایا "اللہ تعالے نے علی احمد کو کھانے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ یہ تو صابر ہے۔ دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلندی عطا کرنے والا ہے۔ یہ

علاء الدین ہے۔ اس وقت سے آپ کا مکمل نام نامی

حضرت سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر معروف ہوا۔

سبحان اللہ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

چند روز کے بعد آپ کی والدہ سیدہ ہاجرہ رحمتہ اللہ علیہا نے اپنے بھائی

Marfat.com

سے عرض کیا "بھائی جان اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم (یہ صاحبزادی نجیب النساءؒ بنت محمد عظیم صدیقی ملتانی کے بطن سے تھیں۔ جیسا کہ بابا جی کے حالات میں تفصیل بیان ہوئی۔) کا نکاح میرے صابر سے کر دو۔" عظیم بھائی نے جواب دیا "بہن صابر تو شادی کے قابل نہیں اس کو غلبہ کیفیت جذب سے فرصت نہیں ملتی ازدواجی زندگی کے لیے اس کے پاس وقت کہاں" بھولی بھالی بہن نے یہ سمجھا شاید صابر کی غربت یتیمی کے پیش نظر بھائی رشتہ سے انکاری ہے۔ بہن نے اپنی بیوگی اور صابر کی یتیمی اپنے بھائی کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاید تم اسی لیے رشتہ دینا نہیں چاہتے

حضرت بابا جی کو یہ بات سن کر دکھ ہوا اور کہا اپنی بیٹی خدیجہ عرف شریفہ کا نکاح سید مخدوم سے کر دیا۔ رات ہونے ہی حضرت سید مخدوم کی والدہ اپنی بہو کو لے کر حجرہ صابر پر گئیں بہو کو اندر بھیج دیا اور خود باہر ٹھہر گئیں حضرت سید مخدوم اس وقت حالتِ استغراق میں تھے۔ تہجد کے بعد جب استغراق سے فارغ ہوئے تو حجرے میں عروس کو دیکھ کر فرمایا "تم کون ہو" عرض کیا "آپ کی زوجہ" فرمایا "اللہ تو فرد ہے اس کو زوجہ سے کیا واسطہ" اسی وقت زمین میں آگ پیدا ہوئی اور حضرت خدیجہ کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا صبح کے وقت جب والدہ اندر گئیں تو منظر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آ گیا۔ صابر مخدوم کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے اور فرمایا "میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔ میں تیرے لیے تیرے ماموں کی بیٹی کو بیوی بنا کر لائی تھی تم نے اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔" سید مخدوم نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ اس روز سے حضرت ہاجرہ اس عظیم سانحہ کو برداشت نہ کرتے ہوئے بیمار ہو گئیں اور ۲۔ محرم الحرام ۶۱۲ھ (۱۲۱۵ء) کو اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ آپ کو نمازِ جنازہ کے بعد کھوتووال (ملتان) میں دفن کر دیا گیا۔

Marfat.com

ولایت دہلی اور حضرت جمال الدین ہانسوی کا واقعہ: حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز نے حضرت سید مخدوم کے کمالات کو ملاحظہ فرمایا تو حضرت کو دہلی کی قطبیت عطا فرمائی۔ چونکہ آپ کی مہر بوجہ پیار و شفقت حضرت سید جمال الدین ہانسوی محبوب حضرت بابا جی کے پاس رہا کرتی تھی اس لیے ارشاد ہوا کہ سندِ قطبیت پر ہانسی جا کر جمال الدین سے مہر کرا لینا۔ حضرت سید مخدوم ہانسی پہنچے تو جناب جمال الدین ہانسوی دو میل چل کر آپ کے استقبال کے لیے آئے اور بڑے احترام سے ہانسی لے جا کر اپنے پاس ٹھہرایا۔ حضرت سید مخدوم سواری سے نیچے نہ اترے لیکن جمال ہانسوی پیدل آپ کی سواری کے ساتھ رہے۔ نماز مغرب کا وقت تھا حضرت جمال ہانسوی نے مسجد میں سید مخدوم کو امام بنایا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد سید مخدوم نے مہر لگانے کی درخواست کی۔ حضرت جمال الدین نے فرمایا "حضرت اندھیرا چھا گیا ہے شب بھر آرام فرمایئے۔ صبح ہی آپ کی سند پر مہر ثبت کر دی جائے گی۔ آپ نے اپنی کلمہ کی انگلی پر دم کیا۔ جو شمع کی طرح روشن ہو گئی آپ نے فرمایا" تاریکی مہر لگانے میں حائل تھی جو دور ہو گئی" یہ بات سنکر جمال الدین ہانسوی نے آپ کی سند پھاڑ دی اور کہا" بیچاری دہلی تمہارے جلال کی قوت نہیں رکھتی۔

سید مخدوم ناراض ہو کر واپس اجودھن تشریف لے آئے اور بابا جی سے ذکر کیا۔ حضرت شیخ گنج شکر نے فرمایا" پارہ کردہ جمال را، فرید نتواند دوخت" (جمال کے پھاڑے ہوئے کو فرید سی نہیں سکتا)۔ آپ نے فرمایا" اگر جمال کے مضطرب ہاتھ نے صابر کی خلافت کی سند چاک کر دی تو صابر کے ہاتھ نے بھی جمال کی سند کا ورق پھاڑ دیا[1] اب کوئی شخص جمال کے توسل سے

[1] تعجب کی بات ہے مرشد کے حضور ایسے کلمات کہنا اور وہ بھی مخدوم صابر کی زبان سے ادا ہونا

Marfat.com

فرید کے سلسلہ تک نہیں پہنچے گا!! لہذا حضرت ہانسوی کا سلسلہ حضرت ہی تک رہا آگے نہ چل سکا۔ دو صاحبزادے تھے،

ایک فوت ہوگیا۔ دوسرے کو حضرت ہانسوی جب خلافت دینے کا ارادہ کرتے تو حالت بدل جاتی۔ لہذا ان سے نہ سلسلہ جاری ہوا، نہ اولاد۔ حضرت ہانسوی نے جب ملاقات حضرت مخدوم سے ہوئی تو سلسلہ جاری ہونے کیلئے دعا چاہی۔ آپ نے فرمایا ہمارے سلسلہ سے ایک قطب ہوگا۔ جس کی دعا سے آپ کی نسل جاری ہوگی۔ لہذا جب کبیر الاولیاء جلال الدین بانکا پیر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ ہانسی میں تشریف لے گئے تو حضرت ہانسوی آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے اور نہایت احترام سے ٹھہرایا اور گذشتہ واقعہ بانکا پیر سے گوش گذار کرکے دعا کے طالب ہوتے آپ نے فرمایا میرے دادا پیر مخدوم صابر قدس سرہ نے آپ کا سلسلہ تو بند کر دیا ہوا ہے میں آپ کی نسل جاری ہونے کی دعا کرتا ہوں۔ لہذا آپ کی دعا سے ایک صاحبزادہ برہان الدین پیدا ہوتے جس سے حضرت جمال الدین ہانسوی کی نسل جاری ہوئی اور یہ صاحبزادے نظام الدین اولیا کے خلیفہ ہوتے۔ (اقتباس الانوار)

کلیر شریف میں آمد اور بوجہ نافرمانی اہل کلیر کی تباہی

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۵ ذی الحجہ ۶۵۰ھ بروز دوشنبہ بعد از نماز فجر حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے دست مبارک سے کلیر شریف کی سند قطبیت تحریر فرما کر عطا کی حضرت سید مخدوم فرمان فریدی لے کر کلیر پہنچے اور مسماۃ گل زادی بنت عبدالصمد انصاری کے مکان میں قیام پذیر ہوتے۔ اس عورت کا لڑکا مسمی بہاءالدین اور ہمسایہ جمال الدین آپ کے معتقد ہوتے۔ نماز عصر

Marfat.com

کے بعد حضرت ان دو صاحبان کی معیت میں جامع مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار مرد و عورت موجود تھے۔ بہاء الدین نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا یہ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد ہیں قطب عالم غوث ہند نے آپ کو کلیر کی قطبیت پر فائز کیا ہے۔ ان سے بیعت کرو۔ اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ کوئی شخص بھی اس بات کی طرف راجع نہ ہوا بلکہ لوگوں نے مذاق اڑایا۔

دوسرے دن پھر مسجد میں تشریف لے گئے لیکن لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ آپ نے اپنی سند دکھائی اس پر لوگ خاموش ہو گئے آہستہ آہستہ یہ خبر قاضیٔ شہر تک پہنچی۔ قاضی نے رئیسِ شہر قیام الدین سے اس بات کا تذکرہ کیا۔

کرامت کا ظہور:

قیام الدین رئیس شہر سید مخدوم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا "اگر تم واقعی قطبِ وقت ہو تو کرامت دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کونسی اور کیسی کرامت کے طلب گار۔ اس نے کہا "حرمنہ نامی میری ایک بکری تین ماہ سے گم ہے۔ آپ بتائیں وہ کس کے پاس ہے آپ نے بلند آواز سے پکارا "حرمنہ کے کھانے والے کہاں ہیں" ستائیس آدمی آپ کے حضور پیش ہوئے۔ آپ نے فرمایا "بکری تم نے کھائی ہے" اس پر وہ انکاری ہوئے۔ آپ نے فرمایا "اگر تم نہیں بتاؤ گے۔ تو ہم تمہارا جرم ظاہر کر دیں گے" وہ طیش میں آ کر بولے اتنے ہی ولی ہو تو ظاہر کر دو۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا "حرمنہ تم پہ کیا بیتی۔ کن لوگوں نے کھایا" اللہ کی حکمت وہ ستائیس خود ہی بول اٹھے ہم نے حرمنہ کو ذبح کر کے بھون کر کھایا"۔ رئیسِ شہر نے آپ کی ولایت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن قاضی تبرک کے ورغلانے پر آپ کو جادوگر

Marfat.com

کہنے لگا۔ آپ نے یہ سارے حالات حضرت باباجی کو لکھ بھیجے۔ باباجی نے اہل کلیر خصوصاً قاضی کے نام خط لکھا کہ صابر ولی ہیں ان کی اطاعت کرو۔ خط جب قاضی کو دکھایا گیا تو اس نے عالم بیہودگی میں اسکو چاک کر دیا تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آخری خط میں باباجی نے لکھا۔

"میرے عزیز علی احمد! بحکم خدائے ذوالجلال ولایت کلیر آپ کی بکری ہے۔ آپ کو پورا اختیار ہے کہ اس کا گوشت کھائیں یا دودھ نوش جاں کریں"

یہ فرمان ۹ محرم الحرام ۶۵۱ھ کو بروز جمعرات حضرت سید مخدوم کو موصول ہوا۔ آپ نے اس کو احتراماً چوم کر آنکھوں کو لگایا پھر کچھ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکا۔ زمین میں زلزلہ پیدا ہوا دوسرے روز جمعہ کی نماز کے لیے حضرت سید مخدوم علیہم اللہ ابدال کی معیت میں جامع مسجد میں تشریف لائے اور منبر کے قریب بیٹھ گئے لوگوں نے یہ کہکر کہ یہ جگہ قاضی کی ہے اٹھا دیا پھر دوسری جگہ بیٹھے وہاں سے بھی اٹھا دیا۔ یہاں تک کہ آپ مسجد سے باہر نکل گئے۔ خطبہ ہوا۔ نماز میں لوگ سجدہ میں گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے مسجد! سب لوگ سجدہ میں ہیں تم بھی سجدہ کرو یہ حکم پاتے ہی مسجد کی چھت اور در و دیوار جنبش کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد زمین بوس ہو گئی۔ سب لوگ اس میں دب گئے۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ آپ کی معتقدہ گل زاری بھاگی ہوئی آئی اور عرض کی! حضور اس میں میرا بیٹا بہاؤالدین بھی تھا۔ آپ نے فرمایا "جس کو ہم سے محبت ہو گی۔ اُسے نقصان نہیں پہنچے گا"۔ علیم اللہ ابدال نے بہاالدین کو نکالا اس کے خراش تک نہ آئی تھی۔

اس کے بعد شہر میں طاعون کی وبا پھیل گئی لوگ دھڑا دھڑ مرنے لگے۔ لاشیں سڑنے لگیں اُن کو دفن کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کلیر جلال صابری کی نظر ہوا اور پھر کبھی آباد نہ ہوا اگرچہ شاہانِ دہلی نے آباد کرنے کی بہت مساعی کیں۔

سید مخدوم کی زبان پر یہ کلمات تھے۔

Marfat.com

یَا ھُوْ یَا مَنْ ھُوْ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوْ حَق حَق

آپ نے اپنے معتقدین سے کہا اس سرزمین سے جلدی بھاگ جاؤ گلزادی اس کا لڑکا اور چار نفر اور اس آبادی سے فوراً نکل گئے حضرت بادشاہ دو جہاں سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ شجر گلر کی شاخ سے ساکت وصامت کھڑے ہو گئے۔

حضرت باباجی کو تباہی کلیر کی اطلاع ہوئی آپ نے اپنے تمام خلفاء کو سید مخدوم کی خیریت کے لیے بھیجا اور فرمایا "خبردار! میرے صابر کے سامنے سے نہ جانا ورنہ جل جاؤ گے۔ پشت کی جانب سے خیریت طلب کرنا۔ بارہ کوس تک صابری جلال کی آتش موجود تھی۔ جو صابر کا نام لے کر اس علاقہ میں جاتا محفوظ رہتا ورنہ جل کر خاکستر ہو جاتا۔ روئے زمین کے تمام اولیاء اقطاب اور اغیاث آپ کی خیریت طلب کرنے کے لیے آتے۔ آپ کے پاس نہیں پہنچتے تھے۔ علیم اللہ ابدال آپ کو خبر دیتے کہ فلاں بزرگ بارہ میل پر موجود ہیں۔ خیریت طلب کرتے ہیں آپ فرماتے ان سے کہیے آگے تشریف نہ لائیں بس حاضری قبول ہے۔

سلطان دہلی کا آتشِ قہرِ صابر کے خوف سے باباجی سے امان طلب کرنا

کلیر کے نذرِ آتشِ صابر کے وقت دہلی میں سلطان ناصر الدین محمود (۶۴۵ھ/۱۲۴۶ء تا ۶۶۵ھ/ ۱۲۶۶ء) حکمران تھا۔ کلیر کا واقعہ سن کر جلال صابری سے خائف ہوا۔ ۱۲۵۳ء میں سلطان دہلی نے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنے وزیر اعظم کو چٹھی دے کر بھیجا۔ "بادشاہِ دوجہان نے اپنے جلال سے کلیر کو خاکستر کر دیا ہے۔ ہمیں سخت خطرہ ہے۔ کوئی ایسی تدبیر فرما دیں کہ قہر صابری سے محفوظ رہوں"

Marfat.com

حضرت بابا جی نے فرمایا "ہر نماز کے بعد مخدوم صابر کا نام ایک ہزار مرتبہ تلاوت کیا کرو۔ اپنی رعایا کو ہدایت کر دو کہ ان میں سے کوئی سر زمین کلیر کی طرف نہ آئے ورنہ سوختہ ہو جائیں گے۔"

اس فرمان کے چار سال بعد حضرت فریدالدین گنج شکر نے حضرت نظام الدین اولیاء کو دہلی کی قطبیت عطا فرما کر دہلی کو روانہ کیا۔

خواجہ حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی سید مخدوم کی خدمت میں حاضری

حضرت کی ولایت موسوی تھی اور قلب، قلب اسرافیل پر واقع ہوا تھا حضرت کلیر کی تباہی کے بعد گولر کے ایک درخت کے تنے سے لپٹ گئے۔ بارہ سال اسی طرح عالم استغراق میں رہے۔ ایک دن حضرت فریدالدین گنج شکر کے دربار میں خواجہ حافظ شمس الدین ترک پانی پتی تشریف لائے اور سلسلہ طریقہ چشتیہ میں داخل ہونے کی آرزو کی۔ حضرت بابا جی نے فرمایا "فقیر کے پاس تمہارا حصّہ نہیں۔ تم سید مخدوم صابر کے پاس جاؤ، انہی کے پاس تمہارا حصّہ ہے۔ ان کو گولر کے درخت سے اتارو۔" عرض کیا "یہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں" فرمایا "مخدوم کی پشت سے جانا۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو لحن داؤدی بخشا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کی حلاوت سے جلال صابر میں کمی پیدا ہو جائے گی۔

بابا جی کے حکم کے مطابق حافظ صاحب کلیر تشریف پہنچے۔ سید مخدوم کی پشت کی جانب قرآن مجید کی تلاوت شروع کی۔ حضرت کا جلال ختم ہوا اور فرمایا "تم کون ہو۔ کیا تم کو بابا جی نے بھیجا ہے۔" عرض کیا "حضور سب کچھ جانتے ہیں"۔ ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کا شمس آسمان پر ہے اور ہمارا شمس زمین پر"۔ سلسلہ حنفیہ علویہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حافظ صاحب کو بیعت فرمایا چوبیس سال تک حافظ صاحب ترک نے سید مخدوم کی خدمت سرانجام دی۔

Marfat.com

اور اس عرصہ میں طریقت کی تمام منازل طے فرمائیں

برات کا مقید و آزاد ہونا : حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے مرید نظیر الدین بن عباس کی برات راستہ بھول گئی اور کلیر شریف کی سوختہ زمین سے بارہ میل جنوب کی جانب سے گذری۔ حضرت سید مخدوم کے گوش میں باجے کی آواز آئی۔ آپ عالم استغراق میں تھے فوراً چشم مبارک کھول کر فرمایا "شمس الدین۔ یہ آواز کیسی ہے"

حافظ صاحب نے عرض کیا "حضور! نقارہ کی آواز ہے کسی کی برات جارہی ہے"۔ فرمایا "برات کو تصور کر کے ان پر پیالہ الٹ دو، ان کے چاروں طرف پہاڑ حائل ہو جائیں گے"۔ خواجہ شمس الدین نے تعمیل حکم کی برات چاروں طرف سے گر گئی ان کو کوئی راستہ نظر نہ آیا مجبور ہو کر جائے محصور میں قیام کیا۔ اہل خانہ برات کا انتظار کرتے رہے اور راہوں میں تلاش کرتے پھرے جب کوئی سراغ نہ ملا مایوس ہو کر سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ برات کل تک آجائے گی۔ تم لوگ آج یہیں ٹھہرو۔ اسی وقت شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء نے بادشاہ دوجہاں سید مخدوم کی خدمت میں عریضہ لکھا "حضرت! ان لوگوں سے غلطی ہو گئی۔ درگذر فرمائیں"۔ شیخ کا ابدال نامہ لے کر حافظ صاحب کی وساطت سے سید مخدوم کی بارگاہ میں پہنچا اور معافی طلب کی۔ حکم ہوا "اے شمس ہم نے معاف کیا۔ پیالہ سیدھا کر دو" یونہی پیالہ سیدھا کیا برات آزاد ہو گئی۔ شیخ المشائخ کے ابدال نے برات کو نصیحت کی۔ خبردار! باجامت بجاؤ"۔ برات صحیح وسالم پہنچنے پر شیخ المشائخ نے کلیر کی طرف منہ کر کے سید مخدوم کو سلام عرض کیا۔

Marfat.com

حسن قوال کا واقعہ: ایک نقل مشہور ہے کہ حسن قوال جو بابا جی کے دربار میں کلام پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن زر و مال حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کی سیاحت کے لیے چلا۔ بابا جی کے تمام مریدوں سے خوب ہاتھ پیلے گئے۔ واپسی پر سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کا خیال آیا کہ یہ بھی بابا جی کے خلیفہ اعظم اور بھانجے ہیں۔ لہذا حاضری کے لیے کلیر جا پہنچا۔ ادھر اُدھر تلاش کیا لیکن صابر کا سراغ نہ ملا۔ آخر ایک ٹیلے پر گولر کے درخت کے ساتھ لپٹے پایا۔ با ادب کھڑا رہا۔ بہت دیر کے بعد عالمِ استغراق سے ہوش میں آئے۔ تو فرمایا "تو کیستی" اس نے عرض کیا۔ فریدالدین کا قوال۔ فرمایا "کون فرید" قوال نے جل کر کہا "تمہارے شیخ" فرمایا "

میرے شیخ اچھے ہیں"

پھر قوال کو ہمراہ لے کر جھونپڑی میں آئے اور ہنڈیا سے چند گولر عطا فرمائے۔ اور قوال کو رخصت کیا۔ قوال بہت سیخ پا ہوا اور گولر لے کر پاکپٹن شریف آیا، بابا جی سے ہر مرید کا سلام کہا۔ بابا حضور نے فرمایا میرے صابر کے پاس نہیں گئے" بولا گیا تھا وہ بہت متکبر ہیں میری کوئی قدر نہیں کی۔ یہ چند گولر ذاتاری کی ہے اور اپنی جھولی سے وہ گولر نکال کر دیئے اور مزا کہا حضور وہ تو آپ کی بھی قدر نہیں کرتا۔ جب میں نے کہا بابا فرید کا قوال ہوں تو کہنے لگا "کون فرید"۔ میں نے کہا تمہارے شیخ۔ پھر پوچھا، ہمارے شیخ اچھے ہیں۔ یہ سن کر بابا جی کو وجد آگیا۔ فرمایا۔

"فرید آج شیخ بنا"

حاضرین نے عرض کیا۔ کیا آپ اس سے پہلے شیخ نہ تھے۔ فرمایا

Marfat.com

کہنے والا صابر نہ تھا کوئی اور تھا" پھر بابا جی نے دو نفل ادا کیے۔ دو گولر خود نوش فرمائے۔ باقی دوستوں میں تقسیم کیے۔ جس جس نے وہ گولر کھائے ان کے نورِ باطن میں ترقی ہوئی۔

امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا سید مخدوم کی بارگاہ میں حاضر ہونا

ایک دن ملک الشعرا امیر خسرو نے سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے عرض کیا "حضرت! دل چاہتا ہے چچا پیر سید مخدوم کی زیارت سے شرف حاصل کروں"۔ فرمایا" وہاں جلالت ہی جلالت ہے۔

چلے جائیں لیکن ادب ملحوظ رکھیں۔ ایسا نہ ہو قہر صابری کا نشانہ بن جاؤ" خسرو نے عرض کیا ۔ "حضور آپ کی محفل سے ادب حاصل کیا ہے بے ادبی کیسے کرسکتا ہوں"۔ لہذا اجازت لے کر امیر خسرو کلیر شریف میں حاضر ہوتے ادب سے سلام عرض کیا۔ پوچھا کون ہو کہا۔ امیر خسرو، کس کے مرید ہو" عرض کیا "سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کا مرید ہوں" فرمایا" ان کے کسقدر مرید ہیں" عرض کیا" ستاروں کی طرح بے شمار ہیں" فرمایا شمس جب طلوع ہوتا ہے تمام ستارے چھپ جاتے ہیں"۔

اس کے بعد خسرو کو اجازت دیدی۔ اجازت میں جلال تھا...

...جب خسرو دہلی میں شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ساری گفتگو سنائی۔ شیخ سمجھ گئے کہ سید مخدوم کی خسرو رضا سے کر نہیں آئے۔

شیخ نصیر الدین چراغ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہِ صابرؒ میں حاضری

اس کے بعد شیخ نصیر الدین نے بھی سید مخدوم کے ملنے کی اپنے شیخ سلطان المشائخ سے درخواست کی۔ فرمایا "خسرو تو ناکام آیا تھا جو ادب و علم کا گہوارہ تھا۔ نصیر الدین تم بھی ایسا ہی ارادہ رکھتے ہو" عرض کی" حضور!

Marfat.com

آپ کی نظرِ کرم ہوئی تو فقیر کامیاب اور فیضیاب ہو کر آئے گا۔" فرمایا "جاؤ اللہ تعالیٰ کی سپرد کرتا ہوں"۔ شیخ نصیر الدین اپنے شیخ کی اجازت سے کلیر شریف کی سرزمین پر قدم رنجہ ہوئے، پہلے خواجہ حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ سے رابطہ قائم کیا۔ اس کے بعد حضور صابر کی بارگاہ میں حاضری دی!

سید مخدوم۔ کون ہو!

شیخ نصیر۔ آپ کے خادم نظام الدین دہلوی کا ادنیٰ غلام

سید مخدوم۔ تمہارے شیخ کا دہلی میں طوطی بولتا ہے۔

شیخ نصیر۔ آپ کی نظرِ کرم جو ہے۔

سید مخدوم۔ سُنا ہے تمہارے شیخ کے مریدین تاروں کی مانند ہیں

شیخ نصیر۔ حضور ہی کا فیضان ہے۔

حضرت بادشاہِ دوجہاں سید مخدوم، شیخ نصیر الدین کی گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا!

"جاؤ تمہیں دہلی کا چراغ بنا دیا"

اسی دن سے چراغِ دہلی مشہور ہوئے۔

جب شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی، شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سُنایا تو سلطان المشائخ سمجھ گئے بس میرے بعد نصیر الدین ہی کو دہلی کی قطبیت ملے گی۔ لہذا وہ ہی قطب ہوئے۔

سلطان المشائخ نے ایک دن خسرو سے فرمایا تھا۔ "خسرو! میں تو چاہتا ہوں کہ خلافت کبریٰ تمہیں عطا کروں لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا نصیر الدین چراغ کی خلافت میں ہے۔

(نوٹ) جو چراغ خواجہ بزرگ معین الدین چشتی نے دہلی میں جلایا تھا، وہ نصیر الدین چراغ کے بعد گُل ہو گیا۔ دہلی کی مرکزیت ٹوٹ گئی (تاریخ مشائخ

Marfat.com

چشت)
لہذا ادھر سلسلہ صابریہ کو فروغ ہوا۔

دورِ مخدوم کے سلاطینِ ہند

"ناصرالدین محمود"
۱۲۴۶ - ۱۲۶۶ء

حضرت سید مخدوم رحمتہ اللہ علیہ جب کلیر میں تشریف لائے۔ اس وقت شہنشاہ ناصرالدین محمود ہندوستان کا حکمران تھا۔ یہ التمش کا چھوٹا لڑکا تھا۔ التمش کے بڑے لڑکے کا نام بھی ناصرالدین محمود تھا۔ جو ۱۲۲۹ء میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد چھوٹا لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام بڑے لڑکے کے نام پر رکھا گیا۔ یہ بادشاہ بہت پرہیزگار اور کم خرچ تھا۔ فرصت کے اوقات میں قرآن مجید لکھتا تھا۔ ۱۲۴۹ء میں اس کی شادی گورنر غیاث الدین بلبن کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت سے جب سرزمین کلیر سوختہ ہوئی تو ۶۶۴ھ / ۱۱۶۵ء میں سلطان ناصرالدین محمود نے حضرت باباجی سے آتشِ قہاری سے پناہ طلب کی۔ باباجی نے سلطان کو ہر نماز کے بعد سید مخدوم کے نام (صابر) کا وظیفہ ۱۰۰۰ مرتبہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

غیاث الدین بلبن (۶۶۵ھ/۱۲۶۶ء = ۶۵۶ھ/۱۲۸۷ء)

یہ ترکستان کے البری قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ خواجہ جمال الدین بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اسے تاتاریوں سے خرید کر بیٹے کی طرح پرورش کیا ۶۳۱ھ/۱۲۳۲ء میں جب دہلی آیا تو سلطان التمش نے اسے خرید لیا۔ یہ اپنی قابلیت کی بنا پر جلد ہی مشہور چہلگانی امراء میں شامل ہو گیا۔ سلطان ناصرالدین نے اسے

Marfat.com

وزیر اعظم منتخب کر لیا۔ ۶۶۵ھ/ ۱۲۶۶ء میں ناصر الدین محمود کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا نہایت بہادر، فیاض اور علماء و مشائخ کا قدر دان تھا۔ بابا گنج شکر کا مرید تھا۔ ظاہر ہے سید مخدوم سے اچھی عقیدت رکھتا ہوگا۔ بلبن کا بیٹا شہزادہ محمد جو بڑا شریف بہادر اور عالم تھا، ملتان میں تاتاریوں کے ہاتھوں ۶۸۴ھ/ ۹ مارچ ۱۲۸۵ء میں شہید ہوا۔ بلبن اس غم کو برداشت نہ کرسکا لہذا اسی سال کی عمر میں ۶۸۶ھ/ ۱۲۸۷ء میں وفات پائی۔

★ اس شخص نے صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت نسبت پائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال گورنر اور بیس سال خلیفہ رہے بلبن بھی بیس سال گورنر اور بیس سال سلطان الہند رہا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور پُر امن دور تھا۔ اور اسلام کی ترقی کا دور تھا۔ بلبن کا دور بقول مورخین بھی پر امن تھا۔ علماء و مشائخ۔ تجار اور دستکاروں کے لیے ہند امن کا گہوارہ تھا۔ اس کا دربار اتنا سنجیدہ اور متین تھا کہ وہاں خفیف الحرکتی اور ہنسی مذاق کا مُلّا ناپید تھی۔ عدل کرتے وقت عہدے اور درجے کا خیال نہ رکھتا تھا۔ اس کے زمانے میں حضرت سید مخدوم بے خودی کے عالم میں شجر گور سے لپٹے جو بارہ سالہ دور تھا اور بلبن کے دور کے آٹھ سال حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت میں اور زیادہ تر حُبّ اللہ ہی میں فنا رہے۔ بلبن کی کامیابی آپ کی جذب مستی حبُ فی اللہ میں مستغرق رہنے کا فیضان تھا۔ حق حق حق

معزالدین کیقباد :- بلبن نے اپنے پوتے کیخسرو بن محمد کو جانشین مقرر کیا تھا لیکن مشیروں نے بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو (جو سترہ اٹھارہ

Marfat.com

سال کا نوجوان اور عیش پرست تھا) تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ جو شراب نوشی کی کثرت سے فالج کی بیماری سے ہلاک ہوا۔ بلکہ یوں کہیے کہ جلالتِ صابری سے ہلاک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا

کیومرث :۔ جس کی عمر تین سال تھی کو شمس الدین کے لقب سے تختِ دہلی کا وارث بنا دیا یہ دور ایک سال رہا۔

جلال الدین فیروز خلجی :۔ ۱۲۔ جون ۱۲۹۰ء (۶۸۹ھ) کو فیروز خلجی نے سلطنت کی بھاگ ڈور سنبھال لی۔ اور ۱۲۹۶ء ۲ جون (۶۹۵ھ) کو اپنے بھتیجے علاؤ الدین محمد خلجی کے ہاتھوں قتل[1] ہوا۔ فیروز خلجی نہایت نیک اور رحمدل تھا۔ سلطان فیروز کی رحمدلی کا یہ عالم تھا کہ باغی، سازشی اور چور معافی حاصل کر لینے پر ان کو سزا نہ دیتا چونکہ مجرموں کو عام معافی تھی اس لیے باغیوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور امراء کے دلوں میں اس کی قدر نہ رہی

سلطان علاؤ الدین خلجی : (۱۲۹۶ء تا ۱۳۱۶ء) (۶۸۵ھ / ۷۱۰ھ)

علاؤ الدین، سلطان جلال الدین کا بھتیجا اور داماد تھا۔ ۱۲۵۱ء میں پیدا ہوا۔ اپنی قابلیت کی بنا پر ۱۲۹۲ء (۶۸۹ھ) میں کرہ کا گورنر بنا اور امیر تشریفات مقرر کیا گیا۔ ۹۔ جولائی ۱۲۹۶ (۶۹۳ھ) کو اپنے چچا کو قتل کر کے بادشاہ بن بیٹھا۔ اس کی سیرت ابن بطوطہ یوں بیان کرتا ہے ”کہ علاؤ الدین بہترین سلاطین میں شمار ہونے کا مستحق ہے“ مولانا ضیاء الدین برنی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

---

[1] جلال الدین فیروز کا قتل عبرتناک ہے۔ تاریخ فرشتہ کا مطالعہ فرمائیں۔ (مؤلف)

Marfat.com

متوفی ۷۳۸ھ مصنف تاریخ فیروز شاہی اگرچہ سلطان علاؤ الدین کے خلاف ہی رائے قائم کرتے رہے تاہم انہوں نے بھی علائی عہد کی گیارہ شاندار اور بے مثال خصوصیات کا اعتراف کیا ہے۔ علاؤ الدین خلجی کو اپنی گورنری اور جرنیلی کے زمانہ میں بادشاہ دوجہاں حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی حمایت حاصل رہی۔ بادشاہ دوجہاں نے خاص اسکی مدد کے لیے اپنے محبوب مرید اور خلیفہ حافظ حضرت شمس الحق والدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو فوج میں بھرتی ہونے کا حکم صادر فرمایا یہی وجہ ہے کہ اس کا دور تاریخ ہندوپاک میں سنہری دور کہلاتا ہے ۲۰ سال تک بے مثال حکومت قائم کی۔

۱۔ خواجہ حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ فوج میں

۲۔ بادشاہِ دوجہاں سید مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال۔

حضرت سید مخدوم نے نورِ باطن سے ملاحظہ فرمایا کہ شہنشاہ ہند جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے لشکر کو جس کی کمان بادشاہ کا بھتیجا اور داماد علاؤ الدین خلجی کر رہا ہے۔ شکست پر شکست ہو رہی ہے۔ حضرت نے اس کی امداد کے لیے ۶۸۹ھ/۱۲۹۱ء اوّل خواجہ حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کو فوج میں بھرتی ہونے کا حکم دیا۔ لہٰذا آپ کا فوج میں بطور سپاہی تقرر ہو گیا۔

تیرہ ۱۳ ربیع الاول شریف ۶۹۰ھ ۱۲۹۱ء نصف شب جمعرات کو حافظ صاحب اپنے احباء کے ہمراہ کیمپ میں موجود تھے۔ حاضرین کو فرمایا "ہماری طبیعت ٹھیک نہیں تم سب چلے جاؤ"، جب سب رخصت ہو گئے تو اپنے خادم شیخ سلیمان سے فرمایا دو چراغ ہمارے قریب کر دو۔ تاکہ ہم قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ پھر فرمایا چراغ کی بتی تیز کر دو۔ نامعلوم آج مجھے سوائے

Marfat.com

صورت بادشاہ دوجہاںؒ کے کچھ نظر نہیں آتا۔ خدا خیر کرے۔ آج کیا ہونے والا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد تند و تیز اور شدید سرد ہوا چلنے لگی۔ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے آگ سرد ہو گئی۔ حافظ صاحب کا چراغ جلتا رہا اور وہ کلام مجید کی تلاوت فرماتے رہے اسی اثنا میں علاؤ الدین خلجی حاکم لشکر حاضر ہوا۔ پہلے آپ کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ بعد فراغت عرض کیا، "حضور! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ فتح و کامرانی عطا فرمائے" آپ نے فرمایا تم نے مجھے دعا کے قابل کیسے سمجھا؟" اس نے جواب دیا "آپ شاہِ ولایت ہیں میں نے شکست کی خبر سلطان فیروز خلجی عم خود کو بھیجی تھی۔ وہ حضور سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا شاہ ولایت اور مستجاب الدعوات، بادشاہ دوجہاں کے خلیفہ تمہاری فوج میں موجود ہیں میری دعا کی کیا حاجت ہے۔ بادشاہ ہند نے عرض کیا "میں ان کو کس نشان سے پہچانوں" فرمایا "جمعرات کی رات سخت تند و تیز اور سرد ہوا چلے گی سب چراغ بجھ جائیں گے ان کا چراغ گل نہ ہو گا۔ ان سے دعا کرانا" آپ نے یہ سن کر فرمایا "ہم دعا کرتے ہیں" لہٰذا دعا کی اور انگشت سبابہ پر دم کر کے قلعہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اسی وقت برج حصار قلعہ سنگین کی زمین بیٹھ گئی اور لشکرِ اسلامی قلعہ امبیر میں داخل ہو گیا۔"

بادشاہِ دوجہاںؒ نے

خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

کو یہی پیشین گوئی کی تھی کہ جب ایسے حالات دیکھو حاکم فوج تمہارے پاس آئے تو سمجھ لینا ہمارا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت کی وفات ۱۲- ربیع الاوّل شریف ۶۹۰ ھ (دسمبر ۱۲۹۱ء) بروز جمعرات ہوئی.

خواجہ شمس الدین پانی پتی کی مراجعتِ کلیر اور تدفین حضرت مخدوم

جب قلعہ فتح ہو گیا حضرت خواجہ پانی پتی واپس کلیر شریف لائے سید مخدوم کی لاش مبارکہ موجود تھی جنگل کے درندے اردگرد موجود تھے۔ آپ کو دیکھ کر درندے بھاگ گئے۔ آپ نے غسل دیا اور کفن پہنایا پھر خیال آیا "کیا بادشاہ دوجہاں کا جنازہ میں اکیلا پڑھوں گا۔" یہ خیال آتے ہی آپ نے دیکھا کہ جانب غرب سے ایک گھوڑے سوار آیا اور سرکار کے جنازے کے قریب آکر گھوڑے سے اترا اور جائے نماز پر کھڑا ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شمالاً جنوباً اور پیچھے جانب مشرق مخلوق ہی مخلوق نظر آ رہی تھی۔ نووارد نے جنازہ پڑھایا اور مرکب پر سوار ہو کر جانا چاہتا تھا کہ خواجہ شمس الدین نے لگام تھام لی اور عرض کی "حضور آپ کون ہیں کہ آپ نے شیخ کی نماز پڑھائی" یہ سن کر راکب مرکب نے گھوڑے کو دوڑایا اور تھوڑی دور جا کر نقاب جو اٹھایا تو خواجہ نے دیکھا کہ خود بادشاہِ ہر دو جہاں سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ہیں۔ مسکرا کر فرما رہے ہیں وہ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ایک بار اور ملیں گے یاد رکھو فقیر کی نماز جنازہ فقیر ہی پڑھایا کرتا ہے۔" یہ فرما کر غائب ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے حسب الحکم حضرت سید مخدوم کو دو سرخ پتھروں کے درمیان دفن کر دیا۔ نیز فرمایا تم نے فنا اور بقا کے بارے میں پوچھا تھا۔ لہٰذا وہ فنا تھی اور یہ بقا ہے۔

نوٹ :- ۱- روضہ اقدس کی تعمیر کے مکمل حالات ان شاء اللہ العزیز قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بیان ہوں گے۔

Marfat.com

۲۔ وہ کونسا قلعہ تھا جو فتح نہ ہوتا تھا!
بعض نے قلعہ چتوڑ لکھا ہے لیکن تاریخی حقائق کے مطابق وہ قلعہ ۱۳۰۳ء میں فتح ہوا۔ جب کہ سید مخدوم کی وفات ۱۲۹۱ ہے
سیر الاقطاب کے مصنف نے خواجہ شمس الدین کا بلبن کی فوج میں بھرتی ہونا لکھا ہے اور سارا واقعہ درج کیا ہے۔ لیکن یہ تحریر نہیں فرمایا وہ قلعہ کونسا تھا۔
فقیر کے خیال میں وہ قلعہ رنتھمبور تھا۔ وہی ۱۲۹۱ کے اواخر میں تسخیر ہُوا۔ اس پر چڑھائی فیروز خلجی نے کی تھی جب کہ لشکر کا حکم علاؤ الدین خلجی تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (مؤلف)

خلفاء :۔ آپ چونکہ اکثر عالم سکر اور شانِ قہاری میں رہتے تھے اس لیے لوگ آپ کے قریب آتے ہوئے ڈرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین نہیں ہیں صرف اور صرف ایک ہی مرید ہیں جو خواجہ شمس الدین کے نام سے معروف ہیں آپ کا سلسلہ انہی سے چلا۔

ارشادات :۔

۱۔ خدا کا شمس آسمان پر ہے اور میرا شمس زمین پر ہے۔
(یہ اشارہ خواجہ شمس الدین کی طرف تھا۔ خواجہ شمس الدین سے زمین کے چپے چپے پر صابریہ سلسلہ پھیلا۔ آج زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں سلسلہ صابریہ سے تعلق رکھنے والے موجود نہ ہوں)
۲۔ جو اللہ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے اس کے بارے میں قیاس کرنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا عاشق ہے یا اللہ اسکا عاشق
۳۔ فقیر کی شناخت فقیر کرتا ہے اور حقیقتاً فقیر ہی فقیر کا جنازہ پڑھاتا

Marfat.com

ہے۔

عجائبات :

حضرت مرزا محمد اختر مصنف تذکرہ اولیائے ہندوپاک رقمطراز ہیں

اس ناچیز (میرزا صاحب محمد اختر) نے سترہ سال سیاحت کی۔ بزرگان کے مزارات اور اولیائے عہد سے فیض پایا۔ حضرت (سید مخدوم) کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ مگر عمداً کسی سال حاضر نہ ہوا خیال تھا کہ حضرت خود بلائیں تو حاضری دوں۔

ایک شب نمازِ تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا۔ حجرہ میں اندھیرا تھا۔ اچانک برق کی روشنی ہوئی جس سے میں ڈر گیا۔ بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ تعجب نہ تھا کہ بدن سے روح پرواز کر جاتی کہ دماغ خوشبو سے معطر ہوا۔ اتنے میں ایک شخص نورانی دکھائی دیا۔ ان کا چہرہ اس قدر منور تھا کہ میری نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ کچھ دیر یہی سماں رہا۔ اس کے بعد یہ جلالی کیفیت ختم ہو گئی میرے جسم کو سرد ہوا نے راحت بخشی۔ کان میں یہ آواز آئی۔

"تو میری ولایت میں رہتے ہوئے میرے سلام کو نہ آیا مجھے تکلیف دی"

یہ آواز سنتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ صبح کی نماز بمشکل ادا کی۔ حجرہ کئی دن تک معطر رہا۔ میرا لڑکا کہ اطباء نے جواب دے دیا تھا۔ اسی وقت کلی صحت ہوئی۔

اس روز سے تصرف اور یہ عنایت ہے

کہ جب کوئی مشکل پیش آئی اور حضور کی روح پاک کی طرف رجوع

Marfat.com

کیا اسی روز بحالتِ خواب زیارت سے مشرف ہوا اور وہ مشکل حل ہوئی ----- بے شک ذات بابرکات مشکل کشا ہے ۔

۲۔

حضرت زبدۃ العلماء سراج السالکین مولانا محمد سراج الحق چشتی صابری کا چشم دید واقعہ

مولانا غلام ربانی صاحب چشتی صابری ابن حضرت مولانا محمد نواب الدین صاحب چشتی صابری تنکوہی (فاتح مرزائیت) خلیفہ مولانا سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

" حضرت سراج السالکین مولانا سراج الحق چشتی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید مخدوم پاک کے عرس شریف پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک دن نہر پر وضو فرما رہے تھے اور تھوڑی دور ایک بازاری عورت حضرت سید مخدوم کو مغلظات بک رہی تھی (نعوذ باللہ) حضرت وضو سے فارغ ہو کر اس کے پاس گئے اور فرمایا " ساری کائنات یہاں سے فیضان حاصل کرتی ہے اور سر جھکاتی ہے تو کیا بکواس کر رہی ہے۔ اگر ایسی بکواس کرنا تھی تو یہاں کیوں آئی"۔ کہنے لگی" کیا بتاؤں میری کہانی دردناک ہے۔ اس صابر نے میری نوجوان لڑکی چھین لی میں اپنی لڑکی کو سلام کی غرض سے لائی تھی۔ اس کے بعد میں نے اس کی نتھ اتروانی تھی (یعنی اسے بازار میں بٹھا کر پیشہ کروانا تھا) لیکن جونہی لڑکی دربار میں حاضر ہوئی اور سلام کیا مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی اور ایک درویش سے نکاح کر لیا۔ میری یہی زندگی کا سہارا تھی جو صابر نے چھین لی " حضرت مولانا محمد سراج الحق چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی بات نہ کی اور چلے آئے اپنے مریدین میں یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا" سید مخدوم کے پاس حاضر ہونے سے لڑکی کو عظیم فیضان یہ ملا کہ وہ گناہوں کی زندگی سے بچ گئی "

حق ہے حضرت سے پیار کرنے والا گناہوں میں ملوث نہیں رہتا

Marfat.com

۴۳۔ مرشدی سندی مستندی مولائی حضرت حکیم روحانی وجسمانی مولانا الحکیم الحاج مولوی
عبدالغنی چشتی صابری سراجی (مزار شریف بادامی باغ لاہور)
فرمایا کرتے تھے۔

"میں ہر سال عرس شریف صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ حاضری دیا کرتا تھا ایک سال میرے پاس خرچ نہ تھا۔ میں نے اپنا ارادہ عرس شریف پر جانے کا ترک کر دیا (یہ اس وقت کی بات ہے، جب حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد افضل حق خالد ابن مرشدی رحمتہ اللہ علیہ چار پانچ سال کے تھے یہ حضرت آجکل (۲۷/۷/۸۲ء) گورنمنٹ کالج سمانی آزاد کشمیر میں پرنسپل ہیں) دوسرے ہی روز ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے پچاس روپیہ نذرانہ دیا۔ چونکہ عرس شروع ہو چکا تھا۔ میں نے خیال کیا چونکہ عرس شروع ہو چکا ہے اب جا کر سلسلہ کے پورے پروگراموں میں حاضری نہیں دے سکتا اس لیے آئندہ سال حاضری دونگا۔ بس اسی دن فرزند محمد افضل حق بیمار ہو گیا اور حالت زیادہ خراب ہو گئی۔ حکیم عبداللطیف شادائی آپ کے گھرانہ کے معالج تھے انہوں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ پچاس روپیہ میں گھر دے چکا تھا۔ میں اُسی وقت اہلیہ کے پاس گیا اور کہا جسقدر رقم بچی ہے مجھے دے دو میں عرس کلیر شریف جا رہا ہوں۔ اور ہاں اگر افضل حق فوت ہو گیا تو میرا انتظار نہ کرنا اسے دفن کر دینا۔ یہ کہہ کر میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

عرس شریف کی واپسی پر اہلیہ محترمہ نے بتلایا آپ ابھی اسٹیشن پر بھی نہیں گئے ہوں گے کہ افضل حق کھیلنے لگا تھا۔"

سبحان اللہ! کیا فیضان ہے حضرت سید مخدوم کا

Marfat.com

۴- فقیر پُر تقصیر علی اصغر چشتی نے کتاب ہذا ۶ صفر المظفر ۱۴۰۱ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۸۰ کو شروع کی۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مریدین و خلفاء کے حالات حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے باب میں بیان کر دیئے کیونکہ نظامیہ سلسلہ کا باب میری کتاب کا موضوع نہ تھا۔ اور ان بزرگان کے حالات کو بھی ترک کرنا اچھا نہ تھا۔ حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ کے حالات پر چونکہ علیحدہ باب باندھنا تھا اس لیے آپ کے حالات کو خواجہ نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء کے بعد قائم کیا۔ یہ کام آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ ۱۶۔ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو انیسواں باب بر مشتمل حضرت زبدالانبیاء گنج شکر سلسلہ نظامیہ کی شاخ وارثیہ کے سربراہ حضرت سید وارث علی شاہ چشتی نظامی فخری پر ختم ہوا۔

اب سید مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے حالات لکھنا چاہتا تھا۔ لیکن کیا جلالت ہے سید مخدوم کی۔ رمضان ۱۴۰۲ء تک قلم کو جنبش نہ ہوئی۔ بار بار ارادہ کیا حضرت سے معافی طلب کی۔ حضور! صرف علیحدہ باب کی وجہ سے آپ کے حالات کو مؤخر کیا۔ لیکن غلطی کی تلافی نہ ہوتی تھی۔ ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۹۸۲ء کو خاص طور پر آپ کے عرس شریف کا اہتمام کیا اور حضرت سے رو کر معافی مانگی لیکن حضور کی نظر التفات نہ ہوئی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوا۔ انیس رمضان المبارک کو قرآن مجید ختم کر کے آپ کی روح پاک کو ایصال ثواب کیا۔ عقدہ حل ہو گیا۔ حضور سے حالات لکھنے کی روحانی طور پر اجازت طلب کی الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اعتکاف میں یہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ فقیر کو آپ کے حالات لکھنے کا فخر حاصل ہوا۔ آج ۶۔ شوال المکرم ۱۴۰۲ (۲۷-۷-۸۲) کو اس سے فراغت حاصل کر رہا ہوں۔

Marfat.com

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک اعتراض

بعض مورخین و تذکرہ نویس یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت سید مخدوم کے حالات ان کے معاصرین سے نہیں ملتے۔ یا تو بذریعہ کشف ہیں یا سنے سنائے۔ اس کے جوابات تو بہت ہیں لیکن ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں، بس قارئین کی تسلی کے لیے اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ کشف الہام کا ایک حصہ ہے۔ الہام نبی کو ہوتا ہے اور کشف ولی کو۔ اگر الہام میں شک کی گنجائش نہیں تو کشف میں کیا شبہ۔ باقی رہا سنی سنائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل تصوف کا دار و مدار سینہ بسینہ ہی رہا ہے۔ سیدنا عبد القدوس گنگوہی نے سب سے پہلے انوار العیون، لکھ کر صابر صاحب کے حالات بیان کیے۔ ایسی شخصیت پر اعتراض ایمان کی کمزوری نہیں تو اور کیا ہے (چشتی)

دوسرے یہ کہ خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مریدین نے آخر باباجی کے حالات لکھے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بہت پیشتر مخدوم پاک کلیر شریف جا چکے تھے اور یہ بھی بات تھی کہ چونکہ مخدوم پاک جلالی طبیعت رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ ان کا نام لیتے ہی خوف کھاتے تھے۔

Marfat.com

باب بیست و یکم

خواجہ شمس العالم حافظ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

نام :۔ آپ کا نام شمس الدین ہے اور لقب شمس العالم اور شمس الحق والدین ہے۔

سلسلہ نسب :۔ خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۶ء/۵۶۲ھ) جو ترکستان کے رہنے والے ہیں۔ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ میں حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۵ھ) کے خلفاء میں سے تھے کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ حافظ شمس الدین بن سید احمد بن سید عبدالمومن بن سید احمد یسوی سید احمد یسوی کا نسب نامہ حضرت محمد حنیف (۸۱ھ) بن مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔

Marfat.com

پیدائش اور وطنِ مالوف:- آپ ۲۱ جمادی الآخر ۵۹۷ھ/۱۱۳۰ء میں بمقام سرخس (ترکستان) پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا۔

سید کا ثبوت:- صاحبِ اقتباس الانوار حضرت قطبِ عالم محمد اکرم براسوی فرماتے ہیں۔

"آپ ابھی ترکستان سے پاکستان (پاکپٹن) تشریف نہیں لائے تھے کہ ایک مجلس میں حضرات سادات جمع تھے، اور اکابرینِ شہر بھی تھے، ایک شخص نے حضرت کو بطور طعنہ کہا" تمہارے پاس سید ہونے کا کیا ثبوت ہے" آپ نے فرمایا" میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے کہ ہم سادات خاندان سے ہیں اور نسب نامہ بھی میرے پاس ہے۔" اس شخص نے کہا" اس کا کیا ثبوت ہے کہ سند آپ ہی کی ہے۔" آپ جلال میں آگئے۔ فرمایا ورخاموش رہو ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ سید کی ڈاڑھی کا بال آگ میں نہیں جلا کرتا۔ آؤ ہم اور تم دونوں تنور میں کود جائیں جو جل جائے وہ سید نہیں اور جو محفوظ رہے وہ سید ہے" یہ کہہ کر آپ ہنستے ہوئے تنور میں کود گئے۔ تنور آپ کی برکت سے ٹھنڈا ہو گیا۔ غیب سے ایک چشمہ پیدا ہوا جس سے آپ نے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ بعد میں اس طاعن سے کہا تم بھی اپنا وعدہ پورا کرو، جب وہ تنور کے قریب گیا۔ اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ اس نے شور مچایا۔ اہلِ مجلس نے بھی شور مچاتے ہوئے کہا حضرت اس کو بچائیے۔ آپ نے اسے تھاما اس کرامت کو دیکھ کر تمام مجلس معتقد ہوئی۔

نکتہ:- اس سے ثابت ہوا کہ آپ سید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" سیدہ فاطمہ سے حضرت علی کی اولاد، حضرت جعفر بن ابی طالب

Marfat.com

کی اولاد، حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد پر صدقہ حرام ہے" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے پسران کی اولاد سید نہیں کہلاتی بلکہ علوی کہلاتی ہے۔ مندرجہ بالا کرامت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین سید ہیں علوی نہیں۔

حضرت خواجہ محمد حسن چشتی صابری نے اپنی کتاب تواریخ آیئنہ تصوف میں آپ کا ------------

سلسلہ نسب یوں لکھا ہے۔

حافظ شمس الدین ترک پانی پتی بن سید ابو الفتح محمد بن سید احمد بن سید ناصر الدین بن سید حامد بن سید محمود بن سید عبد اللہ بن سید محمد مقبول اللہ بن سید علی الاشقر بن سید حسن بن سید علی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ عنہم بن مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

حصولِ علم:- حضرت نے تمام علوم متداولہ، علوم معقول و منقول۔ ریاضی ہیئت اور ہندسہ میں اپنے ملک ترکستان ہی میں دسترس حاصل کرلی تھی

تلاشِ مرشد:- بعد حصولِ علوم ظاہری تجرید و تفرید اختیار کر کے مرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے۔ بزرگان ماورالنہر سے ملاقات کی لیکن کسی بزرگ سے روحانی طبیعت سیر نہ ہوئی آخر ------

ہندوستان:- کا رخ کیا اور پانی پت میں قیام کیا۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ دہلی میں بھی قیام کیا۔ بالآخر حضرت

Marfat.com

مسعود العالمین بابا فرید گنج شکر کی شہرت سنی تو پاکپتن شریف تشریف لائے۔ صورت دیکھتے ہی دل وجان سے عاشق ہوئے اور اپنا مدعا بیان کیا۔ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا حصہ ہمارے پاس نہیں تم سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر جو کہ میرا بھانجا ہے۔ کی خدمت میں جاؤ۔ صابر کا سلسلہ تمہیں سے چلے گا۔

سید مخدوم کی خدمت میں:۔ حضرت باباجی کے حکم سے حضرت حافظ شمس الدین حضرت سید مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ یہ سارا واقعہ وضاحت کے ساتھ سید مخدوم کے حالات میں گزر چکا ہے خلافت حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ دہلی میں بھی گزارا۔ چونکہ آپ کی خدمت میں سلطان وقت کی آمد رہتی تھی تو لوگ بھی آنے لگے۔ آپ ہجوم سے گھبرانے تھے کیونکہ آپ کا مشرب اپنے مرشد کی طرح حالات کے شغلوں کو مخفی رکھنا اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا تھا۔ اس لیے دہلی سے تشریف لے آئے اور اپنے مرشد کی خدمت میں رہنے لگے۔

ہیچ کنجے بے دود بے دام نیست
جز بہ خلوت گاہِ حق آرام نیست

(گلزار ابرار)

پھر مرشد کے حکم سے سلطان فیروز خلجی کے جرنیل اور بھتیجے علاوالدین خلجی کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔

پانی پت میں ورودِ مسعود:۔ حضرت سید مخدوم نے آپ کو فوج کی ملازمت

Marfat.com

سے پیشتر خلافت سے نواز کر پانی پت کی قطبیت عطا فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا کہ میری وفات کے تین دن بعد پانی پت چلے جانا اللہ تعالیٰ نے تم کو وہاں کی ولایت عطا فرمائی ہے ۔ عرض کی ۔ حضور وہاں تو حضرت شرف الدین بوعلی قلندر ہیں فرمایا ان کی ولایت وہاں سے ختم ہو گئی ۔ لہذا حضرت خواجہ حافظ صاحب بادشاہِ دوجہاں کی تجہیز و تکفین کے بعد پانی پت تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے ۔

حضرت بوعلی قلندر کا پانی پت سے مسافرت اختیار کرنا ۔

حضرت قلندر نے از راہِ کشف آپ کا پانی پت میں آنا معلوم کر لیا اور یہاں سے مسافرت اختیار کی ۔ ایک لڑکا حلوہ فروش آپ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا ۔ جب اس نے حضرت قلندر کو حجرہ سے رخصت ہوتے دیکھا تو پریشان ہو کر پیچھے پیچھے بھاگا اور عرض کرنے لگا ۔ حضور " آپ کہاں جاتے ہیں میں آپ کی فرقت برداشت نہیں کر سکتا ۔ حضرت قلندر نے فرمایا " میں اس جگہ ایک ساعت بھی نہیں ٹھہر سکتا ۔ اس شہر کی ولایت دوسرے صاحب کے حوالے کر دی گئی ہے ۔" لڑکے نے کہا " وہ صاحب ولایت کہاں ہیں مجھے ان کی زیارت کرائیے ۔" فرمایا " فلاں محلہ میں ایک مکان کی دیوار کے سایہ میں ایک مرد چرم پوش بیٹھا ہے ۔ خبردار ! اس کے قریب نہ جانا گستاخی نہ کرنا دور سے زیارت کر لینا " وہ لڑکا جب وہاں پہنچا تو دیکھا ایک شہباز بیٹھا ہے اس کے اردگرد دو شیر بیٹھے ہیں ۔ وہ نوجوان سراسیمہ ہو کر بھاگ آیا اور قلندر صاحب سے کہنے لگا جیسا ارشاد فرمایا درست ہے

ایک روایت صاحب سیر الاقطاب نے بیان فرمائی حضرت شیخ شمس الدین جب پانی پت پہنچے تو ایک دودھ سے لبریز کاسہ قلندر کی بارگاہ میں بھیجا

Marfat.com

اس کا مطلب یہ تھا کہ پانی پت کی ولایت مجھے دی گئی ہے۔ شہر پانی پت میری ولایت سے مثلِ کاسۂ شیر کے مملو ہے دوسرے کی گنجائش نہیں قلندر صاحب نے جب اس پیالہ کو دیکھا اس میں ایک پھول ڈال دیا۔ اس سے مراد یہ تھا کہ میں اس شہر میں پھول کی مانند ہوں جس طرح پھول کی عمر بہت کم ہے اسی طرح میرا قیام نہ ہونے کے برابر ہے۔ مجھے آپ کی ولایت سے کچھ سروکار نہیں ہے۔

ایک تیسری روایت یوں ہے کہ جب خواجہ حافظ صاحب پانی پت میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ کے ایک خادم کا گزر حضرت قلندر صاحب کی طرف ہوا۔ دیکھا کہ بشکلِ شیر بیٹھے ہیں۔ خادم نے قلندر صاحب کی یہ حالت دیکھ کر حافظ صاحب کے حضور بیان کی۔ آپ نے فرمایا جب پھر تم قلندر صاحب کو شیر کی صورت میں دیکھو تو میرا سلام عرض کر کے کہنا۔

"شیر کا آبادی میں کیا کام اسکو جنگل چاہیے"

خادم نے جب دوبارہ ان کو شیر کی شکل میں دیکھا حافظ شمس الدین ترک کا پیغام سنایا۔ حضرت قلندر پیغام سنتے ہی وہاں سے اُٹھ کر بھاگو نی تشریف لے گئے دہندی زبان میں باگھ شیر کو کہتے ہیں پہلے اس جگہ کا نام کچھ اور تھا۔ قلندر صاحب کے شیر بنکر بیٹھنے کی وجہ سے بھاگونی پڑ گیا۔ اب وہ جگہ آپ کے قدم آنے کی وجہ سے زیارت گاہِ عوام ہے۔ یہ جگہ پانی پت سے تھوڑی دور ہے) دوسری بار شیخ نے اپنے خادم کو بھیجا اور کہا یہ جگہ میری ہی ولایت کے تابع ہے۔ آپ سنتے ہی بوڑھا کھیڑا روانہ ہو گئے اور تا زیست وہیں رہے۔

ارشاد و تبلیغ :- پانی پت میں آپ نے سلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ تمام

Marfat.com

شہر آپ کا تابع ہوا۔ آخری دم تک پانی پت میں ارشاد و تلقین میں مصروف رہے۔

پانی پت میں حافظ شمس الدین کا فیضان:۔ آپ حافظ قرآن تھے اور بہترین قاری۔ آپ کی دلسوز قرآت ہی نے آپ کی تبلیغ سے پانی پت میں خوب قرآن مجید کی اشاعت ہوئی۔ لوگوں میں دین کا شوق پیدا ہوا قرآن مجید ناظرہ و حفظ کے مدارس کھلے اس فیضان کا بیّن ثبوت آج بھی موجود ہے کہ پانی پت کے حافظ ہندو پاک میں مشہور ہیں۔ جسقدر پانی پت میں چھوٹے چھوٹے نابالغ بچے آپکو حافظ ملیں گے کسی اور جگہ نہیں۔

وفات:۔ آپ کی سن وفات میں اختلاف ہے بعض ۷۱۵ھ اور بعض ۷۱۸ھ/ ۱۳۲۰ء لکھتے ہیں۔ پانی پت میں دفن ہوئے۔ مزار اقدس فیضان کا منبع ہے تاریخ وفات ۱۳ ربیع الثانی ۷۱۸ھ (۱۳۲۰ء) ہے۔ آپ کی وفات خسرو خاں کے زمانہ میں ہوئی۔

آپ کے عہد کے سلاطین: غیاث الدین بلبن۔ معز الدین کیقباد۔ کیومرث، جلال الدین فیروز خلجی۔ علاؤ الدین خلجی (ان کے حالات پیچھے گذر چکے ہیں) علاؤ الدین خلجی کے بعد اسکا کم سن لڑکا عمر خاں عمر ی چھ سال شہاب الدین عمر خلجی کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ علاؤ الدین کے دو بیٹوں خضر خاں اور شادی خاں کو نائب السلطنت ملک کافور نے آنکھوں سے اندھا کر دیا ملک کافور کے جور و ظلم سے عوام تنگ آ گئی آخر چھ ماہ کی حکومت کے بعد اس کو مروا دیا۔ علاؤ الدین خلجی کے تیسرے بیٹے مبارک خاں کو عمر خاں کا سربراہ مقرر کر دیا۔ ۶۴ روز بعد مبارک خاں نے عمر خاں کی سلطنت سے الگ کر کے خود

Marfat.com

قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے لقب سے بادشاہ بن بیٹھا شروع ہی میں ہر دلعزیز ہو گیا۔ دیوگری میں ایک جامع مسجد بنائی۔ یہ بادشاہ ۱۳۱۶ء / ۷۱۰ھ سے ۱۳۲۰ء / ۷۱۴ھ تک حکمران رہا۔

خسرو خاں:- یہ نیچ ذات کا ہندو تھا۔ مسلمان ہو کر خسرو خاں کا خطاب پایا اور سلطان مبارک شاہ خلجی کا چہیتا بن گیا۔ آخر سلطان اس چہیتے کا شکار ہو گیا۔ ۱۴ اپریل ۱۳۲۰ء کو خسرو کے ساتھی نے سلطان کو سوتے میں قتل کر دیا اور خود خسرو شاہ ناصر الدین کا لقب اختیار کر کے بادشاہ بن بیٹھا۔ آخر علاؤالدین خلجی کے وفادار دیپالپور کے سرحدی چھاؤنی کے حاکم غازی ملک نے ۵ ستمبر ۱۳۲۰ء کو خسرو کو شکست دی پھر قصر خلجی میں پہنچا اور پوچھا علاؤالدین کے خاندان سے کوئی زندہ ہے تاکہ اس کو بادشاہ مقرر کیا جائے جب کوئی نہ نکلا تو امراء کے اصرار پر خود بادشاہی کا اعلان کیا۔

غیاث الدین تغلق: ۱۳۲۰ء / ۷۱۸ھ - ۱۳۲۵ء / ۷۲۳ھ

غازی ملک نے غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت پر قدم رکھا۔ اس کا دور پر امن تھا۔ رعایا اس سے خوش تھی۔ یہ بیچارہ جولائی ۱۳۲۵ کو ایک حادثہ میں فوت ہو گیا۔

محمد بن تغلق:-

(۱۳۲۵ء / ۷۲۳ھ تا ۱۳۵۱ء / ۷۴۹ھ)

محمد تغلق تاریخ ہند و پاک کا مشہور فرمانروا ہے۔ نہایت عقلمند اور اولوالعزم انسان تھا۔ مشائخ کے بارے میں یہ خیال رکھتا تھا کہ وہ بھی اس کے تابع

Marfat.com

ہو کر کام کریں لیکن سلسلہ چشتیہ میں اس کی گنجائش نہ تھی۔ اس نے شیخ نصیر الدین چراغ رح۔ فخر الدین زرادی رح۔ مولانا شمس الدین یحیٰ کو بلا کر کہا کہ تم دکن جا کر تبلیغ کرو۔ اگرچہ تبلیغ کے سلسلہ میں خالص نیت رکھتا تھا۔ لیکن صوفیہ کو اپنے زیر رکھنا چاہتا تھا۔ جب ان بزرگوں نے اس کی بات نہ مانی تو ان کو طرح طرح سے تکالیف دی گئیں۔ اس طرح سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو دہلی میں بہت نقصان پہنچا۔ چونکہ پانی پت اس کی زد میں نہ آیا اس لیے پانی پت میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ترقی ہوئی اور خانقاہ قائم ہوئی جس سے دین کا کام جاری ہوا۔ اس کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو بہت نقصان پہنچا جو ناقابل تلافی تھا۔ بالآخر ملک میں ہر طرف بغاوتیں ہوئیں۔ سلطان ان کا سدباب نہ کر سکا۔ سندھ میں باغیوں کا تعاقب کر رہا تھا کہ بخار میں مبتلا ہو کر ٹھٹھہ کے قریب ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء / ۷۵۲ھ میں فوت ہوا۔

یہ بادشاہ اصل میں حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تھا۔ بلکہ اس کا باپ بھی بعد میں ہوا۔

خواجہ شمس الدین کے خلفاء:۔ تذکروں میں آپ کے خلفاء تین بیان کیے گئے ہیں لیکن نام صرف ایک کا دیا ہے۔ اور انہی سے آگے سلسلہ جاری ہوا ہے۔

۱۔ خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ:۔ تذکروں میں انہی کا نام ہے۔ ان کا ذکر خیر آئندہ باب میں بیان ہو گا۔

۲۔ خواجہ ضیاء الدین سِترِ ربانی المعروف سِر دانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت احمد آباد دکن کے باشندے تھے۔ خواجہ شمس الدین کے دستِ حق

Marfat.com

پرست پر بیعت فرما کر خرقہ حاصل کیا۔ موضع مزنگ لاہور کی ولایت پر مامور فرمایا۔ حضرت موضع مزنگ میں آئے پھر مرشد کے مزار کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ واپسی پر قصور کے قریب آخری وقت آگیا مریدین کو وصیت فرمائی مجھے لاہور لیجا کر دفن کرنا کیونکہ مجھے مرشد نے لاہور میں تبلیغ کے لیے متعین کیا تھا۔ مریدین آپ کا صندوق اٹھا کر چلے جب مزنگ کے قریب آئے تو عشاء ہو چکی تھی اور شہر کے دروازے بند ہو چکے تھے اس وقت مزنگ ایک علیحدہ شہر کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس جگہ اب آپ کا مزار ہے مریدین نے وہاں آپ کا صندوق رکھا۔ صبح کو اٹھانا چاہا تو اٹھا نہ سکے۔ بس سمجھ گئے کہ آپ کے مدفن کی جگہ یہی ہے۔ آپ کو دفن کیا اور واپس چلے گئے۔ زیادہ تر مریدین دکن احمد آباد کے تھے جو تدفین کے بعد واپس چلے گئے۔ اس لیے زیادہ حالات نہیں مل سکے آپ کی وفات ۹ صفر ۱۳۵ھ (۱۳۴۷ء) ہے۔ وفات کے بعد ہزار ہا نفوس آپ کے معتقد ہوئے۔ لیکن حالات سے سبھی ناواقف تھے۔ ان کا مزار فلین روڈ لاہور بالمقابل کوٹھی محمود علی قصوری وکیل واقع ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے یہ تاریخ کہی ہے۔

رونق و زیب چشت اہلِ بہشت
شیخ دین میر سِرّ ربانی !
سال وصلش جو از خرد جستم
شد عیاں پیر سِتر ربانی ! /۱۳۵ھ

Marfat.com

سال میں دو مرتبہ عرس ہوتا ہے۔ ۹ صفر کو کہ یہ تاریخ وصال ہے اور دوسرا ۹۔ ربیع الاوّل کو کہ تاریخ تدفین ہے۔ آج کل مزار شریف پر روشنی نہیں ہوتی۔ مزار کا احاطہ کافی وسیع ہے اس میں آپ کا مقبرہ جس پر پرانا گنبد موجود ہے۔ ایک خوبصورت مسجد علاوہ ازیں بہت وسیع میدان ہے جہاں پر ایک اکھاڑہ ہے۔ فقیر نے کئی مرتبہ حاضری دی۔ یہاں دل خوب لگتا ہے۔

تیسرے خلیفہ کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

ارشادات : خواجہ حافظ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ فرائض کو ظاہر ادا کرو۔

۲۔ اپنے اشغال و افکار کو مخفی رکھو۔

اولاد :۔ عہد شاہجہان میں صفدر خاں اکبر آباد کے حاکم تھے۔ جب معزول ہو کر واپس وطن جانے لگے، تو پانی پت سے گذرے۔ حضرت کے مزار کی زیارت کر کے آپ کے حالات معلوم کیے۔ مجاورین نے جب حالات بتائے تو صفدر خاں خوب روئے اور کہنے لگے میں ہندوستان میں صرف ان کی زیارت کی غرض سے آیا تھا لیکن مزار کا پتہ نہ چلا مابعد اپنا نسب نامہ دستخطی حافظ صاحب نکال کر دکھایا کہ میں آپ کی اولاد سے ہوں آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی۔ سید احمد پسر پیدا ہوئے اور سید احمد کی اولاد سے میں بھی ہوں۔ جب تحریر کا مقابلہ کیا گیا تو مطابق پایا۔ شاہ جہاں نے جب صفدر خاں کی عالی نسبی کا شہرہ سنا تو صفدر خان کو قندھار اور کابل کا صوبیدار بنایا۔ (سیر الاقطاب)

Marfat.com

باب بیست و دوم

خواجہ محمدؐ جلال الدین کبیر الاولیاء عثمانی پانی پتی بانکا پیر
رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام محمد، لقب کبیر الاولیاء، جلال الدین اور بانکا پیر ہے۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

نسب نامہ:۔ خواجہ محمد جلال الدین بن خواجہ محمود بن کریم الدین بن جمیل الدین بن خواجہ عیسیٰ بن شرف الدین بن بدر الدین بن خواجہ ابوبکر بن خواجہ علی بن خواجہ شمس الدین بن خواجہ عثمان بن خواجہ نجم الدین بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ شہاب الدین خواجہ عبدالرحمان ثانی بن خواجہ زین الدین خواجہ عبدالعزیز السرخسی بن فخر الدین خواجہ خالد بن ضیاء الدین خواجہ ولید بن قطب الدین خواجہ عبدالعزیز الکبیر بن رکن الدین خواجہ عبدالرحمان مدنی بن علاؤ الدین خواجہ عبداللہ ثانی بن علیم الدین خواجہ عبدالعزیز بن حسام الدین خواجہ عبداللہ کبیر بن امام الدین خواجہ عمر بن امیر المومنین

Marfat.com

حبیب الرحمان سیدنا عثمان ابن عفان خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم

وطنِ مالوف :۔ آپ کے اجداد سے انیسویں بزرگ حضرت رکن الدین خواجہ عبد الرحمان مدنی مدینہ شریف سے نقل مکانی کر کے گازرون میں آباد ہوئے بعد میں ہندوستان وارد ہو کر پانی پت میں رہائش اختیار کی۔ اس لیے آپ گازرونی بھی کہلاتے ہیں۔

پیدائش :۔ پانی پت کے امیر کبیر خاندان میں خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ۲۲ شوال المکرم ۵۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد ہے حضرت شرف الدین بو علی قلندر نے آپ کو جلال الدین کا خطاب دیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ

علوم ظاہر و باطنی سے آراستہ تھے کتاب **زاد الابرار** اس پر دال ہے حضرت غوثی نے اذکار ابرار میں اس کتاب سے آپ کے اقوال نقل کیے ہیں۔

حضرت قلندر کی محبت :۔ حضرت بو علی قلندر کو بچپن ہی سے آپ سے پیار تھا۔ ہر روز قلندر صاحب آپ کی ملاقات کو ان کے گھر تشریف لے جاتے ایک روز حضرت شیخ اپنے خرمن (غلے کا ڈھیر / غلہ خانہ) سے اپنا حصہ لینے گئے ادھر سے قلندر صاحب آ گئے۔ حضرت قلندر آپ کی محبت میں آپ کے خرمن میں پہنچے۔ جب شیخ نے قلندر صاحب کو دیکھا اپنا دامن غلہ سے بھر کر ان کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا "پسرم کیا لائے" شیخ نے کہا "گھوڑے کے لیے دانہ لایا ہوں" فرمایا "اگر گھوڑا بھوکا ہے تو

Marfat.com

اس کو کھلاؤ" جب دانہ گھوڑے کے آگے رکھا تو گھوڑا بقدرتِ الٰہی گویا ہوا کہ میں شکم سیر ہوں۔ شیخ متحیر ہو کر قلندر کے حضور کھڑے رہے قلندر صاحب نے فرمایا" جتنے دانے تیری گود میں ہیں اللہ تعالیٰ اتنی ہی اولاد تجھ کو عطا کرے۔ اس دعا سے حضرت کے بہت اولاد ہوئی۔

لقب بانکا سے ملقب ہونا :۔ ایک روایت یوں ہے کہ حضرت شیخ جلال حضرت قلندر صاحب کی بارگاہ میں موجود تھے کہ اچانک قلندر صاحب نے فرمایا" جلال جاؤ تمہارا پیر شمس الدین آ رہا ہے اس کا استقبال کرو اسی سے تمہارا فیضان ہے" شیخ جلال الدین چونکہ امراء سے متعلق تھے اس لیے فاخرہ لباس زیب تن کر کے راکب مرکب ہو کر پانی پت شہر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت خواجہ شمس الدین پانی پتی نے جب آپ کو دیکھا تو محبت پیدا ہوئی اس وقت شیخ جلال الدین عالمِ نوجوانی میں تھے، خواجہ شمس نے فرمایا۔ واہ بانکے!

ذرا گھوڑے کا رقص تو دکھلاؤ" شیخ نے گھوڑے سے رقص کروایا، دونوں دلوں میں محبت پیدا ہوئی، حضرت خواجہ نے نظرِ کرم فرمائی کہ ایک دن جلال الدین کبیر الاولیاء کے نام سے معروف ہوئے۔

خلافت :۔ آپ کی خلافت کئی بزرگوں سے ہے مثلاً

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر ثانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت احمد شہاب فاروقی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت فقیر اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

لیکن آپ پر خلافتِ شمسی غالب ہوئی۔

قبل از خلافت خواجہ شمس الدین پانی پتی صاحبِ مال وجاہ تھے عیش وعشرت کی زندگی گزارتے تھے۔ آخر مرید ہو کر فقر میں مشغول ہوئے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

شانِ استغناء:۔ آپ کی خانقاہ کا دروازہ شاہ و گدا، امیر و فقیر، مسافر و مقیم اور ہر خاص وعام کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ روزانہ ہزار ہا آدمی آپ کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ جو شخص جس برتن میں کھاتا وہ برتن اسی کی ملک ہوتا۔ لوگ حیران ہوتے کہ روزانہ اس قدر برتن اور لنگر کا انتظام کیسے ہوتا ہے۔ لیکن کوئی کیا جانے کہ فقر سرِ ربانی ہے۔ غیر فقیر کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

اسرارِ محبت را، ہر دل بنود قابل
دُر نیست بہر دریا، زر نیست بہر کانے

جب کبھی آبادی سے دل گھبراتا تو دس روز جنگل میں چلے جاتے وہاں غیب سے کھانا آتا جس قدر کھانا ہوتا اسی قدر اللہ تعالیٰ کھانے والے جنگل میں بھیج دیتا۔ شاہ ولایت خواجہ حافظ صاحب نے خرقہ خلافت عطا فرما کر ارشاد کیا تھا ... بدجلال تجھ کو یہ بھی دیا وہ بھی دیا" .... اس روز سے یہ حال ہوا لوگ نقدی کے علاوہ گھوڑے ہاتھی شتر، زر و جواہر نظر کرتے لیکن حضرت کسی طرف نظر التفات نہ فرماتے۔

Marfat.com

سلطان فیروز شاہ آپ کی بارگاہ میں :۔

سلطان فیروز شاہ حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں (متوفی ۷۸۵ھ / ۱۳۸۹ء) کا مرید تھا۔ ایک دن تمام پسران حاضر تھے کہ فرمایا" اللہ کا حکم ہے کہ اپنی عمر کا کچھ حصہ مخدوم جہانیاں کو دیدوں"۔ پسران نے کہا۔ ایسا کیوں ہو کہ آپ کی عمر دوسرا لے جائے ہم اس پر رضا مند نہیں۔ آپ کے پسران میں سے خواجہ شبلی نے کہا۔" اگر فرمانِ خداوندی ہے تو ہمیں تامل نہیں ہونا چاہیئے"۔ آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ خواجہ شبلی سے فرمایا" آنکھیں بند کرو" پھر فرمایا "کھولو" بس اتنے میں حضرت مخدوم جہانیاں کے پاس دہلی میں موجود ہوئے۔ اس وقت مخدوم جہانیاں حالت نزع میں تھے۔ ان کے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا" السلام علیکم"۔ مخدوم نے آنکھیں کھولیں فرمایا" اٹھو وضو کرو اور دوگانہ ادا کرو" جب انہوں نے حکم کی تعمیل کی تو ارشاد فرمایا" میں نے بحکم الٰہی اپنی عمر کا کچھ حصہ تم کو دیا" یہ فرما کر جس طرح پانی پت سے گئے تھے واپس تشریف لائے۔ حضرت مخدوم جہانیاں کو اسی وقت کلی صحت ہوئی۔ جب سلطان فیروز شاہ کو اس واقعہ کا علم ہوا وہ اپنے پیشوا کی زیارت کو آیا اور حال دریافت کیا۔ مخدوم نے فرمایا" شیخ جلال الدین آئے تھے میرے لیے دعا کی اور اپنی عمر سے دس سال مجھے عطا فرما کر اپنے وطن تشریف لے گئے۔

سلطان کو آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مخدوم جہانیاں سے اجازت لے کر پانی پت آیا اور حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آداب بجا لا کر عرض کی" حضور آپ نے خدا کو دیکھا ہے" فرمایا" ان سر کی آنکھوں سے دیکھنا شریعت میں روا نہیں البتہ سایۂ حق سبحانہ دیکھا

Marfat.com

ہے ذ نیک بادشاہ رعایا کے لیے اللہ کا سایہ ہوتا ہے اسی لیے بادشاہ کو ظلِ سبحانی کہتے ہیں ۔ حضرت نے فرمایا کہ تم چونکہ اللہ کا سایہ ہو تو تمہیں ہی دیکھا ہے) بادشاہ یہ سنکر خوش ہوا اور بہت سا خزانہ زرو مال بطور نذرانہ پیش کیا۔ حضرت نے قبول نہ کیا۔ ایک فرزند نے یہ زرومال دیکھ کر فرمایا" یہ کیا ہے" مریدین نے کہا یہ پیٹ بھرنے کے کام آتا ہے۔ فرمایا " جس سے پیٹ بھر جائے وہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے" یہ سن کر بادشاہ بہت رویا اور باہر آکر دولت غربا میں تقسیم کر دی۔

فتح خان کا ستارہ قسمت :

حضرت مخدوم جہانیاں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نشانِ قدم مبارک مکہ معظمہ سے لاکر سلطان فیروز شاہ کو دیا تھا۔ فتح خاں سلطان کا بھانجا تھا۔ سلطان کو اس سے بہت پیار تھا۔ ایک دن ماموں اور بھانجا میں نشانِ قدم مبارک کے بارے میں گفتگو ہوئی کہ اس کو کیا کرنا چاہیے تقرار کے بعد یہ طے پایا کہ دونوں میں سے جو پہلے مرے اس کے سینہ پر قبر میں رکھا جائے۔

چنانچہ اس فیصلے کے بعد فتح خاں گھوڑے پر سوار ہو کر دعا کے لیے پانی پت آیا۔ جب دربار کے اندر جانے لگا تو دروازے پر حضرت زنیا خلیفہ شیخ جلال الدین کھڑے تھے انہوں نے فتح خان کو روکا وہ نہ رکا آپ نے فرمایا " تو سلامت نہیں آئے گا" کہنے لگا " سلامت جاتا ہوں" " سلامت آؤں گا "

شیخ زنیا نے کہا اگر تو سلامت آیا تو میرا پیراہن چاک کر دینا ورنہ میں تیرا جامہ چاک کروں گا" جب وہ اندر گیا حضرت استغراق میں تھے۔ جب آنکھ کھولی تو فرمایا " برد فتح خان بگیر" فتح خان یہ سن کر خوش

Marfat.com

خوش باہر آئے۔ شیخ زنیا سے کہا "دیکھو سلامت ہی آیا" فرمایا مگر تیر نشانہ پر پہنچ چکا ہے۔ دہلی تک سلامت نہ جائے گا"۔ فتح خان نے عرض کیا "حضور یہی میری غایت ہے"۔

پانی پت سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ دہلی کے قریب جا کر نیند آئی سویا تو جان بحق تسلیم ہوا۔

هٰذا بُلُوغُ الغَایَةِ

(مطلب ہی حل ہو گیا)

سلطان کو جب خبر ملی حسبِ وعدہ نشان قدم مبارک فتح خان کے سینہ پر رکھ کر دفن کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں پانی پت میں آئے بہت دن تک قیام کیا۔ حضرت شیخ نے فیضان بھی حاصل کیا قلندر صاحب کے روضہ کے پاس حجرہ مخدوم جہانیاں موجود ہے

احمد قلندرؒ آپ کی بارگاہ میں: احمد قلندر مغرب (روم وغیرہ) کے رہنے والے ہیں۔ مرشد کی تلاش میں ہندوستان تشریف لائے۔ اور ایک جنگل میں قیام کیا۔ تمام اطراف سے مشائخ کو بلا کر دعوت کا انتظام کیا۔ شیخ جلال الدین بھی موجود ہوئے۔ جب کھانے سے کپڑا اٹھایا تو مشکوک نظر آیا۔ کسی طباق میں بندر کسی میں سگ کسی میں گربہ تھا۔ تمام مشائخ نے آپ سے عرض کیا اب کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا "خدا سے عرض کرو کہ جو کھانا ناجائز ہے وہ دسترخوان سے جدا ہو جائے یہ فرماتے ہی ہر طباق سے ہر ایک جانور ہیئتِ اصلی میں باہر بھاگ

Marfat.com

گیا۔ طباق خالی ہو گئے۔ حضرت احمد قلندر مغربی نے اپنا سر
قدموں میں رکھا اور عرض کیا "حضور میں نے دعوت ہی اسی مقصد
کے لیے کی تھی مجھے اپنی غلامی میں لیجیے" اس کے بعد تمام مشائخ
کو اعزاز و اکرام سے رخصت کیا خود بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل
کیا اور ملتان میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔

دیگر کرامات : ایک دن پانی پت کے مفتی شیخ عبد السمیع آپ کے
پاس حاضر تھے۔ ایک ضعیفہ عورت پر آپ کی نظر پڑی جو خالی کوزہ لیے
پانی کے لیے جا رہی تھی۔ حضرت نے از راہِ ترحم فرمایا "کیا کوئی شخص
اسکو پانی لا کر دینے والا نہیں ہے" عورت نے کہا "میں غریب عورت ہوں
میں مزدوری دینے کی استطاعت نہیں رکھتی" حضرت نے ضعیفہ سے
برتن لے کر کنوئیں سے پانی بھرا اور اس کے گھر چھوڑ آئے اور اسمیں
برکت کی دعا دی۔ وہ ضعیفہ کتنا ہی پانی استعمال کرتی لیکن ظرف خالی نہ
ہوتا۔

آپ ایک گاؤں میں پہنچے جہاں لوگ سامان باندھ کر گاؤں سے ہجرت
کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ ہجرت کیسی ہے۔ کہنے لگے "
حاکم سخت ہے۔ زمین میں پیداواری نہیں ہوتی وہ خراج طلب کرتا ہے
اپنی جانیں بچا کر بھاگ رہے ہیں" فرمایا "چوہدری دیہہ کو بلاؤ" چوہدری
حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا "جو تمہارے پاس پھلا ہیں (ہل کا نچلا حصہ جو
لوہے کا ہوتا ہے) وہ سب جمع کرو اور ہمارے نام بیعنامہ کر دو۔ تم ہجرت
نہ کرو۔ تمام پھلا جمع کر کے ان پر اُپلوں کی آگ دیدو۔" صبح نکال لینا" شب
تار میں آپ اس گاؤں سے دور نکل گئے۔ صبح جب راکھ سے پھلے نکالے
تو وہ سونے کے تھے۔ وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ بخوشی سرکاری لگان

Marfat.com

ادا کیا

ازدواجی زندگی : عمر کے آخری حصہ میں آپ کی شادی کرنال کے ایک متمول شخص شیخ ہاشم بن شیخ محمد انصاری کی صاحبزادی بی بی ہاجرہ سے ہوئی۔ ان کے بطن سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

اولاد :

۱۔ **خواجہ عبدالقادر :** ۷۳۷ھ / ۱۳۳۹ء میں پیدا ہوئے والدِ مکرم سے خلافت پائی ۸۰۷ھ / ۱۴۰۱ء میں وفات ہوئی پانی پت میں مزار ہے۔

۲۔ **خواجہ ابراہیم :** ۷۴۵ھ / ۱۳۴۸ء میں پیدا ہوئے اور ۸۲۳ھ / ۱۴۱۷ء میں انتقال فرمایا والدِ مکرم کے بائیں جانب دفن ہوئے۔

۳۔ **خواجہ کریم الدین :** پیدائش ۷۵۳ھ (۱۳۵۶ء) وفات ۷۶۵ھ / ۱۳۶۳ء) بچپن میں فوت ہوئے سید محمود جدّامجد کے روضہ میں دفن ہوئے۔

۴۔ **خواجہ شبلی :** ۷۶۴ھ / ۱۳۶۷ء تا ۸۵۲ھ / ۱۴۵۵ء حیات رہے۔ والدِ مکرم کے دائیں جانب مزار ہے۔

۵۔ **خواجہ عبدالواحد :** ۷۶۵ھ / ۱۳۶۸ء تا ۸۰۰ھ / ۱۴۶۸ء) والد مکرم کے روضہ کے باہر دفن ہوئے۔

Marfat.com

دختراں :

۱- نوری الہدیٰ : پیدائش ۷۲۵ھ (۱۳۲۷ء) وفات نامعلوم

۲- بی بی عائشہ : پیدائش ۷۴۰ھ (۱۳۴۲ء) وفات نامعلوم

حضرت کبیر الاولیاء کی وفات : جب آخری وقت قریب ہوا اپنے صاحبزادگان کو طلب کر کے وصیت فرمائی۔ اور فرمایا "حاجت کے وقت تمہاری دستگیری کے لیے احمد عبدالحق ردولوی کافی ہے۔ آپ کی وفات ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ مطابق ۱۳۶۸ء میں ہوئی۔ مزار اقدس پانی پت میں ہے

حضرت محمد غوثی صاحب تذکرہ اذکار ابرار رقمطراز ہیں

شیخ جلال الدین پانی پتی ایسے آفتاب تھے جس کی شعاع کمالات میں اوجِ جمالِ الٰہی اور شرفِ ایزدی جلال تھا۔ اپنے وقت میں عالیشان درویشوں کے مرکز تھے۔ آپ کے مزار کے طواف سے اس قدر فیضان دلوں کو پہنچتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔

بعد از وفات تربتِ من از زمین مجو

در سینہ ہائے مردم دانا مزارِ ماست

خلفاء آپ کے چالیس خلفا تھے۔

Marfat.com

۱۔ شیخ العالم احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سے شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کا سلسلہ جاری ہوا۔ ان کے حالات آیندہ باب میں بیان ہوں گے۔

۲۔ شیخ بہرام چشتی بیڈولوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کو برناوہ کی ولایت دی تھی جہاں آپ ہدایت خلق اللہ میں مشہور ہوئے۔ ایک سال بعد دریائے جمنا نے بیڈولی کی سمت (مظفر نگر) رخ کیا۔ بیڈولی کے باشندگان حضرت کبیر الاولیاء سے نسبت عقیدت رکھتے تھے سب جمع ہو کر پانی پت آئے اور درخواست کی کہ حضور ہمارے ساتھ چلیں اور جمنا کی تباہی سے بچائیں۔ آپ نے ایک خط حضرت بہرام کے نام لکھا اور لوگوں کو دے کر کہا کہ برناوہ جا کر شیخ بہرام چشتی کو دے دو لوگ حکم کے مطابق وہاں پہنچے۔ خط حضرت کو دیا۔ آپ نے اپنے مرشد کے خط کو بوسہ دے کر بیڈولی کی طرف رخت سفر باندھا اور بیڈولی پہنچ کر دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آپنا عصا پانی میں مارتے ہوئے فرمایا۔

"باش درین جاباش" دریا نے بیڈولی کی سمت سے رُخ موڑ لیا اس کے بعد آپ بیڈولی میں مقیم ہو گئے۔ تمام لوگ معتقد ہوئے آپ کی وفات ۷۵۴ھ (۱۳۵۰ء) میں ہوئی مزار اقدس بیڈولی میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کا فیضان تاہنوز جاری ہے ہزار ہا سحر آلود، مجنون اور مریض ہر قسم آکر شفا پاتے ہیں۔ کہتے ہیں جب تک لوگ صحیح العقیدہ رہے۔ دریا نے انکو نہیں ستایا جب لوگوں نے شیعہ مذہب اختیار کیا پھر سیلاب آنے لگا بلکہ ۸۹۱ھ/۱۴۹۸ء میں وبا پھیلی۔ ۱۰۵۷ھ ۱۶۸۶ء میں

Marfat.com

شہنشاہ ہند اورنگ زیب نے بیڈولی میں ایک ہندو حاکم تعینات کیا جس نے آستانہ عالیہ چشتیہ کی زمین کو ضبط کر لیا۔ مجاورین نے بہت منع کیا وہ نہ مانا۔ بالآخر ایک مجاور حضور کے دربار میں جاکر رویا کہ حضرت اس حاکم نے ہماری روزی چھین لی ہے مزار اقدس کے اندر قبر پاک میں ایک نور ہوا اسوقت حاکم زمین پیمائش کر رہا تھا اور گھوڑے پر سوار تھا۔ تیز ہوا نے اسکو گھوڑے سمیت فضا میں معلق کر دیا۔ مجاور نے حضرت سے عرض کیا حضور اس کو زمین پر ٹیکو۔ وہ زمین پر آن رہا۔ وہ شور مچاتا تھا مجھے یہاں سے لے چلو آخر مجاوروں سے معافی مانگی مجاورین نے روضہ پر کھڑے ہوکر اس کی سفارش کی تو ٹھیک ہوگیا ہے۔

۳۔ شیخ نظام الدین چشتی سنامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے مرشد کی خدمت میں بیس سال رہے۔ خرقہ خلافت حاصل کرکے سنام میں ہدایت خلق کے لیے مقرر ہوئے۔ وہیں انتقال فرمایا آپ کی قبر پر ایک شعلہ چراغ کی طرح روشن رہتا تھا۔ ایک بار شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء وہاں گئے فاتحہ پڑھی اور فرمایا" یہ نور جو تیری قبر پر ظاہر ہے اسکو اندر کرلو تاکہ کوئی نہ دیکھے اور آداب شریعت متروک نہ ہوں، اے نظام الدین اگر یہ نور ہمیشہ ہویدا رہتا تو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر قائم رہتا" اس کے بعد نور قبر کے اندر چلا گیا۔

۴۔ خواجہ عبدالقادر فرزند اکبر رحمۃ اللہ علیہ : ان کی وفات ۸۰۷ھ

۱۴۰۱ء میں ہوئی۔

۵۔ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ : یہ بھی حضرت کے فرزند ارجمند ہیں

Marfat.com

آپ دنیا و اہلِ دنیا سے متنفّر تھے۔ جسمانی بیماری کے باعث دونوں پاؤں بیکار ہو گئے تھے لیکن حالتِ وجد میں کھڑے ہو جاتے تھے اور تندرست معلوم ہوتے تھے۔ ایک روز عین حالتِ وجد میں آپ کے چچا شیخ ادریس آ گئے اور فرمایا "شبلی حالتِ وجد میں جو تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ شبلی اپنی کرامت دکھاتا ہے۔ اس حالت کو پوشیدہ رکھ" یہ سنکر بیٹھ گئے اور تا حینِ حیات نہیں اُٹھے۔ افغان آپ کے بہت مرید تھے آپ نے افغانوں کو دعا دی تھی کہ تمہارا نشانہ خطا نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ایک روز ایک افغان نے جلسۂ عام میں کہا کہ ہمارے پیر کی دعا ہے کہ ہمارا نشانہ خطا نہیں ہوتا یہ کہہ کر جو آسمان کی طرف تیر مارا تو جب تیر زمین پر گرا اس میں ایک مچھلی پیوست تھی یہ ہے مردانِ حق کی دُعا کا اثر۔ آپ کی وفات ۸۵۲ھ (۱۴۵۵ء) میں ہوئی

۶۔ **خواجہ کریم الدین** ۷۔ **خواجہ عبدالواحد** رحمتہ اللہ علیہا بھی پسران حضرت ہیں۔

۸۔ **حضرت مخدوم شیخ زنیا**۔ ان کے بزرگان حضرت کے جد کلاں کے ساتھ گادرون سے پانی پت آئے تھے۔ ان کا مزار قصبہ اندازی میں ہے۔

۹۔ **شیخ احمد قلندر**: ان کا واقعہ پیچھے گزرا۔ ملتان میں قلعہ کی پشت پر مزار ہے۔

۱۰۔ **شیخ شہاب الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ**: قصبہ جھنجھانہ میں مزار

Marfat.com

ہے۔ کیسی ہی ہوا چلے ان کے مزار کا چراغ گل نہیں ہوتا۔

۱۱۔ سید موسیٰ چشتی رحمتہ اللہ علیہ : بہار میں مزار ہے۔

۱۲۔ حضرت قاضی اولیاء چشتی رحمتہ اللہ علیہ قصبہ سلطان پور ضلع کرنال میں مزار شریف ہے۔

۱۳۔ شیخ سعید نبیرہ قاضی اولیاء رحمتہ اللہ علیہا : قصبہ سونی پت میں مزار ہے۔ ان کی اولاد پہلے شیخ کبیر الاولیاء کے سجادوں سے بعیت کرتی تھی۔

۱۴۔ شیخ حسن چشتی رحمتہ اللہ علیہ : موضع تبھرہ (دبیارینہ) میں مزار ہے۔

۱۵۔ شیخ عبدالصمد سنامی رحمتہ اللہ علیہ : سنام میں مزار ہے انہی کی اولاد تاہنوز کبیر الاولیاء کی سجادہ نشین ہے۔ انہوں نے حضرت کے ملفوظات جمع کئے تھے۔

۱۶۔ میر سید محمود رحمتہ اللہ علیہ : حضرت قلندر صاحب کے روضہ کے راستہ میں مزار ہے۔

۱۷۔ میر سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ : قلندر صاحب کے قدیم دروازے

Marfat.com

کے پاس مزار اقدس ہے۔

۱۸۔ شیخ سرکینا رحمتہ اللہ علیہ : پانی پت کے قریب ہی مزار ہے۔ جب کسی کو مشکل درپیش ہوتی ہے تو آپ کے مزار کی اینٹ لا کر گھر میں رکھتے ہیں۔ مشکل حل ہو جاتی ہے بعد میں اینٹ کے وزن کے برابر شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

۱۹۔ شیخ سماء الدین رحمتہ اللہ علیہ : آپ کا مزار کیرانہ میں ہے آپ کی ایک کرامت بارھویں صدی میں ظاہر ہوئی۔ واقعہ یوں ہوا کہ کیرانہ اور شاملی کے درمیان کوئی کنواں نہ تھا۔ زمینداروں نے چاہا کہ مسافروں کی سہولت کے لیے ایک کنواں بنائیں۔ وہ دن کو کنواں کھودتے دوسری صبح منہدم ہوتا آخر انہوں نے اس وقت کے بزرگ شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری چشتی (متوفی ۱۱۴۰ھ) کی خدمت میں درخواست کی۔ آپ نے فرمایا تم کنواں تیار کرو ہم رات کو نگہبانی کریں گے۔ جب رات ہوئی قریبی مزار (شیخ سماء الدین رحمتہ اللہ علیہ) سے ایک بزرگ نکلے اور پھاوڑے سے کنواں گرانے لگے۔ حضرت فتح محمد نے منع کیا تو فرمایا اس سے اس جگہ کی بے ادبی ہوگی۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ ہوا۔ لوگ درختوں پر چڑھے یہ منظر دیکھ رہے تھے آخر آسمان سے ایک تخت نازل ہوا اس پہ دو بزرگ عبدالقادر جیلانیؒ اور جلال الدین کبیر الاولیاءؒ بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا "اے سماء الدین، فتح محمد غیاث الدین کی خاطر کنویں کی اجازت دے دو" اس کے بعد تخت بھی غائب ہو گیا اور آپ بھی قبر مطہرہ میں چلے گئے۔

Marfat.com

۲۰۔ شاہ ولایت نظام الدین کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ : کیرانہ کی جامع مسجد کے آگے آپ کا مزار ہے۔

علاوہ ازیں بیشں خلفا اور ہیں جو خود کو پوشیدہ رکھنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو۔ اور ان کے صدقہ میں ہمیں خاکپائے اولیاء میں شمار کرے۔

"آمین"

سلاطین دورِ کبیر الاولیاء

غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق : ان کے حالات پیچھے گذرے۔

فیروز تغلق : (۱۳۵۱ء/۱۳۸۸ء) (۷۴۹ھ/۷۸۶ھ)

محمد تغلق کی وفات کے بعد اس کے چچا رجب کا بیٹا فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ نہایت شریف، شفیق، محبت پرور، فیاض، رحمدل، حلیم اور پرہیزگار تھا۔ خود بڑا عالم تھا۔ علماء و صوفیاء کی قدر کرتا تھا۔ خونریزی سے سخت نفرت تھی۔ رعایا میں ہر دلعزیز تھا۔ جو علاقے سلطنتِ دہلی سے محمد بن تغلق کے زمانے میں چھین گئے تھے، ان کو فتح کر کے پھر سلطنتِ دہلی میں شامل کر لیا تھا۔

اس نے بہت سی مساجد، ہسپتال، تالاب، حمام، مقابر، پل، باغات،

Marfat.com

سرائیں اور شہر اور دیونیورسٹیاں/جامعات) قائم کیں۔ سنسکرت کی متعدد کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا ان میں ایک طب اور سائینس سے متعلق تھی اس کتاب کا نام" دلائل فیروز شاہی" رکھا۔ یہ بادشاہ حضرت سید مخدوم جہانیاں کا مرید تھا۔ جب حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء نے اپنی عمر کا حصہ مخدوم کو عطا فرمایا تو سلطان حضرت کبیر الاولیاءؒ کا معتقد ہو گیا اور پانی پت میں حاضری دیتا رہا۔ بلکہ سلطان کا سارا خاندان حضرت کبیر الاولیاءؒ کا معتقد تھا۔ فتح خان کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ سلطان تخت دہلی پر ۳۷ سال متمکن رہا۔ سلطان کی حکومت کے سترھویں سال حضرت کا انتقال ہوا

ارشاداتِ عالیہ :

مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے آپ کی تصنیف کا نام زادالابرار لکھا ہے۔ کتاب مذکورہ نایاب ہے۔ کتاب عربی زبان میں تھی۔

حضرت محمد غوثی نے اپنی کتاب گلزارِ ابرار میں اس کتاب سے یہ کلام نقل کیا ہے۔

★ طریقت میں منزلیں اور مقامات ہیں۔ ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے۔

★ نہایت کو پہنچنا ممکن نہیں ہے جب تک ابتدا صحیح نہ ہو۔

★ مرید کو چاہیے کہ اللہ کے لیے مضبوط راستہ اختیار کرے۔ اگر مرید اس راستہ کو اختیار کرے گا تو منزل تک پہنچ جائے گا۔ اگر منزل پر پہنچنے سے قبل موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرما دے گا۔

★ جس نے ابتدا ہی سے مضبوط راستہ اختیار کر لیا وہ انتہا تک بخوبی پہنچ جائے گا۔

Marfat.com

☆ حدیث ہے۔ "انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے نزدیک تمام لوگ اونٹوں کی مانند نہ ہوں۔" فرماتے ہیں "اس میں اشارہ ہے کہ مخلوق سے قطع نظر کی جائے۔ خود کو مخلوق سے خارج کرے۔"

★ حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو اپنی نفسانی خواہشات اور نفس کی مخالفت کرے اور اپنے نفس کو اللہ کے لیے وقف کردے شیطان کا اس پہ زور نہیں چل سکتا۔

★ مرید کو صدق واخلاص دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے
۱۔ شرعی امور کی متابعت ۲۔ خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔

★ ابتدا میں جسقدر مصائب نازل ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف مخلوق کی طرف توجہ ہے

★ عمل بے علم سقیم ہے (بے علمی میں عمل کرنے سے روحانی بیماری پیدا ہوتی ہے)

علم بے عمل عقیم ہے (علم حاصل کرنا اسپر عمل نہ کرنا بیکار ہے)

علم باعمل صراطِ مستقیم ہے (علم کے بعد اس پر عمل کرنا نیک لوگوں کا طریق ہے)

اَللّٰھُمَّ اھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ط

(نوٹ) زیادہ دیکھنا ہو تو گلزارِ ابرار کا ترجمہ اذکار ابرار ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

باب بیست وسوم

۷۸۶
۹۲

حق حق حق

شیخ العالم پیر مخدوم احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام احمد ہے۔ القاب نورالحق۔ عبدالحق نوشہ پیر مخدوم قطب الابدال۔ شیخ العالم ہیں۔ آپ امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق کی اولاد سے ہیں۔

نسب نامہ : احمد عبدالحق فاروقی بن شیخ عمر بن شیخ داؤد بن شیخ شعیب بن شیخ سلطان احمد بن شیخ سلطان محمد یوسف بن شیخ محمد اکبر بن شیخ احمد یوسف بن شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی (باقی سلسلہ وہی ہے جو شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ وعلیہم کا سلسلہ نسب امیرالمومنین فاروق اعظم پر منتہی ہوتا ہے۔)

وطنِ مالوف : ہلاکو خان نے جب بغداد میں تباہی مچائی اور اردگرد کے

Marfat.com

علاقوں کو تاراج کیا۔ انہی ایّام میں آپ کے جدِّ امجد حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ بلخ سے ہجرت کر کے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں اودھ میں اہل مدکی ملازمت اختیار کی۔ اور حضرت نصیرالدین چراغِ دہلی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ یہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے

پیدائش: شیخ داؤد کے صاحبزادے شیخ عمر تھے یہ بھی متقی تھے اور اپنے باپ سے بیعت تھے۔ شیخ عمر کے دو صاحبزادے ہوئے

۱۔ مولانا تقی الدین رحمتہ اللہ علیہ ---------- اور دوسرے شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ کی پیدائش قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی میں ۷۳۷ھ (۱۳۳۹) میں ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی پیدا ہوئے۔

بچپن: بچپن ہی میں والد فوت ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ جب نمازِ تہجد کے لیے اٹھتیں تو آپ بھی اپنی والدہ کے ہمراہ نمازِ تہجد ادا کرتے اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ والدہ نے شفقت سے کہا عبدالحق ابھی تم پر نماز فرض نہیں تم اتنا میں اتنی کوشش کیوں کرتے ہو۔ چونکہ آپ عاشقِ الٰہی تھے۔ بات اچھی معلوم نہ ہوئی۔ فرمایا "یہ ماں کیسی ہے جو کارِ خود تو کرتی ہے لیکن مجھے امرِ حق سے روکتی ہے" یہ کہہ کر بے سروسامان گھر سے چل دیئے۔ اسی دوران زبان پر لفظ حق جاری ہو گیا۔

دہلی کا سفر: اس واقعہ کے دو ماہ بعد اپنے بھائی مولانا شیخ تقی الدین کے پاس دہلی چلے گئے۔ بھائی نے شفقت فرمائی اور ان کو ایک مولوی صاحب کے پاس ابتدائی تعلیم کے لیے بٹھا دیا۔ مولوی صاحب نے میزان

Marfat.com

الصرف شروع کرائی اور گردان "ضرب ضرب" پڑھائی (اس ایک مرد نے مارا) شیخ العالم نے فرمایا "راہ حق میں مارنے مرنے کا کیا کام ہے مجھے ایسا علم پڑھاؤ جس سے معرفتِ حق حاصل ہو۔ اس کے علاوہ میں کچھ پسند نہیں کرتا۔ مولوی صاحب یہ سنکر متحیر ہوئے اور ان پر رقت طاری ہو گئی۔ مولوی صاحب نے آپ کے بھائی سے کہا یہ بچہ مادرزاد عاشق رسول ہے میں اسکو تعلیم نہیں دے سکتا۔ اسکو ظاہری تعلیم کی ضرورت نہیں بلکہ باطنی علم کی ضرورت ہے۔

اب شیخ اکثر گھر میں رہتے۔ ایک دن مولانا تقی الدین کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا تم احمد کو تعلیم کیوں نہیں دلاتے۔ علم جوہر انسان ہے اسکو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو جواب دیا میرا بھائی احمد اس تعلیم کا طلب گار نہیں اسے کسی اور تعلیم کی طلب ہے۔ آؤ میں تمہیں مشاہدہ کراؤں۔ بھائی نے ایک بٹوے میں پانچ روپے بند کر کے شیخ کو دیئے کہ انہیں حفاظت سے رکھیں۔ آپ نے وہ بٹوہ لے کر دروازے کی دہلیز میں گاڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کی بھاوجہ نے پوچھا وہ بٹوہ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے کیا پتہ بٹوہ کیا ہوتا ہے۔ بھاوجہ نے جب کہا کہ ابھی ابھی تمہیں دیا تھا۔ تو آپ رونے لگے کہ مجھ پر بہتان باندھا جا رہا ہے۔ جب جگہ دکھائی گئی۔ تو حیران ہو کر بولے کہ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں چونکہ آپ مادرزاد ولی تھے اور دنیا سے لگاؤ نہ تھا اس لئے دہلی گئے رخت سفر باندھا۔ بزرگوں سے ملاقاتیں کیں لیکن طبیعت سیر نہ ہوئی

دہلی سے روانگی اور اہل اللہ سے ملاقات: حضرت کبیر اولیاء نے نورِ باطن سے آپ کی آمد معلوم کر لی اور خادمان سے فرمایا تمام گھوڑوں کو زینوں سے مزین کر کے خانقاہ کے اردگرد ایستادہ کر دو اور دسترخوان پر پُر تکلف کھانے تیار کرو اور کچھ مسکرات شامل کرو۔ شیخ عبدالحق دروازے

ے آخر پانی پت میں تشریف لائے۔

Marfat.com

پر آئے۔ تو اس زیب و زینت کو دیکھ کر گھبرائے اور دل میں کہنے لگے کہ جو شخص ایسا باحشمت اور دنیا دار ہو محبت الٰہی سے کیا ذوق رکھتا ہو گا۔ جب اندر آئے تو دسترخوان پر انواع قسم کے کھانے دیکھ کر اور زیادہ متعجب ہوتے اور مسکرات کو دیکھ کر متنفر۔ یہ ماحول ان کے پسند نہ آیا اور خانقاہ سے نکل کر چل دیئے۔ سارا دن سفر کرتے رہے۔ شام کو ایک آبادی میں پہنچ کر دریافت کیا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ جب لوگوں نے بتایا کہ پانی پت ہے۔ حیران ہوئے۔ رات بسر کر کے صبح جب سفر شروع کیا راہ سے بھٹک گئے۔ اچانک ایک خشک درخت پر ایک شخص کلاہ پوش بیٹھا دیکھا۔ اس سے راستہ پوچھا تو اس نے کہا "اے گمُراہ اصلی راستہ کبیرالاولیاء جلال الدین کی خانقاہ سے نکلتا ہے۔ اگر اعتبار نہیں تو دو اور اشخاص آتے ہیں ان سے پوچھ لے۔ چند قدم آگے گئے ہوں گے تو واقعی دو شخصوں کو دیکھا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اصل راستے کا دروازہ شیخ جلال الدین پانی پتی کی خانقاہ ہے یہ ہدایات غیبی پا کر باعتقاد تمام پانی پت کی طرف رخ کیا لیکن دل میں یہ بات ٹھانی "۔

" اگر کبیرالاولیاء اپنی کلاہ مزار اقدس شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور سیر کرا کر حلوہ کھلائیں تو کیا خوب رہے"

حضرت نے نور باطن سے آپ کی آمد کا پتہ لگایا اور فوراً اپنے پیر و مرشد کے روضۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔ شیخ احمد عبدالحق خانقاہ پر آئے لیکن پتہ چلا کہ حضرت روضۂ پیر میں موجود ہیں۔ وہاں حاضر ہوئے اور حضرت کی قدم بوسی کی۔ شیخ نے اپنی کلاہ مزارِ مرشد سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔ ایک شخص حلوہ لایا آپ نے اس پر فاتحہ پڑھکر آپ کو دیا کہ تمہارا یہی مقصود ہے۔ حضرت احمد ردولوی

Marfat.com

خوش ہوئے اور دونوں حضرات نے حق حق کہا۔

بعیت اور خلافت : اس کے بعد آپ حضرت کی خانقاہ میں رہنے لگے آپ کو کمالات تک پہنچانے کے لیے کئی بار آزمائش و ابتلا میں ڈالا گیا۔ ایک مرتبہ حضرت کی کسی مرید کے ہاں دعوت تھی حضرت نے مرید سے کہا کر کھانے میں مسکرات بھی رکھنا۔ اس دعوت میں شیخ احمد بھی تھے۔ مسکرات کو دیکھ کر محفل سے نکل گئے۔ کئی دعوتوں میں حکمتاً ومصلحتاً نشہ آور اشیاء رکھی گئیں۔ جس سے شیخ متنفر ہوئے۔
ایک دن حضرت نے شیخ کو طلب کیا ہر قسم کا کھانا اور مسکرات بھی تھے حضرت نے فرمایا" بابا احمد برتن کو حق سے جدا جانے اور حق سے دور سمجھے اس میں ہاتھ نہ ڈالنا۔ یہ سنکر شیخ احمد نے جو حضرت کی طرف دیکھا انوار تجلیات اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کا مشاہدہ کیا اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ رونما ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر شیخ احمد عبدالحق خوب روئے اور ایک گوشہ میں محو جمال حق پڑے رہے ایک دن حضرت ان کے حجرے میں گئے۔ اور فرمایا" ہوشیار ہو جاؤ کچھ کھاؤ"۔ شیخ احمد نے سر اُٹھایا اور عرض کی" حضور میں نہیں جانتا کیا کھاؤں اور کس کھانے کی خواہش کروں حضرت آپ کو چاولوں کی روٹی کھلائی اور بعیت فرمایا۔
جب کبیر الاولیاء جلال الدین پانی پتی کا آخری وقت آیا تو شیخ احمد کو بلایا۔ شیخ احمد اسی وقت سیاحت سے واپس آئے تھے۔ آپ نے فرمایا" اے شیخ احمد! ہمارے خواجگان کا طریق یہ ہے کہ بعد تربیت وتکمیل مرید صادق کو جُدا کر دیتے ہیں۔ حضرت بادشاہ دو جہاں سید مخدوم صابر کے آخری وقت میں خواجہ شمس الدین ترک موجود نہ

Marfat.com

تھے اور پیر و مرشد خواجہ حافظ شمس الدین ترک کے وصال کے وقت فقیر بھی موجود نہ تھا۔ یہ کہہ کر اپنے پیروں کے تبرکات مرحمت فرمائے۔ اور کمال شفقت سے فرمایا۔

"اے عبدالحق میں چاہتا ہوں میرا سلسلہ تم سے جاری ہو اور تمام عالم تیرے نور سے منور ہو اور قیامت تک اسکا اثر باقی رہے۔ عبدالحق میرے فرزندان کی دستگیری (فقر میں) کرتے رہنا۔"

وصیت کے بعد ردولی جانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور خرقہ حاصل کر کے ردولی تشریف لے گئے۔ پیر و مرشد کی وفات کے بعد پانی پت آئے تو صاحب سجادہ اور دیگر صاحبزادگان نے آپ سے بیعت کی اس روز سے کبیر الاولیاء کی اولاد شیخ العالم احمد عبدالحق سے فیض یاب ہوتی ہے۔

سیاحت: خواجگان چشت کا طریقہ ہے کہ بیعت کے بعد کامل کر کے سیاحت کا حکم صادر کرتے ہیں۔ حضرت شیخ بیعت کے بعد اور خلافت سے پیشتر سیاحت کے لیے روانہ ہوئے۔

ایک روز آپ کا گزر ایک شہر سے ہوا وہاں کے باشندے نماز عشاء کے بعد مسجد میں اذانیں دیتے تھے آپ سے کہا گیا تم بھی اذان دو آپ نے پوچھا یہ کیا عمل ہے۔ انہوں نے کہا شہر پر بلا نازل ہوئی ہے اس کے دفع کے لیے اذانیں دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ آسمان سے اللہ کی جانب سے بلا نازل ہو اور احمد اس کو

Marfat.com

دفع کرنے کی کوشش کرے۔ حق کی طرف سے جو بھی ہے رحمت ہے
یہ کہتے ہوئے زار و قطار روتے ہوئے شہر سے نکل گئے۔
دوران سیاحت قصبہ سنام میں پہنچے یہاں آپ کے دو پیر بھائی
شیخ نظام الدین شامی اور شیخ عبد الصمد شامی کے مزارات بھی تھے
یہاں ایک ضعیفہ بی بی فاطمہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ اسقدر ریاضت کرتی
تھی کہ حضرت شیخ العالم فرماتے ہیں کہ میں اس سے سبقت نہ لیجا سکتا
تھا۔ سنام میں ایک مجذوب بھی تھے۔ ان سے حضرت محبت کرنے لگے
ان کے لیے کھانا لے جاتے۔ ایک روز ضعیفہ خاتون فاطمہ نے آپ سے
کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حوض سے مچھلیاں ماری جا رہی ہیں۔
آپ نے فرمایا "

اے خاتون مجھے بھی یہی خواب آیا ہے۔ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سنام برباد ہوگا اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی خراب ہوگا"

اس کے بعد آپ نے مجذوب
سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میں بھی سنام چھوڑ
رہا ہوں۔ اور تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔ لہذا آپ پانی پت آئے تو
دیکھا کہ پانی پت سے شیخ کبیر الاولیاء کی روح پاک حاضر نہیں پھر
آپ بدالوں کی طرف آئے۔ چند دن قیام کیا اور بنگلہ کی طرف چلے گئے
اور بمقام پنڈوہ۔ شیخ علاؤالدین بنگالی سے ملاقات ہوئی اس کے بعد بہار
میں آئے وہاں دو مجذوبوں سے فیضان حاصل کیا اور قبرستان میں اہل قبور
کی کرامات دیکھیں بالآخر ردولی آکر خانقاہ قائم کر کے مریدین کی تربیت
میں مشغول ہوئے۔ آپ کے نفس گرم سے سلسلہ صابریہ کو بڑا عروج حاصل ہوا۔

Marfat.com

دہلی اور سنام کی تباہی : آپ نے جو تعبیر بتائی تھی اسی کے مطابق ہوا امیر تیمور، عراق، ایران اور افغانستان کو فتح کرتا ہوا ستمبر ۱۳۹۸ء میں پاک و ہند پر حملہ آور ہوا۔ ۷ دسمبر کو دہلی کے قریب لڑائی ہوئی سلطان محمود تغلق جو فیروز تغلق کا نااہل جانشین تھا نے شکست کھائی اور گجرات بھاگ گیا۔ امیر تیمور پندرہ دن دہلی میں ٹھہرا اور ساری دولت سمیٹ کر اور متعدد فنکاروں کو ہمراہ لے کر سمرقند چلا گیا۔ ہند میں اس کے حملوں سے بہت سے شہر متاثر ہوئے ان میں ایک سنام بھی تھا۔

ازدواجی زندگی : سیاحت کے بعد اپنی برادری میں ایک خاتون سے نکاح فرمایا۔ پہلے فرزند شیخ عزیز پیدا ہوئے انہوں نے پیدا ہوتے ہی حق حق کہا تمام اہل خانہ نے سنا اور دیگر خوارق ظاہر ہوتے۔ ایک دن جب کرامت ظاہر ہوئی تو آپ نے قبرستان میں جا کر فرمایا۔ میرے گھر میں غل اور شور نہ چاہیے عزیز کو چاہیے کہ میرے گھر سے رخصت ہو کر یہاں آجائے۔ اسی آن صاحبزادہ فوت ہو گئے دوسرے صاحبزادے بھی اسی طرح فوت ہوئے تیسرے صاحبزادے شیخ عارف تولد ہوئے وہ زندہ رہے اور صاحب سلسلہ ہوئے۔ آپ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ احمدیہ کہلاتا ہے۔

کرامات : آپ کی ساری زندگی سراپا کرامات ہے۔ آپ کے سلسلہ کا ہمیشہ قائم رہنا سب سے بڑی کرامت ہے۔ کہتے ہیں ایک روز حضرت شیخ العالم ایک دیوار پر تشریف فرما تھے کہ شیخ جمال گوجرہ گھوڑی پر سوار گزرے اور کہنے لگے تمہاری دیوار حرکت کرتی ہے اور چلتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا عجب ہے۔ اسی وقت دیوار حرکت میں آئی اور چلنے لگی پھر

Marfat.com

آپ نے فرمایا تمہاری گھوڑی کیسی چلتی ہے۔ یہ کہنا تھا کہ گھوڑی رک گئی بہت کوڑے مارے لیکن گھوڑی نے ایک قدم بھی نہ اٹھایا۔ آخر کار شیخ جمال شرمندہ ہوئے اور عذر خواہی کی۔

ایک بار حاکم کے پیادہ باہر سے آپ کی چارپائی اٹھا کر لے گئے خدام نے آپ سے شکایت کی تو فرمایا صبر کرو تھوڑی دیر بعد خبر آئی۔ کہ حاکم مرگیا (حقیقتاً چارپائی اس کی میت کے لیے لے گئے تھے)

کتوں کی دعوت : شیخ العالم نے ایک کتیا پال رکھی تھی جب اس نے بچے دیئے تو آپ نے ایک تقریب منعقد کی اور کھانا پکا کر شہر کے تمام اکابر اور دوسرے لوگوں کو مدعو کیا۔ بہت سے لوگ اس دعوت میں شریک ہوئے چند دنوں کے بعد شیخ جمال الدین گوجری نے شیخ العالم سے شکایت کی کہ آپ نے تمام اہل شہر کو دعوت میں بلایا اور مجھے نظر انداز کر دیا۔ آپ نے فرمایا "کتوں کی میزبانی تھی اس لیے میں نے دنیا کے کتوں کو بلایا۔ تم آدمی ٹھہرے تمہیں کتوں کی میزبانی میں کیسے بلاتا"

درویش اور غیر درویش : جب آپ بنگال کے شہر پنڈوہ میں رہتے تھے تو ایک کوتوال کے گھر میں مقیم تھے۔ کوتوال کی ماں آپ سے بہت پیار کرتی تھی۔ شیخ العالم کے ساتھ ایک دیوانہ بھی رہتا تھا۔

ایک رات پنڈوہ کا حاکم بھیس بدل کر شہر میں نکلا۔ ایک مقام پر قلندروں کی جماعت قیام پذیر تھی۔ حاکم ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ حاکم کو دیکھ کر انہوں نے کہا "دور ہو جاؤ ہمارے کھانے کو نظر لگا رہے ہو" حاکم اپنی عزت کا اظہار کرتا رہا لیکن انہوں نے ایک

Marfat.com

ٹکڑا تک نہ دیا۔ حاکم وہاں سے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں کچھ جوگی رہتے تھے۔ اتفاق کی بات ان لوگوں کے بھی کھانے کا وقت تھا۔ یہ لوگ کھانا لائے اور برابر برابر تقسیم کیا۔ ایک حصہ حاکم کا بھی نکالا۔ حاکم نے کہا "میں غیر شخص ہوں میرا حصہ کیوں نکالتے ہو" جوگیوں نے جواب دیا "تم تو انسان ہو، اگر کتا بھی آ جاتا تو اس کا حصہ بھی برابر نکالتے کیونکہ ہمارا یہ اصول ہے"

صبح کو حاکم نے حکم دیا کہ" میرے شہر میں کوئی مسلمان درویش اور قلندر نہ رہے سب کو نکال دو۔ خدام کی جماعت حرکت میں آئی اور قلندروں اور درویشوں کو پکڑ کر بذریعہ کشتی شہر پنڈوہ سے نکالنے لگی شہر میں ہنگامہ ہوا شیخ العالم نے سنا تو اپنے دیوانے کو لیکر حاکم کی ڈیوڑھی پر مجلس قائم کرلی۔ اور اپنے اوپر خاک ڈال لی۔ جب بہت دیر بیٹھے رہے اور کسی نے نہ اٹھایا تو یہ کہہ کر جگہ چھوڑ دی کہ حاکم درویشوں کو نہیں بلکہ بے خبروں کو باہر نکال رہا ہے۔

جون پور کے حکمران سلطان ابراہیم (متوفی ۸۴۰ھ/۱۴۳۶ء) کی آپ سے عقیدت

ایک مرتبہ جون پور کے حکمران سلطان ابراہیم نے ردولی کے چار گاؤں اور ایک ہزار بیگھہ زمین کا فرمان اور سند لکھ کر اپنے مقرب قاضی رضی خاں کو آپ کے پاس بھیجا۔ قاضی رضی خاں یہ فرمان، کچھ نقد رقم اور کھانا لے کر شیخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا" مخدوم! بادشاہ نے آپ سے وہ سلوک کیا جو کسی اور سے نہ کیا" فرمایا" وہ کونسا سلوک ہے" عرض کیا "آپ کے فرزندوں کے لیے چار گاؤں اور ایک ہزار بیگھہ اراضی عطا کی ہے"

Marfat.com

فرمایا۔ قاضی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھو"۔ قاضی نے کلمہ پڑھا اور عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا کفر ہوا۔ فرمایا" تم رزاقی کا دعویٰ کرتے ہو کیا جو اللّٰہ تعالیٰ تمہیں۔ تمہارے بادشاہ اور اس کے خدم وحشم کو روزی دیتا ہے وہ مجھے اور میرے فرزندان کو روزی نہیں دے سکتا۔ بادشاہ چاہتا ہے کہ میری اولاد فقر کی قدر نہ پہچانے"

اَلْفَقْرُ مِنْ كُنُوْزِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(فقر اللّٰہ کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے)

اسی روز رات کے آخری حصہ میں یہ ہندی کا دوہڑا پڑھا۔

کنواں ہوئے تو پاٹوں سمندر کو پاٹن جائے

یارا ہوئے تو برجول جھیل کو برجھن جائے۔

جب یہ دوہرا پڑھتے ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

جون پور کے قاضی کی عقیدت: شیخ العالم بار بار فرماتے اگر جون پور کا بادشاہ سلطان ابراہیم مسلمان ہو جاتا تو ایک مخلوق اس کے ہمراہ مسلمان ہو جاتی اور اس کے عشق کا دم بھرتی۔ کیونکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ

اسی جذبہ سے وہ سلطان سے ملنے کی خواہش رکھتے۔ ایک بار جون پور تشریف لے گئے۔ وہاں پہلے قاضی شہاب الدین لہریا (متوفی ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء) سے ملاقات ہوئی۔ جو اپنے زمانہ کے صدر العلماء اور بدر الفضلاء

Marfat.com

تھے۔ جب آپس میں گفتگو ہوئی تو شیخ العالم معرفت کی باتیں کرنے لگے قاضی نے آپ کی گفتگو سن کر کہا "ہم لوگ ارباب ظاہر ہیں۔ آپ کا علم درحقیقت خدا کا علم ہے" آپ نے فرمایا "قاضی بے چارہ ظاہر کا رہنے والا ہے اس علم کو کیا جانے"۔ قاضی آپ کا معتقد ہوا اور سلطان سے ملاقات کرائی۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے کہا کہ اب سلطان بدل جائے گا۔ کیونکہ شیخ العالم کی نظر اکسیر اعظم ہے۔

شُہرت سے نفرت : ایک بار شیخ العالم نے کھانے کی دیگ پکوائی اور خلق اللہ کے رہگذر پر رکھ دی۔ تین دن تک راہ گذر اس سے کھاتے رہے لیکن دیگ میں کھانا ختم نہ ہوا۔ شیخ العالم نے اس غرض سے دیگ اٹھوا لی کہ عالم میں شہرت ہو گی کہ احمد ایسا ایسا ہے حالانکہ شہرت ایک آفت ہے۔ گمنامی ایک راحت ہے جس کو کوئی نہیں جانتا۔

حالتِ سکر اور ذکرِ حق حق : شیخ العالم پر ہر وقت سکر کی حالت طاری رہتی تھی۔ ردولی کی جامع مسجد میں نماز جُمعہ اوّل وقت پڑھنے جانتے وہاں خود اپنے۔ ہاتھ سے جھاڑو دیتے۔ چالیس یا پچاس برس تک اس مسجد میں نماز پڑھی مگر یہ نہ جانتے تھے کہ مسجد کس طرف ہے۔ جب آپ نماز کے لیے نکلتے تو آپ کے خاص خادم خلیفہ شیخ بختیار رحمتہ اللہ علیہ آگے آگے بلند آواز سے حق حق کہتے جاتے تھے۔ شیخ العالم اسی آواز کے سہارے راستہ طے کرتے۔ ان کے اس جمال اور سکر کے سبھی لوگ معترف تھے۔

شیخ عبدالرحمان چشتی صاحب مراۃ الاسرار اورادِ چشتیہ میں نقل کرتے ہیں کہ اسمِ **حق حق** میں شیخ العالم اور مریدین کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سانس

Marfat.com

بغیر ذکرِ حق کے خالی نہ آتا تھا۔ ہر محل و موقعہ پر حق حق کہتے تھے چنانچہ اسم حق اور جمال حق میں مستغرق رہتے تھے چنانچہ آج تک آپ کے سلسلہ میں ذکرِ حق حق جاری ہے۔

جب عارف کی روح دریائے توحید میں غوطہ زن ہوتی ہے تو انانیت گم ہو کر تنہا لفظ حق حق کہنے لگتا ہے

حق حق حق ——— حق حق حق ——— حق حق حق

حق حق حق

تمام لوگ اونٹوں کی مانند نہ ہوں" فرماتے ہیں۔" اس میں اشارہ ہے کہ مخلوق سے قطع نظر کی جائے۔ خود کو مخلوق سے خارج کرلے"۔

* حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں" جو اپنی نفسانی خواہشات اور نفس کی مخالفت کرے اور اپنے نفس کو اللہ کے لیے وقف کر دے شیطان کا اس پر زور نہیں چل سکتا۔

* مرید کو صدق و اخلاق دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۔ شرعی امور کی متابعت

۲۔ خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔

* ابتداء میں جسقدر مصائب نازل ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف مخلوق کی طرف توجہ ہے۔

Marfat.com

وفات : ایک بار شیخ العالم اپنے دوستوں کے ہمراہ ایک جنگل میں گئے جنگل میں ایک نہایت شاداب درخت تھا جس کے نیچے زمین صاف وشفاف تھی وہاں آپ ذکر میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ احباء یہ دیکھ کر شور و غل کرنے لگے اور ان کی حالت خراب ہوئی آپ نے جب مریدین کا یہ حال دیکھا تو چشم وا کر دیں اور فرمایا تمہارے شور و غل کی وجہ سے پھر واپس آنا پڑا مابعد ارددلی میں تشریف لائے — اور ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ یا (۸۳۶ھ) مطابق ۱۴۳۴ء یا ۱۴۳۳ء میں وفات پائی۔

خلفاء : آپ کے خلفاء کی تعداد سولہ ہے جن میں سے پانچ کے اسماء ملتے ہیں۔

۱۔ **شیخ عارف** : یہ آپ کے صاحبزادے ہیں انہی سے آپ کا سلسلہ جاری ہوا

Marfat.com

ان کے حالات آیندہ باب میں بیان ہوں گے۔

۲۔ شیخ مخلص: یہ حضرت اسم با مسمّٰی ہیں۔ حضرت شیخ العالم کے لاڈلے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک مرتبہ شیخ العالم شیخ مخلص کے گھر کے قریب سے گزرے تو مریدین نے شیخ مخلص کو آپ کی آمد کی اطلاع دی۔ شیخ مخلص کو کسی وجہ سے باہر نکلنے میں دیر لگی۔ اتنے میں شیخ العالم آگے بڑھ چکے تھے یکا یک سلطان ابراہیم کا ایک درباری ملک خالص بڑے جاہ و حشمت سے گھوڑے پر سوار گزرا۔ لوگوں نے کہا ملک خالص جا رہا ہے شیخ العالم نے فرمایا۔ مخلص کا وہ حال ہے (یعنی دیر لگانا) اور خالص کا یہ حال (یعنی تیزی سے گزرنا) معلوم نہیں دوسروں کا کیا حشر ہوگا۔ یہ بیچارے دنیا کی مستی میں ہیں اور آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔" پھر فرمایا "احمد! یہ خدا کا ملک ہے جس کو چاہتا ہے بلاتا ہے جس کو چاہتا ہے نکال دیتا ہے" یہ فرما کر تمام اپنا سامان لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنا لباس اتار کر گدڑی پہن لی۔ پھر نعرہ تکبیر لگایا اور ردولی واپس آ گئے۔ شیخ مخلص رحمۃ اللہ علیہ کا مزار جون پور میں ہے

۳۔ شیخ شمس رحمۃ اللہ علیہ: یہ بھی شیخ العالم کے خلیفہ صاحب سُکر تھے۔

۴۔ شیخ بہرام رحمۃ اللہ علیہ: آپ اپنے زمانے کے کامل ولی تھے شیخ العالم کے عاشق تھے۔

۵۔ شیخ بختیار رحمۃ اللہ علیہ: پہلے آپ جواہر فروش کے ہاں غلام تھے جب ان کا مالک ردولی میں آیا تو شیخ العالم کی نذر کیا۔ یہ ہمیشہ حضرت کی خدمت میں مشغول رہتے۔ شیخ العالم ان کی طرف التفات نہ فرماتے تھے۔ بالآخر

Marfat.com

چھ ماہ بعد شیخ العالم ان پر مہربان ہوئے اسی دم ان کو مستی کی حالت ہوئی اسی مستی کی حالت میں عرض کیا "جب تو اس قدر نعمت الٰہی رکھتا ہے تو پھر بندگان خدا کو کیوں محروم رکھتا ہے" شیخ نے ہر چند ان کو اس بات کے کہنے سے منع کیا لیکن وہ باز نہ رہے۔ آخر شیخ نے اپنے ہاتھ سے ان کو پانی پلایا تو یہ ہوش میں آئے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اور اس سے اجازت لے کر آؤ۔ آپ بحکم شیخ جونپور گئے اور شیخ العالم کی خدمت میں ہمیشہ رہنے کی اجازت طلب کی۔ مالک نے آپ کی حالتِ تغیر کو دیکھ کر اجازت دے دی۔ آپ ردولی میں تشریف لائے اور کمال حاصل کیا۔

ایک روز شیخ العالم نے فرمایا "کنواں کھود دو" انہوں نے کنواں کھودا پھر فرمایا کنواں بند کر دو۔ آپ نے بند کر دیا۔ یہ نہ پوچھا کیوں کھودوایا اور کیوں بند کروا دیا ۔۔۔۔۔۔ ایک روز فرمایا "بختیا ادھر دیکھو" آپ نے جو دیکھا حجرہ کو سونے سے بھرپور پایا" فرمایا جس قدر ضرورت ہے لے لو" عرض کیا "آپ کی اطاعت کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ کی وفات ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) میں ہوئی۔ مزار ردولی میں ہے۔

شیخ العالم کے دور کے سلاطین دہلی

فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱ تا ۱۳۸۸ء) مطابق (۷۴۹ھ تا ۷۸۶ھ)
اس کے حالات گزر چکے۔

سلطان محمود تغلق: فیروز شاہ کے جانشین نالائق تھے جن میں محمود تغلق بھی شامل تھا۔ اسی کے دور میں ستمبر ۱۳۹۸ء (۸۰۰ھ) میں امیر تیمور نے

Marfat.com

دہلی پر حملہ کر کے اسے تاراج کر دیا۔ اس کی پیش گوئی شیخ العالم نے قصبہ شام میں دی تھی۔ امیر تیمور دہلی میں پندرہ دن ٹھہرا۔ اس دوران میں محمود تغلق گجرات بھاگ گیا تھا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد محمود تغلق دہلی میں آیا۔ اور بیس سال برائے نام حکومت کی۔ فروری ۱۴۱۲ء (۸۱۵ھ) میں فوت ہو گیا۔

دولت خاں لودھی : محمود تغلق کے بعد امراء نے دولت خان لودھی کو تخت دہلی پر بٹھایا لیکن ملتان، لاہور اور دیپالپور میں تیمور خاں کے مقرر شدہ گورنر خضر خان نے اسے شکست دی اور ۱۴۱۴ء (۸۱۶)ھ میں خود قابض ہو کر

سادات خاندان کی بنیاد رکھی۔

خضر خاں : یہ سادات خاندان کا پہلا بادشاہ ہے۔ یہ ۱۴۱۴ء (۸۱۶ھ) میں دہلی کا بادشاہ بنا۔ یہ بادشاہ بڑا فیاض، پرہیز گار، عادل، دانشمند اور صادق العقول تھا۔ رعایا اس سے بہت خوش تھی یہ ۱۴۲۱ء (۸۲۴ھ) میں فوت ہو گیا۔ اس کی وفات پر ہر شخص نے تین دن سوگ منایا۔ یہ سادہ انسان تھا۔ اس نے کوئی لقب اختیار نہ کیا۔

مبارک شاہ : خضر خان کے بعد اسکا لڑکا ۱۴۲۱ء میں تخت نشین ہوا اور سلطان کا لقب اختیار کیا۔ اس نے تیمور کے جانشینوں کی فرمانروائی کا سلسلہ ختم کر دیا۔ سکہ پر فخر الدین مبارک شاہ کندہ کروایا۔ دہلی کے نزدیک ایک شہر "مبارک آباد" بسایا۔ ۱۹۔ فروری ۱۴۳۴ (۸۳۷ھ) میں نمازِ جمعہ کی تیاری کر رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

اسی سال میں شیخ العالم احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال

Marfat.com

ہوا۔

ارشادات:

۱۔ فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔
۲۔ شہرت ایک آفت ہے اور گمنامی عین راحت ہے
۳۔ اپنی ذات کو اپنی خودی اور اپنے کام سے علیحدہ کر کے نام و نشان کی ہستی کو مٹا کر مالک الملک لایزال کی ہستی میں گم ہو جاؤ۔
۴۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے۔ اسکی شان بلند ہے وہ سب کو رزق دیتا ہے رزق کے معاملہ میں اللہ اور ان کے بندوں کے درمیان میں نہ آؤ وہ جانے اور بندے جانیں۔
۵۔ اپنے دل کے گھوڑے کو "وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ" کے وسیع میدان میں دوڑاؤ۔

Marfat.com

باب بیست و چہارم

حق حق حق

عارفِ راہِ شریعت و طریقت حضرت شیخ عارف فاروقی رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام عارف ہے۔ فاروقی النسل ہیں۔ حضرت شیخ العالم احمد عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔

سلسلہ نسب: پچھلے باب میں درج ہو چکا ہے۔

پیدائش: آپ ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

بچپن اور تعلیم: حضرت شیخ عارف پیدائشی ولی تھے۔ بچپن ہی میں بے خودی کے عالم میں رہتے تھے۔
تعلیم کے لیے آپ کو مکتب میں بٹھایا تو آپ عجیب باتیں کرتے تھے

Marfat.com

استاد صاحب نے شیخ العالم سے اس بارے میں کہا تو آپ نے فرمایا "آپ اسے اپنے علم سے کچھ تعلیم نہ دیجیئے۔ ظاہری علم ایک حجاب ہے میں اپنے بیٹے کو خود تعلیم دوں گا۔ آپ کے پاس صرف ادب اور نشست و برخاست کا طریقہ سیکھنے کے لیے بٹھایا ہے۔"

شادی: جب شیخ عارف ذرا بڑے ہوئے اور جوانی میں قدم رکھا تو شیخ العالم عبدالحق ردولوی نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا "اے مادر لکھوری (بچپن میں شیخ عارف کو لکھوری کے نام سے پکارتے تھے۔ لکھوری ہندی کا لفظ ہے جس کو معنی لاکھوں پتی ہے۔ حقیقت میں شیخ عارف کے جلو میں لاکھوں روپیہ رہتا تھا لیکن خود نہ اسکو ہاتھ لگاتے اور نہ ہی اس طرف نظر کرتے) ہوشیار رہو۔ عارف کی شادی کا انتظام کرو۔ میں نے درگاہ الہی میں گستاخی کی ہے۔ کئی مرتبہ فرستادہ حق مجھ کو لینے آئے۔ (فرشتۂ اجل) میں نے ہر بار ان کو یہی کہا "جب تک کار خیر عارف (عارف کی شادی) سے فارغ نہیں ہوتا نہیں آؤنگا۔

اس کے بعد شیخ العالم نے شیخ نور الدین (متوفی ۸۵۱ھ) خلیفہ سید موسیٰ قادری رحمتہ اللہ علیہما سے کہا "سیدزادے! اپنی لڑکی کی شادی لکھوری سے کر دو۔" سید موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ شیخ نور الدین شیخ العالم کے دوست اور معتقد تھے۔ شیخ نور الدین نے قبول کیا۔ آپ اپنے مریدین اور شیخ عارف کو لے کر شیخ کے نکاح کے لیے قدم رنجہ ہوتے۔ شرفائے قصبہ بھی مجلس نکاح میں شامل ہونے کے لیے آتے یہ خبر جب قاضی قصبہ شمس الدین کو پہنچی تو وہ سید صاحب کے پاس گیا اور کہا "ہم کو فقیروں سے کیا نسبت ہے۔ احمد عبدالحق ایسا فقیر ہے جو ایک کلمہ منہ سے نکالے تو پانی پانی کر دے اور ایک کلمہ میں

Marfat.com

آتش پیدا کر دے۔ یہ نکاح نہیں ہونا چاہیے" حضرت شیخ العالم نے اپنے نورِ باطن سے یہ بات معلوم کر لی اور فرمایا" قاضی سید صاحب کو حکم امتناع دیتا ہے"۔ نظرِ غضب سے دیکھا۔ اسی وقت قاضی کے شکم میں درد پیدا ہو کر خون جاری ہوا۔ قاضی نے معافی طلب کی۔ آپ نے اسے معاف کر دیا اور نکاح چھ ماہ کے لیئے روک لیا۔ آپ خانقاہ میں واپس تشریف لائے۔ چھ ماہ کے بعد نکاح ہوا۔ قاضی کی نیت میں پھر فتور پیدا ہوا۔ تو غضب صاری کا نشانہ بنا شکم سے خون جاری ہوا۔ لوگوں نے آپ سے استدعا کی لیکن آپ نے فرمایا: تیر نشانہ پر لگ چکا ہے اب کوئی چارہ نہیں آخر، قاضی اسی بیماری میں ہلاک ہوا۔

اولاد: شیخ عارف لکھوری فاروقی کے ایک فرزند ارجمند پیدا ہوئے جن کا نام محمد رکھا گیا۔ اور دو صاحبزادیاں

۱۔ **سیدہ شریفی:** ان کی شادی ایک سید سے ہوئی۔

۲۔ **سیدہ ام کلثوم:** ان کا نکاح قطبِ عالم عبد القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے قرار پایا۔

حالتِ استغراق اور محبتِ خلق اللہ: آپ ہمیشہ بے خودی کے عالم میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ میں اپنے والد کی طرح گرمی حبِ الٰہی موجود تھی اس کے باوجود خلق اللہ سے پیار کرتے تھے۔ پیار کی یہ کیفیت تھی کہ ہر آنے والا یہ جانتا تھا کہ حضرت کو سب سے زیادہ پیار مجھ سے ہے۔ قطبِ عالم فرماتے ہیں" میں نے ہر شخص کو جو اِن کے پاس حاضر ہوا یہی

Marfat.com

کہتے سُنا کہ مجھ سے جو شیخ کو محبت ہے اور کسی سے نہیں" آپ صلح کُن انسان تھے۔ آپ میں چشتیہ حضرات کی عادت عام تھی جیسا کہ حافظ صاحب نے فرمایا صہ

حافظا گر وصل خواہی صلح کن ہر خاص و عام

با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

خلافت اور سجّادگی : اپنے والد مکرم شیخ العالم سے خلافت حاصل کی اور بعد از وفات شیخ العالم سجادہ مشیخیت پر رونق افروز ہوئے اور ہزار ہا طالبانِ حق کو حق رسید کیا۔

وفات : آپ نے چالیس ۴۰ سال کی عمر پائی۔ شیخ العالم کی وفات کے ۲۲ سال ۴ ماہ اور چھ دن بعد ۲۱ شوال المکرم ۸۵۹ھ مطابق ۱۴۵۷ء کو وفات پائی۔ ردولی شریف میں مزار اقدس ہے۔

خلفاء : آپ سنے خلفاء کی تربیت کی طرف دھیان نہیں دیا۔ ہر وقت عالم سکر میں رہتے تھے۔ اس لیے آپ کے بعد صرف آپ کے صاحبزادے شیخ محمد خلیفہ اور سجادہ نشین ہوئے۔

سلاطین دہلی، شیخ عارف کے دور میں۔

محمد شاہ : (۱۴۳۴ تا ۱۴۴۴ء - ۸۳۷ھ تا ۸۴۷ھ)

Marfat.com

مبارک شاہ کے بعد خاندان سادات کا تیسرا بادشاہ محمد شاہ تخت نشین ہوا یہ مبارک شاہ کا بھتیجا تھا۔ مبارک شاہ لاولد تھا۔ یہ بھی نا اہل تھا۔ سلطان ابراہیم شاہ (متوفی ۸۴۰ھ - ۱۴۳۶ء) نے محمد شاہ کی حکومت پر حملہ کر کے سلطنت دہلی کے بعض جنوبی و مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ سرہند کے گورنر بہلول لودھی نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ ۱۴۴۳ء میں سلطان محمد شاہ خلجی حکمران مالوہ نے دہلی پر چڑھائی کی بعد میں صلح کر کے چلا گیا۔ اس طرح یہ بادشاہ اپنی نا اہلی کی بنا پر مصائب میں گرا رہا۔ آخر ۱۴۴۴ء میں فوت ہو گیا۔ اس کی سلطنت دہلی سے چالیس میل سے زیادہ نہ تھی۔

علاؤالدین عالم شاہ (۱۴۴۴ء تا ۱۴۵۴ء) بمطابق (۸۴۷ھ تا ۸۴۸ھ)

علاؤالدین، محمد شاہ کا بیٹا تھا۔ عالم شاہ لقب اختیار کیا۔ نا لائقی میں باپ سے بڑھا ہوا تھا۔ اسے دہلی کی نسبت بدایوں زیادہ دلکش معلوم ہوتا تھا لہذا وہیں چلا گیا۔ ۱۴۴۸ء میں مستقل بدایوں میں رہنے لگا۔ اس کا وزیر حمید خان دہلی کا سیاہ و سفید کا مالک بن بیٹھا۔ اس نے پنجاب سے بہلول لودھی کو بلایا وہ ۱۴۵۱ء میں دہلی میں آیا۔ اور دہلی کا بادشاہ بن گیا۔ عالم شاہ نے بدایوں سے بہلول کو لکھا کہ مجھے سلطنت کی ضرورت نہیں میں دہلی کا تخت خوشی سے تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ بہلول لودھی نے اس صلہ میں بدایوں کا مالیہ اسے بخش دیا۔ اس پر سادات خاندان ختم ہو گیا۔

بہلول لودھی : (۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۹ء) (۸۴۸ھ تا ۸۸۷ھ)

یہ لودھی خاندان کا پہلا بادشاہ ہے۔ اس کے دور کا آٹھواں سال تھا کہ **شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔** یہ بادشاہ بڑا بہادر، دیانتدار، اسلام

Marfat.com

کا پابند، مہربان، فیاض اور عادل تھا۔ لباس بڑا سادہ استعمال کرتا تھا۔ غیر مسلمانوں سے رواداری سے پیش آتا تھا۔ اس نے خلفاء راشدین کی جمہوری روایات قائم رکھیں۔ کبھی تخت پر نہ بیٹھتا تھا۔ ہمیشہ فرش پر نشست کرتا تھا۔ علماء و فقراء کی قدر کرتا تھا۔ اگر امرا میں سے کوئی ناراض ہو جاتا تو کہتا کہ اگر میں اس منصب کے قابل نہیں تو مجھے کوئی اور منصب دے دو اس کے زمانے میں جونپور سلطنت دہلی میں شامل ہو گیا۔ اڑتیس سال طویل حکمرانی کے بعد ۱۴۸۹ء میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی اسکے آٹھ سالہ حکومت میں شیخ عارفؒ اور تیس ۳۰ سالہ حکومت میں شیخ محمد ردولوی ولایت پر فائز رہے۔

ارشاداتِ شیخ عارف رحمتہ اللہ علیہ : مل نہیں سکے۔

Marfat.com

باب بیست و پنجم

معشوقِ ربّانی حضرت شیخ محمّد فاروقی ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام محمّد اور لقب معشوقِ ربّانی ہے

سلسلہ نسب : محمّد بن عارف بن شیخ العالم احمد عبدالحق ردولوی تا فاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ (دیکھو باب شیخ العالم نمبر ۲۳) رضی اللہ عنہ

پیدائش : شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۸۳۷ھ ۱۴۳۴ء) قصبہ رُدولی ضلع بارہ بنکی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

خلافت اور مقام : اپنے والدِ مکرم شیخ عارف کے بعد ۸۵۹ھ بمطابق ۱۴۵۷ء میں سجادہ اور خلیفہ مقرر ہوئے اور ہزار ہا انسانوں کو حیوانیت سے انسانیت کی طرف لائے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے باپ دادے کی مانند ہر وقت سکر اور استغراق میں رہتے تھے۔ ہر جمعہ کو فجر کی نماز جامع مسجد میں ادا کر کے تمام دن مسجد میں مشغولِ عبادت رہتے کسی سے بات نہ کرتے نماز جمعہ ادا کر کے پھر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ نماز مغرب کے بعد خانقاہ میں تشریف لاتے۔ اپنی ساری عمر سونا اور چاندی کو ہاتھ نہ لگایا جو نذرانے خانقاہ میں آتے خدام کو حکم تھا کہ شام تک غربا میں تقسیم کر دیں جو مسافر، فقیر اور سائل خانقاہ میں آتا آپ اس سے نہایت مہربانی سے پیش آتے جو چیز سامنے ہوتی حکم ہوتا اسے اٹھا لو۔

اگرچہ آپ کے حالات تذکروں میں زیادہ نہیں ملتے لیکن ہر تذکرہ نویس نے آپ کا مقام بیان کرتے ہوئے یہی رقم کیا ہے۔

"شیخ کا مقام ہر شخص قیاس کو سکتا ہے کہ شاہ عبدالقدوس رحمتہ اللہ علیہ سا شخص آپ کا مرید اور خلیفہ ہو اور زیرِ تربیت رہا ہو۔ کیا مقام ہو گا جن کے مرید ایسے ہوں وہ پیر کیسے ہوں گے۔"

(تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان)

خلیق احمد نظامی تاریخ "مشائخ چشت میں رقمطراز ہیں" شیخ عارف کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ محمد سجادہ مشیخیت پر بیٹھے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مرید اور خلیفہ عطا فرمایا جس نے صابریہ سلسلہ کو شمالی ہندوستان (بلکہ پنجاب میں) میں بڑی ترقی دی اور اس کے اثرات دور دور تک پہنچائے''۔

کرامت: ایک روز ایک ضعیفہ حاضرِ خدمت ہوئی اور عرض کیا میرے اوپر کئی فاقے گزر چکے ہیں۔ اتنی بھی استطاعت نہیں کہ کمہار سے ایک کوزہ لے کر پانی ہی پی لوں۔ آپ سخی و کریم ہیں میری دستگیری فرمائیے اس

Marfat.com

وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ چند لمحے بعد ایک زمیندار آیا اور کچھ غلہ نذرانہ پیش کیا۔ حضرت نے اپنے دستِ حق پرست سے اس غلہ کو اپنے وضو والے لوٹے میں ڈال کر اُس ضعیفہ کو عطا کیا۔ وہ جب تک زندہ رہی اس میں سے خرچ کرتی رہی لیکن غلہ جوں کا توں رہا۔

ازدواجی زندگی: آپ نے شادی فرمائی۔ اور اولاد بھی ہوئی۔ آپ کے بڑے لڑکے کا نام۔ شیخ بدھ رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ جو آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے

وفات: جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو اپنے لڑکے شیخ بدھ کو طلب کیا۔ حاضرین نے عرض کیا "شیخ بدھ شاہ آباد میں شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے پاس اکتساب فیض کر رہے ہیں۔ اسی وقت حضرت شیخ العالم رحمتہ اللہ علیہ نے شاہ عبدالقدوس گنگوہی کو روحانی طور پر فرمایا۔ "شیخ محمد کا آخری وقت ہے۔ ان کے فرزند بدھ کو جلدی ردولی میں پہنچاؤ۔ شیخ عبدالقدوس، شیخ بدھ کو لے کر جلد ردولی حاضر ہوئے اس وقت حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ حالتِ استغراق میں تھے۔ جب ہوش میں ہوئے تو شاہ عبدالقدوس سے شیخ محمد نے فرمایا "فہم کردم" پوچھا فہم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا "توحید" جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو پھر غلبہ استغراق ہوا۔ شاہ عبدالقدوس نے عرض کیا "اس وقت ہوشیار رہنا مردانِ حق کا شیوہ ہے" فرمایا" اس وقت سوائے ذات حق کے میرے اندر کچھ نہیں سماتا" یہ کہکر اُٹھ بیٹھے اور شاہ عبدالقدوس کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اور تحفہ امانت پیرانِ چشت معہ اسم اعظم حضرت عبدالقدوس رحمتہ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائے۔

پسرم کو اسرارِ باطنی سے آگاہ کر دینا اور نعمتِ پیرانِ چشت سے مشرف

Marfat.com

رکے میری مسند پر بٹھا دینا۔ یہ وصیت فرما کر بخوشی حق حق کہتے ہوئے ۱۲
ربیع الثانی ۸۹۸ھ مطابق ۱۴۹۹ء کو انتقال فرمایا۔ ردولی شریف میں مزار
ہے۔

خلفاء: آپ کے خلفاء صرف دو ہیں۔

۱۔ **حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ:** ان کے حالات آئندہ
باب میں علیحدہ درج ہوں گے۔

۲۔ **حضرت شیخ بدھ رحمتہ اللہ علیہ:** یہ آپ کے بڑے صاحبزادے
ہیں۔ والد مکرم کے بعد سجادہ شیخیت پر بیٹھے آپ کی تربیت آپ کے
بھوپھا عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔ صاحب کمال درویش
تھے۔ ایک روز آپ اہل خانہ کے ہمراہ سو رہے تھے آپ کی بیوی کی
جو آنکھ کھلی تو دیکھا شیخ بدھ سوتے ہیں لیکن ایک آپ کی صورت کا
شخص مصلّی پر نماز ادا کرتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر مضطرب ہوئیں اور شور
مچایا۔ شیخ بدھ اٹھے تو وہ صورت غائب ہو گئی۔ اور شیخ بدھ کی اصلی
صورت رہ گئی۔ آپ نے فرمایا "اہل کمال کو بعد کسب کے صورت مثالی
حاصل ہوتی ہے۔ اور شیخ بدھ کی اصلی صورت رہ گئی۔ آپ نے فرمایا
"اہل کمال کو بعد کسب کے صورت مثالی حاصل ہوتی ہے اس کو صوفیہ
وجودِ مکتسب کہتے ہیں۔ شیخ بدھ رحمتہ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔
شیخ بدھ رحمتہ اللہ علیہ کے مزید حالات مراۃ الاسرار میں دیکھئے۔

۱۔ شیخ پیر رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ شیخ منصور رحمتہ اللہ علیہ:

Marfat.com

شیخ منصور نے بہت سیاحت کی اور بزرگان دین خصوصاً شیخ جلال الدین تھانیسری سے اکتساب فیض کیا بعد میں شیخ الاولیاء شیخ پیر کے سجادہ ہوئے۔

شیخ عبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ : شیخ بدھ کے مرید تھے۔ شیخ منصور سے خرقہ حاصل کیا۔ صاحب "مراۃ الاسرار" نے آپ سے استفادہ کیا اس کتاب کے مصنف کا نام بھی عبدالرحمان ہے۔ **شیخ منصور** کے بعد

حضرت شیخ پیر رضا رحمتہ اللہ علیہ : سجادہ ہوئے۔ یہ صاحب اسرار، عارف باللہ تھے۔ ان کی آنکھیں کثرت مشاہدہ سے سرخ رہتی تھیں۔ ان کے بعد ان کے خلیفہ اور لڑکے **شیخ قطب الدین** رحمتہ اللہ علیہ سجادہ ہوئے۔ یہ بھی کامل اولیاء سے تھے۔ بہت سیاحت فرمائی حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ پانی پت۔ کلیر شریف بھی حاضر ہوئے حضرت سید مخدوم نے ان کو ارشاد فرمایا "تمہاری عمر ختم ہوئی۔ اپنی ہڈیاں اپنے بزرگوں کے پہلو میں جا کر دفن کرادو۔" عرض کیا "حضور! میرے بزرگوں نے لمبی عمریں پائیں۔ میرا کیا قصور ہے کہ پچاس برس میں چلا جاؤں"۔ فرمایا "بیس سال تم نے رحمت خاں کو دے دیئے تھے" رحمت خان شہنشاہ اکبر کے امراء میں سے تھا اس کو شیخ سے عقیدت تھی یہ بیمار ہوا حالت خراب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا "جائیں نے اپنی عمر کے بیس سال تمہیں دیئے۔" اسی وقت وہ اچھا ہو گیا۔" آپ نے اپنے پسر

شیخ حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت دے کر وفات پائی صاحب" مراۃ الاسرار" شیخ عبدالرحمان چشتی رحمتہ اللہ علیہ شیخ حمید الدین بن شیخ قطب الدین

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں ۔ اورنگ زیب کے شروع دور میں فوت ہوئے

سلاطینِ دہلی حضرت شیخ محمدؒ کے دور میں

بہلول لودھی : حضرت شیخ عارف رحمتہ اللہ علیہ سلطان بہلول لودھی کے دورِ سلطنت کے آٹھویں سال فوت ہوئے ۔ اس سلطان کا کل دور اڑتیس سال ہے ۔ تیس سال حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت میں گزرے ۔ اس کے حالات پچھلے باب میں گزر چکے ہیں ۔

سکندر لودھی : بہلول کی وفات کے بعد اس کا بیٹا نظام سکندر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا ۔ یہ بادشاہ ۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء (۸۸۷ھ تا ۹۱۶ھ) تختِ دہلی کا مکین رہا ۔ یہ بڑا قابل فرمانروا تھا ۔ جو کام باپ دادا سے نہ ہوا، وہ اس نے سرانجام دیا ۔ بہار کو سلطنت دہلی میں شامل کیا، والی بنگال سے دوستانہ معاہدہ کر لیا ۔ آگرہ شہر کی اسی نے بنیاد رکھی ۔ دہلی کی بجائے آگرہ کو دارالخلافہ بنایا ۔ سکندرہ شہر اسی بادشاہ کے نام سے موسوم ہے ۔ سکندر لودھی دانشمند، دور اندیش اور بلند پایہ منتظم تھا ۔ پکا مسلمان تھا عادل اچھا شاعر اور علم کا مربی تھا ۔ اٹھائیس سال حکمران رہا ۔ اس کی حکومت کے گیارھویں سال حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ۔

ارشادات حضرت شیخ محمدؒ ردولوی رحمتہ اللہ علیہ :

حضرت محمد غوثی شطاری ماندوی اپنی تصنیف "گلزار ابرار" میں فرماتے ہیں "آپ کے کلمات (ارشادات) میں عیسوی معجزات کا اثر تھا"

ارشادات : ★ اے عزیز ! (غالباً اپنے صاحبزادے شیخ بدھ کو لکھتے ہیں)

Marfat.com

ارادہ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا اسی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے منزلِ حقیقت کا وصول زیادہ آسان اور جلد پا ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش سے بعد کوشش کرے، اپنے آپ کو مرشدِ دانا کی بارگاہ میں پہنچائے۔

★ (مرشد کامل وہ ہے) جس کو انسانِ کامل کہہ سکیں۔ جو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال سے آگاہ ہو بلکہ ان کی پوری تحقیق کر سکتا ہو۔

★ سالک اپنے مرشد کے تحتِ فرماں ہو جائے۔ اپنے ظاہر و باطن کو مرشد سے نہ چھپائے۔

★ تقویٰ۔ بھوک۔ شب بیداری۔ قلبی خاموشی اور باطنی تنہائی کو ہمیشہ اپنے عمل میں رکھے تاکہ صالحین کے مقام اور احرار (آزاد منش) کے درجات حاصل کر سکے۔

(گلزار ابرار از محمد غوثیؒ)

Marfat.com

باب بیست و ششم

حق حق حق

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس حنفی چشتی صابری گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام عبدالقدوسؒ، القاب قطبِ عالم اور قطب الاقطاب ہیں۔

سلسلہ نسب: آپ سیدنا امام ابوحنیفہ امام اعظم کی اولاد سے ہیں سلسلہ نسب حضرت شاہ محمد حسن صابری چشتی نے اپنی تالیف "تواریخ آئینہ تصوف" میں یوں بیان کیا ہے۔

شیخ عبدالقدوس بن شیخ اسماعیل بن شیخ صفی اللہ بن شیخ نصیرالدین بن شیخ نظام الدین بن شیخ ابراہیم بن شیخ ظہیرالدین بن شاہ احمد بن عبدالواسع بن شاہ عبدالقادر بن شاہ عبدالغنی بن شاہ عثمان بن شاہ اسحاق بن شاہ محمد عمر بن محمد فضل اللہ بن شاہ محمد نصراللہ بن شاہ محمد سعدی بن شاہ نجم الدین بن امام طاہر حنفی بن امام ابراہیم

Marfat.com

بن حضرت امام عطا المعروف امام احمد بن امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ وعنہم۔

حضرت شاہ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم کا سلسلہ نسب ۶۰ ساٹھ واسطوں سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچایا ہے۔ قطب عالم عبد القدوس گنگوہی سے امام اعظم تک حالات بھی لکھے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نوشیرواں عادل تک بھی حالات لکھے ہیں۔ شائقین حضرات ان کی کتاب کا مطالعہ کریں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) کے مفصل حالات کے لیے "الخیرات الحسان عربی" از علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کا اردو ترجمہ "جواہر البیان" از علامہ ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی) خلیفہ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کا ضرور مطالعہ کریں۔

پیدائش اور پیشگوئی: قطب عالم کے والد مکرم شیخ اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ بچپن کے عالم میں دیگر بچوں کے ہمراہ شیخ العالم احمد عبد الحق رودولوی قدس سرہ کی زیارت کے لیے گئے۔ شیخ العالم نے شیخ اسماعیل کو اپنے پاس بٹھایا اور ان کی پشت کو بوسہ دیا اور فرمایا "اس بچے کی صلب سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جو قطب وقت ہوگا۔ میری نعمت کا حامل اور میرے خلفاء سے ہوگا۔ چنانچہ ۲۳۔ جمادی الثانی ۸۴۲ھ (۱۴۴۱ء) کو شیخ اسماعیل کے ہاں ردولی میں عبد القدوس پیدا ہوئے۔ اور قطب عالم کے لقب سے ملقب ہوئے۔

قطب عالم کے دادا شیخ صفی اللہ حضرت سید محمد اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ سید محمد اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کچھوچھہ سے ردولی تشریف لائے اس وقت قطب عالم کے والد شیخ اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ سوا ماہ کے تھے قطب عالم کے دادا حضرت صفی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو ان کی گود میں دیا۔ حضرت سمنانی نے پیار کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ بھی میرا مرید ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ فرزند عطا فرمائے گا۔ جو قطب عالم ہوگا۔

بچپن اور تعلیم و تربیت: آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ کو فقر سے محبت تھی آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتے تھے بچپن ہی سے شیخ العالم شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ سے روحانی پیار تھا اس لیے ان کے روضہ پر اکثر رہتے اور جاروب کشی کرتے تعلیم کا آغاز بھی کیا ایک مرتبہ کتاب کافیہ لے کر روضہ کے اندر چلے گئے۔ اندر سے قبر مطہرہ سے حق حق کی آواز آئی اس پر آپ کی حالت بدل گئی بے ہوش ہو گئے اسی دوران شیخ العالم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور فرمایا ظاہری علم حجاب اکبر ہے اصل کام میں مشغول رہو۔ اسی دن سے پڑھنا چھوڑ دیا۔ رات کو عبادت میں رہتے دن کو شیخ پیارا چشتی (۹۸۵ھ) خلیفہ سلیم چشتی (۹۷۹ھ) کی صحبت میں رہتے۔ آپ کے والد شیخ اسماعیل نے آپ کے ماموں قاضی دانیال سے شکایت کی کہ آپ کا بھانجا پڑھنے سے بھاگ گیا ہے۔ قاضی دانیال نے آپ کو بلا کر نصیحت فرمائی۔ اسی دوران ایک میراثن گاتی ہوئی نکلی آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر قاضی دانیال نے کہا عبد القدوس کو ظاہری علم کی ضرورت نہیں ان کو باطنی علم کا معلم درکار ہے
اس وقت مخدوم شیخ خواجگی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید محمد جہانگیر سمنانی کے سلسلہ سے قصبہ ساڈھورہ میں مقیم تھے قطب عالم شیخ خواجگی کی خدمت

Marfat.com

میں آئے اور عرض کیا "حضور میں ظاہری علوم سے محروم ہوں" شیخ خواجگی نے فرمایا "شغلِ باطن کرو علم اصول آگیا تو فروعات کی کیا ضرورت ہے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت کے سامنے کیسا ہی مسئلہ پیش آیا فوراً حل فرما دیا۔

بعیت: شیخ رکن الدین حنفی پسر قطب عالم اپنی کتاب لطائفِ قدسی میں فرماتے ہیں۔ شیخ عبدالقدوس والدم کا ارادہ کسی اور جگہ بعیت کرنے کا تھا اگرچہ عقیدت شیخ العالم ردولوی کے خاندان سے تھی۔ شیخ العالم کے پوتے شیخ محمد چشتی ردولوی آپ کے برادرِ نسبتی تھے۔ رشتہ داری کی بنا پر اس طرف توجہ کم تھی۔ جب کبھی کسی شیخ کی جانب توجہ ہوتی شیخ عالم کی روح روبرو عبدالقدوس قدس سرہ آکر فرماتی "میرا ہو کر دوسرے کی بعیت کرتا ہے" ہر بار سکوت فرماتے۔ یہ صورت کئی بار پیش آئی۔ ایک دن یہ خطرہ پیدا ہوا کہ جب شیخ العالم کی روح سے فیضان حاصل ہے تو ظاہری بعیت کی کیا ضرورت ہے اسی روز حضرت شیخ العالم کی روح مجسم ہو کر ظاہر ہوئی، اور فرمایا "کیا تو مجھے مردہ خیال کرتا ہے میرے پوتے شیخ محمدؒ سے بعیت کر"۔ اس کے بعد شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ سے بعیت کر لی۔ اور شغلِ باطن میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے مجاہدات اور ریاضات کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کھانا پینا چھوٹ گیا۔ آتشِ روحانی میں ایسے افروختہ ہوئے سانس کے ساتھ بوئے کباب آتی تھی۔ کبھی سانس میں سے عود و عنبر کی خوشبو آتی تھی۔ جب شیخ محمد کو معلوم ہوا تو فرمایا "عبدالقدوس آتشِ عشق اور مجاہدہ میں جل چکا ہے اس کے سر پر باسی پانی ڈالا کرو" کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ آپ اپنے مرشد سے کمال محبت

Marfat.com

رکھتے تھے مرشد کے گھر کے تمام کام خود کرتے تھے۔

مقام: عبادت میں قیام اللیل اور صائم الدھر تھے۔ ہمیشہ درویشی پوشاک زیب تن رکھتے تھے۔ تصوف کی دنیا میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ بارگاہِ سرمدی سے آپ خطاب قطب العالم اور قطب الاقطاب سے نوازے گئے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ کے مطابق بسر کی۔ آپ کی زندگی میں صحابۂ کرام کے جذبۂ اتباع کتاب وسنت، حضرت بایزید بسطامی کی ریاضت۔ حسین بن منصور کے جوش و خروش، امام غزالی کی بالغ النظری کے ساتھ علوم کی تشریح و اشاعت ابن العربی کے مشاہدات اسرارِ ربانی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے درسِ شریعت و تصوف، خواجہ معین الدین چشتی کے ارشاد و تبلیغ اسلام کی سعی، خواجہ قطب الدین کاکی کی شفقت و اصلاح، خواجہ فرید الدین گنج شکر کے مجاہدات حضرت سید مخدوم صابر کا توکل و ذوقِ لقائے الٰہی۔ خواجہ محبوب الٰہی کی گرمیٔ مجالس۔ مخدوم احمد عبدالحق ردولوی کی پرواز روحانی و استغراق شرف الدین بوعلی کی قلندرانہ شان، شیخ عارف کی ہر دلعزیزی، شیخ محمد کا عشق حقیقی کے نمونے نظر آتے ہیں۔

حضرت قطب العالم عبادت کے ساتھ ساتھ بحرِ حقائق و معارف میں بھی غوطہ زن تھے، اکثر عالم استغراق میں مستغرق رہتے تھے سماع کا ذوق و شوق بھی خوب تھا۔ آپ نے اپنی زندگی و طرزِ عمل سے یہ ثابت کردیا کہ دنیوی بندھنوں کو نہ توڑ کر بھی ایک انسان حق تعالیٰ کو پاسکتا ہے۔ آپ ہی نے شیخ احمد سرہندی کی تربیت کی جو بعد میں مجدد الف ثانی کہلائے۔ آپ کو جس بزرگ کا پتہ چلتا آپ ان کے پاس جا کر روحانی فیض حاصل کرتے۔

Marfat.com

ازدواجی زندگی: آپ کے دادا پیر حضرت شیخ عارف فاروقی قدس سرہٗ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ ایک لڑکی کی شادی ایک سید زادے سے ہوئی اس صاحبزادی کا نام سیدہ شریفی تھا۔ دوسری صاحبزادی ام کلثوم کی شادی نہ ہوئی تھی کہ حضرت شیخ عارف قدس سرہٗ کا انتقال ہو گیا۔ ام کلثوم کی والدہ کا خیال تھا کہ حضرت شیخ عارف سرہٗ کا انتقال ہو گیا۔ ام کلثوم کی والدہ کا خیال تھا کہ اس لڑکی کی شادی کسی قطب عالم سے کردں۔ آخر باشارہ شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی، ام کلثوم کا نکاح قطب العالم عبدالقدوس قدس سرہٗ سے ہوا۔ بعض نے ام کلثوم کو نظام خاتون لکھا ہے۔

اولاد: بعض نے آپ کے صاحبزادوں کی تعداد سات لکھی اور بعض نے دس لکھ کر نام بھی گنوائے ہیں۔

۱۔ **شیخ عبدالحمید:** ۸۶۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۸۵ھ میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ عبدالصمد متوفی (۹۸۹ھ) خلیفہ ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب و طریقت جاری ہوا۔

۲۔ **رحیم الدین:** ۸۶۵ھ میں پیدا ہوئے تین روز زندہ رہ کر فوت ہوئے

۳۔ **ابوسعید:** ۸۶۷ھ میں پیدا ہوئے صرف ایک سال دنیا میں رہے

۴۔ **محی الدین:** ۸۶۸ھ میں پیدا ہوئے صرف نو ماہ زندہ رہے

۵۔ **نظام الدین:** ۸۶۹ھ میں پیدا ہوئے ۱½ ماہ اس دنیا میں رہے

Marfat.com

۶۔ شیخ حمید الدین قدوسی قدس سرہٗ : سنہ ۸۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ میں صاحب مجاز ہوئے۔

۷۔ شیخ احمد قدس سرہ : سنہ ۸۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ قدوسیہ نقشبندیہ میں صاحب مجاز تھے۔

۸۔ حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ : سنہ ۸۷۷ھ میں اس عالم رنگ و بو میں پیدا ہوئے۔ بڑے فاضل اجل اور عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے آپ نے سلسلہ جاری ہوا۔ آپ کے خلیفہ شیخ عبد الواحد تھے جن کے فرزند شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی تھے۔ شاہ رکن الدین کی مشہور تصنیف "لطائف قدسی" ہے۔ آپ کا انتقال ۹۳۵ھ / یا ۹۴۷ھ میں ہوا گنگوہ میں مزار ہے۔

۹۔ شیخ محمد محدث قدس سرہٗ : ولادت ۸۸۱ھ ہے۔ صاحب مجاز بزرگ ہیں۔ ان کا سلسلہ جاری ہوا۔ اولاد بھی تاہنوز گنگوہ میں موجود ہے

۱۰۔ شیخ عبد السلام قدس سرہٗ : ولادت سنہ ۸۸۳ھ صاحب اولاد و صاحب مجاز ہیں۔ ان کی اولاد بھی گنگوہ میں موجود ہے۔

۱۱۔ شیخ علی حافظ قدس سرہٗ : ولادت سنہ ۹۴۲ھ صاحب اولاد و صاحب مجاز ہوئے۔
اولاد ان کی بھی موجود ہے۔

Marfat.com

۱۲- **شیخ قطب الدین قدس سرہ :** ولادت سنہ ۹۴۴ھ۔ یہ بھی صاحب اولاد تھے۔ ان کی اولاد بھی گنگوہ میں موجود ہے۔

ترکِ شُرب و حالتِ انکساری : آپ نے جب یہ سماعت کیا کہ میرے جدِ امجد کے بھائی شیخ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے پچاس سال پانی نہیں پیا۔ تو آپ نے بھی اس پر عمل کیا۔ خورد سالی ہی میں یہ حالت تھی کہ اول وقت نماز مسجد میں جاکر صفِ اول میں بیٹھ جاتے جوں جوں نمازی آتے آپ پیچھے ہٹتے جاتے یہاں تک کہ سب سے پیچھے ہو جاتے۔ نماز سے فراغت پا کر تمام نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کرتے۔

ردولی سے ہجرت : سنہ ۸۹۷ھ (سنہ ۱۴۹۴ء) میں ملکی اور سیاسی حالات خراب ہونے پر آپ ردولی سے ترکِ وطن کر کے عمر خان شیروانی کی درخواست پر شاہ آباد (پنجاب) میں چلے گئے۔ ان دنوں سکندر لودھی سلطنت دہلی پر قابض تھا۔ اور بابر اپنے باپ کی وفات کے بعد فرغانہ (افغانستان) کے تخت پر بیٹھا تھا۔

آپ پینتیس سال شاہ آباد میں مقیم رہے۔ بعد اپنے مخلص مرید ملک عثمان کی درخواست پر گنگوہ محلہ سرائے میں مستقل رہائش اختیار کر لی چودہ سال گنگوہ میں قیام کیا۔ اسی زمانہ میں ایک دن محلہ سرائے میں زبردست آگ لگ گئی جس کے نقصان سے کوئی فرد نہ بچا۔ آپ اس حادثہ سے سخت ملول ہوئے۔ اسی شب کشف ہُوا تم قطبِ عالم ہو ایسے مصائب حوادثات پر پریشان نہ ہوا کرو۔

Marfat.com

گنگوہ میں ایک ہندو جوگی سے ملاقات کرنا اور جوگی کا مسلمان ہونا

قطب عالم جب گنگوہ میں تشریف لائے وہاں ایک سنیاسی کا مٹھ بہت مشہور تھا۔ آپ نے اسی جگہ رہنا پسند کیا۔ اندر جا کر درویشوں سے پوچھا۔ تمہارے گرو جی کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا ایک سال سے گپھا (درویشوں کے رہنے کی جگہ) میں ہیں۔ صرف ہوا کے لیے ایک روزن رکھا ہوا ہے۔ اس حجرہ میں کوئی نہیں جا سکتا۔ آپ روزن کے پاس جا کر مراقب ہوئے۔ روحانیت نے جسم پر غلبہ پایا بس آپ رنگ لطافت میں روزن کے اندر چلے گئے۔ ہندو فقیر حبسِ دم کئے بیٹھا تھا۔ آپ نے مراقبہ فرمایا اور اپنی روح سے اس کی روح کو حرکت دی وہ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت سے پوچھنے لگا۔ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے؟ آپ نے فرمایا "میں خدا کا بندہ ہوں۔ اسکی قدرت ہی سے یہاں آیا ہوں۔ یہ بتلاؤ تم اپنی منزل میں کہاں تک پہنچے ہو" اس نے کہا "میں ابھی پانی ہو جاتا ہوں" اور اسی وقت پانی ہو گیا۔ قطب العالم نے اس کے پانی سے کپڑے کا ایک حصہ تر کر لیا۔ پھر وہ اصلی ہیئت میں آیا۔ آپ نے فرمایا میں بھی پانی ہوتا ہوں۔ جس طرح میں نے تیرے پانی سے کپڑا تر کیا اسی طرح تم بھی کپڑا تر کر لینا۔ آپ اسی آن پانی ہو گئے۔ ہندو درویش نے کپڑا تر کیا۔ حضرت اصلی شکل میں آئے۔ آپ نے دونوں بھیگے ہوئے کپڑے اسے سونگھائے آپ کے پانی سے خوشبو آتی تھی۔ اور اس کے پانی سے بدبو۔ وہ کہنے لگا "میں اور آپ اپنے اپنے فن میں کامل ہیں صرف خوشبو اور بدبو کا تفاوت ہے" آپ نے فرمایا۔

"خوشبو اسلام کی ہے اور بدبو کفر کی ہے"

فقیر اسی وقت مسلمان ہو گیا اور چیلے بھی مسلمان ہوئے بعد میں وہی

Marfat.com

جوگی خلیفہ ہوا اور خلق کی ہدایت کے لیے مقرر ہوا۔ اسی فقیر کی جگہ پر حضرت قطب العالم کا مزار شریف ہے۔

وحدت الوجود : آپ وحدت الوجود کے بہت قائل تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا "ابا جی! ایسے عقیدے پر آپ کیوں زور دیتے ہیں۔ جس کی اصل نہیں (یعنی سنت سے ثابت نہیں) آپ سخت ناراض ہوئے اور ایک گھنٹہ وحدت الوجود کے مسئلہ پر فصیح و بلیغ تقریر فرمائی اور اپنے صاحبزادے کے پیچھے نماز پڑھنا ترک دی۔ اور فرمایا" جس کا عقیدہ درست نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ناراض ہو کر تھانیسر چلے گئے۔ وحدت الوجود پر آپ کا کلام

آستین بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی

باخودی در خود تماشا سوئے بازار آمدی

تو چہرے پر آستین ڈالے ہوئے مخفی مدبّر کی طرح آیا اور خود ہی اپنا تماشا دکھا کر بازار میں آ گیا۔ (یعنی ظاہر و باطن تیری شان ہے)

خویشتن را جلوہ کردی اندر این آئینہ ہا

آئینہ اسمے نہادی خود باظہار آمدی

اس شیشے (آئینہ) میں تو نے خود کو ظاہر کیا۔ درحقیقت آئینہ تو برائے نام تھا بس تو نے خود کو ظاہر کر دیا۔ (یعنی کائنات کی ہر چیز تیرے وجود کا پتہ دے رہی ہے)

Marfat.com

در بہاراں گل شدی در صحن گلزار آمدی

بعد ازاں بلبل شدی با نالہ زار آمدی !

تو موسم بہار میں پھول بن گیا۔ صحرا میں باغ بن گیا۔ اس کے بعد خود ہی بلبل بن گیا۔ اور خود ہی آہ وزاری کرنے لگا۔

شورِ منصور از کجا و دارِ منصور از کجا

خود زدی بانگِ انا الحق بر سرِ دار آمدی

شیخ منصورؒ کا انا الحق کہنا کہاں تھا اور سولی چڑھنا کیا تھا۔ تو نے خود انا الحق کا نعرہ لگایا خود ہی سولی کی سواری کر لی۔

گفت قدوسیؒ فقیرے در فنا و در بقا

خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

عبد القدوس فقیر کہتا ہے کہ تو فنا و بقا میں خود ہی آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد خود ہی پابند ہو جاتا ہے۔

(بس سب کچھ تو ہی تو ہے اور کچھ نہیں)

تصانیف: آپ نے اگرچہ ظاہری علوم میں پوری طرح دسترس حاصل نہ کی تھی لیکن علم لدنی کے دروازے آپ پر کھل گئے تھے کتب صوفیہ جیسے فصوص الحکم۔ عوارف المعارف اور اصطلاحاتِ کاشی کا خوب مطالعہ

Marfat.com

کیا تھا اور ان کی عمدہ شرح بھی لکھیں۔ علاوہ زریں رسالہ قدسی۔ رشد نامہ نور المعانی فی شرح قصیدہ امانی۔ انوار العیون۔ مکتوبات قدوسیہ و دیگر بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

خلافت غالب : ۲۲ شعبان المعظم ۸۶۹ھ بعد از نماز عصر حضرت شیخ کمال الدین محمد ردولوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا یہی خلافت آپ پر غالب ہوئی اور اسی خلافت سے آپ کا سلسلہ جاری ہوا یہ سلسلہ چشتیہ صابریہ احمدیہ ہے۔

خلافت دیگر : سلسلہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ سے خلافت حضرت

۱۔ **چشتیہ نظامیہ نصیریہ :** خواجہ شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی سے حاصل کی۔ یہ سلسلہ یوں ہے۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی مرید شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی مرید شیخ بڈھن بھڑائچی مرید سید اجمل بھڑائچی مرید سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت مرید سید مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی مرید سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم

یہ سلسلہ یوں بھی ہے۔

۲۔ عبد القدوس گنگوہی مرید شیخ الاسلام۔ درویش محمد مرید۔ میاں شیخ بن حکیم لودھی۔ مرید سید صدر الدین اودھی مرید پسر سید گیسو دراز مرید مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

۳۔ **سلسلہ قادریہ میں :** شیخ عبد القدوس مرید شیخ درویش محمد بن قاسم مرید سید بڈھن بھڑائچی مرید شیخ اجمل بھڑائچی مرید سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت مرید شیخ محمد عیسیٰ مرید شیخ المکارم فاضل مرید قطب الدین ابوالغیث

Marfat.com

مرید شمس الدین ثانی مرید شیخ شمس الدین علی حداد مرید شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ وعلیہم

سلسلہ مداریہ طیفوریہ

شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مرید شیخ درویش محمد مرید سید بڈھن بھڑائچی مرید سید اجمل بھڑائچی مرید حضرت بدیع الدین شاہ مدار (متوفی سنہ ۸۴۰ھ بعمر ۲۵۲ مزار مکن پور (قنوج - بھارت) تحقیقات چشتی) مرید بایزید بسطامی مرید خواجہ حبیب عجمی مرید خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ وعنہم۔

سلسلہ نقشبندیہ :

شیخ عبد القدوس گنگوہی مرید درویش محمد مرید شیخ بڈھن مرید شیخ اجمل مرید شاہ عبد الحق مرید خواجہ عبید اللہ احرار مرید خواجہ یعقوب چرخی مرید خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ وعلیہم۔

سلسلہ سہروردیہ :

شیخ عبد القدوس گنگوہی مرید درویش محمد اودھی مرید شیخ بڈھن مرید سید اجمل مرید شیخ جلال الدین بخاری مرید شیخ رکن عالم رکن الدین ملتانی مرید شیخ صدر الدین ملتانی مرید شیخ بہاؤ الحق ذکریا ملتانی مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ وعلیہم

علاوہ ازیں اور بھی کئی سلاسل ہیں جن میں آپکو خلافت حاصل ہے۔

سلطان ظہیر الدین بابر آپ کی بارگاہ میں : شہنشاہ بابر آپ کی بارگاہ میں آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ اپنی گدڑی سے جوئیں نکال رہے تھے کہ

Marfat.com

سلطان کی سواری آئی۔ خادم نے عرض کیا حضور بادشاہ کی سواری آرہی ہے آپ نے قطعاً توجہ نہ فرمائی۔ خادم نے سہ بارہ بادشاہ کی سواری کی آمد کی اطلاع دی۔ آخر بادشاہ حاضر ہوا۔ قدم بوسی کے بعد اشرفیوں کی تھیلی بطور نذرانہ پیش کی۔ آپ نے فرمایا وہ ہماری روزی اللہ رب العزت کی طرف سے مقرر ہے تھیلی اٹھا کر چلے جاؤ۔ بادشاہ مجبوراً تھیلی لے کر واپس چلا گیا۔ (مولانا صابریؒ)

سلطان نصیر الدین ہمایوں آپ کی بارگاہ میں : ۹۴۵ھ / ۹۴۶ میں سلطان نصیر الدین ہمایوں، خراسان اور ہند کے علماء اور عارفین کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ جماعت میں مولانا محمد فرغلی، مولانا جلال تتہ سے باخدا لوگ ہوتے تھے۔ ان کی موجودگی میں روحانی اور علمی محفل گرم ہوا کرتی تھی۔ تصوف اور دوسرے علوم میں جو مشکلات سلطان کی جماعت کو درپیش ہوتی تھیں۔ آپ کی تقریر سے سب دور ہو جاتی تھیں۔ اس اثناء میں بہت سی کرامات بھی سرزد ہوتی تھیں۔ (گلزارِ ابرار)

ایک مرتبہ سلطان اپنے تین وزراء کے ہمراہ آپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ وزراء نے اپنے دل میں ایک علیحدہ علیحدہ کھانا مقرر کیا کہ اگر ہم کو شیخ یہ کھانا کھلادیں تو واقعی شیخ کامل ومکمل ہیں۔ حضرت نے بادشاہ کے سامنے لحم آہو (ہرن کا گوشت) سے بھرے ہوئے سموسے رکھے۔ میاں بڈھا کے روبرو روغنی نان اور ملک محمد خاں کے آگے حلوہ رکھا۔ یہ کشف دیکھ کر تینوں حضرات ششدر رہ گئے۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دنیا کے روبرو شرمندہ نہیں کرتا۔ (تذکرہ اولیائے ہندوپاکستان میں یہ کرامت حضرت رکن الدین صاحبزادہ قطب عالم کی لکھی ہے)

گوالیار کے عامل کا تائب ہونا : روایت ہے دہلی میں ایک خاندان

Marfat.com

کی لڑکی آسیب زدہ ہو گئی وہ کپڑے پھاڑ دیتی اور کبھی ہوش میں نہ آتی تھی۔ لڑکی کے وارث اسکو ہانسی میں ایک عامل کے پاس لے گئے۔ عامل نے اپنا علمی زور لگایا لیکن لڑکی تندرست نہ ہوئی۔ چونکہ عامل مغرور تھا اُسے اپنے علم پر مان تھا۔ اس نے متکبرانہ لہجہ میں کہا " دنیا کا کوئی عامل اسکو درست نہیں کرسکتا۔ عامل کے پاس جنات مقید تھے۔ وارثان مایوس ہو کر گنگوہ کی سرزمین سے واپس ہوئے۔ جونہی وہ سرزمین گنگوہ میں داخل ہوئے۔ لڑکی کو ہوش آگیا۔ انہوں نے اہل قصبہ سے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے لوگوں نے بتایا " یہ گنگوہ کی سرزمین ہے اس جگہ حضرت قطب عالم تاہنوز بقید حیات ہیں "۔ ان لوگوں کو آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر قدم بوسی کی۔

لڑکی کو گھر چھوڑ کر پھر ہانسی گئے اور اس عامل سے ملے اور کہا، تم کہتے تھے دنیا کا عامل کوئی بھی اس کو ٹھیک نہیں کرسکتا۔ لیکن ہم گنگوہ کی زمین پر پہنچے تو قطب عالم کی روحانی برکت سے لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ عامل طیش میں آیا کیا میرے مقابلہ پر بھی کوئی ہے۔ اس نے فوراً اپنے موکلات (جنات) کو حکم دیا " عبدالقدوس کو اٹھا کر لے آؤ " جنات گنگوہ میں پہنچے لیکن آپ کی خانقاہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے اپنی روحانیت سے سب کچھ جان کر فرمایا " جاؤ اپنے ہی آقا کو لے کر ہمارے حضور پیش کرو "۔ بس اتنا فرمایا جنات اسکی قید سے آزاد ہو گئے۔ اور اپنے آقا کو گوارا سے اُٹھا کر گنگوہ میں آپ کے روبرو حاضر کر دیا۔ عامل نے اپنے تمام منتر پڑھے۔ لیکن کوئی کارگر نہ ہُوا عامل نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور تائب ہو گیا۔

(پیر و نیسر محمد افضل حق عادل)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کا مقام: حضرت مخدوم جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ نے سرزمین حجاز کا سفر اختیار کیا۔

Marfat.com

ب نے اُن سے فرمایا "اے جلال! ہمارا سلام بھی آقا کے حضور پیش کر
دینا اور جواب کے منتظر رہنا"۔ حضرت جلال الدین تھانیسری دربارِ نبوی صلی
اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور قطب العالم کا سلام عرض کیا۔ کچھ جواب نہ
۔ تیسری بار سلام عرض کرنے پر جواب آیا۔ "تمہارے بدعتی پیر کو بھی سلام"
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ سنکر جلال الدین تھانیسری
خوش بھی ہوئے اور غمگین بھی خوش تو اس لیے کہ حضور نے میرے شیخ کے
سلام کا جواب دیا اور غمگین یوں ہوئے کہ شیخ کو بدعتی کے نام سے یاد کیا۔

خواجہ جلال الدین جب واپس آئے تو شیخ نے پوچھا "ہمارا سلام دربار
رسالت میں پیش کیا تھا اور پیش کرنے پر کیا جواب آیا" خواجہ جلال الدین
نے عرض کیا۔ ورجی حضور نے آپ کو جوابی سلام بھیجا" آپ نے فرمایا "سلام
کے ساتھ اور کیا فرمایا" عرض کیا "بس سلام" فرمایا کچھ اور بھی فرمایا تھا۔
عرض کیا۔ حضرت میری زبان زیبا نہیں دیتی
فرمایا۔ جب سرکار کوئی خطاب دیں۔ تم کون ہو۔ جو اپنی زبان سے ادا
کرو۔

خواجہ جلال الدین تھانیسری نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو بدعتی کے
نام سے یاد کیا تھا۔ اس پر حضور کی حالت دگرگوں ہو گئی اور تین دن حال رہا
صرف نماز کے وقت حالتِ صحو میں آتے۔ اس واقعہ کے بعد عبد القدوس
بدعتی کہلاتے رہے (از تقریر سیدی مرشدی الحکیم عبد الغنی صابری رح بحوالہ
تذکرہ غوثیہ)

تعمیر مزار حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رح احمد بیگ
سرد ھنوی نے اپنی کتاب "تاریخ الاولیاء یعنی تاریخ صابریہ" میں بروایت
حضرت مولانا فتح علی صاحب جلال آبادی قدس سرہ بیان کیا کہ نعمت صابری

Marfat.com

حضرت قطب العالم کو سینہ بسینہ ملی۔ آپ کے زمانہ تک (۹۲۷ھ/زمانہ قطب العالم ۔ ۶۹۰ھ/وصال مخدوم = ۲۴۷ سال) جائے مدفن حضرت سید مخدوم علی احمد صابر قدس سرہٗ پر کوئی نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ تجلیاتِ جلالی مانع تھیں۔ ذوالفقارِ صابری جس کو شمشیر قہاری بھی کہتے ہیں نگہدار تھی۔ جو لشکر سرحدِ کلیر میں داخل ہوتا تھا طعمۂ شمشیر برہنہ ہو جاتا تھا۔

ایک بار حضرت قطبِ عالم اپنے خلفاء کے ہمراہ دہلی تشریف فرما تھے کہ چند اشخاص مرید ہونے کے لیے آئے۔ اُنہوں نے قطب عالم سے بزرگانِ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے دوران کے مزارات کے بارے میں سوالات کیے۔ جب ان کو بتایا کہ مزارِ حضرت صابر ظاہر نہیں ہے۔ وہ طعن آمیز لہجہ میں بولے کہ یہ سلسلہ کیا ہے جس کے بانی کا مزار ہی ظاہر نہیں۔ اس سے قطب عالم رنجیدہ ہوئے اور دل میں حضرت مخدوم کے مزار کی زیارت کی تمنا ہوئی۔ آپ گنگوہ تشریف لے آئے۔ ایک شب خواب میں ندا ہوئی "عبدالقدوس میرے گھر کی صفائی کرو۔ آپ صبح مسجد میں گئے اور اُسے صاف کیا۔ دوسرے روز بھی یہی آواز سنائی دی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ حق تعالیٰ کا گھر خانہ کعبہ ہے۔ اپنی روحانی طاقت سے کعبہ شریف پہنچے اور وہاں جاروب کشی کی اور اسی دن واپس گنگوہ آئے۔ تیسری شب بھی یہی آواز آئی تو روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر جاروب کش ہوئے۔ چوتھی رات بھر وہی آواز! عرض کیا! باری تعالیٰ میں نہیں جانتا آپ کے کون سے گھر کی صفائی کروں۔ آواز آئی۔

"جائے مدفن علی احمد صابر بھی میرا گھر ہے تم وہاں جا کر اُسے صاف کرو۔"

صبح ہوتے ہی معہ دو فرزندان اور خلفاء آپ کلیر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب سرحدِ کلیر پہنچے تو مجاوروں نے آپکو سرزمینِ کلیر میں داخل ہونے سے روکا مگر آپ نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ اپنے ہمراہیان کو سرحد کلیر پر روک کر آپ سرزمینِ تجلیات میں داخل ہوئے۔ قدمِ اوّل رکھتے ہی سرِ تسلیم

Marfat.com

کیا اور شمشیر قہاری رعد کی طرح گرجتی ہوئی آپ کے سر کے اوپر سے گزر
گئی۔ مگر آپ ٹھہرے نہیں۔ ذرا آگے گئے تو آواز آئی "مردوں کا وار خالی نہیں
جاتا۔ آپ نے اپنی آستین سامنے کر دی۔ شمشیر قہاری آستین کا ایک حصہ
کاٹتی ہوئی غائب ہو گئی (اس دن سے آپ کی اولاد میں آستین خود بخود چھوٹی
ہوتی ہے) آپ جائے مدفن حضرت مخدوم پر حاضر ہوئے۔ اور مراقبہ کیا آواز
آئی "عبدالقدوس تم ہمارے ہو اس لیے یہاں تک آ گئے۔ اب تم کیا چاہتے
ہو" عرض کیا۔" میں آپ کی تاریخ وصال معلوم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کا مزار
بنانا چاہتا ہوں اور مریدین کے لیے اجازت چاہتا ہوں کہ وہ حاضری دیا کریں"
فرمایا۔

تاریخ صابری ------- تاریخ محمدی ہے

فرش تا عرش ہمارا روضہ ہے۔

روضہ تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارے مریدین کو حاضری کی اجازت
ہے۔ تب آپ نے وہیں قیام فرمایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لیا میدان
جائے مدفن جو ایک جنگل تھا خوب صاف کیا۔

چند دن کے بعد مراقب ہو کر عرس کی اجازت طلب کی لیکن مخدوم
نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کا یہاں آنا پسند نہیں۔ ایک دن حضرت مخدوم باجسدِ
اطہر روحانی قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور زیارتِ جمال سے مشرف
فرمایا۔ اور فرمایا "عبدالقدوس تم کیا چاہتے ہو" عرض کیا " تعمیر مزار" فرمایا
" مردانِ حق کے مزارات کی اینٹیں قرآن خوانی میں تیار ہوتی ہیں" عرض کیا
" میں حافظ قرآن ہوں" تب اجازت ملی۔ آپ نے حضرت سید مخدوم کا
مزار اقدس تا فدِ آدم تعمیر کیا۔ اور اسی سال سے عرس حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ
کا جاری ہوا (یہ واقعہ ۹۲۷ھ / ۱۵۲۱ء کا ہے) (مجمع الاسرار از حمید الدین ؒ)
بعض حضرات جائے مدفن کی تعمیر پر شک و شبہ کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ

Marfat.com

پیشتر ازیں حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب انصاری کے مزارات برآمد ہو کر تعمیر ہو چکے ہیں۔

شیخ محمد تھانوی برادرِ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ مخدوم جہاں قدوسی گنگوہی سے بیان کیا۔

در مکہ معظمہ میں صوفیا کا ایک جلوس دیکھا۔ یہ لوگ ایک صندوق بڑے احترام سے اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان سے صندوق کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا اس صندوق میں قطب عالم عبد القدوس گنگوہی کی وہ آستین ہے۔ جو بوقت داخلہ سرحد کلیر شمشیر قہاری سے کاٹی گئی تھی۔ شیخ محمد تھانوی نے اسکی زیارت کی۔

وصال شریف: قطبِ عالم نے اپنی وفات سے تین سال قبل سکوت اختیار کر لیا تھا۔ کسی التفات نہ تھا اور نہ کسی سے ہمکلام ہوتے تھے۔ البتہ بوقتِ ضرورت صاحبزادگان یا خلفاء سے قدرے گفتگو فرما لیتے تھے۔ ۱۵ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ العزیز کا عرس تھا۔ اسی روز حضور کو تپ لرزہ ہوا جمعہ کو قدرے صحت ہوئی۔ نماز جمعہ ادا کی پھر بخار ہوا۔ جو چار روز تک رہا۔ آخر ۲۳ جمادی الآخر ۹۴۵ھ/۱۵۳۸ء بروز سہ شنبہ بوقت چاشت رحلت فرمائی۔

بعض نے سن وفات ۹۴۴ لکھا اور تاریخ شیخ اجل/۹۴۴ نکالی۔ حضرت غوثی نے گلزار ابرار میں ۹۵۰ھ میں وفات لکھی ہے واللہ اعلم

خلفاء: یوں تو آپ کے خلفاء جن و بشر میں ہزار سے تجاوز ہیں۔ یہاں بوجہ خوفِ طوالت چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ **حضرت جلال الدین محمود فاروقی قدس سرہ:** ان کا ذکر آئندہ باب میں ہوگا

Marfat.com

۲۔ شیخ عبدالغفور مانو اعظم پوری قدس سرہٗ

آپ عالم اور سیاح تھے۔ ایک بار آپ کو جن اٹھا کر لے گئے ایک مدت ان کے ملک میں رہے ان کی زبان بھی خوب جانتے تھے اور ان کے ملک کی کیفیت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ بوجہ تبدیلی آب و ہوا آپ کی شکل کی رنگت میں فرق آگیا تھا۔ ہندوستانی معلوم نہیں ہوتے تھے۔ مانو آپ کی محبوبہ تھی نہ معلوم جن تھی یا انسان۔ جب ٹھیکری پر مانو کا نام لکھ کر کنوئیں میں ڈالتے آپ فوراً چاہ میں کود جاتے۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ہمارے قبیلہ سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو درود تعلیم فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ بِعَدَدِ اَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی آپ کی وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی۔ ان کے خلفاء بھی باکمال ہوئے۔

(ا) شیخ ابواسحاق ابن شیخ عبدالغفور مانو

(ب) بندگی شیخ احمد

(ج) میر سید علاؤ الدین ساکن کنانہ۔ جب ان کا انتقال ہوا تو مزار میں سے تین بار حق حق حق کی آواز آئی۔ ایک شعلہ نور سرہانے سے ایک پائنتی سے پیدا ہوا اور دونوں ملکر قبر میں سما گئے۔

۴۔ شیخ بھولا نورباف سہارنپوری قدس سرہٗ

یہ کامل درویش تھے ایک مرتبہ جنونی کیفیت طاری ہوئی اور غیب کی باتیں بتلانے لگے جن کا ظہور بھی ہونے لگا۔ قطب عالم نے ایک تعویز دیا۔ جس سے یہ کیفیت جاتی رہی۔

Marfat.com

۴۔ شیخ بھورو رحمتہ اللہ علیہ :

یہ دائم الخمر تھے بعد میں قطبِ عالم کے مرید ہو کر کامل ولی ہوئے۔

۵۔ شیخ بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ

اپنے مرشد سے کامل محبت رکھتے تھے۔

۶۔ شیخ عبد الستار سہانپوریؒ ۷۔ شیخ عبد الاحدؒ والد مجدد الفِ ثانیؒ

۸۔ سید میر رفیع الدین اکبر آبادی رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ شیخ عبد الرحمان رحمتہ اللہ علیہ :

قطب عالم کے خطوط ان کے نام صادر ہونے تھے۔

۱۰۔ شیخ عبد النبی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان ہمایوں نے سنِ جلوس دوم ان کی بیعت کی (تذکرۃ العارفین)

۱۱۔ بندگی شیخ جامن رحمتہ اللہ علیہ :

آپ فنا فی الرسول تھے اور مقرب بارگاہِ مرشد اور ہمراز تھے اکثر روایات ان ہی سے بیان ہوئی ہیں۔

۱۲۔ شیخ علاؤالدین بن شیخ نورالدین اجودھنی قدس سرہ العزیز

آپ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ بابا جی

Marfat.com

ے اوصاف واخلاق کے حامل تھے اس لیے ان کو فرید ثانی کہتے تھے قطب عالم
عبدالقدوس سے فیضیاب ہوئے۔ ایک مرتبہ ایک درویش آپ کے پاس آیا
اور کہا کہ میرے پاس تریاق اعظم ہے کہ کیسا ہی زہر خوردہ یا مار گزیدہ ہو
اس کے کھانے سے شفا ہوتی ہے۔ فرمایا " ہمارے پاس بھی تریاق ہے
اسی وقت ایک زندہ چڑیا کے منہ میں سنبل فار ڈالا وہ مر گئی۔ پھر خواجہ قطب الدین
کاکی کے لنگر کی لکڑی پانی میں حل کر کے اس کے منہ میں پانی ڈالا وہ زندہ
ہو کر اُڑ گئی۔ ولادت ۸۴۲ھ وفات ۹۴۰ھ مزار پاک پٹن شریف میں ہے

ان کے ایک خلیفہ

حضرت سید سلطان بھڑائچی ہیں

یہ حضرت صرف ستر
کے چھپانے تک کپڑا رکھتے تھے سر ہمیشہ ننگا رکھتے تھے: ذکر جہر بہت کرتے
تھے۔ آپ کی توجہ سے ایک ہندو عورت مسلمان ہوگئی اور آپ کے گھر رہنے لگی۔
اس کے اعزہ واقربا نے محمد زمان کی عدالت میں جو شہنشاہ بابر کی
جانب سے بھڑائچ میں مقرر تھا دعویٰ کیا حاکم نے شیخ کو بلایا ——
شیخ شمشیر لے کر عدالت میں آئے اور فرمایا " یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان عورت
ہندوؤں کے سپرد کر دی جائے " حاکم آپ سے مرعوب ہو گیا اور نادم ہو کر تائب
آپ کی وفات ۹۴۹ھ میں ہوئی۔

قطبِ عالم عبدالقدوس گنگوہی کے دور کے سلاطین ہند:

سکندر لودھی ۔ ۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء (۸۸۷ھ تا ۹۱۶ھ)

ابراہیم لودھی ؛ (۱۵۱۷ء تا ۱۵۲۶ء) (۹۱۶ھ تا ۹۲۵ھ)

ابراہیم لودھی، سکندر لودھی کا بیٹا تھا۔ اس کے زمانے میں حالات
اچھے نہ تھے۔ افغان اس کے خلاف تھے۔ افغانوں نے اس کے چھوٹے بھائی

Marfat.com

جلال خان کو جون پور کے تخت پر بٹھا دیا۔ دونوں بھائیوں میں لڑائی چھڑ گئی لاہور کے گورنر دولت خان لودھی نے کابل کے حکمران سلطان بابر کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی۔ بابر نے لودھی خاندان کا ۱۵۲۶ء میں خاتمہ کر دیا۔

سلطان ظہیر الدین بابر: یہ ۱۴ فروری ۱۴۸۳ء میں فرغانہ میں پیدا ہوا چنگیز خان اور تیمور کی نسل سے تھا۔ سلطان ابو سعید مرزا اسکا دادا تھا وہ ۱۴۶۹ء میں فوت ہوا تو اسکی عظیم حکومت نو بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ فرغانہ کی مختصر حکومت بابر کے باپ عمر شیخ مرزا کو ملی ۱۴۹۴ء میں باپ کے مرنے کے بعد بابر "فرغانہ کا حکمران ہوا۔ اس کی زندگی میں بہت نشیب و فراز رہے مخالفوں نے حکومت چھین لی۔ ۵ سال تک بابر سرگرداں پھرتا رہا۔ ۱۵۰۴ء میں کابل پر پھر حکمران ہوا۔ ۱۵۰۵ء میں ہندوستان آیا۔ اور ڈیرہ غازی خان تک آ پہنچا۔ ۱۵۱۹ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا پر قابض ہوا۔ ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دی۔ ابراہیم ناتجربہ کار جوان تھا۔ اس وجہ سے بابر کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد بابر دہلی پر قابض ہو گیا۔ جامع مسجد دہلی میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شہنشاہِ ہند قرار پایا۔ اس کے حملے سے ملک کو کافی نقصان پہنچا۔ بہر صورت بابر صبر و استقلال کا پیکر تھا۔ خوش طبع اور فیاض تھا۔ عظیم القدر فاتح اور شاعر تھا۔ علم طبعیات کا زبردست عالم تھا۔

حکومت بابر: (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء) (۹۲۵ھ تا ۹۲۹ھ)

سلطان نصیر الدین ہمایوں (۱۵۳۰ء تا ۱۵۴۰ء) اور (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۶ء) (۹۳۷ھ تا ۹۴۷ھ) اور (۹۵۳ھ تا ۹۵۳ھ) صرف چھ ماہ

Marfat.com

بابر کی وفات کے بعد اسکا لڑکا ہمایوں دہلی کا وارث بنا۔ اسکو باپ
کی وسیع سلطنت وراثت میں ملی لیکن یہ اسکو سنبھال نہ سکا۔ اس کے سوتیلے
بھائی بھی مدعیٔ حکومت بن گئے۔ ابراہیم لودھی کا بھائی سلطان محمد لودھی
بھی بنگال سے مدد لے کر آپہنچا۔ ۲۶۔ جون ۱۵۳۹ء میں شیر شاہ کے حملے کی تاب
نہ لاکر آگرہ کی طرف بھاگا۔ نظام سقہ کی مدد سے گنگا عبور کر گیا۔ اور ظالم بھائیوں
اور حریفوں سے جان بچا کر ایران چلا گیا۔

شیر شاہ سوری : (۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء) (۹۴۷ھ تا ۹۵۲ھ) شیر شاہ
کا اصلی نام فرید خان تھا۔ افغان قوم کا سب سے بڑا حکمران تھا۔ اسکا بچپن سوتیلی
والدہ کے زیر اثر تھا۔ آخر گھر سے بھاگ نکلا اور جونپور چلا گیا وہاں عربی اور فارسی
کی تعلیم پائی۔ ابراہیم لودھی کا سالار بنا اور والد کی وفات کے بعد جونپور کا حکمران
بنا۔ اپنی طاقت کو خوب بڑھایا۔ ۲۶ جون ۱۵۳۹ء کو ہمایوں کو شکست دے کر
خود دہلی کا حکمران بن بیٹھا اور ۲۲ مئی ۱۵۴۵ء تک حکمران رہا۔
شیر شاہ نہایت پارسا، عادل، فیاض ہمدرد بادشاہ تھا۔ دانشمند اور عظیم
فاتح تھا۔ اسی عہد میں ہند و پاکستان کے عظیم صوفی راہنما قطب عالم عبدالقدوس
گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

خطوط قطب عالم بنام حکمران : آپ کا عہد سیاسی اعتبار سے بڑا ہوشربا
تھا۔ سلطنت دہلی دم توڑ رہی تھی آپ کو مجبوراً سیاست میں حصہ لینا پڑا۔
چندیری۔ ناگور۔ اجمیر اور ردولی وغیرہ میں حالات اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ
مسلمان ان علاقوں سے دوسری جگہ جا رہے تھے۔ قطب عالم ابتداء میں مشائخ
چشت کے قدیم اصولوں کے مطابق سیاست سے علیحدہ رہے لیکن بعد
میں انہیں حصہ لینا ہی پڑا۔ ایک طویل خط سکندر لودھی کو لکھا جس میں

Marfat.com

غم خواری خلق بالخصوص آئمہ اور علماء کی تیمار داری پر خاص طور پر سے ز
دلائی۔ دہلی پر بابر کا تسلط ہونے پر سلطان بابر کو بھی ہدایت نامہ جاری کی
اور فرمایا تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ اوامر
کی پابندی کرو۔ علماء کو دوست رکھو۔ عدل میں شرع محمدی صلی اللہ علیہ و
کا پاس کرو۔

ارشادات قطب عالم

۱۔ علم سے مقصود عمل ہے۔ روزِ محشر عمل کے بارے میں سوال ہوگا
علم کی زیادتی کے بارے میں نہیں۔

۲۔ توحید و محویت کی راہ، خدائے تعالیٰ کی راہ ہے محض طاعت و
عبودیت کی راہ مقصود نہیں۔

۳۔ بے دوست اطاعت، اطاعت نہیں۔ مولیٰ کے ساتھ جس جگہ
بھی ہو اطاعت ہو۔

۴۔ انسان اور فرشتہ میں فرق یہ ہے کہ فرشتہ کا دل نہیں ہوتا اس لیے
اسکا گزر پردۂ خاص میں نہیں ہے۔

۵۔ رات کا جاگنا مردانِ حق اور عشاق کا کام ہے۔ انبیاءؑ و اولیاءؒ نے وصلِ
حق اور کمال و جمال شب بیداری سے حاصل کیا۔

۶۔ مومن کو چاہیے اپنا ظاہر عبادت اور باطن محبت سے آراستہ کرے تاکہ
اسکی پیدائش کا جو منشا ہے یعنی معرفت و عبادت پورا ہو۔

۷۔ طاعت و اعتقاد بے طلبِ حق گمراہی ہے۔

۸۔ مریدانِ صادق و طالبانِ مخلص نے شیخ کی خدمت سے ہی کمال و جمال
حاصل کیا اور اسی خدمت سے مخدوم یعنی شیخ بنے۔

Marfat.com

باب بیست و ہفتم

رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ جلال الدین محمود کریم الطرفین فاروقی تھانیسری

نام: آپ کا نام جلال الدین اور والد صاحب کا قاضی محمود ہے۔

نسب نامہ و وطن مالوف: آپ کے والد حضرت قاضی محمود رحمتہ اللہ علیہ بلخ سے ہجرت کر کے ہندوستان میں تشریف لائے۔ پہلے دہلی میں اور پھر تھانیسر میں مستقل قیام کیا۔ آپ اپنی والدہ اور والد کی طرف سے فاروقی ہیں آپ کا سلسلہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر جا ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین اور کریم الطرفین فاروقی ہیں۔

پیدائش: آپ ۸۷۹ھ مطابق ۱۴۷۵ء میں بمقام دہلی بعہد بہلول لودھی پیدا ہوئے۔

Marfat.com

تعلیم و مقامِ فضیلت : سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تمام علوم ظاہری کی تکمیل اپنے والدِ مکرم حضرت قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے بعمر ۱۷ سال کر لی اور شرعی فتویٰ دینے لگے۔ آپ صائم الدھر اور قیام اللیل تھے علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ اکبر نے محکمہ مال میں کچھ اصلاحات کیں اور اس ضمن میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری سے استفادہ حاصل کیا۔ شیخ نے ایک کتاب " **تحقیق اراضیٔ ہند** " تصنیف فرمائی۔ جس میں حضرت شیخ نے اس خیال اور نظریہ کی خوب تردید کی کہ اگر بادشاہِ وقت کسی مسلمان کو ہندوستان میں کوئی اراضی ملکیت میں دے دے تو وہ شرعاً اس کا مالک نہیں ہوتا۔ آپ نے اس کتاب میں ثابت کیا۔ کہ زمین بیت المال کی ہے امام وقت (بادشاہِ وقت) جس کو چاہے دے سکتا ہے۔

حضرت شیخ تھانیسری ذوق و مستی کی دنیا میں : حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے مریدین کی تعداد تھانیسر میں کثرت سے تھی۔ حضرت شیخ جلال الدین اس وقت ظاہری علوم کے نشہ میں مدہوش تھے۔ آپ کے مریدین سے استہزاً فرماتے "بھئی تم ناچا پیر کے مرید ہو" مریدین نے کئی مرتبہ آپ کی شکایت قطبِ عالم سے کی۔ حضرت قطبِ عالم ان کی اس گفتگو کو نظر انداز فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ جو مریدین نے رو کر عرض کیا "حضرت! مولوی جلال الدین آپ کی شان میں بہت گستاخی کرتے ہیں۔

آپ کو ناچا پیر کہتے ہیں۔ فرمایا " اب اگر ایسا جملہ استعمال کریں تو ان سے کہیو " ہمارے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں " بس ایسا ہی ہوا شیخ جلال نے حسبِ مذاق اپنا جملہ دھرایا اور مریدین نے حسب الحکم عرض

Marfat.com

کیا۔ "مولانا! ہمارے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں" پھر کیا تھا مولانا جلال الدین پر حال وارد ہو گیا۔ کپڑے پھاڑ دیئے اور جنگل میں حق ہُو کے نعرے مارتے پھرتے ایک دن ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا اس سے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں گنگوہ جا رہا ہوں۔ فرمایا۔ قطب عالم سے میرا اسلام کہیو اور نظرِ کرم کی التجا کیجیو۔ قطب عالم نے نظر کرم فرمائی تو مولانا جلال الدین، شیخ جلال الدین بن گئے۔

یوں بھی روایت ہے کہ حضرت قطبِ عالم ایک دن عالم شہود میں تھے کہ ہاتف غیب سے ندا آئی "ہم نے جلال الدین تھانیسری تم کو بخشا۔ اس کو اپنی غلامی میں قبول کر لو"۔ اس ندا کے بعد حضرت قطبِ عالم تھانیسر میں تشریف لائے اور آپ کے مدرسہ میں جا کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ آپ طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ جب سبق طلباء سے فارغ ہوئے تو قطبِ عالم سے پوچھا "اے درویش تم کون ہو اور کہاں سے آئے" آپ نے اپنی عجز وانکساری کے چند کلمات توحید آمیز ارشاد فرمائے" شیخ جلال الدین کا قلب منور ہو گیا۔ شیخ جلال نے قطب عالم کے پاؤں پر سر رکھا اور علم و فضل کے غرور کا سبُو توڑ دیا۔ قطب عالم نے کمال شفقت سے آپکو سینے سے لگایا اور بعیت چشتیہ صابریہ سے سرفراز فرمایا۔ پہلے شغل

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط ارشاد فرمایا۔ اسکی تکمیل کے بعد سلطان الاذکار تعلیم فرمایا

اللّٰہ جب یہ شغل بھی مکمل ہوگیا تو شغل سہ پایہ تعلیم فرمایا۔

شغل سہ پایہ یہ ہے کہ اوّل اپنے نقش کو مٹا کر یعنی خواہشات نفسانی کو دور کر کے فقط اللہ کو اس مقام میں جگہ دے۔ پھر یہ تصور کرے کہ اللہ میرے افعال

Marfat.com

کو جانتا بھی ہے اور دیکھتا بھی تمام خطرات کو دور کرے پھر دل کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا ذکر شروع کرے)

شہنشاہ اکبر اور اس کے درباری علماء آپ کی بارگاہ میں: شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر اعظم نے ۲ محرم الحرام سنہ ۹۷۹ھ ۱۵۷۲ء بروز پیر، اپنے بھائی مرزا محمد حکیم کی مدافعت کے لیے پنجاب کی طرف مراجعت کی تھانیسر میں حضرت شیخ جلال الدین چشتی صابری قدوسی کی خانقاہ میں زیارت کے لیے حاضری دی۔ دورانِ گفتگو حضرت شیخ نے مسئلہ توحید پر ایک رباعی پڑھی

ص

آفتابے در ہزاراں آبگینہ تافتہ !!

پس ہر رنگے ہر یکے تاب عناں انداختہ

جملہ یک نور است اما رنگہائے مختلف

اختلافے درمیاں ایں وآں انداختہ

بادشاہ کے درباری عالم شیخ ابو الفضل نے کچھ استفسار کیا تو آپ نے رو کر فرمایا" ص

آہ استغنائے دلبر آہ آہ

کمر تعظیم بستہ بر کونین را

یہ سنکر بادشاہ بھی رونے لگا اور عرض کی "حضور! میں سلطنت سے باز آیا مجھے درویشی عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

"ہماری ایک سال کی عبادت اور فقیری سے تمہارا ایک ساعت کا خلقِ اللہ میں عدل وانصاف بہتر ہے۔ تمہاری دلہ ویشی یہی ہے۔ تم مخلوقِ خدا میں انصاف کرو اور ان کو نفع پہنچاؤ" بادشاہ یہ نصیحت سن کر چلا گیا۔

اس کے بعد آپ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ السلام کے پوتے حضرت سیدنا سالار اسحاق علیہ السلام کے مزار کی زیارت کے لیے (کہ یہ مزار شریف تھانیسر کے قریب ہی ہے) تشریف لے گئے۔ ابھی مزار شریف پر حاضری نہیں دی تھی کہ فیضی حاضر ہوا۔ آپ اسکی خاطر پھر خانقاہ میں تشریف لائے۔ فیضی نے سوال کیا "اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کو انسان کی سواری کے لیے پیدا کیا ہے اور آپ انسانوں ہی کی سواری کرتے ہیں"۔ یہ اس نے اس لیے سوال کیا کہ آپ محافہ (پالکی جسکو کہار اٹھاتے ہیں) میں سوار ہو کر جا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "تیری عقل پہ حیف ہے۔ حالانکہ اس قدر علم و فضل حاصل کیا لیکن یہ مسئلہ تیری سمجھ میں نہیں آیا۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ (یہ انسان چارپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ اللہ سے باغی اور گمراہ ہیں)۔ فیضی یہ سُنکر منفعل ہوا جب تک بیٹھا رہا کچھ بات نہ کی آخر اپنے کیمپ میں واپس آگیا۔ راجہ بیربل سے حضرت شیخ کے علم و فضل کی تعریف کی تو بیربل بھی خانقاہ میں حاضر ہُوا۔ شیخ نے اس کی طرف التفات ہی نہ فرمایا۔ آخر یہ اُٹھکر چلا گیا۔

جب بیربل حضرت شیخ غوث محمد گوالیاری سے ملنے گیا تو شیخ نے بیربل کی بہت عزت کی۔ مکلف فرش پر بٹھایا۔ بیربل نے کہا کہ تمام اولیاء اللہ مرتبہ میں مساوی ہیں۔ آپ نے ایسی نوازش فرما کر معزز و ممتاز بنایا اور اور شیخ جلال الدین تھانیسری نے میری طرف التفات ہی نہیں کیا۔ شیخ محمد غوث گوالیاری نے فرمایا "حضرت شیخ تھانیسری کو دنیا اور اہلِ دنیا سے

Marfat.com

کچھ سروکار نہیں۔ ان کی نظر میں بادشاہ و فقیر، عالم و جاہل سب برابر ہیں۔ وہ آپ کو کیا خاطر میں لاتے۔ اور میری یہ حالت ہے کہ دنیا سے تعلقات باقی ہے"۔ بیربل یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا۔ آپ نے انصاف کی بات کی۔ حضرت کمال قادری بھی آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جلال الدین بے وضو اپنے پیر کے سامنے نہیں جاتے تھے۔

مقام : حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری دن میں روزہ رکھتے اور رات بھر عبادت میں گزارتے۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے ہر روز شب و روز میں خانقاہ کے حفاظ کے ہمراہ دو قرآن مجید ختم کرتے۔ اسّی سال تک آپ کا یہ معمول رہا۔ نماز ظہر کے بعد درس میں مشغول ہو جاتے سماع کے دلدادہ تھے۔ جب آپ کو وجد ہوتا آپ کی روحانیت سے عوام الناس کو بھی حصہ ملتا۔ آخری عمر میں محویت اور استغراق کے عالم میں رہتے تھے۔ یہ کیفیت آپ پر اس قدر غالب تھی کہ مریدین نماز کے وقت اللہ اکبر اور حق حق کا نعرہ لگا کر ہوش میں لاتے تھے۔ حضرت دارا شکوہ لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں مشائخ چشت میں آپ کا ہم پایہ کوئی نہ تھا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرکے پھر اپنی حالت میں پلٹ جاتے تھے۔

ادائل عہد شباب میں آپ نے ایک خوش الحان شخص کو غزل کہتے سُنا اسی وقت آپ بیہوش ہو گئے۔ اسی حالت میں چھت سے نیچے گر گئے اور مرغِ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ کافی دیر کے بعد ہوش آیا۔

آپ کا ایک مرید تھا اسکو اشتیاق تجلی ذات الٰہی تھا۔ اس شوق میں برسوں مجاہدہ و ریاضت کی مگر وہ حال منکشف نہ ہوا اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ (بانی سلسلہ کبرویہ متوفی ۱۰ جمادی الثانی ۶۱۸ھ) ایک نظر میں مقام ولایت عطا فرما دیتے تھے

Marfat.com

اب ان سے اولیاء کہاں ؟ - آپ نے مرید کے خطرے کو بھانپ لیا۔ محفل سماع میں نظرِ عاشقانہ جلالیہ اس پر ڈالی کہ تجلی ذات حق اس پر متجلی ہوئی۔ مگر وہ برداشت نہ کرسکا اسی وقت مرگیا۔ شیخ نے فرمایا۔

"ہر شخص بارِ ولایت کا حامل نہیں"

"برتن ہوتا نہیں مانگنے آجاتے ہیں"

ازدواجی زندگی : آپ نے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالبصیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ایک صاحبزادی تھیں۔ جن کا نکاح شیخ نوردین بن شیخ علی بن قطب عالم سے ہوا اور ان کے بطن سے شیخ ابوسعید پیدا ہوئے۔

تصنیف بالطیف ارشاد الطالبین : یہ آپ کی بے نظیر تصنیف ہے اس میں مقاماتِ سلوک تشریح و توضیح کچھ ایسے انداز میں کی گئی ہے کہ بار بار پڑھ کر اپنے قلب کو مزین کرنے کو جی چاہتا ہے۔

فقیر حقیر درماندہ نفس شریر دسمبر ۱۹۷۴ء کی ایک شب کو حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے حالات پڑھ کر سو گیا۔ اُس رات فقیر کسی دنیوی وجہ سے عبدالحی چشتی صابری غنوی (روحانی پسر) سے ناراض تھا۔ خواب میں حضرت شیخ قدس سرہٗ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا حضرت شیخ بڑی جلالت میں تھے۔ شانِ جلالی سے فرمایا۔ "تم ہمارے بچے سے ناراض ہوتے ہو۔ خبردار!" اسی وقت فقیر (علی اصغر چشتی مولف کتاب ہذا) بیدار ہوا تو جسم میں لرزہ طاری تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگان عبدالحی چشتی سے

Marfat.com

بیان کرتے ہیں اور انشاءاللہ العزیز کسی اعلیٰ مقام پر فائز ہونے والا ہے۔
اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

وفات : وفات سے چند دن پیشتر شیخ نظام الدین تھانیسری ثم بلخی قدس سرہٗ کو طلب فرما کر امانت خواجگان چشت اور خرقہ خلافت مرحمت فرمایا اور ۲۴۔ ذی الحجہ ۹۸۹ھ (۱۵۸۲ء) کو وفات پائی۔ مزار اقدس تھانیسر میں ہے (بھارت) آپ کی عمر ۱۱۰ سال ہوئی۔

خلفاء :

۱۔ **حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی رحمۃ اللہ علیہ** ان کے حالات آیندہ باب میں بیان ہوں گے۔

۲۔ **شیخ عبدالشکور بن قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہما** آپ کے بھائی تھے

۳۔ **شیخ محمد سالم کیرانوی رح**

۴۔ **شیخ موسیٰ رح** ۵۔ **شیخ عیسیٰ رح** دونوں اسم بامسمّٰی تھے۔

۶۔ **میر سید فاضل رح** ساکن موہانہ ضلع میرٹھ

حضرت بندگی رح کے دور کے سلاطین :

(۱۴۹۸ء تا ۱۵۸۲ء)

Marfat.com

سلطان ظہیر الدین بابر (۱۵۲۶ تا ۱۵۳۰)

سلطان نصیر الدین ہمایوں (۱۵۳۰ء تا ۱۵۴۰ء)

سلطان شیر شاہ سوری (۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء)

ان کے مختصر حالات بیان ہو چکے ہیں

اسلام شاہ سوری : (۱۵۴۵ء تا ۱۵۵۳ء)

شیر شاہ کے دو بیٹے تھے۔ عادل خان۔ جلال خان۔ اُمرا نے جلال خان کو پٹنہ سے بلا کر ۲۶ مئی ۱۵۴۵ء میں شہر کالنجر میں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اسلام شاہ اس کا لقب ہوا۔ اسلام شاہ بہادر اور جنگجو تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو مستحکم کیا۔ اپنے والد شیر شاہ کا مقبرہ سہسرام میں تعمیر کیا۔ نومبر ۱۵۵۳ء میں وفات پائی۔

اسلام شاہ سوری کے جانشین : اسلام شاہ کا بیٹا فیروز شاہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ جو اپنے ماموں مبارز خاں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر مبارز خان خود محمد عادل شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ یہ کمزور انسان تھا۔ حکومت سنبھال نہ سکا اس لیے حکومت کے تمام اختیارات ریواڑی کے ایک ہندو بنیے ہیموں کے قبضہ میں چلے گئے۔ وہ اپنی قابلیت سے عادل شاہ کا وزیر اعظم بن گیا۔ ملک میں حالات خراب ہوئے تو شیر شاہ کے دو بھتیجوں سکندر شاہ اور ابراہیم شاہ نے ملک میں اپنا سکہ رائج کر دیا۔ حکومت تین حصوں میں تقسیم ہو گئی

عادل شاہ۔ آگرہ تا جون پور۔

Marfat.com

سکندر شاہ ۔ دہلی تا رہتاس
ابراہیم شاہ ۔ گجرات (پنجاب) تا دامن ہمالیہ

عادل شاہ: تاریخ میں اس لیے بھی مشہور ہے کہ وہ موسیقی کا استاد تھا مشہور میاں تان سین اور باز بہادر اسی کے شاگرد تھے۔
حکومت ہند و پاکستان تین حصوں میں تقسیم ہونے سے ہمایوں کے لیے کچھ راستہ صاف ہو گیا۔

ہمایوں دوبارہ برسر اقتدار: لہٰذا وہ کابل سے چل کر ۱۵۔ دسمبر ۱۵۵۴ء کو پشاور پہنچا۔ فروری ۱۵۵۵ء میں لاہور آیا۔ ابراہیم شاہ کو شکست دے کر جالندھر، سرہند اور حصار کے اضلاع پر قابض ہو گیا۔ ۲۲ جون ۱۵۵۵ء کو سکندر شاہ کو شکست دے کر دہلی اور آگرہ بھی قبضہ میں کر لیا۔ ۲۳۔ جولائی ۱۵۵۵ء کو دوبارہ دہلی کے تخت کا وارث بن گیا۔ لیکن اس کے بعد چھ ماہ گزرے کہ ۲۶ جنوری ۱۵۵۶ء کو فوت ہو گیا۔

سلطان جلال الدین محمد اکبر اعظم: (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) اکبر ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء میں عمر کوٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔ چودہ سال کی عمر میں بادشاہ بن گیا سوری خاندان کے تینوں حکمران نے پھر گڑبڑ کر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہمیوں بنیے نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت اکبر جالندھر میں تھا۔ ۵ نومبر ۱۵۵۶ء میں پانی پت کے میدان میں لڑائی ہوئی۔ ہمیوں اسیر ہو کر قتل ہوا۔ (یہ پانی پت کی دوسری لڑائی کہلاتی ہے) اکبر کا دہلی و آگرہ پر دوبارہ قبضہ ہو گیا۔ اس طرح اکبر کو مالوہ، راجپوتانہ، گجرات، بنگال، اڑیسہ، کشمیر، سندھ اور دکن وغیرہ میں مہمات پیش آئیں۔ ہر جگہ کامیاب ہوا۔

Marfat.com

سلطان جلال الدین اکبر اکثر د بیشتر حضرت شاہ بندگی جلال الدین فاروقی تھانیسری رح کی بارگاہ میں آتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ ہی سے اکتاہ بھی گیا لیکن حضرت شیخ نے اسکو عدل و انصاف کی تلقین کی اور فرمایا۔ مخلوق کی خدمت اور اس میں عدل و انصاف درویشی سے بہتر ہے۔ آپ اسی بادشاہ کی حکومت میں ۱۵۸۲ء میں اس دارِ فنا سے دار بقا کی طرف روانہ ہوئے

دین الہی : اکبر کی مذہبی پالیسی روا داری پر مبنی تھی۔ اس نے اسلام کے بنیادی اصولوں کو پس پشت ڈال دیا۔ صرف سلطنت کو محفوظ و مضبوط کرنیکے لیے عیسائیوں، زرتشتیوں، ہندو پروہتوں اور یوگیوں سے بھلی تعلقات قائم کر لیے۔ دینی مسائل میں دخل اندازی کرنے لگا۔ غیر اسلامی طریقہ کو اپنا لیا۔ بادشاہ کے سامنے سجدہ کا غیر اسلامی طریقہ رائج ہو گیا۔ اسلامی سن کی بجائے شمسی سن اختیار کر لیا۔ بادشاہ نے خود ڈاڑھی صاف کر لی جسکی وجہ سے ڈاڑھیاں منڈوانے کا عام رواج ہو گیا۔ وہ خود مذہبی پیشوا بن گیا اور لوگوں کو مرید کرنے لگا۔ ان غیر اسلامی قوانین کا نام اس نے "دینِ الہیٰ" رکھا۔ دینِ الہی کا اثر بہت بُرا پڑا۔ راسخ العقیدہ علماء اور قانونی خدمات سے برطرف ہو گئے۔ مذہبی بندشیں ڈھیلی ہو گئیں۔ بد اخلاقی اور عیاشی عام ہو گئی۔

یہ حالات اس وقت پیدا ہوئے جب حضرت شیخ جلال الدین ضعیف العمری اور عالم استغراق میں رہنے لگے۔ اور آپ کی وفات کے بعد تو اس بادشاہ نے دین سے فرار ہی حاصل کر لیا۔ آخر ۲۱۔ اکتوبر ۱۶۰۵ء میں ملحدانہ عقیدہ پر اسکا خاتمہ ہو گیا۔

ارشادات حضرت شیخ بندگی جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ

آدمی تین قسم کے ہوتے ہے۔

Marfat.com

۱۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ جو پاؤں کی مانند کہ ہمیشہ کھانے پینے لڑنے بھڑنے اور شہوت نکالنے پر رہتا ہے

۲۔ یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔ فرشتوں کی مانند کہ ہمیشہ تسبیح و تہلیل اور عبادت حقہ میں مشغول رہتا ہے۔ یہ لوگ دنیا کے خطرات سے محفوظ و ممنون رہتے ہیں۔

۳۔ تیسرا آدمی وہ ہے جو ہر وقت اللہ کی آتش محبت میں سوختہ

اللہ تعالیٰ کی محبت میں دوختہ

اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں دل گرفتہ رہتا ہے۔

اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ یہی گروہ مقربین کا ہے جو جنت اور دوزخ کے لیے عبادت نہیں کرتے۔

(نوٹ) آپ کے اقوال کا زیادہ ذوق ہو تو ارشاد الطالبین کا مطالعہ کریں۔

حق حق حق

Marfat.com

باب بیست و ہشتم

حضرت خواجہ نظام الدین بن عبدالشکور فاروقی بلخی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام نظام الدین اور نظام الدین ثانی لقب ہے (آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء کی طرح بہت تبلیغ فرمائی اور خلفاء بھی بے شمار ہیں)

نسب نامہ : نظام الدین بن عبدالشکور بن قاضی محمود فاروقی آپ شیخ بندگی جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے اور داماد تھے۔ آپ کے والد شیخ عبدالشکور فاروقی تھانیسری اپنے بھائی شیخ جلال الدین تھانیسری کے مرید و خلیفہ تھے۔

پیدائش : آپ کی پیدائش بعہد سلطان ظہیر الدین بابر۔ تھانیسر میں ہوئی۔

Marfat.com

علم وفضل : آپ معروف عالم تھے۔ اپنے چچا حضرت جلال الدین تھانیسری قدس سرّہ سے علومِ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ آپ کی تصانیف بھی کافی ہیں علوم کیمیا کے زبردست عالم تھے۔

تصانیف :

۱۔ تفسیر قرآن مجید۔ ۲۹ ویں اور ۳۰ ویں پارے کی تفسیر المعروف تفسیر مدنی مدینہ شریف میں تصنیف فرمائی۔

۲۔ شرح اللمعات ۔ مکہ شریف میں تصنیف فرمائی۔

۳۔ حقیقتِ حقّہ (توحید)

۴۔ رسالہ وحدت

۵۔ رسالہ احسانیہ (مسائل وحدت الوجود)

۶۔ رسالہ حقیقت۔

۷۔ ریاض القدس۔

۸۔ شرح سوانح احمد غزالی

۹۔ رسالہ بلخی

(تمام کتابیں بازار میں نایاب ہیں البتہ بعض نسخے علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود ہیں)

بیعت وخلافت : آپ کا خاندان علومِ ظاہری و باطنی کا منبع تھا۔ آپ نے گہوارۂ علم وفضل اور ذوق وشوق میں آنکھیں وا کیں۔ اگرچہ والدِ مکرم خواجہ عبدالشکور بن قاضی محمود علم وفضل اور روحانیت کے بادشاہ تھے اور اپنے بھائی شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ کے مرید وخلیفہ تھے لیکن حضرت نظام الدین

Marfat.com

نے اپنے عمِ مکرم شیخ جلال الدین کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور جلد ہی خلافت سے نوازے گئے۔ اپنے والد اور چچا کی وفات کے بعد تبلیغ وتلقین میں مشغول ہوئے۔

شہزادہ سلیم کی عقیدت وخوفِ نزعِ سلطنت اور حکم ہجرت : آپ کے سجادہ نشین ہوتے ہی جمالات وکمالات کا شہرہ ہوا۔ شہزادہ سلیم المعروف جہانگیر حاضر ہوکر معتقد ہوا۔ آپ نے اُسے بادشاہ ہونے کی بشارت دی اکبر کے بعد جہانگیر بادشاہ ہوا۔ ملکہ نورجہاں کے بہکانے سے اپنے بیٹے شہزادہ خسرو سے ناراض ہوگیا۔ خسرو قید وبند سے بچنے کے لیے (۱۶۰۶ء) اکبر آباد سے فرار ہوکر تھانیسر چلا گیا اور شیخ نظام الدین سے اپنے والدین کی شکایت کی اور دعا کے لیے عرض کی۔ شیخ نے شہزادہ خسرو کو بہت نصیحتیں فرمائیں اور والدین کی اطاعت کا حکم دیا۔ یہ آپ کی زیارت کے بعد بیاس کی طرف چلا گیا اور سکھوں کے ارجن سے ملا تو اس نے دُعا اور مدد کا وعدہ کیا۔ خسرو باپ کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن شکست کھائی اور بھاگ گیا۔ ۱۶۲۲ء میں قولنج کی بیماری سے فوت ہوگیا ادھر دشمنانِ فقراء نے حضرت خواجہ نظام الدین تھانیسری کی شکایت کی کہ انہوں نے خسرو کو جنگ پر آمادہ کیا تھا اور بادشاہی کی بشارت بھی دی تھی اور گرو ارجن بھی اس میں شامل ہے۔ سلطان جہانگیر بہت برہم ہوا۔ گرو ارجن کو تو قتل کروا دیا۔ لیکن شیخ کو کچھ نہ کہہ سکا بلکہ کسی موقعہ کی تلاش میں رہا عقیدت مند بھی تھا اور ادھر بادشاہی کا نشہ بھی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ اپنے دادا پیر قطب عالم کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے گنگوہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کا شہرہ تو بہت زیادہ تھا۔ لوگوں کو جب پتہ چلا دیوانہ وار آپ کی زیارت کے لیے آئے۔ تھانیسر سے گنگوہ تک سڑک کے دونوں طرف عوام کا ہجوم تھا۔ جو آپ کی زیارت کے لیے آیا تھا جب

Marfat.com

جہانگیر کو اس ہجوم کی خبر ہوئی وہ آپ سے خوفزدہ ہو گیا۔ مودبانہ چھٹی لکھی اور عرض کی۔

"حضور ایک ملک میں ایک ہی بادشاہ کی حکومت ہوتی ہے۔ اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو میں ملک چھوڑ دیتا ہوں۔ یا آپ ہند سے تشریف لے جائیں" حضرت نے اسکا جواب دیا۔

"ہمیں دینوی بادشاہی کی ضرورت نہیں، تمہارا ملک تمہیں مبارک"

ہجرت: اس کے بعد آپ اپنے خلیفہ حاجی عبدالکریم لاہوری و دیگر خلفاء و مریدین کے ہمراہ (سنہ ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۲ء) حج پر تشریف لے گئے۔ فریضہ حج ادا کیا۔ مدینہ منورہ میں کئی برس تک قیام کیا۔ اس دوران تفسیر قرآن اور شرح المعانی تصنیف فرمائیں۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلخ جاکر تبلیغ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لہذا آپ بلخ میں تشریف لے گئے۔

بلخ میں آمد: آپ بلخ میں تشریف لائے تو خلق نے آپ کا استقبال کیا بادشاہ بھی معتقد ہو کر مرید ہوا۔ اس کا نام امام قلی خان ازبک تھا۔

ایک دن حضرت شیخ کے فرزند اکبر حضرت شیخ ابو سعید گھوڑے پر سوار تھے۔ کہ سلطنت بلخ کا ایک حاکم گھوڑی پر سوار ہو کر گزرا۔ نر نے مادہ کی طرف رجوع کیا۔ نر اور مادہ کا الجھاؤ ہوا۔ حاکم نے غضبناک ہو کر شیخ ابو سعید کی پشت پر تازیانہ مارا آپ کی کمر پر نشان پڑ گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے اپنے والد سے شکایت کی آپ نے ازراہِ جلال فرمایا "کیا ابھی تک اسکی گردن نہیں ٹوٹی"۔ بس اسی وقت وہ گھوڑی سے گرا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی۔ اس

Marfat.com

واقعہ کے بعد ہزار ہا انسان حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے بلکہ لکھا ہے ان سے
...مات سو ولی ہوئے۔

رافضی امام کا قتل : آپ کی اس قدر شہرت ہوئی کہ علمائے بلخ حسد کرنے
لگے اور بادشاہ سے شکایت کی کہ شیخ جامع مسجد میں نماز نہیں پڑھتے بلکہ
اپنی خانقاہ میں علیحدہ نماز ادا کرتے ہیں۔ بادشاہ چونکہ آپ کا مرید تھا اس لیے
دوبارہ عرض کیا حضور جامع مسجد میں نماز ادا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا
"جامع مسجد کا امام رافضی ہے" یہ خبر جب شہر میں پہنچی تو تمام علماء اور
امام نے لوگوں کو بادشاہ اور شیخ کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ شیخ! امام کا رفض
ثابت کریں۔ اگر نہ کر سکیں تو بادشاہ اور شیخ کو قتل کر دو"

جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی فکرمند ہو کر شیخ کی خانقاہ میں آیا اور سارا قصہ
بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا تم فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ عقدہ کشائی فرمائے گا۔
اسی اثناء میں امام بارہ ہزار مسلح آدمی لے کر خانقاہ میں گھس آیا۔ اور کہنے لگا۔
چونکہ تم نے مجھ پر رفض کی تہمت لگائی ہے اس لیے تمہارا خون مجھ پر مباح ہے
شیخ جلالت میں آگئے اور فرمایا۔

"اس امام کا جوتا چیر کر دیکھو"

جب جوتا چیرا گیا تو اس کے تلے سے حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ
عنہما کے نام ایک پرزہ کاغذ پر لکھے ہوئے برآمد ہوئے۔ اب عوام بگڑ گئی
امام کو اسی وقت ذبح کر دیا اور تمام مخلوق آپ کی مرید ہو گئی۔

چشمے کا جاری ہونا : بلخ کا دوسرا بادشاہ جو امام قلی خان کے بعد وارث سلطنت
ہوا۔ نذر محمد خان تھا۔ وہ روزانہ شیخ کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا۔ ایک دن شیخ
بلخ کی سیر فرماتے ہوئے۔ ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی نہ تھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا

Marfat.com

آپ نے ایک پتھر پر عصاء مارا۔ اسی وقت اس پتھر سے ایک چشمہ شیریں جاری ہوا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔

اس کوہ کے قریب ہی ایک حکیم جو کہ منجم بھی تھا رہتا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ شیخ کی کرامت نہیں بلکہ اتفاقی بات ہے، اس وقت ستارہ آبی سرطان میں تھا۔ جس کی وجہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ ایک دن وہ حکیم ملاقات کے لیے آیا شیخ کو اس کی بات کا علم ہو چکا تھا۔ آپ نے حکیم سے کہا کہ اس وقت آبی برج سرطان میں ہے۔ اس نے حساب لگا کر بتایا کہ اس وقت آتشی برج شمس میں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا اس وقت زمین سے پانی برآمد ہو سکتا ہے اس نے جواب دیا کہ ناممکن ہے۔ آپ نے عصا پتھر پر مارا فوراً پانی شیریں جاری ہوا۔ یہ دیکھ کر وہ حکیم ایمان لایا اور مرید ہوا۔

ایک عامل کا ایمان لانا: بلخ میں ایک عامل اور سخی مرد تھا جو دست غیب رکھتا تھا۔ علم کیمیا خوب جانتا تھا وہ شیخ کو بھی کامل ولی تسلیم کرتا تھا جب اس کی موت قریب آئی اس نے اپنے خادم سے کہا کہ شیخ کو بلاؤ تاکہ میں وہ تمام علوم ان کو ہبہ کر دوں جو کہ میرے پاس موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے آقا سے کہو کہ تمہارے پاس جو علوم ہیں درویش کو اس کی ضرورت نہیں۔ اگر اس نے علم توحید سے کچھ لینا ہے تو میرے پاس آ جائے۔ عامل حاضر ہوا آپ نے علم توحید تعلیم فرمایا۔ اس کے دل سے پردہ اٹھ گیا۔ اسی وقت کامل ولی ہوا اور صفِ اولیاء میں شامل ہو کر فوت ہوا

مردے کو زندہ کرنا: ایک بار صحرائے بلخ میں سیر فرما رہے تھے کہ مردے کو دیکھا اس کے قریب جا کر مراقبہ فرمایا تو معلوم ہوا اسکی عمر کچھ باقی ہے۔ آپ نے قم باذن اللہ فرمایا اسی وقت وہ کھڑا ہو گیا۔

Marfat.com

اولاد : شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی کی شادی ان کے عم مکرم اور شیخ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ کئی صاحبزادے پیدا ہوئے۔

سب سے بڑے **شیخ ابوسعید** قدس سرہ العزیز ہیں۔ انہوں نے تھانیسر میں سکونت اختیار کی۔ دوسرے صاحبزادے **شیخ عبدالحق** ان کی اولاد لزنال میں آباد ہے۔ ان کے علاوہ بھی صاحبزادے ہوئے جنکی اولاد بلخ میں روضہ قدس کی خدمت کرتی ہے۔

وفات : آپ کا انتقال ۸ رجب ۱۰۳۶ھ (۱۶۲۶ء) بروز جمعۃ المبارک بلخ میں ہوا۔ بلخ روس ہی میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

خلفاء : شہنشاہ جہانگیر نے جس خطرہ کے پیش نظر آپ کو ہجرت کے لیے کہا تھا وہ خطرہ بدستور رہا۔ آپ تو بلخ تشریف لے گئے لیکن آپ نے ہند و پاک میں اپنے اس قدر خلفاء بھیجے کہ آئندہ سلسلہ چشتیہ صابریہ نظامیہ آپ سے جگہ جگہ جاری ہو گیا۔ آئندہ صفحات پر آپ اس کا اندازہ بخوبی فرما سکیں گے۔

۱۔ **حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ** : آپ کے حالات پر آئندہ باب میں بیان ہوگا۔

۲۔ **حضرت شیخ حسین بھورے رحمتہ اللہ علیہ**

ان کی بیعت حضرت شیخ جلال الدینؒ سے تھی لیکن تکمیل اور خلافت

Marfat.com

شیخ بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے پائی۔ ایک بار شیخ محمد صادق نے شیخ بھورے سے پوچھا تم کو فنا احدیت ذات کس وقت میسّر ہوتی ہے فرمایا کہ جس وقت نماز کی نیت باندھتا ہوں پھر انہوں نے شیخ صادق سے پوچھا تو فرمایا کہ جب سماع سنتا ہوں۔

شیخ بھورے رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ ولی محمد نارنولی تھے۔ جو ہمیشہ اکبر آباد میں مقیم رہے۔ شیخ حسین بھورے رحمتہ اللہ علیہ کا مزار کھور میں ہے۔

۳۔ حضرت شیخ پائندہ بنوری رحمتہ اللہ علیہ

یہ صاحب کمال بزرگ تھے۔ شب میں ذکر جہر کیا کرتے تھے۔ جو سنتا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہتا ہوا مدہوش ہو جاتا۔ اہل شہر نے آپ کی شکایت شیخ بلخی سے کی کہ ہم آپ کی آواز سے مدہوش ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گھر کھلے پڑے رہتے ہیں۔ شیخ بلخی نے شیخ پائندہؒ کو بلا کر فرمایا "تم جنگل میں جا کر ذکر کیا کرو" جنگل میں یہ حالت ہوئی کہ جب لَآ اِلٰہَ کہتے درخت سرنگوں ہو جاتے جب اِلَّا اللہ کہتے درخت سیدھے ہو جاتے مزار آپ کا بنوڑ میں ہے۔

۴۔ حضرت شیخ اللہ دادؒ لاہوری

آپ سے اکثر و بیشتر مردمان راہ راست پر آئے۔

حضرت دوست محمد صوفی

رحمتہ اللہ علیہ ان کے خلیفہ تھے ان کا مزار گوالمنڈی لاہور میں کہیں پوشیدہ ہے۔

۵۔ شیخ مصطفٰی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ شیخ عبدالفتح رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

۷۔ شاہ عبدالرحمان کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ شیخ صادق برہانپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے شیخ بھورے سے فنا کا سوال کیا تھا۔ آپ کو سماع میں مقام فنا حاصل ہوتا تھا۔

۹۔ قاضی عبدالحیؒ رحمتہ اللہ علیہ پسر قاضی سالم کیرانوی رحمتہ اللہ علیہما

۱۰۔ حضرت شیخ فجیؒ بودہ رحمتہ اللہ علیہ ان کے خلیفہ شاہ اسماعیل اکبرآبادی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

۱۱۔ حضرت سید اللہ بخش المعروف خدا نما رحمتہ اللہ علیہ

آپ صائم الدہر تھے۔ آٹھ دن کے بعد مٹھی بھر کھیلیں کھایا کرتے تھے ہمیشہ مجرد رہے۔ لاہور کی اکثر مخلوق آپ کو خدا بیں اور خدا نما کہتی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ آدم بنوری (متوفی ۱۰۵۴ھ)[1] خلیفہ شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے ایک مرید شیخ محمد مرزا کے ہاتھ ایک خط بھیجا کہ تم کو لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ کیا تمہاری مرضی سے کہتے ہیں یا غیر مرضی سے اگر تمہاری رضا سے کہتے ہیں تو توبہ کرو۔ جو اس دنیا میں رؤیت پروردگار کے قائل ہیں ملحد و زندیق ہیں۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا۔ آدم بنوری اس نعمت سے محروم

---

[1] ان کا مزار جنت البقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہے۔

Marfat.com

ہیں۔ مگر تم کو یہ نعمت عطا کرتا ہوں۔ آپ نے شیخ محمد مرزا کو دیکھا بس وُہ بے ہوش ہو گیا۔ دوپہر کے بعد ہوش آیا تو کہنے لگا۔ اب میں واپس نہیں جاؤں گا۔ آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اب چلے جاؤ پھر چلے آنا۔ وہ چلے گئے اور ساری حقیقت بتاکر پھر واپس آ گئے۔ شیخ خدا نما کا مزار گوالمنڈی لاہور میں پوشیدہ ہے۔ حضرت **شیخ محمد مرزا** آپ کے خلیفہ ہوئے ان کا مزار سرہند میں ہے۔

۱۲۔ حضرت سید علی غوّاص ترمذی رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ بلخی کے اس وقت مرید ہوئے جب شیخ ہند سے بلخ کو روانہ ہوئے۔ آپ نے بہت دن اپنے مرشد کی خدمت کی۔ اس کے بعد ملک یوسف زئی چلے گئے۔ وہاں بہت آپ سے بیعت ہوئے۔ اور بہت خدارسیدہ ہوئے آپ اپنے زمانے کے **غوث اعظم ثانی** تھے۔ آپ بلا مزامیر سماع سنتے تھے وفات ۱۰۴۰ھ میں ہوئی مزار ملک یوسف زئی میں ہے۔ ان کے خلیفہ **حضرت مولانا درویزہ پشاوری چشتی** اور ان کے خلیفہ اور ان کے فرزند **شیخ عبدالکریم پشاوری** تھے۔ مولانا درویزہ پشاوری علوم ظاہری و باطنی میں ماہر تھے۔ صرف ولایت کو چھپانے کے لیے طلبا کو پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک کتاب "مخزن اسلام" افغانی زبان میں لکھی جس میں اپنے پیر کی بڑی تعریف کی ہے۔ یہ کتاب قدرے ناتمام رہ گئی تھی۔ ان کے بیٹے شیخ عبدالکریم نے مکمل کی۔ بلکہ اس پر شرح بھی لکھی۔ مولانا پشاوری ۱۰۴۸ھ میں فوت

Marfat.com

ہوئے۔ شیخ عبدالکریم پشاوری کو ایک شخص نے برائے امتحان بعد از انتقال دیکھا آپ ہنس پڑے۔ وفات ۱۰۷۲ھ میں ہوئی۔ دونوں حضرات کے مزار یوسف ملک زئی میں ہیں۔ مولانا درویزہ کے ایک خلیفہ

شیخ پنجو پشاوری (متوفی ۱۰۷۲) اور ان کے خلفاء میں سے مولانا

باپالاک میانہ اور شیخو شاہ جہاں پوری ہیں۔

۱۴۔ حضرت شیخ حاجی عبدالکریم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ : آپ مخدوم الملک

عبداللہ انصاری کے فرزند ہیں۔ شیخ بلخی کے مرید ہیں۔ بلخ میں بہت دیر اپنے مرشد کی خدمت میں رہے۔ سات پا پیادہ حج کیے۔ حج کے ایک سفر میں راستہ بھول گئے ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی نہ تھا۔ آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی ایک تیتر نمودار ہوا۔ وہ ایک جگہ بیٹھا۔ وہاں سے جو زمین کھودی پانی برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا جو ہمارا مرید ہو تیتر کو نہ مارے نہ اسکا گوشت کھائے۔

ایک روز کہ ۹ ذی الحجہ کا دن تھا باہر تشریف لائے ایک شخص شیرا نامی ریشم باف ملا اور کہنے لگا۔ آج لوگ حج کر رہے ہیں کتنے خوش نصیب ہیں آپ نے فرمایا تو حج کرنا چاہتا ہے تو ادھر آ۔ اسکو کہا میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اس نے ایسا ہی کیا۔ خود کو عرفات کے میدان پایا۔ مناسک حج ادا کیے۔ اسی طرح واپس آئے۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۲۷ رجب ۱۰۴۵ھ میں ہوئی۔ فقیر (علی اصغر چشتی) نے ان کے مزار کی زیارت کی۔ شہر سے یتیم خانہ جاتے ہوئے چھپڑ سٹاپ پر اتر جیے بائیں جانب ایک گلی نما بازار ہے اس کے کونے پر مسجد ہے۔ یہ تنگ بازار سمن آباد کو جاتا ہے اس بازار میں چلے جایئے آگے جا کر بائیں جانب آپ کا مزار اقدس ہے۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ شیخ یحیٰ۔ شیخ اللہ نور۔ شیخ عبدالحق،

Marfat.com

شیخ اعلیٰ حضور۔ شیخ یحییٰ سجادہ نشین ہوئے۔ سلسلہ جاری ہے۔

۱۴۔ حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری اور ان کا سلسلہ

آپ علومِ ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ اوائل عمر میں لاہور میں طلباء کو درس دیا کرتے تھے پھر تھانیسر میں جاکر شیخ نظام الدین بلخی سے بیعت ہوئے مرشد کے ہمراہ حج پر تشریف لے گئے۔ شیخ کے ہمراہ ہی بلخ گئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا پھر لاہور میں آکر تبلیغ کا کام شروع کیا ہزار ہا آپ سے بیعت ہوئے۔ ۹ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ میکلوڈ روڈ سے مسجد ٹی لاڈ کی طرف آنے والی سڑک متصل نہرو ڈ (فیروزدین روڈ) کے شروع میں دو سینما نازا ور نگینہ ہیں۔ نگینہ سینما کے عقب میں بڑی سادہ سی قبر ہے۔ قبر پر بیری کا درخت ہے ——— فقیر حاضر ہوا۔ نہایت پُرفیض جگہ ہے۔ (۱۹۹۱ء) آپ کے خلفاء میں سے

شیخ عبدالخالق چشتی صابری لاہوری قدس سرہ العزیز

ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے درویش اور صاحبِ سماع تھے۔ سماع کی حالت میں جس پر نظر ڈالتے مدہوش کر دیتے۔ دن رات ہزار ہا انسان آپ کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے آپ کی وفات ۱۲ رجب ۱۰۵۹ھ میں ہوئی عقب تھانہ گوالمنڈی لاہور میں مزار ہے آپ کے خلیفہ

حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

العزیز ہیں۔ آپ تجرید و تفرید میں بلند درجہ رکھتے تھے جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ظہور میں آجاتا۔ ایک روز حضرت کے گھر میں سماع ہو رہا تھا حضرت پر وجدانی کیفیت تھی۔ قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

آں مسیحائے کہ جان در دستِ اوست
می دہد جان گر بمیرم چند بار

Marfat.com

اچانک ایک شخص ایک بیمار لڑکے کو لے کر جو قریب المرگ تھا خدمت میں حاضر ہوا اور دعائے شفا کی التجا کی۔ حضرت نے اٹھ کر بیمار لڑکے کے منہ پر ہاتھ پھیرا اسی وقت اسکو صحت ہو گئی۔ سن وفات ۷ ذی الحجہ ۱۰۷۱ھ ہے مزار شریف عقب تھانہ گوالمنڈی لاہور میں ہے۔

حضرت شیخ محمد عارف قدس سرہ العزیز کے خلیفہ **شیخ محمد صدیق چشتی**

صابری لاہوری قدس سرہ العزیز ہیں۔ آپ تمام دن طلباء کو علوم ظاہری پڑھاتے رات کو طالبان حق کی تربیت فرماتے۔ حالت وجد و سماع میں جس پر نظر پڑتی اُسے تارک الدنیا بنا دیتے۔ آپ کی وفات ۸ ذی الحجہ ۱۰۸۴ھ میں ہوئی۔ مزار گوالمنڈی میں ہے۔

ان کے خلیفہ **شیخ محمد سلیم لاہوری** قدس سرہ ہیں۔ آپ سماع کے دلدادہ تھے۔ سلطان محمد شاہ بادشاہ ہند کے وقت کے علماء سماع کی وجہ سے آپ سے عداوت رکھتے تھے۔ تمام علماء نے بادشاہ کو آپ کے خلاف عرضی دی اور کہا ایسے بدعتی کو قتل کروانا چاہیے۔ بادشاہ نے وہ عرضی لاہور کے صوبہ دار کو عمل درآمد کے لیے بھیج دی۔ صوبہ دار آپ کی بارگاہ میں آیا آپ کی نظر کا شکار ہو کر مرید ہوا تمام علماء خاموش ہو گئے۔ آپ کی وفات ۳ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں ہوئی۔ پیر کے پاس دفن ہوئے گوالمنڈی لاہور میں مزار ہے آپ کے خلیفہ

حضرت شیخ خیر الدین خیرا شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ ہیں آپ لاہور بلکہ پنجاب کے مشہور شاعر تھے بارہ ماسہ آپ کا مشہور ہے۔ آپ کا ہمیشہ لنگر جاری رہتا تھا۔ وفات آپ کی ۱۹۔ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار گوالمنڈی تھانہ کے پچھلی جانب ہے اور مسجد بھی ہے جو مسجد خیرا کہلاتی ہے۔

Marfat.com

شیخ محمد صدیق چشتی صابری قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ شیخ حامد شاہ

ان کے خلیفہ شیخ قادر بخش ان کے خلیفہ شیخ محمد غوث اِن کے خلیفہ

شیخ کریم الدین ان کے خلیفہ شیخ اللہ دتہ صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

اور شیخ اللہ دتہ صابری کے خلیفہ مولوی غلام مصطفیٰ قدس سرہ متوفی ۱۱۶۷ھ

ہے ان کا مزار وزیر آباد میں ہے۔ ان کی مادہ تاریخ خدا پرست/۱۱۶۷ ہے۔ ان کے خلیفہ

سید چراغ شاہ چشتی صابری سبزواری لاہوری ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چونتیس واسطوں سے حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ دن بھر طلباء کو تعلیم دینے اور مریضوں کا علاج کرتے۔ بڑے خلیق اور شیریں کلام تھے (زیادہ حالات کے لیے دیکھیں تحقیقات چشتی صہ ۳۰۸۔

حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری لاہوری یہ حضرت، شیخ حیدر شاہ چشتی کے خلیفہ تھے۔ اور شیخ حیدر شاہ شیخ خیرالدین المشہور شیخ خیرا شاہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن ان کے سلسلہ کے لوگ ان کو شیخ خیرالدین کا خلیفہ مانتے ہیں۔ شیخ فیض بخش ریشم سازی کا کام کرتے تھے صاحب حال وقال، وجد و سماع ذوق وشوق اور تجرید وتفرید تھے۔ سال بھر میں نے استرہ عرس کراتے تھے

Marfat.com

۱۔ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ مولائے کائنات علی رضی اللہ عنہ
۳۔ سیدہ فاطمہ ۴۔ سیدنا حسنؓ
۵۔ سیدنا حسین ۶۔ غوث اعظم
۷۔ خواجہ اجمیر ۸۔ خواجہ بختیار کاکی
۹۔ خواجہ گنج شکر ۱۰۔ سید مخدوم صابرؒ
۱۱۔ جان اللہ ۱۲۔ عبدالخالق
۱۳۔ شیخ عارف ۱۴۔ شیخ صدیق
۱۵۔ شیخ سلیم ۱۶۔ شیخ خیرالدین

۱۷۔ان کے مرشد شیخ حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہم کو سماع میں کمال اضطراب ہوتا تھا۔جس پہ نظر فیض پڑتی مست و بے خود ہو جاتا۔جب۔ آخری وقت آیا تو قوالوں کو بلایا چنانچہ حافظ قادر بخش مدح خوان حاضر ہوا۔ اسکو اشارہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھو۔ اس نے یہ غزل شروع کی ۔

منم خاکِ در کوئے محمدؐ۔ اسیرِ حلقۂ موئے محمدؐ

قتیل نوکِ شمشیر نگاہش۔ شہید تیغِ ابروئے محمدؐ!

اس غزل کے سنتے ہی وجد میں آئے اور جسم میں لرزہ پیدا ہوا۔جسم پسینہ پسینہ ہو گیا آخر اسی حالت میں وفات پائی۔تاریخ وفات۔ ۹ رجب ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۵ اکتوبر ۱۸۶۹ء آپ کا مزار علم الدین کے مزار کے بالمقابل مشرق میں ہے۔

میاں اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ فیض بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اپنے مرشد کے تمام کمالات کے حامل تھے۔ ساری عمر تبلیغ سلسلہ میں گزاری۔ آخری

Marfat.com

وقت میں اپنے مرشد کی مکمل سنت ادا کرتے ہوئے۔ حافظ قادر بخش مدح خوان کو بلا کر وہی رُباعی سماعت فرمائی جو مرشدِ کامل شیخ فیض بخش نے سماعت کی تھی

صہ منم خاکِ در کوئے محمدؐ اسیرِ حلقہ مُوئے محمدؐ

قتیلِ نوکِ شمشیرِ نگاہش شہیدِ تیغِ ابروئے محمدؐ

اور جان، جان آفریں کے سپرد کر دی، آپ کی تاریخ وفات ۱۵ شوال ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۲ء ہے۔ آپ کا مزار، علم الدین شہید کے مزار کے بالمقابل واقعہ میانی صاحب لاہور میں ہے۔

سائیں خیر دین رحمتہ اللہ علیہ

آپ میاں اللہ بخش کے مرید و خلیفہ تھے۔ اندرون موچی دروازہ لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے کافی لوگ مرید تھے۔ شبانہ روز ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ۲۹ صفر ۱۳۷۲ھ بمطابق (۱۹۵۲ء) کو وصال پایا۔ اپنے پیر مرشد کے ساتھ دفن ہوئے۔

میاں محمد امین شعلہ

آپ سائیں خیر دین کے صاحبزادے ہیں۔ شعر و شاعری سے شغف رکھتے ہیں۔ محمد امین نام اور شعلہ تخلص ہے جو ان کی آنکھوں سے عیاں ہے ۱۹۸۳ء میں حاجی عبدالعزیز جرّاح واقعہ حمّام گلی اندرون موچی دروازہ چوک نواب صاحب لاہور میں فقیر کی ان سے ملاقات ہوئی۔ اسی دوران انہوں نے حضرت مخدوم پاک، پیران کلیر کی شان میں چند اشعار کہے جس پر فقیر پر ایک کیفیت طاری ہوئی۔ اس کے بعد شعلہ صاحب ایک مرتبہ فقیر کے پاس تشریف لائے۔ پھر

Marfat.com

کافی دیر خلا رہا۔ ایک دن حاجی صاحب سے ان کا ذکر ہوا تو انہوں نے شعلہ صاحب کو میرے پاس بھیجا۔ آپ ۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۶ھ (۱۹۸۵ء) کو فقیر کے پاس بعد از نمازِ عصر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ دوران گفتگو معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی چشتی صابری ہیں اور میاں جان اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں۔ لہٰذا میاں اللہ بخش اور سائیں خیر دین کے حالات انہی سے معلوم ہوئے ان کے کلام کا نمونہ درج ذیل ہے جو انہوں نے حضرت سید مخدوم پاک صابر کلیری کی شان میں عرض کیا ہے۔

منبعِ جود و عطا مخدوم صابر کلیری

مظہرِ نورِ خدا مخدوم صابر کلیری

گنج شکر کے مہ لقا خواجہ قطب کے دلربا

بگڑی میری دو بنا مخدوم صابر کلیری

ما غریباں پیشوا نظرِ کرم ہو یک نگاہ

امداد کن بہرِ خدا مخدوم صابر کلیری

صابر ہے شعلہ آپکا روسیاہ ہے پُرخطا

لو اپنے دامن میں چھپا مخدوم صابر کلیری

Marfat.com

مزارات۔ حضرت فیض بخش چشتی صابری کا مزار۔ جنازگاہ میانی صاحب لاہور سے قبرستان میں داخل ہوں تو دائیں جانب حضرت نظام الدین بودیاں والا کا مزار ہے اس سے چند قدم آگے اسی سمت میں گورکن کی رہائش گاہ ہے اس رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں۔ مشرق کی سمت کوئی تیس پینتیس قدم پر ذرا دائیں جانب حضرت فیض بخش اور ان کے مرید حضرت اللہ بخش کی عام قبروں کی طرح دو پاس پاس قبریں ہیں جن پر کتبے نصب ہیں۔ بہتر ہوگا کہ کسی گورکن سے پوچھ لیں۔ سائیں خیر دین کی قبر اسی احاطہ سے مغرب کی جانب علم الدین شہید کے مزار کے سرہانے (شمال) کی طرف چند قدم شمال کی طرف ایک پگڈنڈی مغرب کی طرف جاتی ہے۔ اسی پگڈنڈی پر پانچ چھ قدم مغرب کی طرف چل کر بائیں جانب ایک خستہ حالت عام قبر ہے یہی قبر سائیں خیر دین چشتی کی ہے۔ کتبہ نصب ہے۔ لیکن سیاہی نکل چکی ہے۔ اس قبر کے بارے میں بھی کسی گورکن سے رابطہ قائم کریں۔

۱۵۔ **حضرت شیخ پیر محمد قدس سرہ** بھی شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ان کے حالات نہیں مل سکے ان کے خلیفہ **حضرت شاہ کاکو چشتی**

رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کے والد کا نام شیخ علاؤالدین علاؤ الحق بنگالی لاہوری تھا حضرت بابا گنج شکر سے ان کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ آپ جامع الکمالات بزرگ تھے۔ تمام عمر درس، تدریس اور رشد و ہدایت میں بسر کی۔ ان کے حالات یادِ رفتگان از منشی محمد دین فوق"، "حدیقۃ الاولیاء از مفتی غلام سرور" اور "تاریخ جلیلہ" وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے مزار پر حضرت میاں بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ حاضری دیا کرتے تھے۔ ان کی مسجد اور مزار کو سکھوں نے بطور گوردوارہ بنا لیا آج بھی انہیں کا قبضہ ہے۔ وفات آپ کی ۸۸۰ھ

Marfat.com

مطابق ۱۴۷۵ء میں ہوئی ۔ مزار شہید گنج نولکھا لاہور میں ہے لیکن سکھوں نے قبر کا نشان مٹا دیا ہوا ہے ۔ ان کے لڑکے **شیخ اسحاق کاکو چشتی** تھے نوّے سال کی عمر میں ۹۹۶ھ میں فوت ہوئے اور والد گرامی کے ساتھ دفن ہوئے ۔

آپ کے دور کے سلاطین

شہنشاہ جلال الدین محمّد اکبر

جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) اکبر کی وفات کے بعد شہزادہ سلیم ۲۱ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو آگرہ میں تخت نشین ہوا ۔ اس کے زمانہ میں مندرجہ ذیل اصلاحات ہوئیں ۔

۱۔ بعض محصول منسوخ کر دیئے گئے
۲۔ سڑکوں کی حفاظت کی گئی
۳۔ نشہ آور اشیاء پر پابندی لگائی گئی ۔
۴۔ ہسپتال بنائے گئے
۵۔ مجرموں سے ہمدردانہ برتاؤ کی تاکید کی گئی ۔
۶۔ عدل و انصاف قائم کیا گیا ۔

اگرچہ شروع میں یہ بھی اکبر پالیسی کا پیرو تھا ۔ لیکن بعد میں بزرگوں کی صحبت میں نیک بن گیا ۔ حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری ثم بلخی کا بہت معتقد تھا لیکن دشمنوں کے کہنے پر ان کو باہر چلے جانے کے لیے پروانہ لکھ دیا ۔ مجدد الف ثانی کو پہلے پہل تکالیف دیں لیکن بعد میں تائب

Marfat.com

ہو گیا۔ اسی کے دور میں حضرت شیخ بلخی ۱۶۲۶ء میں فوت ہوئے جہانگیر ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء میں گجرات میں فوت ہوا اور لاہور میں شاہدرہ کے قریب دفن کیا گیا۔ جہانگیر کا عدل و انصاف مشہور ہے۔

ارشادات حضرت بلخی

۱۔ مردانِ حق دستِ غیب کی طرف دھیان نہیں کرتے۔

۲۔ علم توحید ہی کامل مرد کے لیے کافی و وافی ہے۔

Marfat.com

باب بیست و نہم

حضرت شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

نسب نامہ: حضرت ابوسعید بن نورالدین بن شیخ علی بن قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہم۔ شیخ نورالدین قدس سرہٗ کی بیوی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ صاجزادی تھیں اس لحاظ سے آپ شیخ بندگی جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔ گویا آپ والد کی طرف سے حنفی قدوسی اور والدہ کی طرف سے فاروقی ہیں۔

پیدائش: آپ گنگوہ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت : آپ کے ددھیال اور ننھیال علم و فضل اور روحانیت کے مرکز تھے۔ آپ کے علم و فضل کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بیعت : عالمِ نوجوانی میں آپ کو سپہ گری میں کمال حاصل تھا لیکن جب غلبۂ عشق ہُوا تو اپنے نانا محترم شیخ جلال الدین کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی لیکن چونکہ حضرت شیخ ہمہ وقت فنائے احدیت میں مستغرق رہتے تھے اور ضعیف العمری بھی تھی اس لیے آپ نے شیخ ابوسعید کی تربیت اپنے بھتیجا اور خلیفہ شیخ نظام الدین بلخی کے سپرد فرما دی۔ آپ نے پہلے ذکر نفی اثبات شروع کیا۔ جب مجاہدات اور ریاضتِ شاقہ میں قدم رکھا تو انوارِ جبروتی و ملکوتی رونما ہوئے۔

سفرِ بلخ : جب حضرت نظام الدین تھانیسری۔ جہانگیر کی درخواست پر بلخ چلے گئے تو شیخ ابوسعید گنگوہ میں جاکر ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے۔ مرشدِ تربیت کی فرقت میں جنگلوں میں سراسیمہ پھرا کرتے تھے اور روزانہ اپنے جدّ مکرم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک روز مزار اقدس پر مفارقت مرشد میں رو رہے تھے کہ قبر پاک سے آواز آئی "اے ابوسعید! اگر طالبِ خدا ہے تو بلخ چلا جا" تین دن یہی آواز آئی۔ ایک دن ایک اجنبی شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا اگر تم کو بلخ کا راستہ معلوم نہیں تو میں لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ کو گھوڑے پر سوار کیا اور بلخ کی جانب روانہ ہوا۔ جس منزل پر قیام کرتے تھے نہایت خاطرمدارت ہوتی تھی (یہ اجنبی شخص شیخ کی روحانیت تھی) جب بلخ تین منزل رہ گیا تو شیخ نظام الدینؒ کو بشارت ہوئی کہ ابوسعید آ رہا ہے میری امانت اس کے حوالے کر دو ــــــ شیخ ابوسعید بلخ پہنچے،

Marfat.com

تو شیخ بلخی نے استقبال کیا اور تین دن خوب امیرانہ دعوت دی۔ چوتھے روز گوشہ تنہائی میں جاکر آپ کے اجداد کی امانت ان کے سپرد کی اور ذکر سہ پایہ تلقین فرمایا۔ بارہ سال ریاضت میں مشغول رہے۔ ایک روز فرمایا "تمہارے اشغال واعمال نے تمہیں تعب میں ڈال رکھا ہے اب ذرا کتوں کی خدمت کیا کرو۔ آپ ایک دن شکاری کتوں کو سیر کرانے جارہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ ایک اور کتا آیا۔ شکاری کتوں نے اس پر حملہ کردیا آپ نے ان کو روکا تو پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے۔ گھسٹتے ہوئے آپ کو کافی دور لے گئے۔ جسم پاک پر زخم آگئے۔ اس وقت شیخ ابوسعید نے رو کر عرض کیا " الہی ایک نظام الدین ہے کہ دنیا اس کے پاؤں دھو کر پیتی ہے اور ایک میں ذلیل وخوار ہوں کہ میری یہ حالت ہے۔ بس اسی وقت عنایت الہی ہوئی اور چودہ طبق روشن ہوگئے۔

بعض نے یوں بیان کیا کہ جب زخمی ہوئے تو شیخ بلخی نے فرمایا تم کتوں کو سنبھال نہیں سکتے تو درویشی کو کیا سنبھالو گے۔ اسی رات اپنے حجرہ میں زخموں کی وجہ سے کراہ رہے تھے کہ شیخ بلخی کو قطب عالم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ سے اور تیرے پیر سے اتنی ریاضت نہیں لی تم ہماری اولاد سے اس قدر ریاضت کیوں کراتے ہو۔ شیخ بلخی اسی وقت حجرۂ ابوسعید میں آئے اور نعمت عطا فرماکر ---- **خرقۂ خلافت**

مرحمت فرمایا۔

ہندوستان میں مراجعت: خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور گنگوہ میں قیام فرماکر ہدایتِ خلق میں مشغول ہوئے۔

Marfat.com

کرامت: ایک شخص منکرِ حالِ درویشاں آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں طالبِ خدا ہوں لیکن محنت اور ریاضتِ شاقہ نہیں کر سکتا اپنی نظرِ کیمیا سے خدا تک پہنچاؤ۔ آپ نے فرمایا "میں طالبِ خدا کو تین ضرب سے خدا رسیدہ کرتا ہوں۔ اپنا عصا لے کر اس کے سر پہ مارا کہ عالمِ ملکوت اس پر منکشف ہوا۔ دوسری ضرب پر عالمِ جبروت اور تیسری ضرب پر عالمِ شہود اس پر منکشف ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تین دن اسی حالت میں رہا۔ جب ہوش میں آیا قدم میں گر کر مرید ہوا اور صاحبِ کمال ہوا۔

ایک بار حضرت غسل فرما رہے تھے اور شیخ صادق آپ کے سرِ مبارک پر پانی ڈال رہے تھے ان کو ایسا معلوم ہوا کہ جو پانی کا قطرہ جسم مبارک سے نیچے زمین پر گرتا ہے خوبصورت نوجوان لڑکا بن کر آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ پھر دکھائی نہیں دیتا۔ حضرت شیخ صادق نے غسل سے فراغت پر اس کیفیت کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے تم کو اعلیٰ درجہ عطا فرمایا"

وفات: آپ کی عمر تقریباً سو سال کے قریب ہوئی ہے۔ جب آپ کا آخری وقت قریب ہوا اس وقت تبرکات پیرانِ چشت اور سجادگی بندگی شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کو مرحمت فرما کر اسمِ اعظم تعلیم فرمایا۔ یکم ربیع الثانی ۱۰۵۹ھ / ۱۶۴۸ء / ۱۰۳۹ھ بروایت حدائق واودی) بروایت تاریخ مشائخ چشت ۱۰۴۹ھ بروایت تواریخ آئینہ تصوف ۱۰۴۳ھ ہماری نظر میں دوسری روایت زیادہ صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلفاء: آپ کے خلفاء بے شمار ہوئے جنہوں نے خلقِ خدا کو راہِ خدا دکھایا

Marfat.com

چند ایک کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

۱۔ **حضرت بندگی شیخ محمد صادق قدس سرہٗ** ان کا ذکر علیحدہ باب میں ہوگا۔

۲۔ **حضرت شیخ ابراہیم رام پوری قدس سرہٗ** فقر و غنا اور فنا کے حامل تھے باکمال زاہد اور ریاضت میں راسخ العقیدہ تھے۔ ہمیشہ فنا ئے احدیت میں متغرق رہتے۔ اہل بیت کی محبت عروج پر تھی۔ جن دنوں آپ ضلع کرنال کے موضع سید پور میں مقیم تھے ان دنوں چارپائی پر نہ سوتے تھے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا اس گاؤں میں ایسے بھی سادات ہیں جنکو چارپائی میسر نہیں وہ زمین پر سوئیں ہم ان کے نانا کی امت ہو کر چارپائی پہ سوئیں سوئے ادب ہے۔ اس گاؤں میں آپ کا ایک باغ تھا۔ ہمیشہ دن کے وقت باغ میں رہتے۔ جب پھل لگتے تو اطفال سادات باغ میں پھلوں کو پتھر مارتے آپ ان کو منع نہ کرتے بلکہ اگر آپ کے جسم پر پتھر لگ جاتا تو سعادت سمجھتے آخر جب بہت تنگ ہوئے تو بچوں کو منع نہ کیا بلکہ درختوں سے فرمایا کہ ہمیں ادبِ سادات ہے ہم ان بچوں کو کچھ نہیں کہہ سکتے" اس دن سے درختوں میں پھول آتا تھا۔ اور پھل نہیں آتے تھے۔ آپ نے روحانیت کی تربیت حضرت بوعلی قلندر کی روح پاک سے پائی۔ آپ کا مزار لاہور میں ہے۔ آپ کے خلیفہ **شیخ محمد دہلوی شہبازِ وقت** ہوئے ہیں۔ فقر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اپنے عہد میں قطبِ دہلی تھے امراء دہلی آپ سے عقیدت رکھتے تھے ان کا مزار دہلی میں لبِ دریا ہے جو شیخ محمد کی باؤلی مشہور ہے۔ شیخ محمد ۲۴ محرم ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوئے۔ مرزا محمد اختر صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ آپ کے مزار پر عاشقی برستی ہے۔

Marfat.com

۳- حضرت شیخ خواجہ پانی پتی قدس سرہٗ

۴- شیخ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ

۵- شیخ ابراہیم سہارنپوری قدس سرہٗ

۶- شیخ محب اللہ صدیقی صدرپوری ثم الہ آبادی قدس سرہٗ

آپ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر طلب حق میں گھر سے نکلے اکثر مشائخ وقت سے ملاقات کی مگر مدعا حاصل نہ ہوا۔ دہلی میں قطب الاقطاب خواجہ کاکی کے مزار پر حاضر ہوئے۔ وہاں سے روحانی اشارہ ہوا کہ سید مخدوم علی احمد صابر کا سلسلہ گرم ہے گنگوہ میں ابوسعید کے پاس جاؤ۔ آخر گنگوہ میں مقصود حاصل ہوا اور شیخ ابوسعید قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ شیخ نے اپنے خادم مجاہد نامی کو فرمایا تجدید وضو کے بعد دوگانہ ادا کر کے گوشۂ تنہائی میں بیٹھو اور دیکھو کہ محب اللہ کی تربیت کیسے کی جائے۔ انہوں نے حکم بجالا کر عرض کیا۔ اس کی نسبت ولایت موسوی ہے۔

صاحب مراۃ الاسرار مولانا عبدالرحمان چشتی فرماتے ہیں کہ شیخ محب اللہ شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے روضہ کی زیارت کے لیے گئے تو میرے مکان میں قیام کیا وہاں سے شہر پٹنہ میں جا کر میر سید عبدالحکیم قدس سرہٗ سے فیضان حاصل کیا اس کے بعد الہ آباد تشریف لے گئے۔ آپ بیس سال تک الہ آباد میں شمع توحید جلاتے رہے۔ ۹۔ رجب ۱۰۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار الہ آباد میں ہے بوقت وفات تاج الدین نامی ایک خوردسال لڑکا چھوڑا۔ آپ کے خلیفہ سید شاہ محمدی دمتوفی) تھے۔ ان کے خلفاء سے حضرت شاہ عضدالدین

Marfat.com

(متوفی ۱۱۷۲ھ) خلیفہ اکبر ہوئے۔ یہ بڑے باکمال آدمی تھے۔ ان کے خلیفہ

حضرت شاہ عبدالہادی (م ۱۱۹۰ھ) ان کے پوتے اور خلیفہ

شاہ عبدالباری رح ۱۲۲۶ھ تھے۔ ان تمام حضرات نے امروہہ کو سلسلہ صابریہ کا مرکز بنایا اور تجلیات الٰہی سے فضا کو جگمگا دیا۔ حضرت شاہ عبدالباری کے خلیفہ

حاجی سید عبدالرحیم رح فاطمی (م ۱۲۴۶ھ) تھے۔ انہوں نے تمام زندگی احیائے سنت کے لیے بہت کوشش کی۔ آپ نے مولوی سید احمد صاحب بریلوی کا پٹھانوں کی لڑائی میں ساتھ دیا اور بالاکوٹ میں پٹھانوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے ان کے خلیفہ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رح

تھے۔ نہایت خدا رسیدہ انسان تھے ساری عمر عشق خدا میں گزری۔ آپ ۱۲۵۹ھ میں شہید ہوئے۔ ان کے خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ جو ۱۲۳۲ھ میں تھانہ بھون بھارت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد حجاز چلے گئے۔ واپسی پر ارشاد و تلقین کا کام شروع کیا۔ یہ انیسویں صدی کے عظیم راہنما ہیں۔ آپ کے مریدین میں اکثر تعداد علماء کی تھی۔ لیکن افسوس کی بات ہے علماء کی جماعت میں اکثر ظاہربین علماء داخل سلسلہ ہو گئے اپنے علمی ذخائر کی بنا پر تصوف کی چاشنی کو قبول نہ کیا۔ اس سے پیشتر تمام مشائخ کا یہ مشرب رہا کہ علم اگرچہ ضروری ہے لیکن یہ ایک حجاب بھی ہے آپ کے مریدین سے بعض علماء پر تصوف کا رنگ نہ چڑھ سکا۔ بعض خلفاء مثلاً مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) مولانا محمد قاسم وغیرہم نے بزرگان دین (۱۲۱۹ھ) مولانا محمد یعقوب نانوتوی مولانا اشرف علی تھانوی

Marfat.com

کی بعض محافل کی تردید کی مثلاً فاتحہ ۔عرس و سماع ۔ میلاد شریف ۔ نداغیراللہ جماعت ثانیہ، اور امکانِ کذب اور امکانِ نظیر کے قائل نہ ہوتے۔ آپ کے خلفا میں سے دوسرے علماء

حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادیؒ

حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد حسین صاحب حضرت قبلہ حاجی صاحب کے ہم خیال تھے۔ گویا کہ حضرت عجب مصیبت میں پھنسے آپ کے مریدین کے دو گروہ ہو گئے جو ان معمولی اور فروعات کے نزاعی مسائل میں کھو گئے اور تصوف کی چاشنی کو کھو بیٹھے۔ ان دنوں انگریز ہند و پاکستان پر اپنا تسلط جما چکا تھا۔ وہ بھی یہ چاہتا تھا کہ مسلمان آپس میں الجھے رہیں اور ہم حکومت کرتے رہیں۔ انگریز نے ان نزاعی باتوں کو خفیہ طور پر بہت ہوا دی۔ حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے روحانیت عطا فرمائی تھی وہ نہ چاہتے تھے کہ مسلمان خصوصاً ان کے مرید آپس میں برد آزما ہوں۔ آپ نے ان کو یکجا کرنے کے لیے ایک رسالہ "**فیصلہ ہفت مسئلہ**" **ارشاد مرشد** کے نام سے شائع کیا جس میں ان مسائل کو سمجھایا گیا۔ اس رسالہ میں سات مسئلے زیر بحث لائے گئے۔

۱۔ فاتحہ	۲۔ سماع و عرس	۳۔ نداغیر اللہ
۴۔ جماعتِ ثانیہ	۵۔ میلاد شریف	۶۔ امکان کذب
۷۔ امکانِ نظیر		

Marfat.com

آپ نے نہایت سادہ اور واضح الفاظ میں ان مسائل کو حل کیا۔ لیکن حضرت کے ایک گروہ مثل مولانا محمد قاسم نانوتوی رح۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح مولانا رشید احمد گنگوہی رح۔ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی رح نے ان مسائل میں ہم خیالی پیدا نہ کی بلکہ اُسے جلا دیا۔ (صابری سلسلہ) حضرت اس کے بعد حجاز مقدس چلے گئے اور پھر واپس نہیں آئے۔ میجر اسپنکی (انگریز) نے تھانہ بھون کے قاضی عبدالرحیم اور ان کے ساتھیوں کو بغاوت کے شبہ میں سہارنپور لے جا کر پھانسی دے دیا۔ حاجی صاحب نے انگریزوں سے بدلہ لینے کے لیے انتقامی جنگ لڑی اور شکست کھائی۔ اسکے بعد حاجیؒ خفیہ طور پر ۱۸۵۹ء میں مکہ مکرمہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ (صابری سلسلہ از وحید احمد مسعود دیوبندی)

آخر ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ بروز بدھ وقت اذان صبح مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ مزار شریف جنت المعلیٰ میں ہے۔ بقول مولانا اشرف علی تھانوی آخری وقت میں عشقیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور وجدانی کیفیت طاری تھی مولانا نے ایک مصرع لکھا ہے جو آپ کی زبان پر تھا۔ ع

یہ منزل عشق کی ہے اسمیں آئے جسکا جی چاہے

آپ کے حالات پر مولانا تھانوی رح صاحب نے ایک تذکرہ "امداد المشتاق" لکھا ہے اسی تذکرہ کے صد ۲۰۲ پر خلفاء کے نام لکھے ہیں۔ جو بائیس کے قریب ہیں۔ ان سب میں صاحب ذوق و شوق اور صاحب حال
مولانا عبدالسمیع رام پوری۔ مولوی لطف اللہ علی گڑھی۔ مولوی احمد حسن کانپوری
حضرت مولانا صوفی محمد حسین صاحب الہٰ آبادی تھے۔ مولانا تھانوی صاحب نے اپنی کتاب "التکشف عن مہمات التصوف" میں لکھا کہ آپ حالتِ سماع میں ہوئے۔

Marfat.com

دوسرے خلفاء

مولانا محمد قاسمؒ مولانا رشید احمدؒ

مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہم پر علم شریعت غالب تھا انہوں نے مسائل فروعات میں بہت حصہ لیا۔ مولانا قاسم صاحب نے مدرسہ دیوبند قائم کیا۔ دوسرے دو حضرات اپنی اپنی جگہ کام کرتے رہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے خلفاء سے

مفتی محمد حسن جو نیلا گنبد لاہور کی مسجد میں رہے اور مولانا نور محمد صاحب مالک کارخانہ کتب نور محمد کراچی کے نام سے معروف ہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی تھے انہوں نے تبلیغی جماعت شروع کی۔ حکومت کی طرف سے ان کو جماعت کے لیے وظیفہ ملتا رہا اور تعاون بھی خوب رہا۔ جس کی وجہ سے اس جماعت نے خوب ترقی کی۔ آج تقریباً تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ جماعت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھانے میں اسقدر مگن ہے کہ ان کو نہ گھر کی پرواہ، نہ ملکی حالات سے نہ سیاست سے اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ سے کوئی سروکار ہے۔ ان کا جہاد کلمہ طیبہ کی تلقین ہے۔ سلسلہ صابریہ کی چاشنی تو حاجی صاحب پر ختم ہو گئی ان لوگوں کو سلسلہ کے نام ہی سے چڑ ہے۔ اللھم اھدھم واغفرلھم وارحمھم انھم یتعلقون من السلسلة الصابرية الچشتية (آہ! حاجی صاحبؒ کے مریدین نے بھارت اور پاکستان میں نزاعی صورت پیدا کر دی)

آپ کے دور کے سلاطین:

شہزادہ سلیم المعروف جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء)

Marfat.com

اس کے حالات پیچھے گزر چکے۔

شہزادہ خُرّم المعروف شاہ جہاں (۱۶۲۸ء تا ۱۶۵۶ء)

شہزادہ خرم ۵ فروری ۱۵۹۲ء کو پیدا ہوا۔ عالم شباب میں اس نے ہونہاری کے خاصے ثبوت دیئے۔ والد سے بغاوت کی اور معتوب ہوکر بالا گھاٹ میں دن بسر کرتا رہا۔ بالآخر اس کے خسر آصف خان نے (برادر نور جہاں) ایک قاصد کے ذریعے اس کو جہانگیر کے انتقال کی خبر دی۔ شاہجہاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ لاہور میں شہریار سے مقابلہ ہوا اسکو شکست دے کر ۴ فروری ۱۶۲۴ء کو ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں صاحبقران ثانی کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

اس نے خان جہاں لودھی (۱۶۳۱) پرتگیز بحری ڈاکوؤں۔ قندھار۔ بیجاپور گولکنڈہ کے معرکوں میں فتح حاصل کی۔

شاہجہاں رحمدل، پکا دیندار اور عادل بادشاہ تھا۔ مورخ ٹیورنیر لکھتا ہے کہ شاہجہاں رعایا پر بادشاہ کی مانند نہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک باپ اپنے کنبے اور بچوں کی پرورش کر رہا ہے۔ مسجد وزیر خان لاہور شالامار باغ۔ تاج محل اسکی یادگار ہیں۔ اس کے زمانے میں شب برات کی سرکاری چھٹی ہوتی تھی۔ محلات میں شب بیداری ہوتی تھی۔ اس نے رعایا کو تنگ نہیں کیا۔ چہ جائیکہ صوفیاء کے معاملات میں دخل اندازی کرتا۔ حضرت بالا پیر میاں میر صاحب لاہور کی خدمت میں اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال اسی کے عہد ۱۶۲۸ء میں ہوا* پرہیزگار شہزادہ اورنگ زیب نے جون ۱۶۵۸ء میں اپنے باپ شاہجہاں کو نظر بند کر دیا۔

Marfat.com

باب سی ام

حضرت بندگی شیخ محمّد صادق چشتی صابری گنگوہی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نام: محمد صادق

سلسلہ نسب: شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ بن شیخ نورالدین بن شیخ علی بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم۔

پیدائش: ۱۷ ربیع الاول ۹۸۷ھ / ۱۵۷۸ء بروز جمعرات وقت فجر گنگوہ شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: تعلیم و تربیت اپنے والد شیخ فتح اللہ اور چچا شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہما سے پائی۔

Marfat.com

مقام : سماع بہت سنتے تھے ۔ حالتِ سماع جس پر نظر پڑ جاتی تجلی ذات اس پر پرتوِ فگن ہو جاتی ۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجہ عشق رکھتے تھے ۔

بیعت وخلافت : آپ بہت حسین وجمیل تھے جو آپ کے پاس آتا تو جانے کو طبیعت نہ چاہتی ۔ ایک مرتبہ عید کے دن عمدہ کپڑے پہن کر باہر تشریف لائے ۔ اور اپنے عم محترم شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ حضرت نے ان کے خیال کو پا لیا ۔ نظر التفات فرما کر ارشاد فرمایا " میں اپنی ولایت کا نور اس پسر میں دیکھ رہا ہوں ۔ ان کے قلب کو کشش کیا آخر ان کو شوقِ نام الہی پیدا ہوا مرید ہو کر ریاضت ومجاہدات میں مشغول ہوئے ۔

کرامات : ایک مرتبہ سہارن پور کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک مہاجن پر نظر پڑی اس نے جب آپ کو دیکھا فریفتہ جمال ہو کر قدموں میں آ پڑا ۔ مسلمان ہو کر مرید ہوا ۔ آپ نے اسکا نام عبد السلام رکھا ۔ عبد السلام کی سماع میں عجیب کیفیت ہوتی تھی ۔

ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے جگناتھ (جگن پور) میں پہنچے ۔ سر بازار ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا کہ ہنود اسکی پوجا کر رہے ہیں ۔ حضرت اس تماشے میں محو ہوئے ۔ خدا کے حکم سے بت گویا ہوا ۔ اَنَا الْمَعْبُوْدُ لَا تَعْبُدُ سِوَائِیْ (میں معبود ہوں میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو) اگرچہ حضرت اس وقت مغلوب الحال تھے ۔ مگر برعایت شرع مقدس کعبہ کی طرف سجدہ کیا ۔ بت سے آواز آئی ۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ " (جدھر منہ کرو ادھر ہی اللہ ہے)

Marfat.com

شیخ نے جواب دیا" یہ بات سچ ہے لیکن شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرض ہے۔ یہ سماں دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہو کر مرید ہوئے۔

آپ کا ایک مرید کسی گاؤں میں رہتا تھا۔ آپ ایک دن اس کے آموں کے باغ میں تشریف لے گئے اور آم لانے کا حکم دیا۔ شیخ عبدالحق نے (اس مرید کا نام) چھ سالم آم اور ایک کترا ہوا لا کر حاضر کئے آپ نے آم کھا کر فرمایا" اللہ تعالیٰ تمہاری منکوحہ سے چھ صحیح سالم لڑکے اور ایک ناقص عطا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے چھ لڑکے صحیح وسالم اور ایک گونگا پیدا ہوا۔ ایک مرتبہ پھر حضور اسی باغ میں تشریف لے گئے۔ لوگ عقیدتاً شیرینی لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے بچوں میں تقسیم فرمائی۔ شیخ عبدالحق کے چھ بچوں نے گونگے کی شیرینی چھین لی وہ شور کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔ عرض کیا گیا "حضور! شیخ عبدالحق کے چھ لڑکوں نے گونگے لڑکے کی شیرینی چھین لی ہے وہ شور کر رہا ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ اُسے ہمارے حضور حاضر کرو۔ جب آپ کے روبرو لایا گیا۔ تو آپ نے اپنا لعاب اس کے منہ میں ڈال دیا اسی وقت وہ گویا ہوا۔

ازدواجی زندگی اور اولاد: آپ نے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی آپ کے دو فرزند صاحب سلسلہ ہوئے۔

۱۔ شیخ محمد داؤد علیہ الرحمۃ ۲۔ شیخ محمد گنگوہی

وفات: آپ کی وفات ۱۸ محرم الحرام ۱۰۵۸ھ (۱۶۴۷ء) میں ہوئی۔ مزار شریف گنگوہ میں ہے۔

Marfat.com

حدائق داودی کے مطابق ۱۰۵۱ھ ۱۹ محرم الحرام کو ہوئی (یہی قرینِ صحت معلوم ہوتی ہے۔ (۱۶۳۸ء)

خلفاء

۱۔ شیخ محمد داؤد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ شیخ محمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ شیخ ابراہیم مُراد آبادی ان کے حالات آئندہ صفحہ پہ درج ہیں

۴۔ شیخ ابراہیم سہارنپوری رح

۵۔ شیخ عبدالجلیل الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ شیخ جمال رحمتہ اللہ علیہ موضع کاچھو

۷۔ شیخ مبارک رحمتہ اللہ علیہ آپ شیخ ابوسعیدؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ نے بہت زیادہ ریاضت اور مجاہدات کئے۔ فریضہ حج ادا کیا تمام جہان کی سیر کی مگر مقام فنا نہ پا سکے تھے بالآخر شیخ محمد صادق گنگوہی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور مشقت کی، خرقۂ خلافت حاصل کیا اور صاحب سلسلہ ہوئے۔

Marfat.com

۸۔ **حضرت شیخ یوسف رحمتہ اللہ علیہ:** آپ کو خرقہ خلافت حضرت شیخ ابو سعیدؒ سے تھا۔ آپ نے شیخ نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی۔ ہر روز چالیس ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر جہر کرتے تھے۔ لیکن چونکہ قلبی کیفیت کشود نہ ہوئی اس لیے شیخ صادق رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تجدید کی۔ مقصود حاصل ہوا۔ ضلع کرنال موضع سمانہ میں سکونت اختیار کی وہیں انتقال فرما کر دفن ہوئے۔

شیخ درگاہی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ: آپ شیخ ابو سعید گنگوہی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ ان کے خلیفہ ——————

شیخ حاجی قطب رحمتہ اللہ علیہ —————— ان کے خلیفہ

شیخ ذکریا رحمتہ اللہ علیہ —————— ان کے خلیفہ

شیخ جیوی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ —————— ان کے خلیفہ

شیخ شاہ مراد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ —————— ان کے خلیفہ

شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ (لاہور سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر) کے مکین ہیں۔ آپ کے والد کا نام شیخ محمد باقر تھا۔ آپ نو مسلم تھے۔ قوم خوجہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک روز غلہ سے بیل لاد کر شرقپور سے لاہور کو آتے

Marfat.com

جب قصبہ شاہ پور سے اتر کر کہنہ مدرسہ عالیہ کے گنبد کے قریب پہنچے ان کا بیل گر پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ آپ کے تمام ساتھی لاہور چلے آئے آپ وہیں رہے۔ آدھی رات کے وقت ایک سوار مرقع پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک سے بیل کو اشارہ کیا۔ بیل اٹھ کھڑا ہوا اور گون غلّہ کی بھی نیزہ کے اشارہ سے رکھ دی اور کہا تیرا بیل تندرست ہے اب اسے لے کر لاہور چلا جا۔ محمد سعید نے قدم پکڑ لئے اور عرض کیا آپ کون ہیں۔ فرمایا "ہم علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) ہیں۔ بحکم خداوندی تیری مدد کو آئے تھے" عرض کی اب مجھے باطنی دولت سے محروم نہ رکھیئے۔ فرمایا!

"تمہارا حصہ شاہ مراد ملتانی کے پاس ہے وہاں جا کر لے لو" آپ نے مال لاہور میں بیچا۔ شرقپور جا کر تمام سامان راہِ خدا دے دیا اور ملتان میں جا کر شاہ مراد ملتانی قدس سرہ العزیز کی غلامی اختیار کر کے اپنی منزل کو حاصل کیا۔ حضرت شیخ محمد سعید کی وفات سنہ ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔ مزار شریف شرقپور میں ہے۔

شیخ محمد صادق قدس سرۃ العزیز کے دور کے سلاطین

شاہ جہاں ؛ (سنہ ۱۶۲۸ء تا سنہ ۱۶۵۶ء)

اس کے حالات پچھلے باب (شیخ ابو سعیدؒ) میں گزر چکے۔ یہ نمازی بادشاہ شیخ محمد صادق چشتی صابری قدوسی حنفی گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتا تھا۔ اور حاضری بھی دیا کرتا تھا۔ اسی بادشاہ کے دور میں شیخ محمد صادق (۱۶۳۸ء) رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہُوا۔

(خادم الفقراء علی اصغر چشتی ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ)

۷۔۹۔۱۹۸۲

Marfat.com

۴۔ حضرت شیخ ابراہیم مراد آبادی قدس سرہ العزیز ابن سید عبدالباری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابراہیم مراد آبادی قدس سرہ العزیز ابن سید عبدالباری رحمتہ اللہ علیہ : حضرت شیخ سید ابراہیم حسینی الچشتی رحمتہ اللہ علیہ ،حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کا وطن و مولد سبزوار ہے عالم جوانی میں اپنے والد کی اطلاع کے بغیر ملک پاکستان و شہر پشاور میں برائے حصول تعلیم تشریف لائے۔ ان کے والد حضرت سید عبدالباری سبزواری آپکو واپس سبزوار لے گئے۔ چند ماہ بعد والد کی اجازت سے پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں شیخ نور محمد چشتی سے علم نحو و فقہ پڑھی ایک دن مدرسے میں چند درویش رنگین لباس پہنے داخل ہوئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے لباس رنگین کیوں کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ''ہم درویش ہیں'' آپ نے پوچھا ''درویش کون ہوتے ہیں'' انہوں نے کہا ''درویش وہ ہیں جو احکام شریعت پر اقامت پذیر ہو جائیں'' اور ہم نے یہ تربیت حضرت آدم بنوری رح سے حاصل کی ہے لہذا آپ پر شوق کا غلبہ ہوا اور یہ شوق آپ کو بنور لے گیا۔ حضرت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ خواجگان نقشبندیہ مجددیہ میں ذکر جہر و حبس دم میں کمال حاصل کیا۔ تیس سال حضرت آدم بنوری کی صحبت میں رہے۔ ایک دن مسجد میں حضرت بنوری اور یاران طریقت کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ ایک مرد باجمال و کمال کو ہوا میں نمودار ہوتے دیکھا۔ آپ ان کے جمال کو دیکھ کر مست و مدہوش ہو گئے۔ اس مرد کمال نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ''تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ یہ تمہاری جگہ نہیں ہے'' آپ نے اس مرد کمال سے ان کا اسم گرامی دریافت کیا تو ارشاد ہوا۔

''میرا نام ناظر محمد ہے لیکن ظاہری نام محمد صادق ہے''

جب آپکو ہوش آیا تو حضرت آدم بنوری سے اجازت لے کر گنگوہ تشریف

Marfat.com

کی خانقاہ میں پہنچے اور سامنے حضرت محمد صادق گنگوہی کو حاضر پایا۔ جیسا حسن وجمال دیکھا بعینہ نظر آیا۔ ہزار جان سے قربان ہو کر بعیت ہوئے۔ تمام منازل طے کر کے کمال حاصل کیا اور مرشد کے حکم سے مراد آباد میں قیام فرما کر تبلیغ کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۰۸۱ھ میں وفات پائی۔ محلہ پیرزادگان مراد آباد میں مزار شریف ہے۔ ان کے خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم محمود ابن عالم رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ان کا مزار بھی مراد آباد میں ہے۔

Marfat.com

باب سی دیکم

حضرت بندگی شیخ محمد داوٗد چشتی صابری حنفی گنگوہی قدس سرہٗ

نام : آپ کا نام محمد داوٗد اور لقب شیخ بندگی اور شیخ پیر دستگیر ہے

سلسلہ نسب : شیخ محمد داوٗد بن شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ بن شیخ نور الدین بن شیخ علی بن شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

پیدائش : ۲۵ ربیع الثانی ۱۰۲۵ھ بروز پیر ۱۶۱۶ء کو گنگوہ شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت اور بعیت : آپ کی تربیت حضرت شیخ محمد صادق آپ کے والد گرامی قدر نے خود فرمائی۔ آپ کو اوائل عمر ہی میں طلب حق

Marfat.com

دامنگیر ہوئی۔ حسب الارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے والدِ مکرم شیخ محمد صادق نے خاص توجہ فرمانا شروع کی۔ آپ عالی ہمت تھے۔ جو ریاضت و مجاہدات شیخ محمد صادق قدس سرہ بتاتے، آپ اس سے ایک قدم بڑھ کر ریاضتِ شاقہ میں مشغول ہوتے۔ مشاہدہ ربِّ جلیل کے لیے ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے۔ بوقتِ شب والدِ گرامی کے حکم کے مطابق اذکار و اشغال میں مشغول رہتے پھر دن چڑھے تک ذکر اسمِ ذات جہر کے ساتھ کرتے۔

فیضانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ: حضرتِ شیخ ہر سال ماہ ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو عرس غوثِ اعظم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کے پاس کچھ نہ تھا اپنے مرید و خلیفہ شیخ سوندھا سے فرمایا "کسی مہاجن سے کچھ رقم ادھار لو تاکہ عرس کا اہتمام کریں۔ یہ فرما کر خود گھر تشریف لے گئے اور قیلولہ کے لیے استراحت فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہو کر شیخ سوندھا کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور یوں تفصیل گفتگو فرمائی کہ میں سو گیا تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی روح پاک کی زیارت ہوئی۔ اور مجھے ایک پڑیا عطا کر کے فرمایا کہ اس میں ایک اشرفی اور گیارہ روپے ہیں۔ اِس سے عرس کا اہتمام کرو۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ پڑیا میرے پاس تھی اور حسب حکم اس میں ایک اشرفی اور گیارہ روپے موجود تھے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تنگی نہ ہوئی۔ ہر وقت لنگر جاری رہنے لگا۔

حالتِ کشف: آپ نے ایک مرید کو چلّہ خانہ میں ریاضت و مجاہدہ کے لیے بٹھایا۔ چلّہ ختم ہونے پر حاضرِ خدمت ہو کر عرض کرنے لگا۔ کہ میں نے چالیس روز کچھ نہیں کھایا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے سامنے جھوٹ بولتا ہے جس درخت کے پتوں کو کھایا وہ درخت گواہی دے سکتا ہے پھر درخت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس شخص نے تیرے پتے کھائے۔ درخت فصیح زبان میں

Marfat.com

گویا ہو کر اس بات کا شاہد ہوا۔ اس پر مرید نہایت شرمسار ہوا اور معافی مانگی آپ نے فرمایا کہ تجدید بعیت کر۔ دروغ گوئی کی وجہ سے تیری بعیت فسق ہو گئی تھی۔

شاہجہاں کی آپ سے عقیدت اور وزیر نواب سعد اللہ خاں کا آپ کے علم سے عاجز آنا

صاحب قرآن ثانی شہنشاہ ہند غازی شاہجہاں، حضرت شیخ سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور گاہے گاہے حاضری بھی دیتا تھا۔ بادشاہ کا وزیر نواب سعد اللہ خاں عالم متبحر اور یگانہ روزگار تھا۔ ایک دن وزیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ شیخ داؤد سے ملاقات کر کے علوم پر بحث شروع کر دی۔ آپ نے فوری طور پر حضرت خواجہ کی روح پاک کی طرف توجہ کی اور استفادہ کے لیے معروض ہوئے۔ حضرت خواجہ نے از راہِ کرم ارشاد فرمایا اے داؤد! ہم نے آپ کو بحر مواج کر دیا جو وزیر سوال کریگا۔ تم اس کا جواب شافی دے سکو گے نواب سعد اللہ خان نے آپ سے سولہ سوال کئے آپ نے ان کا شافی ووافی جواب دیا۔ سعد اللہ آپ کے علوم سے مغلوب ہوا اور آپ کو خزائن العلوم سمجھنے لگا۔ اور کمال عجز وانکساری سے مطیع ہوا۔ شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر عرض کی۔ "شیخ داؤد مدرسہ الٰہی کے تعلیم یافتہ ہیں، ان کے سینہ بے کینہ میں جملہ علوم موجزن ہیں" شاہجہان نے کہا الحمدللہ تم بھی حضرت شیخ کے کمالات سے واقف ہوئے۔

شہزادہ داراشکوہ کی آپ سے عقیدت: داراشکوہ، شاہ جہاں کے

Marfat.com

بڑے صاحبزادے ہیں۔ جیّد عالم اور صوفی مزاج تھے۔ بالا پیر حضرت میاں میر محمد لاہوری قادری (۱۰۴۵) رحمتہ اللہ کے خلیفہ شیخ محمد ملا شاہ رحمتہ اللہ کے (۱۰۷۲) مرید تھے، سکینتہ الاولیاء میں اپنے پیر کا خوب ذکرِ خیر فرمایا ہے۔ حضرت میاں میر سے بھی تربیت یافتہ ہیں۔ حضرت شاہ سرور دہلوی (متوفی ۱۰۷۰ھ) سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔

چاروں ویدوں کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا جو بہت مقبول ہوا علاوہ ازیں بہت سی تصانیف فرمائیں جن کو پڑھکر بہت سے لوگ کامل ہوئے عالمگیر اورنگ زیب کی یورش سے شہید ہو گئے۔

یہ داراشکوہ جو ظاہری و باطنی خوبیوں سے مالا مال تھا۔ آپ سے (شیخ داود) سے بے پناہ عقیدت رکھتا تھا۔ جب حضرت شیخ محمد داود گنگوہی دہلی تشریف لے جاتے تو شہزادہ ہی کی قیام گاہ پر ٹھہرتے اور دونوں بزرگ برابر برابر مصلے بچھاکر مشغولِ عبادت رہتے۔

حضرت شیخ داود، عالمگیر کے دربار میں: اورنگ زیب عالمگیر ۴ نومبر ۱۶۱۴ء میں پیدا ہوا۔ دینیات اور فقہ کا زبردست عالم تھا۔ اسے عربی، فارسی اور ترکی پر عبور حاصل تھا۔ ستمبر ۱۶۵۷ء کو حضرت شاہ جہاں غازی بیمار ہوئے تو داراشکوہ نے اختیاراتِ سلطنت کو سنبھالا۔ اس وقت اورنگ زیب دکن کا گورنر تھا۔ شجاع بنگال کا اور مراد گجرات کا گورنر تھا۔ اورنگ زیب اور مراد نے باہم اتحاد کرکے داراشکوہ پر حملہ کیا۔ اس سے پہلے شجاع نے بھی حضرت داراشکوہ پر حملہ کیا تھا لیکن شکست کھا کر بنگال کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اورنگ زیب صاحب نے اپنے نوجوان بھائی مراد سے وعدہ کیا کہ فتح کامل کی صورت میں مراد کو پنجاب۔ افغانستان، کشمیر اور سندھ کا صوبیدار بنا دیا جائیگا۔ ۲۹ مئی ۱۶۵۸ء کو سموگڑھ کے میدان میں داراشکوہ اور اورنگ زیب وغیرہ میں مقابلہ

Marfat.com

ہوا۔

دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیوی شکست ہوئی۔ اور شہادت کا جام پیا۔ ۱۶۵۸ء
میں غازی شاہجہان کو ان کے دیندار صاحبزادے اورنگ نے قلعہ میں
نظربند کر دیا اور عالمگیر کا لقب اختیار کر کے بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ ۱۶۶۱ء
میں تمام بھائیوں سے بھی چھٹکارا حاصل کر لیا۔ اس نے ملک میں بہت سی
اصلاحات کیں۔ یہ مغلیہ دور کا بہت بڑا مدبر بادشاہ تھا۔ اکتوبر ۱۷۰۵ء میں
بیمار ہوا۔ احمد نگر میں جمعہ کے دن نماز فجر ادا کرنے کے بعد ۴ مارچ
۱۷۰۷ء میں وفات پائی۔ وصیت کے مطابق حضرت شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ
علیہ کے مزار کے قریب انتہائی سادگی کے ساتھ دفن کیا گیا۔ عالمگیر کی ذاتی
زندگی کا پیمانہ بہت بلند تھا۔ وہ بود و ماند میں سادہ اور حد درجہ پرہیزگار
تھا۔ مذہبی فرائض انتہائی پابندی سے ادا کرتا تھا۔ تحمل و استقامت بے مثال
شجاعت، محنت و مشقت، خوش مزاجی اور اعتدال کی خوبیوں سے آراستہ تھا
دن رات رعایا کی بہبود گی کے لیے کام کرتا تھا۔ اس کے عہد میں ۳۴۵ افسران
میں ایک سو سات ہندو افسر تھے۔ یہ بیس۲ کا تناسب تھا جب کہ عہد اکبری
میں تیرہ۱۲ کا تناسب تھا۔ شرعی معاملات میں بہت سخت اور خشک تھا تصوف
کی چاشنی سے بالکل کورا تھا۔ اسی لیے اس نے اپنے عہد میں صوفیاء کرام کی مجالس
پر پابندی لگا دی تھی۔ تقریباً تمام خانقاہوں کی رونق جو سماع سے حاصل تھی ختم
ہو گئی تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر جب ۱۰۶۰ھ (۱۶۶۱ء) میں سریر آرائے تخت
ہوا تو بعض مخالفین سلسلہ چشتیہ نے بادشاہ سے حضرت شیخ داود رحمۃ اللہ علیہ
کی شکایت کی کہ شیخ شب و روز سماع کی بدعت میں مشغول رہتا ہے بادشاہ
نے شیخ کو فرمانِ شاہی لکھکر دہلی طلب کیا اور ملا عبدالقوی جو کہ فقراء کے
عقائد سے اختلاف رکھتا تھا آپ کے روبرو برائے مناظر حاضر کیا۔ آپ نے

Marfat.com

اس کے سوال پر فرمایا کہ اگر از روئے شریعت مسئلہ دریافت کرنا ہے تو اہلِ فقہ کہتے ہیں " اَلسَّمَاعُ لِاَھْلِہٖ مُبَاحٌ " جو سماع کا اہل ہو اس کے لیے اسکا سننا مباح ہے۔ اگر طریقت کو پیشِ نظر رکھ کر پوچھنا چاہتے ہو تو ابھی عملی طور پر مسئلہ طے ہو جاتا ہے۔ آپ اپنے ہمراہ قوال لے گئے تھے آپ نے ان کو اشارہ کیا تو انہوں نے کلام پڑھنا شروع کیا۔ شیخ کو تو اجد ہوا عالمِ وجد میں فرمایا " اے جاہل! میں خود صاحبِ شرع ہوں، تو مجھ سے اباحتِ سماع کی دلیل مانگتا ہے "۔ بس یہ جملہ حضرت شیخ کی زبان سے ادا ہوا۔ ادھر ملا عبد القوی صاحب تمام علوم سے کورے ہو گئے اور جاہل محض بن گئے۔ اسی وقت قدموں میں گر کر گریہ وزاری شروع کی اور معافی طلب کی۔ حضرت شیخ کو اس پر رحم آگیا اور فرمایا " تو ملک العلماء اور مفتی ہے فقیروں کو کیوں تکلیف دیتا ہے " اس کے بعد اسکو بھولا ہوا علم پھر ازبر ہو گیا صدق دل سے مرید ہوا۔

اِس کرامت کو دیکھ کر **اورنگ زیب عالمگیر** آپ کا معتقد ہوا اور ملک بھر میں سماع کی اس کے اہل کے لیے اجازت دے دی۔

وفات : وصال سے تین دن پیشتر اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد کو طلب کر کے فرمایا یہ تبرکات چشتیہ شیخ سوندھا کو دے دینا کہ اُن کی امانت ہے اور تم میری تدفین کا انتظام کرو کہ تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر سنتا ہوں کہ داؤد جلدی آجاؤ۔ اس وقت آپ کو کوئی جسمانی بیماری لاحق نہ تھی بس قوالوں کو بلا کر محفل سماع کا انعقاد کیا اور وجد کیا اور وجد کی حالت میں مالکِ حقیقی سے واصل ہوئے سن وفات ۱۰۷۳ھ

Marfat.com

۶۔ رمضان المبارک انوار ہے (۱۶۷۴ء) مزار شریف گنگوہ میں ہے۔

مور آپ کی فرقت سے جاں بحق ہوگیا : آپ نے ایک طاؤس پال رکھا تھا اس سے بہت پیار کرتے تھے اپنے ہاتھ سے اُسے دانہ کھلاتے اور پانی پلاتے جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا مور دروازے کے باہر ایک درخت پر بیٹھا تھا۔ آپ کے جنازہ کو دیکھ کر آہ و فغاں کرنے لگا حتیٰ کہ مر گیا۔

ارشادات :

۱۔ دروغ گوئی سے بیعت فسق ہو جاتی ہے۔

۲۔ جب فقیر کا فقر کامل ہو جائے اور حالت یہاں تک ہو جائے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللہ۔ (جب فقر کامل ہو جائے۔ تو فنا فی اللہ ہوتا ہے) اس وقت فقیر با خدا ہوتا ہے۔

۳۔ جب ذاکر خود کو فنا کر دے اور فقط ذکر اللہ اللہ کرے تو اس کا اطلاق اسم خدا کے لائق ہو جاتا ہے (یعنی

"گفتۂ او گفتۂ اللہ بود")

خلفاء

۱۔ حضرت شاہ ابو المعالی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ، ان کا ذکر آئندہ باب میں ہوگا۔

۲۔ حضرت شیخ سوندھا بن حضرت شیخ مومن رحمۃ اللہ علیہ آپ

Marfat.com

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ پانی پت سے مغرب کی جانب چودہ کوس (تقریباً ۲۷ میل) کے فاصلہ پر قصبہ سفیدوں میں مقیم تھے ان کا والد شیخ مومن شاہجہان کا منظورِ نظر، جاگیردار اور امیر کبیر انسان تھا آپ نے شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی خانقاہ پر مراقبہ کیا تو آپ کو شیخ داؤد کی صورت دکھلائی گئی۔ آپ گنگوہ ہیں آکر حضرت کے بعیت ہوئے

ایک روز موضع بہور ہیں حضرت شیخ شاہ ولایت کے عرس میں شریک تھے جب سماع کی محفل گرم ہوئی تو اتفاقاً گاؤں کے مالک کا بیٹا مر گیا وہ مردہ بیٹے کی چارپائی اٹھا کر لے آیا اور عرض کیا ؎

مردانِ خدا خدا نباشد

لیکن زِ خدا جدا نباشد

میرے گھر میں ایک بیٹا تھا وہ بھی مر گیا آپ مقبولِ خدا ہیں اس کو زندہ کر دیجیئے۔ آپ نے اسکی گریہ زاری سنکر لڑکے کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا "قادرِ قیوم کے حکم سے زندہ ہو جا" وہ زندہ ہو گیا۔

جب آخری وقت آیا تو قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھو ؎

صحبتِ غیر نخواہم کہ بُوَد عینِ قصور

باخیال تو چرا بادِگراں پردازم

جب قوالوں نے یہ شعر پڑھا۔ آپ کو وجد ہوا اور اسی حالت میں ۲۴۔ جمادی الآخر ۱۱۲۹ھ میں وصال فرمایا۔ قصبہ سفیدوں میں مزار ہے۔ آپ کے خلیفہ

Marfat.com

اور مرید صادق حضرت **قطب عالم شیخ محمد اکرم** بن محمد علی حنفی

قدس سرہ العزیز ہوئے۔ آپ نے معروف کتاب "اقتباس الانوار" ۱۱۳۲ھ (۱۷۱۹ء) میں تصنیف فرما کر تکمیل فرمائی۔ آپ وقت کے قطب تھے اورنگ زیب کے عہد تک حیات رہے ۱۱۵۹ھ میں وفات پائی۔ مزار موضع براس میں ہے۔

۳۔ **شیخ محمد علی بن شیخ اللہ بخش حنفی قدس سرہما** ان کا مزار بھی براس ضلع (بھارت) میں ہے آپ قطب عالم شیخ محمد اکرم کے والد ہیں شیخ محمد اکرم کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ شیخ محمد اکرم، شیخ محمد علی شیخ اللہ بخش کے مفصل حالات کے لیے اقتباس الانوار (ترجمہ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری) کا مطالعہ فرمادیں۔ چشتی

۴۔ **شیخ پیر محمد قدس سرہٗ:** ان کا مزار تھانہ بھون (بھارت) میں ہے

۵۔ **حضرت شیخ عثمان قدس سرہٗ:** ان کا مزار کرنال (بھارت) میں ہے

۶۔ **شیخ محمد صدیق قدس سرہٗ:** ان کا مزار کیتھل (بھارت) میں ہے۔ (۴۔۵۔۶) کے حالات کے لیے اقتباس الانوار ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

۷۔ حضرت شیخ بلاقی قدس سرہٗ: آپ۔ شیخ داوٗد کے محبوب تھے اور خود بھی پیر و مرشد کے عاشق صادق تھے۔ ذکر جہر بہت کرتے تھے۔ شیخ داوٗد جی کے انتقال کے بعد ہندوستان سے سکونت ترک کرکے مکہ معظمہ تشریف لے جاکر حج کیا پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے کئی سال تک وہاں رہ کر فوت ہوئے جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۸۔ شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ: قصبہ ستور (بھارت) میں مزار ہے

۹۔ حضرت سید غریب اللہ بن سید عبدالرسول کیرانوی قدس سرہما

آپ صاحب سیر الاقطاب حضرت الہدیہ چشتی کے خانہ زاد بھائی ہیں آپ کے والد گرامی نے آپ کو پیرزادہ حضرت شاہ محمد شاہ پانی پتی (اولاد حضرت کبیر الاولیاء) کے دست حق پر بیعت کرایا۔ لیکن آپ کو ان سے کچھ عقیدت نہ تھی۔ آپ گنگوہ میں آئے اور شیخ ابوسعید گنگوہی سے بیعت کرنا چاہی۔ آپ نے پوچھا کیا تم پہلے بھی بیعت ہو۔ جب حضرت شاہ محمد پانی پتی کا نام لیا تو شیخ ابوسعید گنگوہی نے فرمایا کہ میری کیا مجال، میں ان کے مرید کو بیعت کروں۔ ہم سب (میں اور میرے پیر) ان کے غلام ہیں۔ تو پانی پت میں جاکر روضۂ کبیر سے اپنی خطا معاف کرا۔ بحکم حضرت ابوسعید، شیخ غریب اللہ پانی پت میں آئے اور اپنے مرشد سے سارا حال بیان کرکے معافی چاہی پھر اوراد و اشغال میں مشغول رہے۔ حضرت شیخ ابوسعید کے انتقال کے بعد گنگوہ میں تشریف لائے اور شیخ صادق قدس سرہٗ سے مرید ہونا چاہا لیکن آپ نے شیخ داوٗد سے بیعت کرا دیا۔ آخر منازل طے کرکے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے جس قدر مشائخ چشتیہ دہلی کے شمالی میں تھے

Marfat.com

ان کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کے نام بھی حکم ہوا۔ حسب حکم تمام مشائخ کے ہمراہ دربار دہلی میں حاضر ہوئے۔ یہاں محتسب نے بحکم بادشاہ ایک مکان میں فرش (دری) کے نیچے تیز تلواریں چھریاں لگا رکھی تھیں۔ کسی فقیر دوست نے اس بات کی اطلاع تمام مشائخ کو کر دی۔ تمام فکر مند ہوئے کہ اللہ ہی شرم رکھے۔ دوسرے دن تمام درویشوں کو اس مکان میں جمع ہونے کا حکم ہوا۔ اور بادشاہ نے کہا اس مکان میں تم پر وجد طاری ہو تو حقیقت معلوم ہو جائے۔ یہ سن کر تمام مشائخ گردن جھکائے خاموش رہے سید غریب اللہ نے فرمایا کہ سماع کی حالت میں عاشقانِ خدا کو وجد ہو سکتا ہے پھر ایک درویش سے فرمایا کہ کچھ کہو۔ اس نے خواجہ قطب صاحب دہلوی کی غزل چھیڑی ؎

دِل اگر دانا بُوَد ہر من اسرار ہست

چشم گر بینا بُوَد یوسف بہ ہر بازار ہست

اس پر سید غریب اللہ کو وجد ہوا۔ نہ تو فرش (دری) پھٹا اور نہ ہی آپ کے جسم پر کوئی زخم آیا۔ یہ دیکھ کر عالمگیر نے تمام درویشوں کو باعزازنہ رخصت کیا۔ آپ کو نذرانہ دینا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ کیرانہ (بھارت) میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کی اولاد کیرانہ میں موجود ہے لیکن صرف ایک لڑکا زندہ رہتا ہے جو زندہ رہتا ہے نیک بخت ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب سی و دوم

حضرت شیخ شاہ سید ابوالمعالی چشتی صابری انبھٹوی رحمتہ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام سید ابوالمعالی ہے۔

سلسلہ نسب : آپ سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید محمد اشرف صاحب ہے جو قصبہ انبیٹھ ضلع سہارنپور (بھارت) میں مقیم تھے۔

پیدائش : آپ سہارنپور ضلع کے قصبہ انبٹھہ میں پیدا ہوئے۔ صاحب تواریخ آئینہ تصوف حضرت شاہ محمد حسن چشتی صابری نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۱۔ شوال ۱۰۲۵ھ بروز پیر تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت : آپ ابھی خورد سال تھے کہ آپ کے والد سید محمد اشرف انتقال کر گئے۔ آپ کی والدہ نے آپ کو حضرت شیخ محمد صادق کی خدمت میں برائے تعلیم و تربیت دے دیا۔ حضرت شیخ ان کی تربیت فرماتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت شیخ داؤد گنگوہی نے آپ کو اپنی ذمہ داری میں لے لیا۔ بالآخر تکمیل فرما کر **خرقۂ خلافت** حاصل کیا۔

استغراق : آپ حالِ اوسط میں شہودِ ذاتِ الٰہی میں محو ہو کر دنیا و مافیہا کی خبر نہ رکھتے تھے۔ ایک بار تین ماہ مطلقاً کچھ نہیں کھایا پیا۔ نماز کے وقت خادم بڑی مشکل سے آپ کو بیدار کرتا تھا۔ ادائیگی نماز کے بعد پھر مستغرق ذاتِ الٰہی ہو جاتے۔ لوگوں نے آپ سے حالتِ استغراق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا "مجھے نماز کے وقت ہوش آجایا کرتا تھا تم لوگوں کے آگاہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

شہرت : ایک بار موسمِ نیشکر (وہ موسم جس میں زمیندار گڑ تیار کرتے ہیں) میں اپنی زمین پر تشریف لے گئے۔ جہاں گڑ تیار کرنے کی بھٹی تھی اس کے قریب ایک جھونپڑ میں استراحت فرمانے کے لیے ٹھہر گئے۔ جو لوگ بیلنا چل رہے تھے انہوں نے وقتِ شب ہندی غزل چھیڑی۔

ترجمہ : تو جس طرح چاہے سانکی (تنبورا) بجا یعنی پاس انفاس کا ذکر کر۔ تیرے سامنے شیخ کامل کا شغل ہے۔ نیم شب نہایت تاریک ہے۔ اللہ اللہ کرے دوبارہ تو دنیا میں نہیں آئے گا۔

Marfat.com

تو جب جاگت را

تیری کھڑی ملا کی کارا

آدھی رات اندھیری

تیری جوگی کی سی پھیری

یہ سن کر بے خود ہو گئے، ہُو کا نعرہ لگا کر بھٹی (چولہا) میں گر پڑے۔ لوگوں نے دوڑ کر نکالا تو دیکھا کہ آپ کا کوئی بال بھی نہیں جلا۔ اس روز سے بہت شہرت ہوئی۔ اور ہزار ہا مرید ہوئے۔

کلمہ طیبہ لآ اِلٰہَ ۔ اِلاَّ اللہ میں مرگ وحیات: ایک روز تھانیسر میں مجلس تھی، آپ کے پیر بھائی اور دیگر مشائخ موجود تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "لآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ نفی اثبات میں مرگ وحیات ہے۔ جن لوگوں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لآ اِلٰہ کسی ذی جان کے کان میں کہدیں تو مر جائے اور پھر بعد میں اِلاَّ اللہ کہہ دیں تو زندہ ہو جائے" آپ اٹھے قریب ہی ایک گائے کھڑی تھی اس کے کان میں کلمہ نفی لآ اِلٰہ کہا وہ اُسی وقت مر گئی بعد میں کلمہ اثبات کہا فی الفور زندہ ہو کر گھاس چرنے لگی۔

توکّل: آپ کے گھر میں ہمیشہ تنگی رہا کرتی تھی۔ اس کی خبر کسی نے حضرت سید میراں بھیک کو کر دی۔ میراں بھیک نے حضرت کا ظرفِ غلّہ منگوا کر اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور فرمایا کہ ظرف اسی جگہ رکھ دو۔ اب کتنا ہی خرچ ہو

Marfat.com

غلہ کم نہ ہوگا۔ دو ماہ فراغت سے گزرے آپ کو تشویش ہوئی آپ نے استفسارِ حال فرمایا تو لوگوں نے حقیقتِ حال ظاہر فرما دی۔

آپ نے اس ظرف کو منگوا کر سامنے رکھا اور کچھ دیر سرنگوں رہے پھر فرمایا "میراں بھیک ہمارے توکل میں خلل ڈالتا ہے اس ظرف کو توڑ دو" برتن توڑ دیا گیا۔

ردائے مبارک کی برکت: ایک مرتبہ کنبھ کے میلے پر پانچ سو ہندو فقراء کی جماعت انبیٹھ شریف میں آئی (کنبھ، ہندوستان میں ایک میلہ لگتا ہے جس میں دور دراز سے ہندو فقراء جمع ہوتے ہیں) حضرت شاہ ابو المعالی کا شہرہ سن کر تمام فقراء آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ بھی فقیر ہیں اور ہم بھی۔ آپ مقیم ہیں اور ہم مسافر، آپ ہمارے کھانے کا انتظام کریں۔ ہندو بنیوں کی بہت سی دوکانیں تھیں۔ آپ نیک دل اور نرم طبیعت (لوچاپت) ہندو کی دوکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا "ان درویشوں کے مطابق سیدھا تول دیدو" (سیدھا ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں خشک خوراک، مراد ہے آٹا، ہلدی مرچ، دال وغیرہ۔ اسی طرح لوچاپت بھی ہندی لفظ ہے اس کے معنی نیک، با اخلاق) ہندو دوکاندار نے جواب دیا کہ حضرت اتنا سیدھا کہاں سے لاؤں۔ آپ نے اسی وقت تمام غلہ اپنی چادر مبارک سے ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ اب تولنا شروع کرو۔ حضرت شاہ صاحب کے تصرفات سے سب کو سیدھا مل گیا۔ آپ نے چادر مبارک اٹھائی تو ہندو دوکاندار نے دیکھا کہ منوں سیدھا دینے کے بعد اسکی دوکان میں مالی جوں کا توں موجود ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر ہندو مسلمان ہو گیا۔ اور کامل ولی ہوا۔

آپ کا حلم: آپ کا ایک ہمسایہ ہر وقت، اور ہر جگہ آپ کی ہجو کرتا اور

Marfat.com

آپ کو تکلیف پہنچانے کے طریقے سوچتا رہتا۔ مریدین نے آپ سے بارہا اسکی شکایت کی اور اسکو سمجھانے کی اجازت طلب کی لیکن آپ ہمیشہ بات ٹال جاتے اور جہاں تک ممکن ہوتا اسکو آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کرتے۔ اتفاق کی بات وہ مرگیا۔ مریدین نے عرض کیا "حضرت وہ آپ کو تکلیف دیتا تھا لیکن اسکی موت نے آپ کو رُلا دیا ہے"۔ فرمایا کہ وہ میرا دوست تھا وہ میری برائی کرتا تو اللہ کے ہاں میرے درجات بلند ہوتے تھے۔

شادی اور اولاد : آپ نے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے تین فرزند سجادہ نشین ہوئے۔

۱۔ حضرت صاجزادہ شاہ محمد فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ حضرت صاجزادہ محمد مسعود احمد رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ شاہ محمد باقر رح

وفات : حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ ۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۲ھ ۱۶۹۷ء (بروایتے سنہ ۱۱۱۶ھ ۱۷۰۱ء) کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے مزار شریف قصبہ ابنیٹھہ ضلع سہانپور (بھارت) میں ہے

ارشادات : عالم ناسوت میں دلوجہ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبُ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ اکثر اولیاء کرام کا دامن حالِ غبار دنیا سے ملوث ہوجاتا ہے۔ جب بعض اشخاص ان کی بدگوئی، غیبت اور ملامت کرتے ہیں تو یہ غبار دھل جاتا ہے۔ اور اگر ان

Marfat.com

کی ملامت نہ ہو تو غبار دھلنا ممکن نہیں ہوتا۔

خلفاء

۱۔ حضرت محمد سعید سید میراں بھیک رحمتہ اللہ علیہ

ان کا ذکر علیحدہ باب پر مشتمل ہوگا۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالرشید جالندھری رحمتہ اللہ علیہ

آپ جالندھر کے سادات میں سے تھے۔ علومِ ظاہری سے فراغت پا کر خوب سیاحت کی بالآخر حضرت شاہ ابوالمعالی رح سے بیعت کی۔ جب شاہ صاحب کا آخری وقت قریب ہوا تو ان کی تربیت اپنے خلیفہ خاص میراں بھیک کے سپرد کی۔ ان کی خدمت میں تکمیل کر کے شیخ جالندھری نے خرقہ خلافت حاصل کیا اور جالندھر میں تبلیغ کا کام کیا۔ اور ربیع الاول ۱۱۲۱ھ میں وفات پائی۔ مزار شریف جالندھر (بھارت) میں ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند بھی خوب مقبول ہوئے۔ ان کا نام شیخ غلام محی الدین جالندھری تھا۔ یہ میراں بھیک کے مرید تھے۔

۳۔ حضرت سید کبیر جالندھری رحمتہ اللہ علیہ

خیال اغلب یہ ہے کہ آپ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ بڑے جید عالم، حافظ اور قاری تھے کہ حضرت شاہ بہلول برکی نے ان سے حصولِ علوم کیا۔ حاجی محمد حسن مرحوم (راقم کے بہنوئی) متوفی ۱۹۸۱ء ۱۴۰۱ھ نے بیان کیا حضرت العلام شمس العلماء مولانا ولی محمد صاحب جالندھری رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید کبیر کے مزار کے قریب سے گزرے تو اپنے مرید بابا

Marfat.com

گھیٹا سے فرمانے لگے کہ تم ذرا ٹھہرو۔ ہم قاری صاحب سے قرآن مجید سُن لیں مولانا مزار کے اندر تشریف لے گئے کچھ دیر بعد قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنے کی آواز آنے لگی۔ بہت دیر تک بابا گھیٹا باہر بیٹھا سنتا رہا۔ آخر اس نے قاری کو دیکھنا چاہا وہ مزار شریف کے اندر گیا تو آواز بند ہوگئی۔ لیکن اندر سوائے مولانا ولی محمد صاحب کے اور کوئی نہ تھا۔ مولانا مراقبہ میں تھے جب آواز بند ہوئی تو گردن اوپر اٹھائی تو بابا کو پایا۔ فرمایا "بابا تم نے اندر آکر ہمارا مزہ بھی گنوا دیا۔ حضرت سید کبیر کا مزار بستی شیخ درویش کے جنوب میں شہر جالندھر کے شمال میں ہے۔ راقم نے عالم طفولیت میں دور سے آپ کے مزار کی زیارت کی ہے۔ حاجی محمد حسن کا مکان بھی مزار سے آدھ میل پہ تھا۔

۴۔ حضرت سید عتیق اللہ چشتی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

از سادات صحیح النسب ہیں۔ آپ کی تمام عمر عبادت و ریاضت میں گزری۔ زہد و تقویٰ میں کمال حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دینوی جاہ و حشمت بھی عطا کی تھی۔ آپ کی وفات ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار جالندھر شہر میں ہے نہایت خوبصورت مزار ہے اور پنج پیر کہلاتا ہے۔

آپ کے دور کے سلاطین

اورنگ زیب عالمگیر : (۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء)

اسی بادشاہ کے دور میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کا انتقال ہوا (۱۶۹۷ء
۱۷۰۱ء)

Marfat.com

باب سی و سوم

حضرت سید محمد سعید المخاطب بہ سید میراں بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام سید محمد سعید اور خطاب من جانب مرشد میراں بھیکھ ہے آپ کے والد کا نام سید محمد یوسف سوانیہ اور والدہ محترمہ کا نام ملکوہ بنت سید صادق (محترمہ ملکوہ کے بھائی کا نام سید علی اکبر رحمتہ اللہ علیہ تھا) ہے اس لحاظ سے آپ نجیب الطرفین حسینی ہیں۔

سلسلہ نسب: سید محمد سعید میراں بھیکھ بن سید محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید محمد نظام الدین بن سید عزیز الدین بن سید شاہ تاج الدین بن سید رمز الدین نوبہار بن سید عثمان بن سید **شاہ سلیمان کفار شکن** بن سید شاہ زید سالار

Marfat.com

شکر شہید بن امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابوبکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد سعید احمد یحییٰ امثال رسول تختہ بن سید علی شاہ رہبر کا کی بن سید حسین ثانی الملقب یہ حمیض بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی حسن بن سید حسین علی اصغر (۱۵۷ھ) حضرت ساعدہ رح کے بطن سے ہیں ۱۵۷ھ میں انتقال ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ۲ بن سید زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ دعنہم

والدہ کا نسب نامہ : سیدہ ملکوہ بنت سید صادق بن سید سعید احمد بن محسن بن علی اکبر بن حسین سید خان کلتمی بن شاہ نظام الدین ساکن ساڈھورہ (ایضاً) بن سید امام حسین رضی اللہ عنہ دعنہم ------

وطنِ مالوف اور ہند میں آمد : آپ کے بزرگ پہلے حمص میں اور پھر ترمذ میں آکر آباد ہوئے۔ اغلب خیال یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے حضرت سید حسن شاہ ناصر رح ترمذ میں آکر آباد ہوتے۔ پھر آپ کے اجداد امجاد میں حضرت سید زید شہید سالار لشکر شہر ترمذ سے ایک لشکرِ جرّار لے کر بارادہ جہاد ہندوستان میں تشریف لائے اور شہر سوانہ (بھارت) میں قیام کیا۔ سوانہ کے راجہ کا نام سیانہ تھا اور اسی کے نام پر شہر کا نام تھا۔ راجہ نے مذہبی تعصب اور حسد کی بنا پر حضرت سید زید سالار لشکر کو نماز کی حالت میں شہید کر دیا۔ حضرت زید سالار کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادگان سید سلیمان کفار شکن اور سید شہاب الدین نے راجہ سے جہاد کیا اور شہر فتح کر لیا اور پھر شہر کا نام سیوانہ رکھا (ثمرات الفواد)۔ ان کی شہرت سن کر سلطان شمس الدین التمش نے سید شہاب الدین سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ مورخین کہتے ہیں کہ اسکا کوئی معاصر تاریخی ثبوت نہیں، واللہ اعلم۔ ہو سکتا ہے کہ پالک لڑکی ہو یا

Marfat.com

نسلی ہی ہو لیکن درویش کی صحبت میں آکر معروف نہ ہوئی ہو اور صرف رضیہ سلطانہ ہی معروف ہو کیونکہ یہ حکمران بنی۔

پیدائش : حضرت محمد سعید المعروف میراں بھیکھ بروز پیر ۹ رجب المرجب ۱۰۴۲ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم اور بعیت : آپ کے والد سید محمد یوسف کا انتقال ہوا تو اس وقت میراں جی کی عمر شریف صرف نو سال تھی۔ آپ نے ظاہری علم کی تکمیل مشہور عالم آخوند فرید الدین سے کی اور باطنی علوم کے لیے حضرت سید شاہ ابو المعالی چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا دامن تھاما اور بعیت فرمائی۔ ریاضت و مجاہدہ شاقہ کے بعد خرقہ۔ خلافت حاصل کیا۔

مردے کو زندہ کرنا : آپ کا ایک مرید نور باف، موضع نوندھن میں رہتا تھا اسکا دس سالہ لڑکا فوت ہو گیا۔ اسکی فوتیدگی کے تین چار گھنٹہ بعد آپ بھی اس مرید کی ملاقات کے لیے موضع نوندھن جا پہنچے۔ اسکو حضرت سید میراں کی جونہی خبر ہوئی اپنے لڑکے کی نعش کو مکان کے ایک کمرے میں بند کیا۔
اپنی بیوی کو حکم دیا کہ صفِ ماتم ختم کرو۔ حضرت کے لیے دعوت کا انتظام کرو۔ یہ تمام انتظام کرنے کے بعد حضرت کو گھر لے آیا۔ کھانا تیار کر کے آگے رکھا۔ آپ نے فرمایا ”اپنے لڑکے کو بھی کھانا میں شامل کرو۔“ اس نے عرض کیا ”لڑکا کہیں کھیلنے گیا ہوا ہے آپ کھانا تناول فرمائیں جب وہ آئیگا خود کھا لے گا“، فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہم اسکے بغیر کھانا نہیں کھا سکتے۔ مرید یہ سن کر آبدیدہ ہوا اور کہنے لگا۔ حضور وہ تو مر چکا ہے میں نے اُس کی لاش اس کمرے میں بند کر رکھی ہے۔ فرمایا کہ وہ مرا تو نہیں ہے سو رہا ہوگا، جاؤ اُسے اٹھا لاؤ

Marfat.com

کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔ مرید نے کہا کہ حضور وہ تو واقعی مر چکا ہے آپ
کی نظرِ کرم سے اللہ تعالیٰ زندگی بخش دے تو تعجب نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اندر
گیا تو دیکھا لڑکا سانس لے رہا ہے۔ اس نے یونہی اسکو ہلایا وہ اُٹھ بیٹھا اور
آپ کے ساتھ ہو لیا۔ وہ حضرت کی خدمت میں آکر قدم بوس ہوا۔ اس کرامت
کو دیکھ کر بہت سے لوگ آپ کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔

بے موسم کا پھل : ایک شخص بارادہ بعیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
لیکن اس کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ اگر میراں جی کامل پیر ہیں تو مجھے بے موسم
کا پھل خربوزہ کھلائیں۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے اپنے نورِ باطن سے اسکا
خطرہ معلوم کر لیا اور ارشاد فرمایا" آج آدھی رات کو اس شخص کی خواہش کے
مطابق فلاں طاق میں خربوزہ رکھا تھا وہ اس کو دے دو۔ خربوزہ اس کے حوالہ
کیا گیا وہ خربوزہ پاکر صدق دل سے مرید ہوا۔

سیدی مرشدی مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اس واقعہ کو
حضرت سید علیم اللہؒ جالندھری سے منسوب کیا کرتے تھے۔ حضرت علیم اللہ ہی
یہ خطرہ لے کر حاضر ہوئے تھے۔

ایک دفعہ شاہ جہاں آباد میں تشریف لے گئے اور نواب تہور خان کے
ہاں قیام کیا۔ بوقتِ عصر بہت سے لوگ حاضر تھے کہ نواب تہور خان کا خانساماں
گلوریاں لایا اور ایک طشتری میں رکھ کر حضرت سید میراں کے روبرو پیش
کیں۔ آپ نے ایک ایک گلوری سب حاضرین کو تقسیم فرما دیں لیکن نواب صاحب
کو نہ دی۔ نواب کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا اُسی وقت ایک گلوری
طشتری سے اُڑ کر نواب صاحب کے ہاتھ میں چلی گئی۔ آپ نے تبسم ہو کر فرمایا
"تہور خان تمہاری مراد تمہیں مل گئی" تہور خان نے آداب بجالا کر اُسے نوش
کیا۔

Marfat.com

بادشاہ محمد شاہ کا طالبِ دعا ہونا : محمد شاہ نے نواب روشن الدولہ بہادر کو آپ کی خدمت میں تلا قند اور حلوہ سوہن بطور نذرانہ دے کر بھیجا اور کچھ پارچہ جات۔ اور نقد برائے تقسیم فقراء بھیجے اور دعا کی درخواست کی کہ سلطنت ہند میری اولاد میں باقی رہے۔ حضرت سید میراں بھیکھؒ نے نذرانہ قبول فرما کر فقراء میں تقسیم کر دیا۔ اور پھر مراقبہ فرمایا۔ مراقبے کے بعد نواب سے فرمایا "محمد شاہ کو جو سلطنت ملی وہ حضرت شیخ المشائخ نظام الدینؒ کی سفارش سے ملی شیخ نے صرف دو پشت تک سلطنت کی سفارش کی تھی۔ بندہ عاجز ہے کیا کر سکتا ہے۔ ہاں محمد شاہ کی اولاد میں ایک شخص فخر الدین نامی معرفت کے ملک کا بادشاہ ہوگا۔ وہ قطب الوقت اور شاہِ ولایت دہلی ہوگا مرزا محمد اختر صاحب رقمطراز ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ شیخ فخر الدین پیدا ہوئے۔ جو میرے دمبرزا صاحب کے شیخ ہیں۔ اور ہمارے خاندان میں اور کوئی صاحبِ ولایت اور فخر الدین نامی شخص پیدا نہیں ہوا[4]۔

لنگر : حضرت میراں جی کو بہت فتوح ہوتی تھی۔ اپنے خادمان کے لیے رکھ کر باقی تمام نذرانے حضرت سید شاہ ابو المعالیؒ کی بارگاہ میں بھیج دیتے تھے وہ بھی فقراء کو تقسیم کر دیتے۔ باورچی خانے کی یہ کیفیت تھی کہ سو آدمی ہوتے یا ہزار سب کو بلا تخصیص قوم و ملت کھانا ملتا تھا۔ اور جیسا کوئی کھانا طلب کرتا ویسا ہی ملتا۔ آج تک آپ کی خانقاہ میں یہی دستور چلا آرہا ہے ------- آپ کے مریدین اسم ذات کا ذکر بہت کرتے ہیں۔ آپ کی خانقاہ میں نصف شب کے بعد خانقاہ کے درویش اور مسافر سب کو ذکر کے لیے جگا دیا جاتا ہے

وفات : ۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۹ء ۱۱ نومبر) چوراسی سال کی

Marfat.com

عمر میں وفات پائی۔ مزار شریف قصبہ کھڑام میں ہے ضلع انبالہ (بھارت)

قطعہ تاریخ : میر سید بھیکھ پیر باکمال
اہل درد و اہل حال و اہل قال!
ہست نورِ معرفت توحید او
رکن حق شاہ ولایت ارتحال
۱۱۳۱ھ

ارشادات

۱۔ فقیر کو چاہیے دن رات میں ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسمِ ذات کرے۔
۲۔ جو شخص چالیس ہزار بار اسمِ ذات کا ذکر نہیں کرتا اسکو لقمۂ درویشی اور دلق حرام ہے۔
۳۔ درویش کو آدھی رات کے بعد سونا حرام ہے۔

دوہڑے : آپ کے دوہڑے بے شمار ہیں۔ آپ کے مرید صادق اور خلیفہ لطف اللہ انبالوی نے "ثمرات الفواد" میں اور حضرت علیم اللہ جالندھریؒ نے تحفتہ السالکین میں کثرت سے درج کیے ہیں۔ چند ایک یہاں لکھے جاتے ہیں۔

۱ آدھی سے آدھی گھڑی اور آدھی سے بھی آدھ
بھیکھا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

۲ بھیکا بھوکا کوئی نہ سب دی گھٹڑی لعل
گرہ کھول نہیں جاندے اس بندھے کنگال

Marfat.com

۳۔ بھیکا فقیری کٹھن ہے لوکاں بھانے کھیل
چوگا پھوکیا اپنا تاں ساجن دا میل

۴۔ پڑھنا گڑھنا کسب ہے اور سوارے جیبھ
جس پڑھنا شو پایئے اوہ پڑھنا کسے نصیب

Marfat.com

خلفاء حضرت میراں بھیکھ رح

۱- غوث الاغواث حضرت شاہ عنایت بہلول پوری رحمتہ اللہ علیہ
انشاء اللہ العزیز ان کے حالات پر علیحدہ باب ہو گا۔

۲- حضرت محمد باقر پسر حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہا

۳- حضرت شاہ امام الدین رح بن محمد باقر رح بن شاہ ابوالمعالی رح

۴- حضرت شاہ نظام الدین رح بن محمد باقر بن رح شاہ ابولمعالی رح

۵- حضرت شاہ محمد رح و

۶- حضرت شاہ عابد رح کوٹلہ شریف

۷- سید عبدالمؤمن قدس سرہٗ آپ حضرت شاہ ابوالمعالی کے مرید تھے خرقہ، خلافت میراں جی سے پایا۔

۸- حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ آپ بھی حضرت شاہ ابوالمعالی رح کے مرید تھے اور خرقہ میراں جی پایا۔

۹- حضرت شاہ نورنگ قدس سرہٗ

Marfat.com

۱۰۔ حضرت خواجہ مظفر قدس سرہٗ

۱۱۔ حضرت خواجہ نواب روشن الدولہ ظفر خاں بہادر قدس سرہٗ

آپ محمد شاہ بادشاہ کے خاص امراء سے تھے۔ آپ ہی محمد شاہ کے لیے دُعا کرانے آئے تھے۔

۱۲۔ نواب بکھاری خاں پسر روشن الدولہ خان

محمد شاہ کی جانب سے لاہور میں آئے۔ ظاہری و باطنی حُسن سے مالامال تھے سنہری مسجد کشمیری بازار لاہور آپ ہی نے بنوائی۔ لاہور کے حاکم کی بیوی آپ پر فریفتہ ہوئی۔ آپ اتقاد پرہیزگاری کے مالک تھے۔ بیگم حاکم کی تمنا پوری نہ ہونے پر آپکو شہید کرا دیا گیا۔ نقش کا بھی پتہ نہ لگ سکا ؎

مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی میری مٹا
عہد وفا کے ساتھ ساتھ نقش وفا مٹا دیا

۱۳۔ شیخ امان اللہ قدس سرہٗ

۱۴۔ سید محمدؒ جوّاد قدس سرہٗ

آپ حضرت زید شہیدؒ کی اولاد سے ہیں

۱۵۔ میاں اللہ بندہ ۱۶۔ سید نعیم مولوی

۱۷۔ سید مرتضیٰ گردیزی قدس سرہم

۱۸/۱۹۔ سید حافظ غلام اللہ و میاں محمد شاہد قدس سرھُما

Marfat.com

۲۰۔ شاہ سجاول قدس سرہٗ

۲۱۔ حاجی حبیب اللہ قدس سرہٗ : حضرت میراں جی کے جامع فضائل تھے

۲۲۔ حضرت میاں کرم علی قدس سرہٗ : آپ میراں جی کے ہمدم تھے اور
قصبہ کرتھلہ میں مزار شریف ہے۔

۲۳۔ شیخ محمد حیات سارنگ پوری (انبالہ۔ بھارت) قدس سرہٗ

۲۴۔ خواجہ عبداللہ ۲۵۔ خواجہ پیر شاہ مذکور بالا مزار بی بی پور
ان کا شجرہ آگے بیان ہوگا۔

۲۶۔ شاہ عبدالرحمان بہلول پوری (لدھیانہ، بھارت)

۲۷۔ میاں غلام محمد قدس سرہٗ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے
پچیس سال تک معتکف رہے۔

۲۸۔ حضرت موسیٰ خاں قدس سرہٗ کرتھلہ میں آسودہ ہیں۔

۲۹۔ مولوی غلام حسین قدس سرہٗ : مزار شریف موضع مجتبیٰ متصل
شہر سہارنپور (بھارت) میں ہے۔

۳۰/۳۱۔ شیخ محمد و شیخ محمد افضل قدس سرّہما سمانہ میں مزار
ہے کاملین سے ہیں۔ دریا کو یوں عبور کر جاتے تھے جس طرح زمین پر چل

Marfat.com

رہے ہوں۔

۳۲۔ میاں محمد اعظم قدس سرہٗ لنگرخانہ کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ آپ ہی غربا کو تقسیم وظائف کرتے تھے۔

۳۳۔ شیخ چھجو قدس سرہٗ میراں جی کے قریب ہی ان کا مزار ہے

۳۴۔ میاں محمد ظاہر و

۳۵۔ میاں محمد افضل خاں قدس سرہما۔ ان کے مزارات بھی میراں جی کے روضہ پاک کے قریب ہیں۔

۳۶۔ شیخ محمد میر شاہ آبادی قدس سرہٗ

۳۷۔ حضرت جعفر علی خان بن مرزا یار بیگ خاں قدس سرہٗ

۳۸ تا ۳۹ میاں اللہ بخش، صوفی محمد صدیق

میاں محمد مراد، شیخ جیون قدس سرہم

۴۱۔ حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ العزیز

آپ میراں جی کے خلفاء اعظم میں سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام مرزا خان برکی تھا۔ پٹھان قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جالندھر شہر (بھارت) میں

Marfat.com

سکونت رکھتے تھے۔ ظاہری و باطنی علوم سے مزین تھے علم معقول و منقول حضرت سید عبدالرشید جالندھری، حضرت سید کبیر ساکن بستی شیخ درویش جالندھری اور حضرت سید عتیق اللہ جالندھر قدس اسرارہم (یہ تینوں حضرات حضرت سید شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے) سے حاصل کیا۔ آپ کی وضع قلندرانہ تھی۔ آپ تصانیف کے بادشاہ ہیں۔ مولوی رحمان علی نے اپنی کتاب تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی تصانیف کی تعداد نوے لکھی ہے۔ مولوی جان محمد ترک سے آپ کا ہمیشہ علمی مناظرہ رہتا تھا۔ آپ کے شاگردوں میں سید علیم اللہ جالندھری۔ سبھا چند متخلص نادر اور عظمت خاں برکی تھے۔ آپ کے شاگرد بھی صاحب تصانیف تھے۔ آپ ۱۱۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ عیدگاہ جالندھر شہر (بھارت) کے قریب مزار ہے۔

۴۲۔ حضرت شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہٗ

آپ کی والدہ حضرت سید میراں جی کی مریدہ تھیں۔ ایک مرتبہ میراں جی نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو آپ کو فرزند عطا کرے گا۔ اسکا نام لطف اللہ رکھنا۔ لہٰذا ایسا ہی ہوا۔ آپ انبالہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی۔ حضور میراں جی کی صحبت میں رہے۔ چودہ سال کی عمر میں ظاہری علوم حاصل کر لیے۔ حضرت شاہ عنایت بہلول پوری رحمتہ اللہ علیہ کی ریاضت سے متاثر ہو کر ریاضت کا شوق دامنگیر ہوا ابتدائی سلوک میں میاں محمد شاہ کرنالوی سے رہنمائی حاصل کی۔ پھر میراں جی سے بیعت کی۔ آپ نے اپنے مرشد میراں بھیکھ کے حالات پر

"ثمرات الفواد"

کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے چھپی آپ کی وفات ۲۰ ذی قعدہ ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ جالندھر شہر سے باہر آپ کا مزار ہے۔

Marfat.com

۴۳۔ حضرت شیخ محمد سالم روپڑی قدس سرہٗ اور ان کا سلسلہ

آپ خلیفہ اکمل حضرت میراں جی کے علم معرفت یگانہ عصر تھے۔ سماع بہت سنتے تھے۔ خلق آپ کی طرف بہت رجوع تھی۔ ہر روز سوا لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات بالجہر فرماتے تھے۔ ۳ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں وفات پائی روپڑ (بھارت) میں مزار ہے۔ آپ کے خلیفہ اور فرزند

حضرت سید محمد اعظم قدس

سرہٗ تھے۔ آپ کو ایسا جذب تھا کہ نظر فیض جس پر پڑ جاتی وہ خدا دیدہ ہو جاتا تھا۔ ایک بار آپ روپڑ سے دوسرے گاؤں میں جا رہے تھے کہ رہزنوں نے گھیر لیا اور آپ کا گھوڑا لینا چاہا۔ آپ نے حلیمی سے فرمایا کہ یہ گھوڑا دبلا اور کمزور ہے۔ میرے مکان پر ایک دوسرا گھوڑا ہے جو قیمتی ہے اگر ذرا ٹھہرو تو میں وہ گھوڑا تمہیں لا دیتا ہوں۔ یہ فرما کر گھر گئے اور دوسرا گھوڑا لا کر ڈاکوؤں کو دے دیا وہ لے کر چلے گئے لیکن دوسرے ہی روز تمام مرد و زن آ کر تائب ہو گئے۔ آپ کی وفات ۱۹ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ میں ہوئی مزار روپڑ (بھارت) میں ہے ان کے خلیفہ

حضرت بندگی حافظ موسیٰ چشتی صابری مانکپوری قدس سرہٗ تھے۔

آپ کی دو بیویاں تھیں۔ لوہے کو صیقل کیا کرتے تھے۔ آخر اپنے دل کو صیقل کیا اور تارک الدنیا ہو گئے۔ سید محمد اعظم روپڑی سے بیعت کر کے کمال کو پہنچے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پہلے بہلول پور اور روپڑ میں قیام کیا بعد میں مانک پور تشریف لے گئے ہزار ہا انسان آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۶ رمضان ۱۲۷۴ھ بروز اتوار ہوئی۔ مزار مانک پور میں ہے۔ آپ کے خلفاء میں

Marfat.com

مولوی امانت علی ، حافظ محمد حسن بانکا ۔ غلام معین الدین خاموش ، خواجہ
عبد اللہ امروہی ۔ میاں محمد بخش سہاکہ والے ۔ اور پیر شاہ صاحب ہیں۔
ذیل میں کے حالات درج ہیں ۔

حضرت مولوی امانت علی چشتی قدس سرہٗ آپ نے حافظ موسیٰ کے علاوہ کشمیر میں جاکر شیخ احمد کشمیری سے بھی فیض حاصل کیا۔ بعدہٗ امروہہ میں سکونت اختیار کی ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی ۔آپ کے مرید حافظ محمد حسین مصنف انوار العارفین ہیں ۔

حضرت محمد حسن عرف حافظ بانکا ؛ قدس سرہٗ۔ آپ بھی حافظ موسیٰ صاحب کے خلیفہ ہیں۔آپ مجرّد باللہ، صاحب ترک وتجرید اور فقر میں مقام عالیشان رکھتے تھے ۔علم توحید میں بے مثل تھے ۔آزاد منش تھے ۔آپ کا سلسلہ ہندوستان میں جاری ہے ۔

سید غلام معین الدین شاہ خاموش حیدر آبادی ؛ آپ بھی حافظ موسیٰ مانک پوری کے خلیفہ ہیں۔آپ صاحبِ ریاضت اور زہد وتقویٰ تھے ۔سماع کے بہت شائق تھے۔ جو کمال آپ کو حاصل ہوا۔ حیدر آباد کے مشائخ میں کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ ہندوستان میں جب خواجگان چشت کی زیارت کے لیے آئے تو اس سفر میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ تمام پیرانِ چشت کے مزارات پر کمخوات اور زربفت کے غلاف چڑھائے ۔آپ لباس صابر بہ پہنتے تھے عبادات میں شہرہ آفاق تھے ۔ ۲۸ ذیعقد (۲۔ ذی قعدہ) ۱۲۸۸ھ میں وفات پائی ۔ مزار شریف حیدر آباد دکن میں ہے ۔آپ کا سلسلہ جاری ہے ۔آپ کے خلیفہ شاہ سید محمد ہاشم حسینی (متوفی ۲۴ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ مزار حیدر آباد

Marfat.com

دکن) اور ان کے خلیفہ خواجہ غلام حسین چشتی صابری (متوفی ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۶۱
چھموں شریف ضلع کرنال) اور ان کے خلیفہ سید عبد الخالق حسینی بفضلہ تعالیٰ تاہنوز
بقید حیات ہیں۔ اور چک نمبر ۷۲/ج ب گلابی پور شریف فیصل آباد میں رہائش
(تحریر ۵ جمادی الثانی ۱۴۰۳) پذیر ہیں۔ انہوں نے قبلہ عالم شاہ سراج الحق کی زیارت
کی ہے۔

۴۴۔ حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہ العزیز

حضرت سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ جالندھری حضرت شاہ ابو المعالی سے بیعت تھے۔ تکمیل حضرت میراں جی سے کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا ظاہری و باطنی علوم میں ماہر تھے۔ بہت سی کتب تصانیف فرمائیں۔

۱۔ زبدۃ السالکین در سلوک و سخناں میراں بھیکھ رح
۲۔ انہار الاسرار شرح بوستان سعدی رح
۳۔ نثر الجواہر ترجمہ فارسی الدر المرجان عربی مؤلفہ مرزا خاں برکی محدث جالندھری رح
۴۔ شرح اخلاق ناصری
۵۔ زبدۃ الروایات وغیرہ

نقل ہے آدینہ بیگ خاں فوجدار دوابہ جالندھر نے صدیق بیگ کو قصبہ نور محل (جالندھر) کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اس نے ایک سید کی ملک ضبط کر کے تیس روپیہ طلب کیے۔ سید صاحب حضرت کی خدمت میں تشریف لائے آپ نے ایک سفارشی چھٹی صدیق بیگ کو لکھ کر بھیجی۔ اس نے چھٹی نامنظور کی اور کچھ نازیبا کلمات بکواس کیے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دوسرے ہی روز آدینہ بیگ خاں نے اسکو بلا کر قید کر دیا اور تیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا حضرت علیم اللہ جالندھری کے حالات پر اسرار العلیم ایک کتاب لکھی گئی جس کے مصنف شیخ عبد اللہ ان کے خلیفہ ہیں۔

Marfat.com

آپ کی ولادت ۲۲ جمادی الآخر ۱۱۹۰ھ اور
وفات ۱۶ صفر ۱۲۰۲ھ

آپ کا مزار شریف شہر جالندھر میں ہے۔ آپ کے مزار شریف پر ۱۹۴۷ء سے پیشتر خلق کا اژدھام رہتا تھا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشائخ اکثر آپ کے دربار گوہر بار سے فیضیاب ہونے کے لیے آتے رہتے تھے۔ آپ کے دروازہ پر آفتاب چشتیہ / ۱۲۰۲ھ مادہ تاریخ کندہ ہے۔ حضرت مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے قطعۂ تاریخ یوں لکھا ہے۔

حضرت سید علیم اللہ شاہِ دوجہاں

ذات پاکش بود براوِ ج شرف بدرِ منیر

قطب جنت مقتداء تاریخ تولیدش بود
۱۱۹۰ھ

وصل سلطان متقی سید علیم اللہ پیر
۱۲۰۲ھ

آپ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ چند کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت سید علی شاہ چشتی جالندھری قدس سرہٗ : آپ حضرت سید علیم اللہ کے خلیفہ تھے۔ ہزارہا لوگوں کو پرُ فیض کیا۔ آپ کے مریدین میں سے ایک عالم مولانا غلام رسول ساکن ٹانڈہ (جالندھر) نے آپ کی وفات کا مادہ تاریخ رضی اللہ عنہ ۱۲۰۱ھ نکالا ہے۔ مزار شریف جالندھر میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہٗ آپ بھی حضرت سید علیم اللہ جالندھری کے خلیفہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے دریا تھے۔ تمام عمر طلبہ کی تربیت میں گزاری۔ ہزارہا انسانوں نے آپ سے فیضان ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ ۹ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ مزار قصبہ راہوں (جالندھر) میں ہے۔

حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابری جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بستی شیخ درویش (بستی شیخ درویش، حضرت شیخ درویش سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر مشہور تھی۔ آپ کی پیدائش ۹۹۰ھ میں افغانستان میں ہوئی۔ آپ جالندھر میں تشریف لائے اور شہر کے جنوب مغرب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر اپنی خانقاہ قائم کی۔ ہزارہا لوگ آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۱۰۳۰ھ (۱۶۲۱ء) میں ایک عالیشان مسجد اور ایک مقبرہ تعمیر کیا۔ مسجد اور مقبرہ دونوں ہی بہت وسیع تھے۔ مسجد کے نیچے متعدد تہہ خانے بنے ہوئے تھے۔ فقیر نے مسجد مقبرہ اور تہہ خانوں کی زیارت کی ہے۔

بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہ آپ یکدم اٹھ کر تہہ خانے میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لا کر پھر حجامت بنوانے لگے۔ حجام نے آپ کے جسم پر ریت لگی دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ آپ خاموش رہے۔ اس کے بار بار اصرار کرنے پر آپ نے فرمایا کہ دریا میں ایک کشتی غرق ہونے کو تھی اسکو کندھا دے کر سیدھا کیا ہے۔ اس نے یہ کرامت جا بجا بیان کی۔ لوگ گروہ در گروہ آکر مستفیض ہوتے۔ بانوے ۹۲ سال کی عمر میں سال ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) میں انتقال فرمایا۔ اپنے تعمیر

Marfat.com

کردہ مقبرہ میں دفن ہوئے مادہ تاریخ "شیخ العالم" / ۱۰۸۲ ہے (شریف التواریخ جلد سوم حصہ پنجم از سید شریف احمد شرافت نوشاہی رح بحوالہ انوار القادر قلمی از مولانا غلام قادر اثر جالندھری رح جالندھر کے باشندے تھے۔ قوم سے بافندہ تھے حضرت سید علیم اللہ جالندھری رحمتہ اللہ علیہ سے بعیت کی، آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ چونکہ غریب تھے۔ اس لیے مٹی کے ڈھیلے حضرت کے استنجا کرنے کو لے جاتے تھے۔ حضرت سید صاحب آپ سے کمال پیار کرتے۔ تھے۔ آپ حضرت کی خدمت میں ہر وقت مشغول رہتے تھے۔ جامع مسجد صدیق اکبر متصل شومارکیٹ لاہور کے رضاکار موذن میاں اللہ دتہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد فتح دین صاحب (متوفی ۱۹۵۰) سابق ساکن بستی شیخ درویش جالندھر بیان کیا کرتے تھے کہ میاں محمد جمال صاحب ایک دن حضرت کی کمر سے میل اتار رہے تھے کہ کوئی مرید خربوزے لایا۔ حضرت نے خربوزے کاٹ کر تمام حاضرین میں تقسیم کر دیئے لیکن محمد جمال کو نہ دیا۔ میاں محمد جمال کو اس واقعہ سے قلبی صدمہ ہوا کہ حضرت نے مجھے فراموش کر دیا۔ وہ رونے لگے اور آنکھوں سے اشک نکل کر حضرت کی کمر پر گرے۔ حضرت نے پیچھے کی طرف دیکھا اور فرمایا "جمال میاں تم رو رہے ہو" عرض کیا "حضور نے مجھے بھلا دیا" حضرت سید علیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو کمال محبت سے اپنے سینہ بے کینہ سے لگایا اور روحانیت سے مالامال کر دیا ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین تھے۔ جنہوں نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ آپ نے سـ۔ھ میں وفات پائی۔ آپ کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ آپ کا مزار بستی شیخ درویش کے مشرقی قبرستان میں مرجع خاص وعام تھا۔ فقیر نے عالم طفولیت میں مزار پہ حاضری دی۔

شیخ محمد جمال کے دو صاحبزادے تھے۔ شیخ عبدالرحمان اور شیخ چراغ دین۔ شیخ عبدالرحمان کے صاحبزادے میاں محمد حنیف اور ان کے دو

Marfat.com

صاحبزادے میاں علی دجو ۱۹۴۷ء سے قبل سندھ میں مریدین کے ہاں آئے اور یہیں وفات پائی۔ دوسرے لڑکے خادم علی تادم تحریر (۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۸۲ء) حیات ہیں۔ شیخ چراغ دین بن شیخ جمال کے صاحبزادے میاں اللہ دتہ تھے جو فیصل آباد میں جاکر فوت ہوئے۔ شیخ چراغ دین کے ایک خلیفہ میاں منّی تھے جن کے سینکڑوں مرید ہوئے۔ یہ حضرت ۱۹۴۷ء میں جالندھر بستی۔ شیخ درویش سے ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے اور ملتان میں سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکھیہ کی اشاعت کی۔ غالباً ۱۹۸۰ء ۱۴۰۱ھ میں فوت ہوئے حضرت سید میراں بھیکھ اور ان کے خلفاء کے حالات ختم ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ہ

حضرت سید میراں جی کے دور میں سیاسی حالات

: اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی بالآخر شاہ عالم بادشاہ بن بیٹھا۔ اگرچہ نہایت نیک تھا، لیکن حکومت سنبھالنے کے قابل نہ تھا۔ یہ بادشاہ ۱۷۱۲ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد معزالدین جہاندار شاہ اپنے تین بھائیوں سے لڑائی کے بعد بادشاہ بنا۔ یہ نالائق آدمی تھا ۱۷۱۳ء میں مارا گیا۔ اب فرخ سیر بادشاہ بنا جو سید عبداللہ اور سید حسن کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد دو اور بادشاہ ہوئے۔ جو اورنگ زیب کے پوتے تھے۔ جنہوں نے پانچ ماہ اور تین ماہ حکومت کی بالآخر شاہ عالم کا پوتا روشن اختر محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنا۔ یہ بادشاہ بھی نالائق تھا۔ اس نے حضرت میراں جی سے دعا چاہی تھی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ جس کا ذکر پیچھے ہو چکا۔ سلطنت بہت کمزور تھی۔ اس سے سکھوں اور جاٹوں نے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے دہلی اور آگرہ کے مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کر

Marfat.com

دیں۔ اس کے بعد نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کر کے ہندوستان کی طاقت کو بالکل ختم کر دیا ادھر بنگال میں انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا جال پھیلا رکھا تھا۔ دہلی کی سلطنت میں دم خم نہ تھا جو سدِّباب کر سکتے بلکہ مغل شہنشاہ فرخ سیر نے (۱۷۱۸ء) ایسٹ انڈیا کمپنی کو فیاضانہ مراعات دیں کہ ان کو صرف تین ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس دیکر بنگال میں تجارت کا مکمل حق مل گیا۔ اِدھر فرانس نے جب دیکھا کہ انگریز ہندوپاک میں تجارت بڑھا رہا ہے اس نے بھی ہندوستان میں قدم رکھا۔ حالات یہاں تک دگرگوں ہو گئے کہ بنگال میں مغل حکومت کے سکّے کے ساتھ ساتھ انگریزی اور فرانسیسی سکّہ چلنے لگا۔ غرضیکہ ہندو پاک جنگ وجدال کا مرکز بن گیا۔ یہ سب عالمگیر کے جانشینوں کی کمزوری کے باعث ہوُا۔

خواجہ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ میراں جی کے خلفاء میں ان کا نمبر ۲۴ واں کتاب ہذا میں درج ہے۔ ان کے خلیفہ خواجہ محمد عمر اور ان کے خلیفہ خواجہ نور علیشاہ اور ان کے خلیفہ خواجہ بہادر کبیرہ درؒ ان کے خلیفہ شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ ان سب کے مزارات ٹھسکہ میراں جی ضلع کرنال بھارت میں ہیں خواجہ بہادر شاہ کے خلیفہ خواجہ امداد علی شاہ ان کا مزار سکرو ڈہ شریف یو پی بھارت میں ہے۔ ان کے خلیفہ پیر شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ ان کے خلیفہ میاں محمد رفیع چشتی صابری (۲۰ جنوری ۱۹۸۷ء تک حیات ہیں) ہیں جو رفیق القلب ظاہری و باطنی حسن وجمال کے مالک ہیں۔ ان کے داماد اور معتقد رانا نوز احمد صاحب ہیں جن کی رہائش ظفروال روڈ۔ سادات کالونی چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ہے (شجرہ پاک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ مرتبہ حکیم حافظ محمد نذر الاسلام فاضلی خطیب جامع مسجد نور ۱۰۵/۵ اے بخاری ضلع ملتان

Marfat.com

باب سی وچہارم

غوث الاغواث حضرت شاہ محمد عنایت اللہ بہلول پوری رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام عنایت اللہ ہے۔ القاب شاہ عنایت جیوا ذو القوۃ المیتن ہے۔

سلسلہ نسب: شاہ عنایت اللہ بن شیخ فخر احمد بن میاں عزیب اللہ مجذوب رحمہم اللہ۔

وطنِ مالوف: قندہار ہے۔ آپ کے والد ہجرت کر کے بہلول پور میں آ گئے۔ بہلول پور سرہند شریف کے قریب ہے۔ شیخ فخر احمد صاحب نے حضرت شاہ ابو المعالیؒ سے بیعت کی۔

Marfat.com

پیدائش : شاہ عنایت اللہ، شیخ فخر احمد کے گھر ۲۷ رجب ۱۱۰۹ھ (۱۱ جولائی ۱۶۹۶ء) بروز پیر فجر کے وقت اس عالم ناسوت میں تشریف لائے۔

تعلیم و تربیت : آپ نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ آپ کی تربیت سید میراں بھیک رحمتہ اللہ علیہ نے کی۔ (تواریخ تصوف)

حضرت میراں بھیک سے ملاقات اور بیعت و خلافت : آپ بچپن میں گلہ بانی کا کام کرتے تھے۔ ایک دن آپ جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے کہ حضرت میراں جی کا گزر ہوا۔ آپ کے ہمراہ سینکڑوں مریدین تھے۔ آپ ایک آدمی کے پیچھے انسانوں کا اتنا بڑا گروہ دیکھ کر حیران ہوئے آپ کی زبان توتلی تھی۔ آپ نے اپنی توتلی زبان میں بڑی سادگی سے پوچھا ایہہ کون ایں" (یہ کون ہیں۔) میراں جی کے ایک مرید نے جواب دیا کہ یہ پیر ہیں۔ آپ کا بچپن کا عالم تھا۔ طبیعت نہایت سادہ تھی۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ جس طرح ایک لوہار کے پاس شاگرد بیٹھنے سے لوہار اور بڑھئی کا شاگرد بننے سے بڑھئی بن جاتا ہے۔ اس طرح پیر کا دامن پکڑنے سے پیر بن جاتا ہو گا۔ آپ نے کہا "یہ پیر مجھے بھی پیر بنا دیں"۔ بچپن کی توتلی زبان کتنی پیاری ہوتی ہے میراں جی نے آپ کے اس جملہ کو سنا تو کھڑے ہو گئے۔ پیار سے قریب بلایا اور اپنے سینہ بے کینہ سے لگا کر معرفت کی دولت عطا فرما دی (روایت از زبان مولانا غلام ربانی چشتی صابری) یہ عظیم واقعہ ۲۲ رمضان ۱۱۲۹ھ بروز جمعرات رونما ہوا۔ اسی دن آپ بدست حضرت میراں جی سلسلہ چشتیہ صابریہ قدسیہ بیعت سے مستفیض ہوئے اور

Marfat.com

بہت جلد تمام منازل طے فرماکر ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ بروز ہفتہ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کی خلافت وامامت کلی پر متمکن ہوئے۔ (تواریخ تصوف)

خلق کا ہجوم : خلافت وامامت کی مسند پر رونق افروز ہو کر بارشادِ مرشد بہلول پور میں خانقاہ قائم کی اور مخلوق کی راہنمائی کا ذمہ لیا۔ خانقاہ قائم کرتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے خلق اللہ کا ہجوم آپ کی خانقاہ پر آنے لگا۔ جس میں علماء، امراء اور ہر خاص وعام لوگ ہوتے تھے۔

کلیر شریف میں حاضری : حضرت میراں جی قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق حضرت شاہ عنایت جیو ہر سال ماہ ربیع الاول میں دربار بادشاہ دو جہاں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ پر حاضری دیا کرتے اور ہزارہا مخلوق آپ سے مستفیض و مستنیر ہوتی۔ (تواریخ تصوف)

مُلّا فقیر اخون آپ کے دربار پر : حضرت شاہ عبدالکریم رام پوری نے تمام ہندوستان کا دورہ کیا۔ اولیائے ہند سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ مجھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہو۔ بہت وظائف پڑھنے کے باوجود یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ دوران سیاحت آپ سرہند میں تشریف لائے اور حضرت شاہ عنایت جیو کا شہرہ سنکر بہلول پور پہنچے۔ اپنی دلی تمنا کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی توتلی زبان میں درود شریف چشتیہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ حضرت مُلّا اخون نے اسکی تصحیح کر کے پڑھا لیکن فیضان نہ ہوا۔ دوبارہ حاضر ہو کر تمنا پوری نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے صحیح نہیں پڑھا ہوگا مجھے سناؤ کیسے

Marfat.com

ھتے ہو۔ حضرت فقیر ملا اخون نے سنایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفَ اَلْف
مَرَّۃٍ ط حضرت شاہ عنایت جیو نے فرمایا تم غلط پڑھتے ہو جس طرح
میں پڑھتا ہوں اسی طرح پڑھو۔ فقیر ملا اخون نے آپ کے توتلے الفاظوں
میں پڑھا تو اسی رات زیارت رسولِ مقبول سے مشرف ہوئے (مرشدی
حکیم عبدالغنی چشتی صابری)

مولانا غلام ربانی صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ جب شاہ عنایت
جیو فرما رہے تھے کہ تم غلط پڑھتے ہو اُس وقت حضرت میراں جی بھی موجود
تھے۔ آپ نے فرمایا "عنایتے عبدالکریم صحیح پڑھتے ہیں ان کو اسی طرح
پڑھنے کی اجازت دیدو" شاہ عنایت جی نے کہا "اچھا، بجور ہیں غلت
پڑھتا ہوں" (حضور میں غلط پڑھتا ہوں) اس کے بعد اجازت مرحمت فرمائی
پہلی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ انوار العارفین کے مطابق ملا اخون کی میراں
جی سے ملاقات نہیں ہوئی۔

محمد شاہ عالم بن عالمگیر ثانی کی آپ سے بیعت: شہنشاہ محمد شاہ عالم
جس کے نام پر شاہ عالمی دروازہ لاہور معروف ہے۔ حضرت شاہ عنایت جیو
کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت ہوا۔ آپ نے بادشاہ کو نصیحت فرمائی کہ خلق
پر ظلم نہ کرو۔ مخلوق خدا سے اپنی اولاد کا سا برتاؤ کرو۔ عادلِ حقیقی کو عدل و
انصاف پسند ہے خواہ کوئی کسی ملت و مشرب سے تعلق رکھتا ہو۔ بادشاہ آداب
بجا لایا اور وعدہ وفائی کا یقین دلایا۔ اور آخری دم تک آپ کا معتقد وارادت
مند رہا۔

وفات شریف: حضرت شاہ عنایت اللہ ذوالقوہ المتین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے ۵ رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۷۷۹ء بروز دوشنبہ بعد از نماز ظہر وفات پائی۔ بہلول پور دریائے ستلج کے کنارے سرہند شریف سے ایک روز کے فاصلے پر ہے (تاریخ آئینہ تصوف۔ انوار العارفین)

ارشادات: آپ نے محمد شاہ عالم سے یوں ارشاد فرمایا۔

۱۔ خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا

۲۔ فسق و فجور سے باز رہنا

۳۔ سلسلہ چشتیہ سے محبت رکھو

۴۔ بادشاہ بے ادب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے رعایا غافل عیش و عشرت میں مشغول رہتی ہے۔ ظلم اور گناہ کثرت سے ہوتے ہیں۔

۵۔ اگر تم بھی ایسا ہی عمل کروگے بادشاہی نصاریٰ کے ہاتھ میں چلی جائیگی

۶۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرو۔

۷۔ عادل حقیقی اللہ رب العزت کو عدل و انصاف پسند ہے خواہ کسی ملت و مشرب سے متعلق ہو۔ (حقیقت گلزار صابری)

خلفاء عظام: بقول صاحب آئینہ تصوف آپ کے خلفاء کی تعداد چودہ ہے جن میں **حضرت شاہ عبدالکریم رام پوری:** مشہور ہیں۔ آپ کا سلسلہ انہی سے جاری ہوا۔ انشاء اللہ شاہ عبدالکریم کا بیان آئندہ باب میں ہوگا۔

آپ کے زمانے کے سلاطین: آپ کے زمانہ میں عموماً وہی سیاسی حالات رہے جو حضرت میراں جی کے زمانے میں تھے۔ عالمگیر ثانی کے بعد محی الدین شاہجہاں ثانی بن شہزادہ کام بخش تخت نشین دہلی ہوا۔ یہ نہایت

Marfat.com

بے ادب گستاخ اور نا اہل بادشاہ تھا۔ سکھوں اور جاٹوں کا اس زمانہ میں بہت زور تھا۔ اس زور کو ختم کرنے کے لیے احمد شاہ ابدالی بادشاہ قندھار (ایران) نے پنجاب پر حملے کیے ۱۷۴۷ء میں وہ پہلی مرتبہ آیا حضرت عنایت جیو رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کے قریب سرہند میں مغلوں نے اسے شکست دی لیکن مغلوں کا قابل سالار وزیر قمر الدین اسی لڑائی میں مارا گیا۔ احمد شاہ نے دوسری مرتبہ ۱۷۵۱ء میں پھر حملہ کیا اور پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۱۷۵۵ء میں مغلوں نے پنجاب واپس لے لیا۔ تیسری مرتبہ پھر احمد شاہ نے حملہ کیا اور پیش قدمی کرتے ہوئے دہلی پر قبضہ کر لیا اور شہر دہلی کو خوب لوٹا۔ عزیز کو ذلیل کر دیا۔ احمد شاہ نے اپنے بیٹے تیمور کو لاہور کا گورنر بنا دیا۔ اس کے بعد مرہٹوں نے پاک وہند کے بڑے حصہ کو فتح کر لیا اور فاتحانہ دہلی میں داخل ہو گئے۔ لاہور پر قبضہ کر کے تیمور کو نکال دیا۔ احمد شاہ یہ خبر سن کر چوتھی مرتبہ ہند و پاک میں آیا اور مرہٹوں سے جنگ کے بعد پنجاب واپس لے لیا۔ مرہٹے افغان فوج کو روکنے کے لیے پانی پت کے تاریخی میدان میں جمع ہو گئے۔

مشہور مسلمان عالم دین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے احمد شاہ کو مرہٹوں اور جاٹوں سے نپٹنے کے لیے بھی دعوت دی تھی اور حضرت شاہ ولی اللہ اس دعوت دینے میں مجبور تھے۔ حالانکہ وہ قرآن مجید پر بڑا عبور رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ ملکہ بلقیس نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سے یہ کہہ کر لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (سورۃ النمل) بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں آخر یہی کچھ

Marfat.com

ہوا۔ پانی پت کے میدان میں (۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء) کو مرہٹوں اور احمد شاہ کے درمیان جنگ ہوئی۔ مرہٹوں نے شکست کھائی۔ احمد شاہ نے اس مرتبہ لوٹ مار نہیں کی۔ بلکہ دہلی پہنچا اور مغل شہنشاہ ابو ظفر جلال الدین علی گوہر

محمد شاہ عالم ثانی بن عالم گیر ثانی کو بادشاہ مقرر کیا یہ بادشاہ حضرت شاہ عنایت جیو رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ آپ نے اسے نصیحتیں فرمائیں جس پر وہ کافی حد تک پابند رہا۔ یہ بادشاہ سنتالیس ۴۷ سال تخت نشین رہا (۱۷۵۹ء تا ۱۸۰۶ء) اسی کے دور میں ۱۷۷۹ء کو حضرت شاہ عنایت اللہ قوۃ المتین رحمتہ اللہ علیہ اس عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی طرف سدھارے۔

(تاریخ پاک و ہند از مستنصر باللہ جالندھری و تحقیقات چشتی حقیقت گلزار صابری)

Marfat.com

باب سی و پنجم

قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدّارین رام پوریؒ

نام : آپ کا نام عبدالکریم اور لقب ملّاں اخون فقیر اور قطب الدّارین سرکار ہے۔

سلسلہ نسب : آپ کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یوں ملتا ہے۔ **شاہ عبدالکریم قطب** الدارین ابن شیخ رحمت اللہ قدوسی حنفی بن شیخ حافظ برخوردار قدوسی حنفی بن حضرت شیخ محمد حیات عرف شیخ محمد کبیر گجراتی بن حضرت شیخ محمد صادق قدوسی صابری چشتی گنگوہی بن حضرت شیخ فتح اللہ بن شیخ عبدالصمد قدوسی بن شیخ عبدالحمید قدوسی المعروف زین اولین ولایت

Marfat.com

بن قطب عالم شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم (اس سے آگے حضرت امام اعظم تک قطب عالم کے حالات میں ملاحظہ کریں)

والدہ محترمہ کا سلسلہ نسب: آپ کی والدہ محترمہ کا نام بی بی انور خاتون ہے ان کا نسب نامہ یوں تحریر ہے۔

بی بی انور خاتون بنت سید یوسف علی بن سید قمر علی بن عابد حسین بن سید نیاز علی بن سید عظمت علی بن سید ظہور احمد بن سید فقیر احمد بن سید یحییٰ ابن سید موسیٰ بن سید امام نقی رضی اللہ عنہ وعنہم۔

بی بی انور خاتون کے بطن سے ملاں اخون فقیر کی ایک بہن مسماۃ گل زادی اور ایک بھائی حافظ ہدایت اللہ پیدا ہوئے۔

ملا اخون فقیر کے والد گرامی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب قدس سرہ کی ایک دوسری زوجہ تھیں جنکا نام بی بی اختر فاطمہ بنت حضرت سید احمد آنوالہ والے تھا (انکا مقبرہ شہر آنولہ ضلع بدایون میں ہے) اس بی بی کے بطن سے دو دختران عمدہ اور منصب پیدا ہوئیں اور تین فرزندان شاہ نعمت اللہ، شاہ فیض اللہ اور حکیم بایزید پیدا ہوئے۔ شاہ نعمت اللہ کے صاحبزادے حافظ محمد عبد اللہ قدوسی اور ان کے صاحبزادے شاہ محمد حسن چشتی صابری قدوسی صاحب "حقیقت گلزار صابری" اور تواریخ آئینہ تصوف ہیں تفصیل کے لیے دونوں کتابوں کا مطالعہ کریں۔

پیدائش: حضرت ملا فقیر اخون شاہ عبد الکریم قطب الدارین رحمۃ اللہ علیہ ۲ رجب المرجب ۱۱۴۲ھ مطابق ۶ جولائی ۱۷۲۹ء بروز جمعرات بوقت فجر گجرات (پنجاب) پاکستان میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

تعلیم اور سیاحت: افغانستان اور ہندوستان کی سیاحت کے لیے نکلے تو اسی دوران تحصیل علم فرمایا۔ پشاور اور ہندوستان بغداد اور دیگر بلادِ عرب کی سیر فرمائی۔ مشائخ اور فقراء سے ملاقاتیں کیں۔ (انوار العارفین از حافظ محمد حسین مراد آبادی)

شیخ عنایت اللہ جیو سے ملاقات: سیاحت فرماتے ہوئے آپ سرہند شریف پہنچے اور حضرت عنایت جیو کا شہرہ سن کر بہلول پور آئے حضرت میراں جی نے حضرت شاہ عنایت کو پہلے ہی ارشاد فرمایا ہوا تھا کہ ایسا ایسا شخص عبد الکریم نامی تمہارے پاس آئے گا۔ اس کو میری تسبیح اور ناسدان دے دینا۔ حضرت شاہ عنایت کئی سال تک انتظار فرماتے رہے۔ جب شاہ عبد الکریم پہنچے تو آپ نے پہچان کر امانت ان کے سپرد فرما دی۔ شاہ عبد الکریم نے قدم بوسی کی اور امانت کو احتراماً قبول کیا۔ اور شاہ عنایت جیو سے بیعت ہو کر خلافتِ کبریٰ حاصل کی[1] (انوار العارفین)

بریلی شریف اور رام پور میں اقامت: پیر و مرشد کی اجازت سے پہلے بریلی تشریف لے گئے وہاں خلقِ کثیر نے آپ سے بیعت کی اس کے بعد رام پور میں قیام فرمایا اور تا دمِ آخر یہیں قیام کیا۔ آپ علومِ ظاہری اور باطنی کے بے کنار سمندر تھے لیکن طبیعت میں سادگی تھی۔ ہزارہا مردان آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ مراد آباد بھی تشریف لے جایا کرتے تھے حافظ محمد حسین صاحبِ انوار العارفین فرماتے ہیں کہ میں نے مراد آباد میں آپ

---

[1] ۵ رمضان ۱۱۶۷ھ میں بیعت فرمائی۔

Marfat.com

کی متعدد بار زیارت کی بلکہ حضرت میراں جی کے چھ خلفاء سے بھی ملاقات ہوئی۔ میاں فاخر اللہ[1] مولوی لطف اللہ[2] جالندھری، ملّا سید علیم اللہ[3] جالندھری بی بی سلیمہ[4]، حضرت شاہ حسن[5] (شاہ ابوالمعالی سے بیعت اور میراں جی سے صحبت تھی) میاں حسن[6] دیہ بھی شاہ ابوالمعالی سے بیعت اور میراں جی سے صحبت رکھتے تھے) (انوار العارفین)

شاہ منور الٰہ آبادی کی بارگاہِ عالیہ میں اور حصولِ فیضانِ غوث اعظم

صاحب انوار العارفین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حافظ محمد مسعود اور کئی دوستان، شاہ غلام حسین رام پوری ابن ملا اخوند صاحب اور حافظ شاہ علی حسین مراد آبادی سے سُنا کہ

شاہ عبدالکریم پندرھویں ماہ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ بوقت نماز اشراق الٰہ آباد پہنچ کر حضرت شاہ منور علی صاحب سے ملاقی ہوئے آپ نے اپنی آنکھوں کے بڑھے ہوئے پردے کو اٹھا کر دیکھا اور فرمایا "اے اخوند دیر کشید" اور تمام اشغال غوثیہ آپ کو تعلیم کیئے غوث اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تمام تبرکات کلاہ وغیرہ جو آپ کے پاس امانت تھے مرحمت فرمائے۔

(انوار العارفین۔ حقیقت گلزار صابری)

سلسلہ قادریہ: حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی حضرت غوث اعظم عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور حضرت شاہ منور علی شاہ الٰہ آبادی شاہ دولہ گجراتی کے خلیفہ تھے لیکن غوث اعظم کی بارگاہ میں کافی مدت رہے۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کو وضو کرا رہا تھا کہ اس دوران مجھے خطرہ قطب ہوا کہ اگر مجھے آپ

Marfat.com

حیات مل جائے۔ تو میری عمر دراز ہو جائے۔ شیخ جیلانی نے میرے خطرے کو بھانپ کر فرمایا" باقی ماندہ آب وضوئے من کم از آب حیات نیست" آپ کے باقی ماندہ پانی سے میں نے چند قطرے پی لئے۔ اے بابا اخوند اس کی برکت سے میری عمر اس زمانہ تک دراز ہوئی اسم ذات اللہ کی مشق کرنے سے میرے قلب میں ایک سوراخ پیدا ہو گیا ہے اور ناک بند ہو گیا تاکہ وہ پانی باہر نہ نکلے پھر اپنی زبان شاہ عبدالکریم ملا اخون کے منہ میں ڈالی اور اس بقیہ آب وضو کے قطرات ملا اخون کے حلق سے نیچے اتر گئے۔ لہذا سلسلہ قادریہ یوں شروع ہوا (علی اصغر چشتی مرید حکیم عبدالغنی مرید شاہ سراج الحق مرید صوفی محمد حسین مرید حافظ علی حسین مرید میاں محمد محمود الحق مرید شاہ غلام حسین مرید حافظ عبدالرحمان مرید)

شاہ عبدالکریم رام پوری مرید

شاہ منور علی قادری الہ آبادی (تاریخ پیدائش ۱۱ رمضان ۴۹۱ھ درکہنہ بغداد

وفات ۱۵ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ مزار شریف قریب رانی باغ الہ آباد

مرید سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی (پیدائش ۵ محرم ۴۹۹ھ درگیلان

وفات ۲۲ شعبان ۶۰۳ھ مزار شریف احمد آباد گجرات بھارت)

مرید قطب ربانی غوث صمدانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بانی سلسلہ قادریہ

پیدائش اول شب ماہ رمضان ۴۷۱ھ درگیلان وفات ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۰ھ مزار شریف بغداد میں ہے (حقیقت گلزار صابری۔ انوار العارفین تواریخ آئینہ تصوف)

حافظ احمد علی خان شوق صاحب تذکرہ کاملان رامپور رقمطراز ہیں کہ حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون رحمۃ اللہ علیہ، نواب حافظ رحمت خان آف

Marfat.com

رامپور کی وفات تک پیلی بھیت میں قیام پذیر رہے جہاں آپ نے اپنی زندگی شان وشوکت سے بسر کی۔ آپ کے تقدس اور بزرگی نے تمام روہیلکھنڈ کو مسخر کر لیا تھا۔ آپ کے بھائی حکیم بایزید صاحب اپنی کتاب "در فصول فیض اللہ خانی" میں آپ کو سرکار کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پیلی بھیت کے زمانہ میں کبھی کبھی رام پور بھی تشریف لاتے تھے۔ حافظ رحمت خاں نواب آف رام پور کی شہادت (۱۱۸۸ھ) کے بعد رام پور تشریف لائے۔ جناب نواب سید محمد فیض اللہ خان نے موضع ٹاہ جو تھانہ موضع مونڈھہ کے پاس برلب سڑک مراد آباد ہے میں جاگیر عطا فرمائی۔ آپ اکثر اس موضع ٹاہ میں قیام فرماتے تھے۔ موضع کی کاشت اپنے غلاموں سے کراتے تھے۔ باہر کا کام غلام اور گھر کا کام کنیزیں کرتی تھیں۔ دو مسلمان غلام جنکا نام بنگال اور ملنگا تھا۔ ایک کنیز کا نام کلیا تھا۔

اشاعت علم ظاہری و باطنی کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام بھی جاری تھی۔ دسترخوان وسیع تھا طالب علم، طالب حق اور مسافر اکثر رہتے تھے اور سب کو کھانا ملتا تھا۔ آپ کا ایک مرید احمد تھا جو کتابوں کی نقل اور جلد بندی پر مامور تھا اور وہ صاحبزادہ عبدالقدوس کے حجرہ کے برابر دوسرے حجرہ میں رہتا تھا۔

طلبہ میں سے نظام خان گردوں، ملا مکرم سواتی، ملا احمد خان رزڑ، ملا شاہ زبان خاں میمند زئی اکثر حاضر رہتے تھے۔ علمائے کرام بھی حاضری دیتے اور فیضان حاصل کرتے جن میں ملا موتم اخوند، ملا خاتم اخوند شب و روز حاضر رہتے۔ گویا علوم دین اور علوم باطنی کا آپ مرکز تھے۔ آپ کے سلسلہ کو خوب ترقی ہوئی۔ (تذکرہ کاملان رام پور)

آپ کے مریدین ہندو پاک کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ سے منسلک ہے۔ (احوال العارفین از حافظ

Marfat.com

غلام فرید)

وفات : قطب الدارین ملا فقیر اخون شاہ عبدالکریم قدس سرہ نے ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ مطابق ۹ نومبر ۱۷۹۰ء شب جمعہ بعد از فراغت نمازِ تہجد و تکمیل وظائف و اذکار وفات پائی۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ قادریہ کے علاوہ باقی تمام سلاسل میں بزرگان سے فیضان حاصل کیا جس کی تفصیل کے لیے تواریخ آئینہ تصوف کا مطالعہ ضروری ہے۔ حضرت شاہ عنایت جیو چشتی صابری قدوسی بھیکی کا فیضان سب پر غالب ہے۔

آپ کا مزار رام پور بھارت میں (مسجد حلقہ والی) میں ہے۔

اسمائے گرامی پیشوایان

۱۔ حضرت شاہ عنایت بہلول پوری ۲۔ حضرت شاہ منور علی الہ آبادی

۳۔ حاجی محمد عبداللہ ۴۔ حضرت مصطفیٰ شاہ

۵۔ حضرت محمد عظیم ۶۔ مولوی نظام الدین

۷۔ حضرت سید محمد ۸۔ حضرت نظام الدین اورنگ زیب آبادی

۹۔ حضرت اخون دریا خان ۱۰۔ حضرت میاں اشرف سلونی

۱۱۔ حضرت شاہ ابوالفتح ۱۲۔ اخون صدیق

Marfat.com

۱۳۔ شاہ برخوردار جدّامجد ۱۴۔ شاہ درگاہی ابوالعلائیؒ

۱۵۔ حضرت اخون شاہ سدنی ۱۶۔ حضرت شاہ عبدالرحمان قلندرین

محمد نعیم خراسانی ۱۷۔ حضرت شاہ محمد عبداللہؒ۔

۱۸۔ حضرت شاہ حسین ۱۹۔ حضرت سید احمد محققؒ

۲۰۔ حضرت میاں رحمت اللہ قدوسی والدمکرم ۲۱۔ حضرت حاجی محمد سعید

۲۲۔ حضرت شاہ ابوالقاسم گرگانی رحمہم اللہ وقدس سرہم چودہ ۱۴ سال حضرت ملا فقیر اخون سوئے نہیں مبادا کسی پیر کی طرف پیر ہو جائے۔
ان تمام بزرگان کے سلاسل تواریخ آئینہ تصوف میں موجود ہیں۔

فرزندان حضرت ملاّ فقیر اخون شاہ عبدالکریم قدس سرہٗ

۱۔ صاحبزادہ نورالدین قدس سرہٗ۔ آپ حضرت جاریہ کے بطن سے تھے۔ اپنے والد سے تعلیم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ بیوگان اور محتاجوں کی ہر وقت خدمت کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ ذکر جہر بسیار اور خروش آوازی سے فرمایا کرتے تھے۔ ماہ رجب ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی مزار شریف رام پور میں ہے

۲۔ حضرت صاحبزادہ غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ملا اخون شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے

Marfat.com

مسماۃ بی بی صاحبہ (بیوی صاحبہ) کے بطن سے ہیں۔ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔
چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر ہوئی تو والدِ گرامی نے علوم ظاہری شروع کرائے۔
سات برس تک خود تعلیم دیتے رہے۔ بعد میں اپنے مرید صادق شاہ غلام
حسین مرادآبادی کے سپرد کر دیا۔ جب تمام علوم ظاہری صرف نحو، فقہ، اصول
حکمت، حدیث و تفسیر سے فارغ ہوئے تو والد گرامی نے بیعت فرمایا۔ ایک
حجرہ میں گڑھا کھود کر اسم جلالیہ کی زکوٰۃ جس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بیس
ہزار ہے ایک سال میں پوری کی۔ ایک سال کے بعد باہر تشریف لائے تو خلافت
سے نوازے گئے۔ جس حجرہ میں آپ نے ریاضت کی اس میں سے عمدہ خوشبو
نکلتی تھی کہ لوگ بیہوش ہو جاتے تھے۔ آپ کے والد گرامی نے اسے بند
کرا دیا اور وصیت فرمائی۔ کہ مجھے اسی حجرہ میں دفن کیا جائے چنانچہ ملا فقیر اخوند
اسی جگہ دفن ہوئے عطائے خلافت کے وقت ملا فقیر اخوند نے اپنے خادم
پیر بخش سے اپنے مستعمل تین کپڑے منگوا کر عطا کئے۔

چھ سال کی عمر سے تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہوئی۔ شب کو ایک پہر سے (دو
گھنٹہ) زیادہ نہیں سوتے تھے۔ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ با
خادموں کو تعلیم طریقہ سکھاتے۔ درس بھی دیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے
مہمان اور خدام کو کھانا اپنے ہاتھ سے دیتے تھے۔ پھر خود تھوڑا سا تناول فرماتے
۱۹ شعبان سے شش عید تک روزے رکھتے (ماسوائے عید الفطر کے) اعتکاف
بھی فرماتے۔ بعض سالوں میں سارا رمضان اعتکاف کرتے۔

عشرہ محرم میں روزہ رکھتے۔ ان دنوں میں مساکین کو کھانا اور شربت
تقسیم فرماتے۔ ہر ہفتہ میں دوشنبہ و پنجشنبہ اور ہر ماہ ایام بیض کے روزے
رکھتے۔ ربیع الاوّل میں یکم سے گیارہ تک روزے رکھتے گویا سال میں افطار
کم اور روزے زیادہ ہوتے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ کو رام پور میں انتقال ہوا
حضرت ملا فقیر اخوند والدِ مکرم کے مزار کے بالمقابل دفن ہوئے۔ (انوار العارفین)

Marfat.com

(تذکرہ کاملانِ رام پور)

خلیفہ میاں محمد امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش حضرت ملا فقیر اخوند قدس سرہٗ کے مزار سے متصل محلہ میں ہوئی۔ جوان ہو کر کسبِ علوم و فنون عربی و فارسی کیا۔ اور حضرت میاں غلام شاہ سے مرید ہوئے۔ اپنے مرشد کی خانقاہ میں رہتے تھے پھر مرشد زادہ کی ناراضگی کے باعث اپنے مرید و خلیفہ خاص پیرزادہ اعظم الدین (متوفی ۱۲۹۳ھ) کے مکان کٹڑہ جلال الدین خان میں قیام کیا۔ نہایت با اثر اور خدا پرست درویش تھے۔ احمد علی شوق صاحبِ تذکرہ کاملانِ رام بھی گیارہ سال کی عمر میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان کے والد
اصغر علی خان (متوفی ۱۱ شعبان ۱۳۲۱ھ) حضرت امیر شاہ کے مرید اور خلیفہ تھے ۲۴ صفر ۱۲۹۰ھ کو انتقال فرمایا۔ احمد علی شوق کے والد اور پیر اعظم الدین نے مزار بنایا۔ مزار رام پور میں ہے۔ (تذکرہ کاملانِ رام پور)

خلیفہ شاہ محمد حسن صابری رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطبِ عالم شاہ عبد القدوس کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام حکیم حافظ محمد عبد اللہ بن نعمت اللہ بن میاں رحمت اللہ رحمہم اللہ ہیں۔ میاں رحمت اللہ حضرت ملا فقیر اخوند کے والدِ گرامی ہیں۔ شاہ محمد حسن فنِ جراحی میں کمال رکھتے تھے۔ چند بار رام پور میں امتحان ہوا۔ ڈاکٹروں نے پھوڑے میں ریم کا پیدا ہونا تسلیم نہ کیا لیکن آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ کر جائے ریم پر انگلی رکھ دی آخر نشتر لگانے پر ریم خارج ہوئی۔
طریقت میں حضرت امیر شاہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ بہت سے

Marfat.com

مریدشب و روز حاضر رہتے تھے۔ شب کو ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ آپ کے محلہ کے لوگ بوجہ ذکر تہجد گزار بن گئے۔ شاعری کا شوق تھا۔ حسن تخلص فرماتے تھے ۱۳۰۲ھ میں رسالہ اسرارِ وحدانیت لکھا جو مطبع حسینی رام پور سے شائع ہوا۔ حقیقتِ گلزارِ صابری اور تواریخ آئینہ تصوف بھی آپ کی تصنیف ہے بروز جمعہ بوقت تہجد ۲۶ شعبان ۱۳۱۳ھ کو انتقال فرمایا۔ اپنی خانقاہ رام پور میں دفن ہوئے۔ (تذکرہ کاملانِ رام پور)

خلیفہ شاہ محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ: آپ کے والد کا نام مولوی محمد حسن خاں ہے۔ شاہ محمد فاروق قدس سرہٗ ۱۲۶۹ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ ضروری تعلیم سے فارغ ہو کر شاہ محمد حسن صابری قدس سرہ سے بیعت کی۔ مرشد کی نظر نے کامل کر دیا۔ صاحبِ اجازت اور خلیفہ ہوئے۔ آپ صابری رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ آپ سے چشتیہ صابریہ طریقہ کی اشاعت خوب ہوئی۔ اخبار " دبدبۂ سکندری " رام پور سے جاری کیا۔ ارشاد و تلقین کے علاوہ مطبع کا کام بھی کرتے تھے۔ نہایت خلیق اور متواضع تھے۔ اکثر مہمان آپ کے خوانِ کرم سے فیضیاب پاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اولاد بھی نیک عطا فرمائی۔

۱۳ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۳۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ محلہ بنگلہ آزاد خاں میں اپنی خانقاہ (رام پور) میں دفن ہوئے۔

(تذکرہ کاملانِ رام پور)

ان حضرات کا روحانی سلسلہ جاری ہے اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری فرمائے اسی سلسلہ سے حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری رحمۃ اللہ علیہ رام پور۔
حکیم منظور حسین صابری، شاہ محمد سلطان صابری فاروقی (مالک مکتبہ صابری بستی چراغ شاہ قصور پاکستان) جناب محمد احسان صابری، جناب محمد فیضان

Marfat.com

صابری ہیں حکیم موسیٰ صاحب نے صاحبزادہ فضل حسین کا ایک خط محررہ ۱۴ ۵؍ ۱۹۴۵ء عنایت فرمایا جس میں تحریر ہے کہ میں لاہور آکر حزب الاحناف میں جمعہ ادا کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات علماء[4]

★ حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد دین غریب موضع فتح آباد ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فتح آباد میں ہی حاصل کیا۔ ۱۹۱۱ء میں بتلاش معاش امرتسر میں تشریف لائے اور سکول میں تعلیم اطفال کے لیے مقرر ہوئے۔ امرتسر میں حضرت مولانا محمد عالم آسی کے علم کا شہرہ تھا آپ نے ان سے اکتساب علم کیا۔ ظاہری علوم کے بعد باطنی علوم کی فکر ہوئی تو سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکیہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ محمد فاروق حنفی رام پوری کے دست حق پرست پر بعیت فرمائی اور روحانیت میں کمال حاصل کیا۔ امرتسر سے ماہنامہ "کشاف" جاری کیا جو علم و ادب کے ساتھ ساتھ روحانیت کے مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔ ایک جنتری بھی نکالا کرتے تھے۔ دائمی جنتری کے موجد ہیں۔ آپ کے حالات پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ آپ شاعر بھی تھے بلکہ شاعری میں مولوی عطاء اللہ بخاری اور علامہ حسین میر کاشمیری مولانا غریب کے شاگرد ہیں۔ ہر ماہ اپنے پیر کا عرس کرواتے تھے جس میں سماع ضروری ہوتا تھا۔

آپ کی وفات پر علامہ عرشی صاحب امرتسری (جو منکر حدیث تھے) نے اپنے رسالہ سہ ماہی "بلاغ" امرتسر بابت جون جولائی اگست ۱۹۳۱ء میں مضمون لکھا ہم اسے اس کتاب کی زینت بناتے ہیں۔

آہ! مولانا غریب

قریباً بیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ فتح آباد کا ایک متلاشی معاش مسافر امرتسر میں وارد ہوا۔ میرے بھائی حکیم معراج دین صاحب مدیر "الفقیہ" نے اسکی رہائش کا انتظام کیا اور کسی سکول میں معمولی مشاہرہ پر تعلیم اطفال

[4] اہلسنت سے رابطہ و محبت رکھتے تھے اور عقائد کا بھی بخوبی پتہ چلتا ہے۔ (چشتی)

Marfat.com

کی ملازمت مل گئی۔ ذہین نوواردنے پڑھانے کے ساتھ ساتھ خود پڑھنا بھی جاری رکھا یہاں تک کہ چند سال بعد شہر بھر میں مختلف حیثیتوں سے بہت سے لوگ اس کے مداح بن گئے۔ کوئی اس کے دروازے کا طواف اس لیے کرتا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا ماہر حساب ہے بلکہ اس درجہ اجتہاد رکھتا ہے۔ کوئی اس غرض سے پیچھے پیچھے پھرتا تھا کہ اسکی مہارت رمل جفر و نجوم سے فائدہ اٹھا کر اپنی آئندہ قسمت میں بصیرت حاصل کرے کوئی اس سے مصافحہ کرتا اور اس کے ہاتھوں کو چومتا کہ وہ ایک مقدس درویش اور بے ریا زاہد ہے اسکی زیارت موجب برکت ہو گی کوئی اس کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ اس سے ارض حجاز اور برکات حج کے متعلق چشم دید واقعات سنے۔ بہت سے مریض آتے اور تعویذ لکھواتے دعا کراتے، بہت سے طالبان علم کا جھمگٹا اس کے گرد رہتا کہ اس سے فارسی اور اردو کے دقائق حل کرائے جائیں۔ وہ جو مذاق ادب سے بہرہ ور ہیں۔ اسکی بذلہ یارہ شعر پاش صحبت میں حظ و مسرت پاتے۔ پنجابی اردو ہندی اور فارسی میں اس کے سادہ اشعار ایک مخصوص متانت و ظرافت لیے ہوئے اس ریش طویل کی جنبش کے ساتھ احباب کی محفلوں کو گرماتے وہ کون تھا اسے کیا ہوا آہ عبرت! حسرت قریباً آٹھ مہینے صاحب فراش رہ کر عبرتناک تکلیفیں اٹھا کر متعدد بیماریوں کا شکار ہو کر اپنے شناساؤں کو حیران و پریشان کر کے ۳ جولائی ۱۹۳۱ء قبل نماز جمعہ مولانا حاجی صوفی ایم محمد دین غریب چشتی صابری حنفی منشی فاضل منجم جفار رمال نے اس دنیا میں آخری سانس لی اور وہاں گئے جہاں ہم سب جانے والے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لَهٗ وَ اَدْخِلْهُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

مرحوم اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بے نظیر شخص تھے۔ دو دفعہ میرے ساتھ کشمیر گئے۔ ایک دفعہ ڈیرہ دون منصوری وغیرہ۔ قریباً برسات کی تمام چھٹیاں میرے ساتھ بسر ہوتی تھیں عمر بھر کے لیے اس اتحاد کا عہد تھا

Marfat.com

— آہ —

عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا
عمر کو بھی تو نہیں ہے پائیداری ہائے ہائے

باوجود شدید مذہبی اختلاف کے کبھی اشارۃً بھی ایسی بات نہیں ہوتی تھی جو موجبِ رنجش ہو وہ میرے خیالات کو رواداری سے سنتے تھے میں ان کے اعمال کا، ان کے اخلاصِ نیت کی وجہ سے احترام کرتا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ اس آتش و خس میں کس طرح ملاپ ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر انہیں کی خوبی تھی کہ ایک محدود مذہب کے قائل ہو کر اس قدر وسعتِ خیالی ورنہ میرے تو مذہب کا بڑا رکن ہی توحید کے بعد یہ ہے کہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر انسان سے انسانیت کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنے خیالات خواہ مخواہ کسی میں نہ ٹھونسے جائیں دوسرے شخص کے خیالات کو بھی حوصلے سے سنا جائے اگر تہذیب کے ساتھ ہوں۔

جولائی میں سیر و سفر کی تیاریاں ہو جاتی تھیں یہ سوچنے کے لیے متعدد ملاقاتیں ہوتی تھیں کہ اب کے کس طرف کا قصد کرنا چاہیے۔ کون کون ساتھ ہوگا۔ کیا کیا سامان ہونا چاہیے۔ یہی مہینہ ہوتا تھا پہاڑ پر جانے کا اس مہینے میں بہشت بریں کا سفر کیا۔ اور کسی سے مشورہ نہیں کیا میں نہیں کہہ سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا اور میرے ساتھ کون ہوگا۔؟ مرگ متواتر و عبرت پیہم نے افسردہ کر دیا وہ لوگ جن سے ''میری دنیا'' مراد تھی دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں

ع

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا
رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔

Marfat.com

قطعۂ تاریخ وفات

حضرت مولینا محمد عالم صاحب آسی استاد عربی مدرسۃ المسلمین نے نہایت شیریں اور فصیح و بلیغ اشعار میں جناب مرحوم کے اوصاف بیان کئے ہیں اور بے نظیر مادہ تاریخ نکالا ہے۔ امید ہے کہ نقطہ شناسانِ عربیت اس کے مطالعہ سے حظ وافی حاصل کریں گے۔ حضرت آسیؔ مدظلہ مُغتنمات روزگار سے ہیں کاش ہماری جوہر ناشناس قوم آپ کو پہچانتی۔

ان ھذا الدھر واللہ عجیب لم یفتہ من رئیس و غریب

قال اولانا النبی المصطفیٰ ؐ امثل الافراد فی الدنیا کئیب

کن غریبا و کماضی منزل ارکمن لیس لہ فینا حبیب

کان مولانا الغریب مثلہ مغرباً مستغرباً ذھن اللبیب

نطمہ عذب فرات سائغ لفظہ ماء الحیوۃ اللخیب

فارسی النطق فی اشعارہٖ ھندی الاشعار استاد اریب

مرۃ قد کان یقضی فی النجوم تارۃ فی الرمل والجفر لغیب

Marfat.com

قد قضی اللہ بحجر النطق فی رویۃ العین کذا القدر العجیب

بتلی فی حرقتہ اعنی بھا کل دکتور و ... و طبیب

اذ بیوم الجمع سوّی رحلہٖ قال آسیٔ فاز بالجنۃ ذی غریب

۸/۱۳

خلاصہ مطلب :۔ زمانہ عجیب ہے جس سے کوئی نہیں بچ سکا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے، اچھے لوگ غمگین ہی رہتے ہیں۔ مسافر و اجنبی کی طرح وقت گذارو مولانا غریب ایسے ہی تھے عجیب و غریب ذہین و خوش گفتار زندگی بخش الفاظ فارسی و ہندی شعر میں استاد نجوم و رمل میں مشتاق تقدیر نے ان کو نطق و بصر سے محروم کر دیا حرقتہ اللسان سے معالجین عاجز آ گئے۔ یوم جمعہ کو سفر کی تیاری کی آسی نے کہا غریب (مسافر) مقصد کو پہنچا (واصل بحق ہوا)

دیگر از عرشی

روح پاکے گذشت ازیں عالم کز تقدس رسید بر معراج

سادگی بود زینت خلقش بر سرش داشت زیں فضیلت تاج

سال ترحیل ملہم ملکوت

گفت "وائے غریب سادہ مزاج"

۱۳۵۰

مولانا غریب پر مضمون حکیم موسیٰ صاحب قبلہ کا مرہون منت ہے۔ ۱۲

Marfat.com

حضرت مخدوم شاہ محمد عارف صابری قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا محمد حسن شاہ صابری (مصنف حقیقت گلزار صابری وغیرہ) کے صاحبزادے ہیں ۷۔ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بروز جمعہ اشراق کے وقت رام پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ مکرمہ کی متعدد اولادیں ہوئیں لیکن کوئی بھی زندہ نہ رہی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیدائش کی بشارت آپ کی والدہ کو دی کہ تم سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام عارف رکھنا اس سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔ ابھی تقریباً پانچ سال کی عمر ہوگی کہ والدہ حج بیت اللہ کے لئے گئیں اثنائے سفر میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ والدِ گرامی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ بچپن سے ہی لذیذ غذاؤں کی طرف رغبت نہیں رکھتے تھے۔ ذکر و فکر میں محو رہتے تھے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا۔ آٹھویں سال والدِ بزرگوار نے حصول علومِ ظاہری کے لئے مولانا ارشاد حسین کی نگرانی میں چھوڑ دیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں دستگاہ حاصل کر کے علم طب کی طرف توجہ دی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالغفور، حکیم مولوی حسین رضا خاں، حکیم احمد رضا خاں، حکیم عبدالعزیز لکھنوی، حکیم عبدالعلی لکھنوی سرفہرست ہیں۔ آپ کم سنی کے زمانہ سے صوم و صلوٰۃ کے سخت پابند تھے۔ بچپن سے ہمیشہ احاطۂ صابریہ میں یہ پابندی اوقات اپنے والد بزرگوار کے خلفاء و مریدین کے ساتھ درسِ عرفان اور ذکر اذکار میں شرکت فرماتے تھے۔

۷۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۰ھ روز پنجشنبہ بعد از نماز مغرب اجمیر شریف میں اپنے والدِ گرامی کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی۔ ۱۴ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ بروز جمعہ اور بعد از نماز جمعہ کلیر شریف میں بحکم حضرت سید مخدوم صابر کلیری قدس سرہٗ العزیز روضۂ اقدس کے روبرو اپنے والدِ ماجد سے تمام سلاسل میں خلافت حاصل کی۔

Marfat.com

جب آپ کی شادی ہوئی تو اس کے پانچویں روز جبکہ آپ کے والد ماجد کلیر شریف میں موجود تھے پاپیادہ کلیر شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں کچھ دیر ایک غیبی شخص نے رہنمائی کی پھر وہ غائب ہوگیا۔ رات تاریک تھی آپ پریشان ہوئے کہ اچانک ایک روشنی نظر آئی۔ اسی روشنی میں آپ کلیر شریف پہنچ گئے۔ والد گرامی نے پوچھا میاں تم کیسے آگئے۔ عرض کی حضور صابر خود لے آئے ہیں۔ اس وقت آپ کے والد کے خلفاء میں سے مولانا فاروق محمد حسن، حضرت رفیق حسن، حضرت احمد حسن، حضرت محمد بخش، حضرت قاسم علی خاں، محمد عاشق حسن، حضرت کلشن شاہ اور حافظ حسن علی شاہ موجود تھے۔ آپ نے انہیں حضرات کے سامنے اپنے والد گرامی سے خلافت حاصل کی۔

حصول خلافت کے بعد آپ نے ہزارہا بندگان خدا کو گمراہی کے بیابان سے نکال کر صراطِ مستقیم پر لگایا۔

صاحب مضمون لکھتے ہیں کہ آپ کے خلفاء کی تعداد نو (۹) ہے جن کے یہ فقیر غلامانِ غلام قطب الدین احمد ہاشمی حیدرآبادی اس سلسلہ خاص میں خلیفۂ اکبر ہے

(گلزار عارف حصّہ دوم محمد احوال شریف حضرات سلسلہ صابریہ قادریہ من تصنیف شاہ محمد عارف حسن صابری قدسی النعمانی)

مطبوعہ مطبع عہد آفریں حیدرآباد دکن

(بشکریہ حکیم الامت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، العالی)

Marfat.com

ایضاً

جناب محمد صدیق اظہر بہاولپوری

حضرت شاہ محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ کے سلسلہ سے جناب محمد صدیق صاحب اظہر ہیں جو بہاولپور میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ مرید ہیں۔

حضرت مولانا امان اللہ صاحب مدظلہ العالی خان پور (ضلع رحیم یار خاں) یہ مرید و خلیفہ۔

حضرت بابا سلیمان قلندرؒ بہاولپوری متوفی ۱۴۰۹ھ بعمر ۸۹ سال اور یہ مرید و خلیفہ۔

حضرت پیر محمد شاہؒ دوسوہہ اور یہ مرید و خلیفہ ہیں

حضرت پیر شاہ حسینؒ باغبانپورہ لاہور اور یہ مرید و خلیفہ

حضرت شاہ نظام الدینؒ متوطن دھولتیہ ضلع ہوشیارپور، اور یہ مرید و خلیفہ

حضرت پیر شاہ حسینؒ پٹن شریف اور یہ مرید و خلیفہ

حضرت شاہ محمد حسن چشتی صابری قدوسی نعمانی رحمتہ اللہ علیہ

(بشکریہ جناب احمد اخلاق صاحب شاد باغ لاہور)

Marfat.com

۳۔ حضرت صاحبزادہ غلام حسین قدس سرہٗ

ان کے حالات باب ستی و ہفتم میں بیان ہوں گے۔

۴۔ صاحبزادہ غلام رسول صاحب قدس سرہٗ

آپ بھی بی بی صاحبہ قدس سرھا کے بطن سے ہیں، یہ حضرت خانہ نشین مجرد اور آزاد منش تھے۔

خلفاء عظام

۱۔ سید السادات منبع حسنات میاں صاحب شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام غلام حسین ہے لیکن اپنے شجرہ میں محمد حسین لکھتے ہیں شاید اس لیے کہ آپ کے مرشد کے صاحبزادہ ثالث کا نام غلام حسین ہے۔ احترام کی بنا پر اپنا نام بدل لیا۔ آپ عالم شریعت و طریقت اہل تقویٰ و ورع، صاحب صبر و توکل تھے۔ آپ ملاں فقیر اخون عبدالکریم قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے بڑے بڑے رؤسا و نواب مثل حضرت ظہور الحسن ادہمی و فاروقی ۲۴ رجب ۱۲۷۷ھ شرافت خاں صاحب علی محمد خاں صاحب ادہمی و فاروقی جو مراد آباد کے روسا سے تھے آپ کے مرید تھے۔ صاحب انوار العارفین نے آپ کے حالات شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ آپ نے ۲ رجب ۱۱۸۹ھ میں خلافت پائی اور ۸ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار محلہ بغیا محلات مراد آباد بھارت میں ہے آپ کے مشہور خلیفہ **حافظ کامگار خان رحمۃ اللہ علیہ** تھے حافظ کامگار خان نے حضرت حافظ عبدالرحمان خاں صاحب سے بھی فیضان حاصل

Marfat.com

کیا۔ دونوں حضرات حافظ افغان قوم سے تعلق رکھتے تھے ان کی وفات ۲۴ ربیع صفر ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف مراد آباد میں ہے۔ اپنے پیشوا کے مزار کی شرقی دیوار کے نیچے دفن ہیں۔

مولوی امانت علی صاحب: ان کا ذکر حضرت میراں جی کے باب میں ہو چکا ہے۔ یہ حافظ موسیٰ مانک پوری کے خلیفہ ہیں۔ لیکن فیضان میاں صاحب شاہ محمد حسین مراد آبادی حافظ کامگار اور صاحبزادہ غلام حسین قدس اسرارہم سے حاصل کیا۔

حافظ محمد مسعود قدس سرہٗ: حضرت میاں صاحب شاہ محمد حسین قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ عالم جوانی میں آپ کی صحبت اختیار کی اور پھر روزانہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دینا خود پر واجب کر لیا۔ پیر و مرشد کے انتقال کے پچاس سال بعد تک اپنا یہ معمول رکھا کہ نماز ظہر و عصر کے درمیان مزار مرشد پر حاضری دیتے اور کبھی اس حاضری کو قضا نہ ہونے دیا۔ ۱۴۔ شوال ۱۲۸۶ھ بروز جمعہ نماز کی حالت میں وفات پائی۔ پیر و مرشد کے مزار کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

حضرت شاہ جی عبداللہ شاہ قدس سرہٗ

آپ نے ایام طفلی میں حضرت میاں صاحب شاہ محمد حسین مراد آبادی کی غلامی اختیار کی اور ساری جوانی مرشد کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ مرشد کی وفات پر مزار کی خاک کو اپنے اوپر ڈال کر اپنے جسم کو توڑتے تھے۔ آخر مزار کی چوکھٹ پر اپنی زندگی بسر کی۔ متبع شریعت تھے۔ علماء و فقراء آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

Marfat.com

۱۲۔ شعبان ۱۲۷۶ھ کو وفات پائی پیر و مرشد کی خانقاہ میں دفن ہوئے ان کے مرید اور خلیفہ شاہ عبدالرحیم تھے۔ ان کو شاہ جی عبداللہ شاہ اور میاں محمد ظہور الحسن نے اپنی زندگی میں قائم مقام کر دیا تھا۔ جوان صالح، خوش اخلاق تھے۔ شاہ جی عبداللہ شاہ اور شاہ غلام حسین عرف شاہ محمد حسین کا عرس پابندی سے کراتے تھے۔ دم آخریں تک خانقاہ نشینی پر سر نیاز خم کیا۔ متوکل انسان تھے۔ اہلِ دنیا سے تعلق نہ رکھتے تھے۔

شاہ جی حسام الدین شاہ قدس سرہٗ آپ نے بھی حضرت میاں صاحب مراد آبادی کی صحبت اوائل عمر جوانی میں کی۔ پیر کی صحبت سے دنیا کی محبت دل سے ختم ہو گئی۔ شب و روز صحرا میں جا کر ذکر بالجہر کرتے تھے۔ فقراء و مساکین سے بہت پیار کرتے تھے۔ مہمان دوست تھے۔ اکثر فقراء فیضان کے لیے آپ کے در پر حاضر رہتے تھے۔ پیر و مرشد سے کمال عشق تھا۔ شاہ جی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب میاں صاحب کو خواب میں دیکھا کہ کہیں جا رہے ہیں میں نے پوچھا کہ حضور کہاں جا رہے ہیں فرمایا مولوی غلام جیلانی بلاسپوری کا جہاز غرق ہو رہا ہے اُسے نکالنے جا رہا ہوں۔ چند دن بعد ایک شخص رام پور میں آیا۔ اور اس نے کہا کہ مولوی غلام جیلانی کا جہاز غرق ہو گیا تھا کہ ان کے پیر و نے جہاز نکال دیا۔ پھر مولوی صاحب تشریف لائے۔ ملا اخوند امام الدین صاحب ان کو ملنے کے لیے گئے تو مولوی صاحب نے جہاز غرق ہونے اور میاں صاحب کے نکالنے کا واقعہ سنایا اس طرح سے شاہ جی حسام الدین شاہ کا خواب درست ہوا۔ ۸ محرم الحرام ۱۲۵۰ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار شریف بھلاٹ پورہ (مولد و مدفن) نزد قصبہ بلاسپور رام پور سے دس میل پر ہے۔

خلیفہ قادر بخش قدس سرہٗ العزیز: آپ حضرت میاں صاحب مراد آبادی

Marfat.com

کے مرید و خلیفہ ہیں۔ فن تیر اندازی میں کمال حاصل تھا۔ ان کو خلیفہ بایں وجہ کہا جاتا ہے کہ ان میں فرشتوں سی خوبیاں و رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ دور و نزدیک سے پیشوا کی صورت دیکھ لیتے تھے۔ حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ "خلیفہ در خلیفہ را نام خدا تعلیم کردہ ام"

صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ "احوال اولیا رامت لائق بیان نیست"

ان کا سلسلہ پورب دکن کے شہروں میں ہے مرادآباد میں زیادہ نہیں

۲۔ حضرت ملا اخوند امام الدین قدس سرہٗ

آپ ملا اخون فقیر عبدالکریم قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ تعلیم ظاہری و باطنی ابتدا تا انتہا اپنے مرشد سے حاصل کی۔ لوگوں کو اکثر راحت پہنچانے کا کام کرتے رہتے تھے۔ طلباء کو علم فقہ کا درس دیتے تھے۔ لوگوں کے پرانے جوتے گانٹھا کرتے تھے۔ موسم گرما میں کبھی جوتا نہیں پہنتے تھے۔ مزار رام پور کے قریب ہے۔

۳۔ حضرت شاہ محمد علی قدس سرہٗ

مرید و خلیفہ ملا اخون فقیر آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ایک بزرگ فقیر تھے۔ مشہور ہے کہ شہر میں میر مدد علی ایک بہت بڑا پہلوان تھا ایک دن آپ نے اسکی کلائی سبابہ و وسطی انگشت سے پکڑ لی اس نے بہت زور لگایا لیکن گرفت سے باہر نہ ہو سکا۔ بلکہ اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا —— یہ قوت باطنی کی ظاہری طاقت ہے۔ آپ کی وفات

۱۲ جمادی الاول ۱۲۳۷ھ میں ہوئی۔ مزار موضع پیپلی کہ رام پور سے شمال کی طرف ہے میں ہے (انوار العارفین)

۴۔ حضرت سید علی احمد پیپلی والا

Marfat.com

۵۔ حضرت حکیم دریا خان جی ۶۔ شاہ نعمت اللہ قدوسی برادرِ خورد

۷۔ سید پیر اشرف رام پوری ۸۔ میاں اورنگ شاہ قندھاری

۹۔ ملا شاہ زمان اخون پشاوری ۱۰۔ ملا باقر اخون ہراتی

۱۱۔ ملا رحم داد اخون سواتی ۱۲۔ حضرت محمد سلیمان درانی

۱۳۔ شیخ سعد الدین ثمرقندی ۱۴۔ سید بہاء الدین سوہندی

۱۵۔ حضرت اختیار الدین غزنوی ۱۶۔ شاہ علی محمد خان لکھنوی

۱۷۔ حضرت سرور خان فیروزپوری ۱۸۔ ملا محب اللہ اخون کابلی

۱۹۔ حضرت نعمت خان غلزئی ۲۰۔ سید قادر شاہ بنگالی

۲۱۔ سید نعمت شاہ فیروز آبادی ۲۲۔ سعد اللہ خان اعظم گڈھی

۲۳۔ مولوی احمد خان پہلوان باندھوی

۲۴۔ ملا عمراز خان اخون اولاد از حضرت اخون درویزہ بابا رحمہم اللہ

۲۵۔ حضرت مولانا حافظ

Marfat.com

عبدالرحمان اصفہانی قدس سرہٗ

آپ کے زمانہ کے سلاطین :

محمد شاہ عالم ثانی کے زمانے میں شاہ عبدالکریم نے وفات پائی۔
شاہ عالم آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتا رہا۔

Marfat.com

باب سی و ششم

حضرت خواجہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن خان اصفہانی رام پوری قدس سرہ

سندالکاملین حضرت حافظ عبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ قوم افغان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جد امجد ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور رام پور میں سکونت اختیار کی۔ حضرت حافظ صاحب اپنے پیرو مرشد حضرت علامہ عبدالکریم المعروف فقیر اخوند (ملاں اخون) کے اعاظم خلفاء سے ہیں حضرت ملاں اخون کے اکثر و بیشتر مریدین و خلفاء بلکہ پسرانِ ملاں اخون (رضی اللہ عنہم) نے حضرت حافظ صاحب سے تعلیم باطنی حاصل کی۔ حضرت ملاں اخون رحمتہ اللہ علیہ کے پسر ثالث حضرت صاحبزادہ شاہ غلام حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ سے ترتیب حاصل کر کے آپکو اپنا پیر صحبت تسلیم کیا۔ اور شجرہ شریف میں پہلے حافظ صاحب کا نام لیتے ہیں اور پھر اپنے والد مکرم حضرت ملاں اخون شاہ عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی کا ورد کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد حسین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت ملاں اخون رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام شاہ غلام حسین ہے انہوں نے صاحبزادہ صاحب کے اسم گرامی کی وجہ سے اپنا نام محمد حسین تبدیل کر لیا تھا۔ حضرت شاہ محمد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے حضرت حافظ عبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش پر شجرہ شریف تحریر فرمایا تھا۔ جیسا کہ انوار العارفین کے مصنف حضرت حافظ محمد حسین صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں "شجرہ منظوم مع تاریخ فوت حضرات چشتیہ تصنیف خاص و بدستخط خاص آنحضرت (شاہ محمد حسین) نوشتہ دیدم کہ در آں مینو پسند تمام شد شجرہ طیبہ پیران چشت اہل بہشت قدس اسرارھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ راقم افقر احقر گنہ گار محمد حسین سرہندی قدوسی پیش از عصر بفرمائش حافظ عبدالرحمان صاحب"۔ اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کا اپنے پیر بھائیوں میں بہت بلند مقام تھا۔ حافظ عبدالرحمان صاحب اپنے پیر و مرشد حضرت ملا فقیر اخوند (ملاں اخون) کی خانقاہ عالیہ رام پور کے ایک حجرہ میں مقیم رہتے تھے۔ اکثر و بیشتر مشائخ و صوفیاء دمستان آپ کے حجرہ مبارکہ میں مصروف عبادت و مراقبہ رہنا بہت پسند کرتے تھے۔

آپ کے حالات کوشش بسیار حاصل نہیں ہوئے۔ افسوس ہے۔ کہ تذکرہ کاملان رام پور کے مصنف نے بھی آپ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ رام پور میں آپ کا مزار شریف ہے اور اکثر بزرگان دین نے آپ سے باطنی و ظاہری فیضان حاصل کیا ہے۔ صاحب انوار العارفین نے گو آپ کا علیحدہ تذکرہ نہیں کیا لیکن اپنی کتاب کے صفحہ ۵۴۸، ۵۵۴ اور ۵۶۹ پر چند الفاظ میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔ فقیر گندا حقیر نے انہی فقرات چند سے استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مقبولان کے صدقے فقیر، والدین فقیر و احباب وکو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

وفات شریف : ۵ رمضان سنہ ۱۲ھ ۔ سن وفات مل نہیں سکا ۔ تاریخ مسلمہ ہے ۔ اسی تاریخ کو مشائخ کرام آپ کا عرس شریف کراتے ہیں ۔ حضرت خواجہ ظہور الحسن فاروقی ادہمی رحمتہ اللہ علیہ نے بقول صاحب انوار العارفین ایک درویش خدمت علی صاحب مرحوم کا واقعہ نقل کیا ہے جو سن بارہ سو پچاس ۱۲۵۰ھ میں رونما ہوا ۔ اس واقعہ کے بعد جناب ظہور الحسن شاہ صاحب شاہ جہاں پور میں تشریف لائے اور شاہ نور محمد نامی درویش جو حضرت فقیر اخوند رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے سے ملاقی ہوئے اور اس کے بعد رام پور میں تشریف لائے اور حضرت حافظ عبدالرحمان رام پوری رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ مبارکہ میں قیام پذیر ہوئے اور درویش مذکور کا ذکر کیا تو حضرت حافظ صاحب نے فرمایا " کہ ایں درویش را در حجرہ خود جا دہید وایں فقیر ہر روز در خدمت شیخ حاضر میشد " اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حافظ رحمتہ اللہ علیہ سنہ ۱۲۵۲ھ تک اس عالم ناسوت میں موجود تھے ۔ اغلب خیال ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۲۵۵ھ کے قریب قریب ہوئی ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

حضرت شاہ محمد حسن چشتی صابری مصنف تواریخ آئینہ تصوف نے اپنی اسی تصنیف میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمان اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۹ صفر سنہ ۱۱۸۷ھ کو جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ بمقام رامپور شاہ عبدالکریم ملاں اخوند رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت پائی ۔

Marfat.com

باب سی و ہفتم

حضرت صاحبزادہ میاں غلام حسین حریف رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام میاں غلام حسین ہے۔

سلسلہ نسب : میاں غلام حسین ابن شاہ عبدالکریم ملا اخون بن شیخ رحمت اللہ بن حافظ برخوردار بن شیخ محمد حیات بن شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ بن شیخ عبدالصمد بن شیخ عبدالحمید بن قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی صاحبہ ہے تاریخ پیدائش غالباً ۱۲۰۳ھ ہے۔

تعلیم وتربیت : ظاہری تعلیم اپنے والدِ مکرم شاہ عبدالکریم ملّا اخون اور شاہ غلام حسین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۲۲۹ھ میں بزرگانِ دہلی کی

Marfat.com

زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ سے تلاوتِ قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی۔

تعظیم و تکریم : آپ کی شکل جمال و کمال رکھتی تھی۔ مشائخ کرام کی مجالس میں تشریف لے جاتے تو مشائخ آپ کا حددرجہ احترام کرتے۔ تمام مشائخ، امرآ، و روسا شہر رام پور آپ کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

نسبت طریقہ سلسلہ چشتیہ : باطنی نسبت طریقہ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ سے تھی۔ آپ نے اپنے والدِ مکرم کے خلفاء حضرت

مولانا حافظ عبدالرحمان اصفہانی : صاحبزادہ عبدالقدوس و حافظ محمد حضرت ملا دریا خاں، حضرت اخوند شاہ زمان اور حضرت شاہ غلام حسین المعروف محمد حسین مراد آبادی سے فیضان حاصل کیا ان سب حضرات سے اجازت سلسلہ چشتیہ ہے۔ غالب نسبت اور اجازت حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اسی لیے سلسلہ چشتیہ میں آپ کے پیشواؤں میں حضرت حافظ قبلہ کا نام نامی آتا ہے:

طریقہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت

۱۲۲۹ھ میں جب آپ دہلی برائے زیارت بزرگان تشریف لے گئے انہی ایام میں حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہما سے ملاقات ہوئی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ سلسلہ نقشبندیہ یوں ہے۔

Marfat.com

اسماء	سن پیدائش	سن وفات	مدفن
شاہ غلام حسین رح	۱۲۰۳ ھ	۱۹ رمضان ۱۲۵۹ھ	رام پور
مرید شاہ عبدالقادر محدث رح	۱۷۵۴ء/۱۱۷۰ھ	۱۲۳۳ھ/۱۸۱۵ء	دہلی
مرید خواجہ محمد زبیر رح شاہ عبدالعادل	۵ ذیقعد ۱۰۹۳ھ	۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ	دہلی میں وصال فرمایا سرہند میں دفن ہوئے
ابن " خواجہ ابوالعلی رح	۱۰۶۴ ھ	۱۱۰۷ھ	سرہند شریف
فرزند و مرید خواجہ محمد نقشبند رح	۷ رمضان ۱۰۳۴ھ	۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ	سرہند شریف
" " خواجہ محمد معصوم رح	۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	سرہند شریف
" " امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح	۱۴ شوال ۹۷۱ھ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند شریف
مرید حضرت خواجہ باقی باللہ رح	۹۷۱ ھ	۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ	دہلی
مرید خواجہ امکنگی رح		۱۰۰۸ھ	قریہ امکنہ بخارا
فرزند و مرید مولانا محمد درویش رح		۱۹ محرم ۹۷۰ ھ	موضع اسفرار شہر سبز
مرید مولانا محمد زاہد وخشی رح		۱۵ ربیع الاول ۹۳۶ھ	موضع وخش قریب شہر بلخ
مرید خواجہ عبیداللہ احرار رح	ماہ رمضان ۸۰۶ھ	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	تاشقند
مرید خواجہ محمد یعقوب چرخی رح		۵ صفر ۸۵۱ھ	قصبہ ہلفتو علاقہ ماوراء النہر
مرید خواجہ خواجگان سید بہاء الدین نقشبند رح	۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصر عارفاں شہر بخارا
مرید خواجہ امیر کلال رح		۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ	سوخار

Marfat.com

اسماء	سن پیدائش	سن وفات	مدفن
مرید خواجہ محمد بابا سماسی رح		۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	موضع سماسی مشہد
مرید شیخ علی رام تینی رح		۲۸ جمادی سنہ ۷۱۵ھ	خوارزم
مرید خواجہ محمود خیر الفغنوی رح		۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	وابکنہ بخارا
مرید شیخ عارف ریو گری رح		سنہ ۶۱۶ھ	ریوگر بخارا
مرید خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح		۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان بخارا
مرید خواجہ یوسف ہمدانی رح		۲۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ	خیطرہ
مرید شیخ ابوعلی فارمدی طوسی رح	۴۰۷ھ	ربیع الثانی ۴۷۷ھ	طوسی
مرید شیخ ابوالحسن خرقانی رح		۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ	خرقان
مرید شیخ بایزید بسطامی رح	۵ ربیع الثانی ۸۷ھ	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
مرید امام جعفر صادق رض	سنہ ۸۰ھ	۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ	جنت البقیع مدینہ شریف
مرید حضرت امام قاسم رض بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ		۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۶ھ	مشلل
مرید حضرت سلمان فارسی رض		۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ	مکہ و مدینہ کے درمیان مدائن
مرید امیر المومنین ابوبکر صدیق رض		۲۳ جمادی الآخر ۱۳ھ	گنبدِ خضراء
مرید سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ھ فیل	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	گنبدِ خضراء

سلسلہ قادریہ رزّاقیہ: سنہ ۱۲۲۹ھ میں دہلی سے واپسی پر قصبہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں حضرت صاحبزادہ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور دعائے سیفی و دیگر اعمال و ظائف میں حضرت سید آلِ احمد اچھے میاں سے

Marfat.com

زون ہوئے اور سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں فیضان حاصل کیا۔ سلسلہ سہروردیہ (مدار یہ)
لیسہ میں بھی ماذون ہوئے۔

سلسلہ قادریہ رزاقیہ

اسماء	تاریخ وفات	مدفن
شاہ غلام حسین رح	۱۹ رمضان ۱۲۵۹ھ	رام پور
سید آل احمد اچھے میاں مرید	۱۷ رمضان ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
و پسر حضرت سید حمزہ رح	۱۴ محرم الحرام ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
سید آل محمد رح	۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
شاہ برکت اللہ رح	۱۰ محرم الحرام ۱۱۴۳ھ	مارہرہ شریف
شاہ سید فضل اللہ رح	۱۴ ذلیقعد ۱۱۰۱ھ	مارہرہ شریف
سید احمد رح	۱۹ صفر ۹۹۰ھ	اودھ
سید محمد رح	۲۶ صفر ۹۸۹ھ	اودھ
حضرت مخدوم جمال اولیاء رح	۲۹ رمضان ۱۰۰۰ھ	اودھ
حضرت شاہ ضیاء الدین رح	۲۲ ر ۹۹۸ھ	اودھ
نظام الدین شیخ محمد بھکاری رح	۱۷ ذلیقعد ۹۸۱ھ	کاکوری
سید ابراہیم ایرجی رح	۱۵ ربیع الاوّل ۹۵۳ھ	ایرج ضلع مالوہ
شاہ بہاء الدین شطاری رح	۷ ذی الحجہ ۹۱۲ھ	مشہد ایران
سید احمد رح	۱۹ محرم الحرام ۹۰۶ھ	مشہد
سید حسن رح	۲۶ صفر ۹۰۲ھ	قلعہ شمنی بخارا
سید موسیٰ رح	۱۳ رجب ۸۹۶ھ	فیض آباد بنگال

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
سید علی رح	۲۳ شوال ۸۹۸ھ	فیض آباد بنگال
شاہ محی الدین رح	۲۲ ربیع الاول ۷۴۵ھ	جنت البقیع مدینہ شریف
ابو محمد صالح رح	۲۷ رجب ۶۹۹ھ	جنت البقیع
سید عبدالرزاق رح	۶ شوال ۶۰۳ھ	بغداد شریف
شیخ عبدالقادر جیلانی رح	۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ	بغداد شریف
شاہ ابو سعید رح	۷ شعبان ۵۱۷ھ	بغداد شریف
شاہ ابوالحسن رح	یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ	بغداد شریف
شاہ ابوالفرح طرطوسی رح	۳ شعبان ۴۴۷ھ	طرطوس
شیخ عبدالواحد تمیمی	۳ شعبان ۴۲۵ھ	بغداد شریف
حضرت ابوبکر شبلی رح	۲۶ جمادی الثانی ۳۳۴ھ	بغداد شریف
شاہ جنید بغدادی رح	۲ ذی الحجہ ۲۹۸ھ	بغداد شریف
شیخ سری سقطی رح	۶ رجب ۲۵۴ھ	بغداد شریف
شیخ معروف کرخی رح	۳ رمضان شریف ۲۰۰ھ	بغداد شریف
سید علی موسیٰ رضا رض	۲ محرم الحرام ۲۰۲ھ	مشہد
سید علی موسیٰ کاظم رض	۲۱ رمضان ۱۸۸ھ	بغداد شریف
امام جعفر صادق رض	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	جنت البقیع مدینہ شریف
امام باقر رض	۷ ذی الحجہ ۱۱۸ھ	جنت البقیع مدینہ شریف
امام زین العابدین رض	۱۸ محرم شریف ۹۴ھ	جنت البقیع
امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ	کربلا معلیٰ عراق
امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱ رمضان شریف ۴۰ھ	نجف اشرف

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	گنبد خضرا مدینہ شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ؀

سلسلہ سہروردیہ

اسماء	سن وفات	مدفن
شاہ غلام حسین رح	۱۹ رمضان شریف ۱۲۵۹ھ	رام پور شریف
مرید مخلص سید آل احمد اچھے میاںؒ	۱۷ رمضان شریف ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
پسر و مرید سید شاہ حمزہ رح	۱۴ محرم الحرام ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
پسر و مرید سید آل محمد رح	۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
پسر و مرید شاہ برکت اللہ صاحب رح	۱۰ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
پسر و مرید حضرت اویس احمد رح	۲۰ رجب ۱۰۹۷ھ	بلگرام
پسر و مرید شیخ عبدالجلیل رح	۸ صفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
پسر و مرید شیخ عبدالاحد بلگرامی رح	۳ رمضان شریف ۱۰۱۷ھ	بلگرام
پیر صحبت و پیر بھائی شیخ حسین رح		سکندرہ نزد دہلی
مرید ہر دو حضرت شیخ صفی الدین شاہی پوری رح	۱۷ جمادی الاول ۹۸۷ھ	فیض آباد

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
مرید شیخ حافظ سعد الدینؒ		
بڈھن خیر آبادی رح	۱۴ ربیع الاول ۹۱۵ھ	بہرائچ
مرید شیخ محمد المعروف شیخ مینا رح		لکھنؤ
مرید شیخ سارنگ رح		لکھنؤ
مرید شیخ صدر الدین راجو کتال[1] رح	۱۶ جمادی الآخر ۸۲۷ھ	اوچ شریف
برادر و مرید سید جلال الدین بخاری رح	۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ	اوچ شریف
مرید شیخ رکن الدین رکن عالم رح	۱۶ رجب ۷۳۵ھ	ملتان
پسر و مرید شیخ صدر الدین عارف رح	۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ	ملتان
پسر و مرید غوث بہاء الدین زکریا رح	۷ صفر ۶۶۱ھ	ملتان
مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رح	سنہ ۶۳۲ھ	بغداد شریف
مرید ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی	سنہ ۵۶۳ھ	بغداد شریف
پسر عم و مرید ابو حفص وجیہ الدین رح		بغداد شریف
مرید شیخ محمد عمویہ ابن عبد اللہ رح		دینور
مرید شیخ احمد اسود دینوری رح	ماہ ذی الحجہ ۳۶۷ھ	دینور
مرید شیخ ممشاد دینوری رح	۱۴ محرم ۲۹۹ھ	دینور
مرید سید الطائفہ جنید بغدادی رح	۲ ذی الحجہ ۲۹۸ھ	بغداد شریف
مرید خواجہ سری سقطی رح	۶ رجب ۲۵۴ھ	بغداد شریف

[1] کتال سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بزرگ ہیں اور رحمن کے معنی رعب وجلال ہیں۔ قتال غلط ہے۔

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
مرید خواجہ معروف کرخی رح	۳ رمضان ۲۰۰ھ	بغداد شریف
مرید شیخ داؤد طائی بن نصر رح	سنہ ۱۶۵ھ	بغداد شریف
مرید شیخ حبیب عجمی رح	سنہ ۱۵۶ھ	بصرہ
مرید حضرت امام حسن بصری رح	۱۴ محرم الحرام ۱۱۰ھ	قدیم بصرہ
مرید امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ	۲۱ ربیع الاول شریف سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف
مرید امام المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱ ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ

سلسلہ اُویسیہ رسول نُمائیہ کریمیہ

اسماء	سن وفات	مدفن
شاہ غلام حسین رح	۱۹ رمضان سنہ ۱۲۵۹ھ	رام پور شریف
پیر صحبت حضرت عبدالقدوس رح		رام پور
اول الذکر مرید و پسر موخر الذکر		
مرید شاہ عبدالکریم ملا اخون رح	۲ شعبان سنہ ۱۲۰۶ھ	رام پور
مرید حضرت میاں ننھے خاں رح	۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۱۹۵ھ	مولد لاہور مدفن کوٹ کانگڑہ
مرید حضرت سید حسن رسول نما رح	۲۷ شوال سنہ ۱۰۸۸ھ	پرانی دہلی
مرید سید محمد اسماعیل رح	۱۳ ربیع الاول ۹۰۵ھ	کہنہ بغداد
مرید شیخ عبدالعزیز تمنی بن اسحاق	۱۷ شوال سنہ ۸۳۵ھ عمر شریف ۲۱۶ سال	قلعہ تمنی

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
مرید خواجہ شیخ قطب الدین مودود چشتی رح	۹ رجب سنہ ۵۲۷ھ	چشت افغانستان
مرید خواجہ شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح	۴ ربیع الاول ۴۵۹ھ	چشت
مرید خواجہ محمد زاہد چشتی رح	۲ رجب ۴۱۱ھ	چشت
مرید خواجہ احمد ابدال چشتی رح	۱۰ جمادی الثانی ۳۵۵ھ	چشت
مرید خواجہ شیخ ابو اسحاق شامی رح	۱۴ ربیع الثانی ۳۵۵ھ	شہر عکہ شام
مرید شیخ علو ممشاد دینوری رح	۱۴ محرم الحرام ۲۹۹ھ	دینور
مرید خواجہ ابو ہبیرہ بصری رح	۱۸، شوال ۲۸۷ھ	بصرہ
مرید خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رح	۱۴ شوال سنہ ۲۸۶ھ	مرعش
مرید شیخ سلطان ابراہیم بن ادھم رح	۱۶ جمادی الثانی ۲۶۲ھ	جائے مزار میں اختلاف ہے
مرید خواجہ فضیل ابن عیاض رح	۳ ربیع الاول ۱۸۷	جنت المعلیٰ مکہ شریف
مرید حضرت ابو عمران راعی رح	۲۷ صفر ۱۹۹ھ	بغداد کہنہ
مرید حضرت ابو موسیٰ راعی رح	۱۲ صفر ۱۱۱ھ	بغداد کہنہ
مرید خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ	۳ رجب جمعہ ۳۷ھ	بصرہ میں وفات پائی اور موسیٰ راعی نے قرن میں مدفن کیا
مرید مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	یکم محرم الحرام سنہ ۲۳ھ	گنبد خضرا

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
مرید سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ	گنبد خضراء

سلسلہ طیفوریہ مداریہ قدوسیہ بھیکیہ کریمیہ

اسماء	سن وفات	مدفن
حضرت شاہ غلام حسین رح	۱۹ رمضان سنہ ۱۲۵۹ھ	رام پور
مرید وپسر ملا اخون عبدالکریم رح	۲ شعبان ۱۲۰۶ھ	رام پور
مرید شاہ عنایت اللہ رح	۵ رمضان ۱۱۵۹ھ	بہلول پور
مرید سید میراں بھیک رح	۵ رمضان ۱۱۳۱ھ	کھڑام
مرید حضرت سید شاہ ابوالمعالی رح	۸ ربیع الاول ۱۰۷۳ھ	انبہٹہ شریف
مرید حضرت شیخ داؤد گنگوہی رح	۶ رمضان ۱۰۷۳ھ	گنگوہ
مرید حضرت شیخ محمد صادق رح	۱۹ محرم الحرام ۱۰۵۸ھ	گنگوہ
مرید حضرت شیخ ابوسعید رح	یکم ربیع الثانی ۱۰۳۹ھ	گنگوہ
مرید حضرت نظام الدین بلخی رح	۸ رجب ۱۰۳۶ھ	بلخ (روس)
مرید شاہ جلال الدین تھانیسری رح	۲۴ ذی الحجہ ۹۸۹ھ	تھانیسر
مرید قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی رح	۲۳ جمادی الثانی ۹۴۵ھ	گنگوہ
مرید شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی رح	۶ محرم الحرام ۸۹۶ھ	فیض آباد
مرید شیخ سعدالدین بڈھن خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳ شوال سنہ ۸۹۹ھ	بہرائچ

Marfat.com

اسماء	سن وفات	مدفن
مرید سید اجمل امجد ابدال بدخشانی رح	۲۲ جمادی الثانی ۱۰۵۷ھ	بہرائچ
مرید حضرت بدیع الدین شاہ مدار رح	پیدائش ۲۷ شعبان ۲۴۲ھ وفات ۱۷ جمادی الاول ۸۳۸ھ	مرقد مکن پور
مرید خواجہ بایزید طیفور شامی رح	پیدائش ۵ ربیع الآخر ۱۸۷ھ وفات ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	طیفور
مرید شاہ علیق الدین شامی رح	۷ رجب ۲۰۳ھ	صحرائے شام
مرید عبدالازل امین الدین شامی رض	۱۹ صفر ۱۷۰ھ	کہنہ بغداد
مرید حضرت عبداللہ ابن عباس رض	۱۴ شوال ۱۱۱ھ	جنت البقیع
مرید سیدنا ابوبکر صدیق رض	۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ	گنبد خضراء
مرید امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	گنبد خضراء

مسند نشینی : چھ سلسلوں میں اجازت لے کر اپنے والد مکرم کی مسند پر متمکن ہوئے۔ سماع کے بہت شائق تھے۔ وجد ورقص میں آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو بار بار اپنے سینے پر مارتے تھے اور لباس عالم بیخودی میں چاک کر دیتے تھے۔ حاضرانِ مجلس حظ ولطف اٹھاتے تھے۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والے تمام امراء مقام سخاوت کے مالک تھے اگر کوئی کسی مسکین کی مدارات نہ کرتا تھا تو بہت ناخوش ہوتے تھے۔ اپنے مریدین پر شفقت فرماتے تھے اور تمام مریدین صاحب ذوق تھے۔ آپ اکثر وبیشتر اپنے پیر بھائی شاہ غلام حسین المعروف محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف میں

Marfat.com

شمولیت کے لیے مراد آباد تشریف لے جایا کرتے تھے۔ مراد آباد کے تمام مشائخ آپ کا احترام کرتے تھے۔ صاحب انوار العارفین حافظ محمد حسین رح نے بارہا آپ کی زیارت کی اور فیضان حاصل کیا۔

قسم عاشق اعتباری ندارد : ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ آپ کے والدِ گرامی ملّا اخون عبدالکریم کے مریدین سے ایک امیر وکبیر امیر خان مرید تھا۔ جو آپ کی بارگاہ میں آیا کرتا تھا۔ حضرت کو ان کا آنا پسند نہ تھا کئی مرتبہ اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر وہ قید ہوا اور پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب رہا ہوا تو حضرت ملّا اخون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ کسی نے اس سے پوچھا کیا تم نے شراب چھوڑ دی ہے اس نے جواب دیا "قسم عاشق اعتباری ندارد"

وفات : ۱۹ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۱ء کو وفات پائی اپنے والدگرامی کے ساتھ دفن ہوئے۔ مزار رام پور میں ہے۔ فارسی شاعری سے بھی قدرے شوق تھا۔ حاجی گل محمد خان وفا کے شاگرد تھے حریف تخلص تھا۔

(تذکرہ کاملانِ رام پور بحوالہ انتخابِ یادگار)

خُلفاء

۱۔ حضرت خواجہ محمد محمود الحق خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سید حافظ علی حسین صاحب مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

اول الذکر خواجہ محمود الحق اور حافظ علی حسین کے حالات علیحدہ علیحدہ باب میں بیان ہوں گے۔

حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ : آپ حضرت صاحبزادہ غلام حسین ابن ملاّ اخون خواجہ عبد الکریم رام پوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت فقیر شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ شجرہ شریف میں یوں پڑھا جاتا ہے ؎

دستگیرِ دو جہاں حافظ حسین شاہ فقیر بادشاہ کے نورِ عین

حافظ علی حسینؒ غلام حسین عرف فقیر شاہؒ

آپ حضرت نواب دوندیا خاں بڑیچ رحؒ رام پوری کے پوتے ہیں۔ افغان قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مراد آباد میں معزز و ممتاز شمار کئے جاتے تھے۔ جب صاحبزادہ غلام حسین رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ درویشی حاصل کیا تو کمال مجاہدہ و ریاضت کی۔ خرقۂ خلافت ملاّ اخون کے عرس پر عطا ہوا اور فقیر شاہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ جوانی میں بہت خوبرو و خوبصورت تھے۔ صاحب انوار العارفین فرماتے ہیں کہ پیری کے عالم میں فقیری کا حسن و جمال بھی آپ کے چہرے سے خوب عیاں تھا۔ عالم جوانی میں فاخرہ لباس زیب تن کرتے تھے لیکن خرقہ حاصل کرنے کے بعد خاکی رنگ کے کپڑے پہننے لگے۔ اپنے مریدین کو درویشی لباس اور ذکر بالجہر کی تلقین فرماتے تھے اور خود خوش الحانی سے ذکر فرماتے تھے۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۲ء میں وفات پائی۔ محلہ کاغذیاں مراد آباد میں مزار شریف ہے۔ حکیم علی حسین خان مرحوم متوفی ۱۲۶۲ھ صاحبزادہ

Marfat.com

غلام حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے داماد تھے اور حافظ محرم علی صاحب کے مرید تھے۔ (تذکرہ کاملانِ رام پور)

آپ کے زمانے کے سلاطین: علی گوہر شاہ عالم ثانی ۱۸۰۶ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اکبر شاہ ثانی جسکا پورا نام المظفر معین الدین اکبر تھا۔ اور علی گوہر کا بیٹا تھا تخت نشین ہوا۔ اس نے اکتیس ۳۱ برس ۹ ماہ دہلی کے قلعہ پر حکومت کی۔ اس کے دور میں ایسٹ انڈیا کمپنی پنجاب کی حدود تک قابض وحاکم بن گئی تھی۔ پنجاب ودیگر علاقوں میں بہت ظلم وجفا ہوتے تھے۔ بادشاہ کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ تمام مقدمات دیوانی وفوجداری کا فیصلہ انگریز کی حکومت کرتی تھی۔ دہلی کے اندرون آبادی کے مقدمات بادشاہ کرتا تھا۔ ظاہراً بادشاہ کی عزت وتوقیر تھی۔ لیکن انگریز ظالم دل سے بادشاہ کو نہ چاہتا تھا۔ اور موقعہ کی تلاش میں تھا کہ کسی نہ کسی بہانے سلطنت مغلیہ کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ معین الدین اکبر شاہ ثانی ۷۶ سال کی عمر میں ۱۸۳۷ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ کو فوت ہوا اس کے بعد **حضرت سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ** بادشاہ ہوئے جو ۱۸۵۷ء ۱۱ مئی تک تخت پر متمکن رہے۔ انہی کے دور میں حضرت صاحبزادہ غلام حسین چشتی صابری قدوسی حنفی رام پوری رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔

جنگِ آزادی اور آخری تاجدار ابوظفر بہادر شاہ: یہ بادشاہ مغلیہ دور کا آخری تاجدار تھا۔ ابوظفر اس کا تاریخی نام ہے اس نام کے عدد ۱۱۸۹ ہیں یعنی ۱۱۸۹ھ میں پیدا ہوا۔ نہایت رقیق القلب اور صوفی مزاج بادشاہ تھا حضرت فخر الدین فخر جہاں چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اپنے پیشوا کی شان میں بہت قصائد

Marfat.com

لکھے ہیں۔ ان کے اشعار میں حد درجہ جاذبیت ہے۔ سخت سے سخت دل ان کے اشعار کو پڑھ کر یا سن کر متاثر اور آبدیدہ ہوتے بغیر نہیں رہ سکتا چھ دیوان مشہور ہیں۔ تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ میں صرف کی۔ علم موسیقی میں نہایت مہارت تھی۔ بہادر شاہ اپنے پیشوا کی شان میں فرماتے ہیں۔

۱۔ کیوں نہ تو سر بفلک کھینچے کہ فخر الدین رح نے

دی ہے دستار ترے سر پہ ظفر کھینچ کے باندھ

۲۔ اے ظفر کیا بتاؤں تجھ سے کہ جو کچھ ہوں سو ہوں

لیکن اپنے فخر دین رح کے کفش برداروں میں ہوں

۳۔ کوچۂ فخر جہاں کی اے ظفر!

خاک کی چٹکی بھی بس اکسیر ہے

۴۔ سچ تو ظفر یوں ہے کہ جز فخر دین رح

اور نہیں کوئی سہارا مجھے

۵۔ رکھ ظفر ہر نفس و ہر ساعت

شغل دل ورد زبان فخر دین رح

Marfat.com

سلطان ظفر ۶۴ سال کی عمر میں تخت نشین ہوتے اور بیس ۲۰ سال برائے نام بادشاہ رہے بالآخر ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو انگریز ظالم نے بادشاہ کو گرفتار کر کے رنگون کے قلعے میں نظر بند کر دیا جہاں حضرت ۱۱ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۷۹ھ کو فوت ہو گئے اور مغل خاندان کا آخری ٹمٹماتا ہوا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔ وفات سے چند دن پیشتر اپنے پیشوا کے شہر کی فرقت (دہلی) کا ایک غزل میں ذکر کیا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لیے

دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

جنگِ آزادی: جسے انگریز مورخ غدر کہتے رہے اصل میں غیر ملکی اقتدار کے خلاف مسلمانوں کے جہاد میں ایک سنگِ میل رکھتی ہے۔ سب سے پہلے انگریز ظالم کے خلاف حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی ابن علامہ فضل امام خیر آبادی نے جہاد کا فتویٰ دیا۔ اس کے عوض ان کو انڈیمان (کالے پانی) بھیجا گیا جہاں ان سے غلاظت اور سڑکیں صاف کرائی گئیں۔ اکثر و بیشتر علماء کو جنہوں نے انگریز کی حکومت کو اچھا نہ سمجھا پھانسی دیا گیا۔ اس پر مسلمان بیدار ہوئے اور جہاد کا نعرہ لگایا۔ اس جہاد کے آغاز کے وقت ایسٹ انڈیا کمپنی برصغیر کے دو تہائی حصے پر براہِ راست حکمران تھی باقی ایک تہائی حصہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان بٹا ہوا تھا۔ انگریزی فوج کی بدتمیزی ملاحظہ ہو کہ لکھنو کے محل میں داخل ہوئی اور اس پر جبراً قبضہ کر لیا۔ بیگمات کی بے حرمتی کی گئی۔ بادشاہ کو تخت سے اتار کر کلکتہ میں قید کر دیا۔ عام مسلمان اس وقت تک مغلوں کے تخت کا خاص احترام کرتے تھے۔ اور اسی کے ماتحت تمام عناصر انگریز دن

Marfat.com

کے خلاف متحد ہو سکتے تھے۔ لہذا ہندو اور مسلمان لیڈروں اور حکمرانوں نے شہنشاہ بہادر شاہ کو اپنا رئیس اعلیٰ اور شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ مغل بادشاہ نے اپیل کی ـ ـ ـ "اے ہندوستان کے فرزندو! اگر ہم کمر ہمت باندھ لیں تو جلد سے جلد دشمن کو برباد کر ڈالیں گے۔ اس طرح ہمارا مذہب اور ہمارا ملک جو ہمیں جانوں سے بھی عزیز تر ہیں ظلم وستم سے نجات پا جائیں گے"۔ گویا ہر طرف جہاد جہاد اور رنج وغصہ کا اظہار ہونے لگا۔ لیکن ظالم انگریز نے اس کی قطعاً پروا نہ کی کیونکہ اس پر اقتدار کا بھوت سوار تھا۔

مارچ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے چکنے کارتوس کلکتہ کے سپاہیوں میں تقسیم کیے۔ سپاہیوں نے ان کارتوسوں کو چھونے سے انکار کر دیا کیونکہ کارتوسوں کو چربی لگی ہوئی تھی۔ مسلمانوں کو شک تھا کہ اس پر سور کی چربی لگی ہے اور ہندو گائے کی چربی سمجھتے تھے۔ جب انگریز افسر نے اس پر سختی کی تو منگل پانڈے ایک شخص نے افسر پر گولی چلا کر اُسے ختم کر دیا۔ اس طرح عام بغاوت ہو گئی۔ سندھ، کراچی، حیدر آباد اور شکار پور میں بھی معمولی انقلابی سرگرمیاں پیش آئیں۔ بریلی شریف، کانپور الہٰ آباد، لکھنؤ اور جھانسی میں زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ چونکہ ہندوستانیوں میں غدار بہت تھے اس لیے کامیابی نہ ہو سکی۔ انگریز نے دہلی و جامع مسجد دہلی پر قبضہ کر لیا اور اسکو فروخت کرنے کی بھی سکیم بنائی۔ فرنگی ظلم وجور کی بجلیاں مسلمانوں پر ہی گریں۔ اکثر ممتاز مسلمانوں کو پھانسی یا جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ ۱۸ نومبر ۱۸۵۷ء کو چوبیس مغل شہزادے پھانسی پر لٹکائے گئے۔ مسلمانوں کے محلے تباہ کر دیئے گئے بادشاہ ظفر کو غدار قرار دے کر گرفتار کر کے نہایت شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رنگون میں لیجا کر نظر بند کر دیا۔

جنگ آزادی کا عام نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی حکومت اور عزت ختم ہو گئی اور ساتھ ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حکومت تاج برطانیہ

Marfat.com

کے ہاتھ میں آگئی۔ ملکہ وکٹوریہ نے برصغیر ہند و پاک کا نظم ونسق سنبھال لیا۔

حضرت میاں غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ

آپ صاحبزادہ میاں غلام حسین ابن شاہ عبدالکریم عرف ملاں فقیر اخوند کے صاحبزادے ہیں نہایت متقی پرہیزگار تھے۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ میں اپنے والد سے مجاز تھے۔

شب و روز ورد و وظائف سے کام تھا۔ فارسی اور اردو میں شعر بھی کہتے تھے اور تخلص حسن رکھتے تھے۔ چالیس سال نو ماہ کی عمر میں ۷ ذیقعد ۱۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ اپنے دادا کے احاطہ مزار میں دفن ہوئے (تذکرہ کاملان رامپور بحوالہ انتخاب یادگار)

Marfat.com

باب سی و ہشتم

حضرت میاں محمد محمود الحق رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت صاحب زادہ غلام حسین ابن حضرت ملاّ اخون رحمتہ اللہ علیہما کے خلیفہ اعظم ہیں۔ علم و فضل اور عشق و مستی میں بلند پایہ عالم و فقیر تھے۔

اپنے پیر بھائی حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ سے ملاقات کے لیے مراد آباد آیا کرتے تھے۔ حضرت حافظ علی حسین ابن حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ اگرچہ صاحبزادہ غلام حسین رام پوری کے مرید تھے۔ لیکن وہ اپنے

Marfat.com

والد گرامی حضرت فقیر شاہ اور حضرت میاں محمد محمود الحق خان رام پوری
رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیر صحبت تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت حافظ علی حسین صاحب کے
حالات میں اسکا مفصل ذکر ہے آپ کے حالات و سنِ وفات نہیں مل سکا۔
تاریخ وفات ۸ ذی الحجہ ۱۲ء تاریخ مسلمہ ہے اسی تاریخ کو عرس ہوتا
ہے۔

Marfat.com

باب سی و نہم

قطب الوقت حضرت صوفی حافظ علی حسین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

نام: آپ کا نام علی حسین خان رحمتہ اللہ علیہ ہے

سلسلہ نسب: حافظ علی حسین خاں ابن حضرت غلام حسین خاں عرف فقیر شاہ (مرید و خلیفہ حضرت صاحبزادہ غلام حسین شاہ رام پوری ابن حضرت ملا فقیر اخوند رام پوری رحمہم اللہ) ابن ـــــ ابن نواب دوندیا خان رام پوری نواب دوندیا خان ممتاز و معزز الشان تھے۔ قوم افغان سے تعلق رکھتے تھے صفدر جنگ نے مراد آباد کا صوبہ دار قطب الدین خان کو بنایا تھا۔ وہ دھام پور میں اسی نواب دوندے خان کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۰ء)

Marfat.com

قبل از غدر دہلی کا ہے۔ (تذکرہ کاملانِ رام پور)

تعلیم و تربیت : ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت فقیر شاہ صاحب و پیر بھائی و پیر صحبت جناب محمد محمود خاں ہر دو خلیفہ صاحبزادہ غلام حسین شاہ ابن شاہ فقیر ملّا آخوند رحمہم اللہ سے حاصل کی۔

بعیت، خلافت اور جانشینی : ابتدائی عمر میں آپ نے بعیت حضرت غلام حسین شاہ ابن فقیر ملّا اخوند رحمتہ اللہ علیہما سے کی تھی۔ گھریلو ماحول صوفیانہ تھا۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر شاہ غلام حسین خاں رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت صاحبزادہ غلام حسین شاہ سے بعیت تھے اس لیے بچپن میں ہی فقیری کا رنگ نکھر آیا تھا۔ آپ کے ایک اور پیر بھائی تھے جن کا نام نامی اسمِ گرامی حضرت محمد محمود خاں رحمتہ اللہ علیہ رام پوری تھا۔ جو فقر میں بہت بلند مقام رکھتے تھے اکثر وبیشتر اپنے پیر بھائی فقیر شاہ کی زیارت کے لیے آتے رہتے تھے۔ حضرت حافظ علی حسین خاں آپ سے مانوس ہو گئے تھے اکثر ان کی صحبت میں رہتے آخر محمد محمود خاں صاحب کی صحبت نے ان کو مقامِ فنا عطا فرمایا۔ اور خلیفۂ پیر خود محمد محمود خاں رام پوری سے ہی مجاز ماذون ہو کر والد گرامی حضرت فقیر شاہ کے جانشین مقرر ہوئے۔

عوام کا فیضان حاصل کرنا : حافظ محمد حسین صاحب مراد آبادی صاحب انوار العارفین فرماتے ہیں کہ حافظ علی حسین جوان صالح اور خوش خلق ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار کے مریدین آپ کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ تعلیم و تلقین، ذکر، شغل، اور اوراد و ظائف پوچھتے ہیں بلکہ آپ خود طالبات کی دستگیری فرماتے ہیں

عملیات : حافظ صاحب دعائے حرزِ یمانی و چہل اسماء و دیگر وظائف پڑھا

Marfat.com

کرتے تھے۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ کے تمام وظائف و اوراد کے عامل تھے خصوصًا عملِ حُبّ اور جن ّ پر تو خوب دسترس تھی۔ مراد آباد و دیگر مقامات سے لوگ فیضیاب ہوتے تھے۔ (انوار العارفینؔ)

خانقاہ کی تعمیر: اپنے والد گرامی کی خانقاہ میں مسجد و حجرہ اور روضۂ والد بزرگوار خود تعمیر کرایا جو محلہ کاغذیاں مراد آباد میں ہے۔ ہر سال والد بزرگوار حضرت فقیر شاہ کا عرس خود کرایا کرتے تھے۔ رقص و وجد کی خوب محفل ہوتی۔ محفلِ سماع کے دلدادہ تھے (رقص سے مراد ذکر حدادی ہے)

مارہرہ شریف میں حاضری: آپ کبھی کبھی سلسلہ قادریہ کی خانقاہِ عالیہ میں اپنے دادا مرشد (در سلسلہ قادریہ) حضرت اچھے میاں آلِ احمد ابن شاہ حمزہ رحمہما اللہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔ پیرزادہ شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ و مارہرہ شریف کے اکثر عوام آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے

آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ نے مارہرہ شریف سے شش سلاسل میں اجازت حاصل کی تھی اور ہر شش سلاسل میں مجاز و ماذون ہو کر خلافت سے نوازے گئے تھے (انوار العارفین)

کتاب انوار العارفین ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں مکمل ہوئی۔ صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ جوان ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر شاہ صاحب کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔

وفات: ۵ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ (۱۸۷۹ء) (سن بسعی عزیزم محمد ارشد ابن محمد اکبر ابن الحاج صوفی ولی محمد صاحب چشتی نظامی معلوم ہوا) تاریخ قطبِ وقت رفت سے اخراج ہوتی ہے۔

Marfat.com

مزار شریف: آپ کا مزار شریف دھری گھاٹ کنگر، بسمتِ شرق مراد آباد شریف (بھارت) میں ہے۔

عرس شریف: آپ کی وفات پانچ رمضان شریف ہوئی۔ آپ کے خلیفہ اکبر ۵ رمضان شریف کو عرس کا انعقاد کرتے رہے ہے۔ بعد از وفات خلیفۂ اکبر مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ پاکاں کے خلفاء اپنے پیر و مرشد کے عرس مورخہ ۲۹، ربیع الاول ۳۰، ربیع الاول دیکم ربیع الثانی کے بعد ۲، ربیع الثانی کو حضرت صوفی الحافظ علی حسین شاہ کا عرس ہوتا ہے
جیسا کہ ۲۴، ۲۵ دسمبر کو قبلہ عالم شاہ سراج الحق کا عرس ہوتا ہے اور ساتھ ہی ۲۰ دسمبر کو مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کا عرس منایا جاتا ہے عرس کا یہ حال حضرت صوفی محمد امین شاہ صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شجرہ شریف میں لکھا ہے۔

مرشدِ پاکاں کی تحریر: حضرت حافظ شاہ علی حسین صاحب مرید شاہ غلام حسین صاحب ؒ ابن ملا فقیر اخوند صاحب ہستند و تعلیم ذکر از وشاں یافتہ اند و تکمیل از صحبت و خدمت خلیفہ اوشاں حضرت محمد محمود شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) یافتہ اند و خرقہ خلافتِ خاندان چشتیہ صابریہ از والد ماجدِ خود محمد فقیر شاہ صاحب ذکر اوشاں ہم خلیفہ شاہ غلام حسین صاحب بودہ اند) میدارند و نسبت سلوک ہر خاندان علیحدہ میداشتند و بر مستفیضاں حسبِ طلبِ استعداد فیض میرسانیدند و نسبتِ صابریہ بر اوشاں غالب بود۔

شاہ غلام حسین صاحب بن ملا فقیر اخوند ہم از اکثر جا فیضان حاصل کردہ اند و از ہر کجا استفاضہ نمودہ اند و اکثر خلفائے والد ماجد خود استفاضہ کردہ اند و فیض روحی از والدِ ماجد خود از غوثِ اعظم میداشتند۔ شاہ منور (الہ آبادی)

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ بلا واسطہ خلیفہ غوث اعظم ہستند و خدمت وضو کنانیدن آنحضرت برخود لازم گردانیدہ بود۔ روزے در خاطر خواہش آب حیات پیدا شدہ۔ ایں خطرہ بر غوثِ اعظم منکشف شدہ فرمود کہ پس ماندہ آب وضو ایں فقیر کم از آب حیات نیست و نوش کن شاہ منور وضو بنوشید و بہ برکت آں آب عمر پان ۵۰۰ صد سال یافتہ اند۔

(الراقم فقیر سید محمد حسین عفی عنہ بقلم خود)

۳۰ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

ماخوذ از شجرہ شریف حضرت حافظ محمد امین شاہ قادری چشتی

بشکریہ صاحبزادہ اصغر علی صاحب ابن حافظ محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلفاء: آپ کے خلفاء کے اسمائے گرامی کا کچھ حال معلوم نہیں۔ ہندو پاک کی تقسیم کا بھی اس میں ضرور اثر ہے کیونکہ اکثر و بیشتر لوگ ہندوستان میں موجود تھے ثانیاً حافظ علی حسین شاہ صاحب و مرشدِ پاکاں رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین نے قلم ہی نہیں اٹھایا بایں وجہ بہت سی بزرگ ہستیاں اس جہاں سے بالکل نسیاً منسیا ہو گئیں۔ آپ کے خلفاء میں سے صرف دو کے نام فقیر کو معلوم ہوئے۔

۱۔ **حضرت صوفی احمد حسین صاحب** چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ پہلی بیعت ان کے حالات بھی معلوم نہیں ہو سکے۔ فقط اسقدر معلوم ہوا کہ ہندوستان میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ اللھم زد فزد

۲۔ **مرشدِ پاکاں حضرت سید صوفی محمد حسین صاحب** مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات آئندہ باب میں بیان ہوں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

Marfat.com

مراد آباد شریف میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ حافظ صاحب کے مزار شریف پر ہر جمعرات اور منگل کو عرس کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ صاحب سجادہ جمعرات اور منگل کو مزار شریف پر حاضر ہو کر ہر خاص و عام کو فیضیاب تقسیم کرتے ہیں
(محمد ارشد کا مشاہدہ)

۳۔ خلیفہ پیر جی وزیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ دنبہ والے میاں صاحب مشہور تھے۔ آپ نے نوّے سال کی عمر پائی۔ محلہ کسرول مراد آباد میں مزار ہے۔ آپ کے مرید خاص ماسٹر مختار صاحب تھے، جو قصبہ دھنتورہ ضلع مراد آباد میں رہتے تھے۔ پیر و مرید دونوں صاحب کمال بزرگ تھے۔

۴۔ خلیفہ شاہ جی عنایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اپنے پیر و مرشد سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ کوئی کام مرشد کی رضا کے خلاف نہ کرتے تھے۔ ان کے خلیفہ سیّد فدا حسین شاہ تھے، جو صاحب کمال بزرگ تھے۔ ان کے بیٹے قربان حسین شاہ بڑے پاک باطن متقی پرہیز گار تھے۔
شاہ عنایت کا مزار اپنے مرشد کے احاطہ میں ہے۔

۵۔ مولانا میاں صاحب

قبلہ حافظ علی حسین کے بھائی تھے۔ حافظ صاحب کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ حافظ صاحب قطب وقت تھے اور مولانا میاں صاحب مجذوب صفت تھے۔

Marfat.com

باب چہلم

سلسلہ محمدیہ

از نسبت محمدیہ ذات بابرکات سیدی سندی مولائی و مرشدی حضرت مولوی صوفی حسنی الحسینی نجیب الطرفین سید محمد حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ مراد آبادی مراد است کہ در زمانہ خود امام سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ سہروردیہ نقشبندیہ۔ مداریہ، اویسیہ و دیگر سلاسل خصوصاً امام سلاسل قادریہ چشتیہ صابریہ بودند۔ مثل آفتاب، جہانتاب نظیر و ثانی آں حضرت در عالم نایاب و کم یاب بود۔ مولد و مسکن آں قبلہ عالم مراد آباد محلہ مغل پورہ بود و مزار فیض آثار ہم عقب خانہ زنانہ پیش محل سرا قدیم واقع است و سلسلہ محمدیہ از ہمیں نام نامی مشہور و معرف در عالم ساری و جاری است۔ و خلفائے آنجناب فیضمآب ہمچو شمع نور ازاں مظہر شان ایزدی اقتباس نمودہ برائے تعلیم خلق اللہ در ہر شش خانوادہ اصل یعنی چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ

Marfat.com

مداریہ اویسیہ و فردعان ماذون ومختار شدہ در بلادِ مختلف عرب وعجم طالبان صادق
راز تعلیم طریقت پرواز میسازند۔ غرض فیضان آنحضور سراپا نور بمظاہر رنگا رنگ
ظہور یافتہ در وجودِ عالم مثلِ روح روانست ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد امین
(حضرت حافظ سید محمد امین شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ سید صوفی محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

حضرت سید صوفی محمد حسین شاہ مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

نام : آپ کا نام سید محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ مرشدِ پاکاں کے لقب سے ملقب ہیں آپ حسنی الحسینی نجیب الطرفین ہیں۔

نسب نامہ : سید صوفی محمد حسین[1] ابن سید احمد حسن[2] ابن سید حسن علی[3] ابن سید پیرا[4] ابن سید عظمت اللہ[5] ابن سید منظفر حسین[6] ابن سید محسن[7] ابن سید محمد[8] ابن عرف محمد ابو القاسم حجازی رحمہم اللہ اجمعین۔

ہند میں آمد : حضرت سید محمد امین عرف محمد ابو القاسم نے بزمانہ غازی بادشاہ شاہجہاں رحمۃ اللہ علیہ حجاز سے ہندوستان میں تشریف لاکر دہلی میں سکونت اختیار کی۔ دہلی سے مرادآباد آکر مستقل رہائش فرمائی۔

Marfat.com

(شجرہ قدوسیہ از صاحبزادہ میاں ظہور الحق گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ)

پیدائش : ــــ ء میں محلہ مغل پورہ مراد آباد میں پیدا ہوئے۔

تعلیم : قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ کے علاوہ علوم جدیدہ میں ایم اے تک تعلیم تھی۔

بیعت وفیضان : حضرت سید صوفی محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے ممتاز صوفی وفقیر الحافظ شاہ علی حسین ابن شاہ غلام حسین عرف فقیر شاہ رحمۃ اللہ علیہما مراد آبادی کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور اولیائے کرام کے چھ سلاسل مقدسہ سے فیضان حاصل کیا۔

سلاسلِ قدس کے پیشِ لفظ میں سید محمد ایوب احمد مرحوم فاضلِ عربی و فارسی وفاضلِ دیوبند مرید صادق امام الاولیاء سراج الاتقیاء صوفی شاہ محمد سراج الحق قدس اللہ سرہٗ لکھتے ہیں کہ شیخ کامل اور مرشد برحق آفتاب شریعت غواص بحر حقیقت مرشدِ پاکاں سید الاصفیاء صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب حسنی الحسینی قادری چشتی صابری مراد آبادی قدس اللہ سرہٗ کو اولیائے کرام کے چھ سلاسل مقدسہ میں فیضان حاصل تھا۔ قادریہ/۱ رزاقیہ چشتیہ صابریہ/۲، نقشبندیہ/۳، سہروردیہ/۴ مداریہ/۵، اویسیہ/۶ ان سلاسل کی مکمل تفصیل حضرت صاحبزادہ غلام حسین ابن ملاّں فقیر اخوند رحمۃ اللہ علیہما کے حالات میں بیان کی جا چکی ہے، نیز حضرت صوفی صاحب چالیس سلاسل سے فیض یافتہ تھے۔ (سلاسلِ اربعین کا مطالعہ فرمائیں)

سیاحت : مرشدِ پاکاں قدس سرہ العزیز نے ہندوستان وپاکستان کے تمام مزاراتِ مقدسات پر حاضری دی۔ حجازِ مقدس کا سفر بھی کیا جہاں حج بیت اللہ

Marfat.com

زیارت روضۂ اقدس سے فیضیاب ہوئے۔ حجاز مقدس کے اولیائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی دو بزرگ شخصیتیں ہیں جنہوں نے اپنے حلقا کے ذریعے تمام ہند و پاک، یورپ، حجاز مقدس وغیرہ میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت فرمائی۔ ا۔

۱۔ مرشدِ پاکاں حضرت سید صوفی محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ مراد آبادی قدس سرہٗ

۲۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ رحمتہ اللہ علیہ

لاہور اور مرشدِ پاکاں مرشدِ پاکاں قدس سرہٗ العزیز کو مدینۃ الاولیاء لاہور سے بہت عقیدت تھی۔ آپ اکثر و بیشتر لاہور میں تشریف لاتے اور ایک ایک ماہ تک قیام فرماتے۔ داتا گنج بخش کے دربار میں حاضری تو لازمی امر تھا۔ موچی دروازہ، مستی دروازہ، قصر احمد بازار حکیماں اندرون بھاٹی گیٹ۔ بھونڈ پورہ مزنگ میں آپ کا قیام ہوتا تھا۔ اور روزانہ محفلِ ذکر کا پروگرام ہوتا تھا۔ لاہور میں ہزارہا نفوس نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔

گورداسپور میں خانقاہ کے قیام کا حکم ؛ مرشدِ پاکاں قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ باطن نے دیکھ لیا تھا کہ قادیاں میں عنقریب فتنہ لادینیت اٹھنے والا ہے اس لئے آپ نے اپنے محبوب خلیفہ سراج السالکین شاہ محمد سراج الحق صاحب کرنالوی کو ارشاد فرمایا کہ کرنال سے نقل مکانی کر کے گورداسپور میں اپنی خانقاہ قائم کرو۔ اس پر فوراً عمل کیا گیا۔ قبلہ عالم شاہ سراج الحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے گورداسپور میں خانقاہ قائم کر کے مرزائیت کا خوب سدِباب کیا جس کا مکمل حال آئندہ باب میں بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اعلحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ کو مرشدِ پاکاں سے غائبانہ عقیدت

ایک شخص غیر مقلد آپ کی محفل میں حاضر ہوا۔ آپ کی متصوفانہ گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے علم سے بہت متاثر ہوا ہوں دل چاہتا ہے کہ بعیت سے مشرف ہو جاؤں لیکن میرے دل میں تا ہنوز ایک خطرہ قائم ہے وہ یہ کہ آپ سماع کے متوالے ہیں اور سماع بدعت ہے۔ مرشدِ پاکاں نے ارشاد فرمایا "بدعت کی تعریف کیا ہے۔ اس نے جواب دیا "بدعت وہ ہے جو بات حضور کے زمانہ میں نہ تھی"

ارشاد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو تا قیامت ہے۔ جب ایک نبی کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا ہے لیکن حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب حضور کا زمانہ باقی ہے تو بدعت کیا ہوئی۔ وہ شخص لاجواب ہو گیا اور توبہ کر کے حلقہ مریدین میں شامل ہوا۔ اس محفل میں صدر الافاضل مولانا حکیم سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ صدر الافاضل نے یہی واقعہ بریلی شریف جا کر اعلحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ سے بیان کیا (لیکن اس وقت مرشدِ پاکاں کا وصال ہو چکا تھا) اعلحضرت پہ وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور ارشاد فرمایا "یہ بات کوئی عالم نہیں کہہ سکتا یہ قول ضرور کسی صوفی کامل کا ہے" صدر الافاضل نے مرشدِ پاکاں کا ذکر خیر کیا تو اعلحضرت نے ملاقات کی تمنا کا اظہار فرمایا جس پہ صدر الافاضل نے عرض کیا "حضور! صوفی صاحب کا حال میں ہی انتقال ہو گیا ہے" انتقال کی خبر سن کر اعلحضرت کو بہت دکھ ہوا کہ وہ ولی کامل کی زیارت نہ کر سکے (ارشاد حضرت صوفی کامل مولانا غلام ربانی صاحب چشتی صابری سلمہ اللہ تعالیٰ و حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

صدرالافاضل کی دستارِ فضیلت پر مرشدِ پاکاں کا اظہار مسرّت

سنہ ۱۳۲۰ھ (سنہ ۱۹۰۲ء) میں بیس سال کی عمر میں، صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی دستار بندی ہوئی۔ مدرسہ امدادیہ میں نہایت تزک و احتشام سے جلسہ منعقد ہوا۔ علمائے کرام نے اس عالم ربانی فاضلِ حقانی کی دستار بندی فرمائی۔

جامع شریعت وطریقت عالم نبیل فاضلِ جلیل حضرت سراپا برکت مولانا شاہ صوفی محمد حسین علیہ الرحمۃ نے جابجا شہر میں صدرالافاضل قدس سرہٗ کی وعظ کی مجلیس ترتیب دیں اور حضرت صوفی صاحب موصوف کو حضرت صدرالافاضل قدس سرہٗ کی دستار بندی سے بڑی مسرت ہوئی۔ اب تو شہر میں حضرت کے بیان کا شہرہ ہو گیا اور روزانہ ہر ہر محلے میں بیانات ہونے لگے اور شہر کے لوگ بڑے ذوق شوق سے شریک ہوتے۔ وہابیہ کا اثر شہر سے کافور ہوا اور اہلسنت کو فروغ حاصل ہوا۔ (حیات صدرالافاضل ص۲۶ مرتبہ مفتی حکیم غلام معین الدین نعیمی مرحوم ادارہ سواد اعظم موچی گیٹ لاہور)

چودھویں صدی کا مجدّد اعظم: سرکار ابد قرار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ ھَا دِیْنَھَا۔"

(ابوداؤد۔ حاکم۔ بیہقی)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آخر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا جو دین کے امور کو زندہ کرے گا۔

مجدد کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دین کا متبع ہو۔ سنت کا احیاء کرے۔ بدعات، قبیحات کو رفع کرے۔ صحیح عقیدہ کا حامل ہو۔ ایک صدی کے آخری

Marfat.com

دوسری صدی کے شروع میں اس کے اتقا پرہیزگاری احیاءِ سنت کے لیے جہاد کا چرچا ہو۔

یہ تمام چیزیں اور امور حضرتِ مرشدِ پاکاں رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی ہیں۔ مریدین و متبعین کی تعداد اور پھر خلفاء کا دنیا کے اطراف واکناف میں پھیل کر تبلیغ کرنا۔ یہ دولت عظیم اس صدی میں سوائے آپ کے کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔

مرشدِ پاکاں کے عقائد جو صدرالافاضل نے مولانا سردار احمد کے خط کے جواب میں ارشاد فرمائے۔

بعض لوگوں نے مرشدِ پاکاں سید صوفی محمد حسین مراد آبادی کے عقائد کے بارے میں پروپیگنڈہ کیا۔ ایسا پروپیگنڈا کرنے میں دیوبندی ،غیر مقلد وہابی اور بعض سلسلہ جمالی کے لوگ تھے مولانا سردار احمد چونکہ قبلہ عالم شاہ محمد سراج الحق کرنالوی سے بیعت تھے۔ اس نسبت سے مرشدِ پاکاں مولانا کے دادا پیر بنتے تھے اس لیے مولانا کو تشویش ہوئی۔ مولانا نے اس تشویش کو دور کرنے کے لیے صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کو خط لکھا کہ حضرت ممدوح کے عقائد پر روشنی فرمائیں۔ صدرالافاضل نے اپنی استاذ سے تعلیم پائی تھی جن سے مرشدِ پاکاں رحمتہ اللہ علیہ نے علم حاصل کیا تھا۔ نیز صدرالافاضل نے آپ کی صحبت بہت کی تھی اور دونوں ایک ہی شہر کے باسی تھے۔ مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ کے خط کے جواب میں صدرالافاضل نے شرح و بسط کے ساتھ صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ زبان فرمایا۔ اس کتاب میں دونوں خطوط کی نقل لفظ بلفظ کی جاتی ہے۔

Marfat.com

نقل خط مولانا سردار احمد صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بخدمت اقدس و بملاحظہ اشرف فخر اہلسنت حامی بدعت استاد العلماء صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی حافظ قاری محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی دامت برکاتہ العالیہ۔

مودبانہ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ حضرت زبدۃ الاصفیاء زین الفقراء مولانا مولوی صوفی شاہ محمد حسین صاحب قبلہ مراد آبادی زید مجدہم کا کیا مسلک تھا۔ وہابیہ غیر مقلدیہ و وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ واقوال فاسدہ جو ان کی کتابوں مثلاً تقویۃ الایمان و حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ میں منقول ہیں۔ حضرت قبلہ صوفی صاحب قدس سرہ العزیز کا ان کے متعلق کیا مختار تھا۔ فاتحہ و عرس و میلاد شریف و گیارھویں شریف و دیگر امور مستحسنہ کرتے تھے یا نہیں اور ایسی مجالس میں شرکت فرماتے تھے یا نہیں۔ حضور والا چونکہ صوفی صاحب قبلہ کے استاذ بھائی ہیں اور طویل زمانہ تک حضرت ممدوح کی صحبت میں رہے ہیں۔ لہذا حضور والا حضرت ممدوح قدس سرہ العزیز کے احوال واقوال سے زیادہ واقف ہیں۔ سوال مذکور کے متعلق وضاحت سے جواب تحریر فرمائیں۔ بعض لوگ جو ناواقف ہیں یا معاند ہیں۔ وہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی طرف یہ جھوٹی نسبت کرتے ہیں کہ وہابیہ کو اچھا جانتے تھے برا نہیں کہتے تھے۔ لہذا خادم نے سوال مذکورہ کے جواب کی تکلیف دی تاکہ ان لوگوں کا جھوٹ واضح ہوجائے۔

والسلام

خادم ناچیز (دستخط) فقیر سردار احمد غفرلہٗ قادری چشتی از قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور۔ پنجاب ۲۲ ماہ رمضان مبارک ۵۹ھ

Marfat.com

(نقل جواب)   صدر الافاضل رح

خلیل ارکانی و روحانی عالم ربانی مولانا ابو الخیر سردار احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت مولانا صوفی سید شاہ محمد حسین صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ ایک عارف کامل تھے اس فقیر کو ان کی خدمت بابرکت میں عرصہ دراز تک پابندی سے حاضری دینے کا شرف حاصل ہے اور حضرت ممدوح سے بہت فیض پایا ہے ہم استاذی کی نسبت بھی ہے مگر عقیدت و نیاز مندی کی نسبت، جو فقیر کیلئے قابل فخر ہے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی یہ فقیر حضرت کی خدمت میں حاضری کا التزام رکھتا تھا۔ اور اپنے ہر شعبہ زندگی کو ان کے منشاء کے مطابق بنانے میں کامیابی سمجھتا تھا سنیت کی نعمت پر اس فقیر کو استحکام حضرت کی بدولت حاصل ہوا وہابیہ غیر مقلدیہ اور تمام بد مذہبوں کا حضرت صوفی صاحب بید رنغ رد فرماتے تھے وہابیہ کے علماء بھی حضرت صوفی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں بغرض مناظرہ پہنچے اور شرمندہ ہو کر واپس ہوئے۔ زبانیں بند ہو گئیں اور جواب نہ آیا بشیر الدین قنوجی اور اسکا سراپا فخر شاگرد تلطف حسین صوفی صاحب کے مقابلہ میں نہایت ذلیل ہوئے۔ امکان کذب باری تعالےٰ پر بحث تھی صوفی صاحب کی گفتگو نے لاجواب کر دیا۔ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ و تحذیر الناس کے مصنفین کو تو صوفی صاحب بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جاہل گمراہ فرماتے تھے۔ تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف کو بد مذہبی کی خرافات کا بانی اور عیار فرماتے تھے۔ میں نے ان کی زبان مبارک سے سنا ہے اسماعیل دہلوی نے حضرت شاہ عبد العزیز[1] کا زمانہ پایا۔ ان کی قرابت پر فخر بھی ہے۔ انہیں کا مرید سید احمد ہے مگر شاہ صاحب سے مرید نہ تھا اس سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا تھا۔ ایک جاہل سید احمد کو پھانسا اور اسکو پیر بنا کر اپنی بد مذہبی کو رواج دیا۔ فاتحہ عرس گیارھویں شریف میلاد شریف

---

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سفر برائے زیارت قبور تو صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے معمولات ہیں جن پر تمام عمر عمل رہا۔ خود اپنے مکان پر اپنے پیر کا ہمیشہ عرس کیا کرتے تھے۔ عرس اور میلاد شریف میں شریک ہوتے۔ دور دور عرسوں میں تشریف لیجاتے کلیر شریف ہر سال حاضر ہوتے اور وہاں ایک بڑا شاندار کیمپ آپ کا ہوتا۔ کثرت سے لوگوں کو اس عرس میں ساتھ لے جاتے۔ جانے کی ترغیب دیتے۔ بے استطاعت لوگوں کے مصارف کی خود کفالت فرماتے۔ عرس کلیر شریف ہی میں بیمار ہوئے۔ اور اسی مرض میں وصال فرمایا۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو لاکھوں آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اور وہ لوگ ابھی زندہ موجود ہیں۔ فاتحہ آپ کے یہاں ہر ہفتہ لازمی طور پر ہوتی تھی اور اس سے زیادہ بھی ہو جاتی تھی۔ جو اس فقیر کا مسلک ہے وہی صوفی صاحب قدس سرہ العزیز کا مسلک تھا۔ میں ان کے حکم سے وعظ کہتا رد وہابیہ کرتا وہ تشریف فرما رہتے۔ جامعہ نعیمیہ کی بنیاد صوفی صاحب کی امداد اور ان کے ارشاد پر رکھی گئی۔ اس کے تمام جلسوں میں صوفی صاحب شرکت فرماتے۔ وہابیہ کی تدبیر اشاعت بدمذہبی کے خلاف صوفی صاحب ہی کی راہ پر عمل ہوتا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ممتاز خلیفہ مولوی محمد صدیق۔ کو مسجد نعیمیہ شریف کی امامت سے علیحدہ کرنے میں صوفی صاحب قدس سرہ العزیز نے زور اور قوت سے کام لیا اور انہیں نکال کر چھوڑا۔ صوفی صاحب اہل باطل کے ساتھ قلبی عداوت کے ساتھ عملی مقابلہ بھی فرماتے تھے اور ان کو ذلیل کرتے تھے اگر اسکی تفصیل کی جائے تو ایک کتاب تیار ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب قدس سرہ کی وہی راہ تھی جس پر وہ مجھے چلا گئے۔ اللہ تعالیٰ اسی راہ راست پر میرا بھی خاتمہ فرما دے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ مولانا و سیدنا محمد ن المصطفیٰ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

والسلام خیر ختام

(دستخط) محمد نعیم الدین ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ

Marfat.com

فیضانِ اویسی : ہر شش خانوادہ کی تعلیم مع سلسلہ چشتیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، مداریہ اور اویسیہ مرشد پاکاں رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہے۔ غرض حضور فیضان متعدی المتعدی قرینہ سے بظاہر زنگار زنگ وجودِ عالم میں مثلِ روح رواں کے جاری وساری ہے۔ علاوہ کسبی نسبتوں کے حضور انور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ

مستفیض تھے اور

ذات باری تعالےٰ سے بلاواسطہ آپ کو اویسیت تھی

اس لیے آپ قطب الارشاد تھے۔ آپ کو علم وعمل اور طریقت میں جو کمال تھا آپ کے جاننے والے مخالف وموافق ہر دو مداح ہیں (صوفی محمد امین رح)

مریدین وخلفاء : آپ کے دستِ اقدس پر تقریباً تیرہ لاکھ ۱۳۰۰۰۰۰ لوگوں نے سلسلہ چشتیہ صابریہ و دیگر سلاسل میں توبہ کی اور سلاسل میں داخل ہو کر اتقاد پرہیزگاری کی زندگی بسر کی۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو غفلت کا شکار ہو کر نماز قضا کرتا۔ ان میں ۱۶۰۰ سو خلیفہ مجاز ہوئے جو عالم کے اطراف واکناف میں تعلیم خلق اللہ کے لیے ماذون ہوئے۔ (مولانا غلام ربانی سلمہٗ)

حضرت صوفی حافظ محمد امین صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔

جس قدر آپ کی ذات سے اس زمانہ میں ہدایت ہوئی ہے مشائخین زمانہ میں سے کسی سے نہیں ہوئی۔ بے شمار آدمیوں نے آپ کے دستِ پاک پر بیعت کی جس میں اکثر فاضل علماء ہیں اور تعلیم آپ کی ایسی وسیع تھی کہ آخر وقت تک ہر متعلم اپنے آپکو مبتدی جانتے رہا۔ غائبانہ حکمائے اشراقین کے طور طرز پر بھی آپ کے یہاں تعلیمی سلسلہ قائم تھا۔ حسن وجمال، زر ومال جامع

Marfat.com

علوم، جانبین سے شریف النفس غرض آپ کی ذات والاصفات اس عالم میں عجیب جامعیت کے لباس سے مزین تھی۔ (شجرہ عالیہ صہ ۸)

تفضیل بلا تنقیص : نواب احمد رضا رام پوری (تفضیلی شیعہ) ایک مرتبہ مراد آباد شریف میں آپ کی شہرت سنکر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کے عالمانہ ومنصوفانہ غیر متعصبانہ کلام سے نواب صاحب کو اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوئی۔ دل میں آنحضور صوفی صاحب کے سلسلہ میں داخل ہونے کا جذبہ ہوا تو یوں عرض کی "حضور طبیعت آپ کی طرف مائل ہے لیکن میں تفضیلی ہوں" آپ نے بلا توقف ارشاد فرمایا "نواب صاحب! تفضیل بلا تنقیص کے تو ہم بھی قائل ہیں" کوئی مباحثہ اور مناظرہ نہ ہوا۔

بس دو لفظی گفتگو نے نواب صاحب کو گرویدہ بنا دیا فوراً قدموں میں گر کر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے پہلے عقائد سے تائب ہوئے۔ بعد از بیعت اس قدر ریاضت کی کہ خلافت سے نوازے گئے۔

اولاد : آپ کی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ کسی دوست نے عرض کی کہ حضور آپ مستجاب الدعوات ہیں اللہ کے حضور نرینہ اولاد کے لیے دعا فرمائیں تاکہ آپ کا سلسلہ جاری ہو۔ ارشاد فرمایا۔

"اولاد زیادہ سے زیادہ دو یا تین پشتوں تک نام زندہ رکھتی ہے اور مریدین جو روحانی اولاد ہوتے ہیں قیامت تک سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں"

آپ کی فقط دو صاحبزادیاں تھیں جو جناب مشہود احمد صاحب اور جناب سرور احمد صاحب سے منکوحہ تھیں صاحبزادیوں کی اولاد کے حالات معلوم نہیں (صاحبزادہ اصغر علی صاحب سمۂ ابن حضرت حافظ محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

وفاتِ شریف: ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۲ء) میں مرشدِ پاکاں
[رحمۃ ا]للہ علیہ نے وفات پائی۔ مزار اقدس عقب زنانہ مکان بالمقابل قدیمی
[...]ں پورہ محل سرا مراد آباد شریف (بھارت) میں ہے۔

خلفاء: حضورِ پرنور مرشدِ پاکاں صوفی سید محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ
[ع]لیہ کے خلفاء سولہ (۶۰۰) اور مریدین تیرہ لاکھ۔ (سلاسل اربعین) ہیں جو اطرافِ
[عا]لم میں کثرت سے تعلیم خلقِ اللہ کیلئے ماذون و مختار ہو کر ہر سمت سلسلہ کی تعلیم کے لئے
عالم میں مسکن پذیر ہوتے۔ اِن تمام خلفاء میں سراج السالکین حضرت مولانا شاہ
محمد سراج الحق فاروقی قریشی کرنالوی ثم گورداسپوری نے بہت کام کیا۔ اور
سلسلہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کی بنیاد ڈالی ان کا ذکرِ خیر چہلم و یکم باب میں ہوگا۔ باقی
چند خلفاء کا ذکر ہم اسی باب میں کریں گے۔

۲۔ حضرت منشی رضی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اعاظم خلفاء سے تھے، مرشدِ پاکاں سید صوفی محمد حسین صاحب قدس
سرہٗ کے تمام خطوط و دیگر تحریرات کا کام آپ کے سپرد تھا۔ نہایت متقی پرہیز
گار اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے تقریباً ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں فوت ہوئے
مزار شریف مراد آباد ہی میں ہے۔

۳۔ حضرت سید صوفی محمد امین صاحب قدس سرہ العزیز

آپ کے والد گرامی حافظ محمد اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ افغانستان سے
ترکِ وطن کر کے لاہور آئے اور بھونڈ پورہ مزنگ لاہور میں رہائش اختیار کی اسی
جگہ صوفی صاحب ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوتے اور لاہور کے علماء
سے علومِ ظاہری کی تکمیل کی، تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد زبدۃ العارفین حضرت

Marfat.com

سید صوفی محمد حسین مراد آبادی کے دست حق پرست پر سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ اویسیہ میں بیعت فرما کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے پیر مہر علی شاہ سے بھی آپ کے اچھے تعلقات تھے۔ آپ نے دو کتابیں بہ نیس العاشقین اور راحت العاشقین بھی تحریر فرمائیں یہ نسخے آپ کی اولاد کے پاس موجود ہیں آپ کی وفات ۷ ذی الحجہ ۱۳۶۳ء مطابق نومبر ۱۹۴۴ء میں ہوئی۔ مزار شریف تکیہ دھوبیاں نزد مزنگ میانی صاحب قبرستان لاہور میں ہے ہر سال عرس ہوتا ہے۔ قوالی بھی خوب ہوتی ہے آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

صاحبزادہ انور علی قدس سرہٗ

صاحبزادہ قاسم علی قدس سرہٗ

صاحبزادہ حکیم اصغر علی شاہ صاحب سلمہٗ

صاحبزادہ اصغر علی صاحب سے فقیر کے دوستانہ مراسم ہیں باکمال انسان ہیں (۸ مئی ۱۹۹۰) تادم تحریر بقید حیات ہیں۔ زبردست عامل ہیں۔ شریعت کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت فرمائے۔

آپ کے خلفاء

★ **شیخ عبدالرزاق محلاتی قدس سرہٗ العزیز** فتح پور سیکری

★ **جناب شیخ فاضلی صاحب کراچی** تادم تحریر بقید حیات ہیں ان کی ولایت چہرہ سے عیاں ہے۔ فقیر کئی بار زیارت سے مشرف ہوا۔

★ **صوفی محمد ظفر شاہ** رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔ آپکا مزار پاک پتن شریف میں حضرت عزیز الدین مکی رضی اللہ عنہ کے عقب میں ہے۔ نہایت وسیع اور پر فیض مکان ہے ایک خوبصورت مسجد بھی ہے۔ فقیر

Marfat.com

نے مزار شریف پر ۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ کو حاضری دی۔

★۳۔ حاجی علی احمد صاحب قدس سرہٗ آپ مراد آباد سے تشریف لاکر صاحبزادگان صوفی محمد امین صاحب قدس سرہٗ کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ مرشدِ پاک سے بیعت تھے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء (۱۳۹۰ھ) میں وفات پائی مزار شریف مراد آباد میں ہے۔ ان کے خلیفہ اور بھتیجے

پیرزادہ حکیم کامل نظامی دہلوی لاہور میں مطب کرتے ہیں

۴۔ مولانا غلام باری صاحب قدس سرہ : آپ بھی سید صوفی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے تھے ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء) میں فوت ہوئے۔

۵۔ سید اولاد علی شاہ گیلانی

نہایت فاضل انسان تھے۔ یونیورسٹی آف پنجاب میں ملازم تھے۔ صوفی صاحب کے محبوب خلفاء سے تعلق رکھتے تھے۔ صاحبزادہ محمد افضل حق خالد ابن سیدی و مرشدی حکیم مولانا عبدالغنی صاحب قدس سرہٗ نے ان کی زیارت کی ہے۔ اندرون بھاٹی گیٹ اپنے خاندانی قبرستان میں مدفون ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ جناب احمد ابراہیم قدس سرہٗ : ظاہری و باطنی علوم میں اپنی مثال آپ تھے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ملازم رہے۔ ایک ہندو نے کہا کہ مسلمان حساب نہیں جانتے تو آپ نے اسے مقابلہ کے لیے کہا۔ دونوں نے الہ آباد یونیورسٹی میں ایم اے ریاضی کا داخلہ لیا۔ جناب احمد ابراہیم یونیورسٹی میں اول رہے اور ہندو فیل ہوگیا کربلا (عراق) میں گورنر بھی رہے۔ صوفی صاحب مراد آبادی کے خلفاء

Marfat.com

سے تھے۔ صوفی صاحب ان کے ہاں اکثر تشریف لاتے اور قصرِ احمد اندرون بھاٹی گیٹ لاہور میں قیام فرماتے۔ قوال کا بہت ذوق رکھتے تھے۔ ان کے صاحبزادے جناب ڈاکٹر جمیل احمد صاحب آپ کے بہت سے واقعات سناتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی سماع کا ذوق فرماتے ہیں۔ حکیم نیر واسطی جناب ڈاکٹر احمد ابراہیم قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

۷۔ حکیم اجمل خان صاحب دہلوی قدس سرہٗ

آپ بھی صوفی صاحب کے مریدین میں سے ہیں۔

۸۔ مولانا حکیم مولوی محمد عبدالغفور خاں قیس چشتی قادری سروری قدس سرہٗ

آپ نے صوفی سید محمد حسین مراد آبادی سے بیعت کی اور تکمیل راہِ سلوک خواجہ محمد سراج الحق چشتی سے کی۔ بہت سی عربی فارسی کتابوں کے منظوم ترجمے کیے۔ مثنوی شاہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا بھی منظوم ترجمہ کیا ہے جسکو "اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ کشمیری بازار لاہور" نے شائع کیا ہے اس کے دیباچے میں خود رقم طراز ہیں۔

اما بعد : سراپائے قصور احقر فقیر مولوی محمد عبدالغفور خاں قیس بوڑلوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی اویسی مداری قلندری ثم السنبل پوری عفی عنہ کہ ناظم ترجمہ مثنوی شاہ شرف الدین بوعلی قلندر کا ہے چونکہ مثنوی ہذا باقاعدہ عروض بحر رمل مسدس محذوف (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن) میں تھی لہذا اس کا ترجمہ بھی خاکسار نے اسی بحر رمل مسدس محذوف میں سلیس اردو منظوم بامحاورہ لکھ دیا ہے اور تاریخی نام اس ترجمہ کا القائے منظوم اردو رکھ دیا ہے ـــــ یہ ترجمہ ایک پرانے نسخہ صحیحہ سے کیا گیا ہے جو مجھ کو میرے معزز محترم برادرِ طریقت مولوی

Marfat.com

سراج الحق صاحب، کرنالوی المدفون خاص گورداسپور خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ سے ایام سلوک میں مرحمت ہوا تھا۔ چونکہ اس ناچیز کو بھی توسّل حضرت قدوۃ الکاملین سراج السالکین مولانا مرشدنا سید شاہ صوفی محمد حسین صاحب حسنی الحسینی سنزاداری مراد آبادی خانوادہ "قلندریہ" سے فیض باطنی کا اکتساب ہوا ہے۔

وفات آپ کی لاہور میں ۱۳ اللہ میں ہوئی۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرشدِ کامل صوفی محمد حسین مراد آبادی اس رباعی کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

حیدریم قلندرم مستم　　　بندۂ مرتضیٰ علی ہستم
سرگروہِ تمام رندانم　　　کہ سگِ کوئے شیر یزدانم

۹۔ فاضلِ اجل ڈاکٹر حکیم صوفی حبیب الرحمٰن برق لدھیانوی قدس سرہٗ

ڈاکٹر صاحب ابن حاجی محمد رمضان لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے ممتاز علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا۔ فرنگی محل۔ دیوبند، جامعہ ازہر مصر کے فاضل تھے۔ کچھ عرصہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی رہے۔ عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں ایم۔ اے تھے۔ پی ایچ ڈی کی بھی ڈگری حاصل کی۔ چاروں زبانوں میں بلاتکلف گفتگو فرماتے تھے۔ اس دور کے مشائخ میں شاید ہی کوئی اس قدر پڑھا لکھا ہو۔

سلسلہ چشتیہ صابریہ و دیگر سلاسل اولیاء میں مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین مراد آبادی کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ تربیت حضرت مولانا شاہ محمد سراج الحق چشتی اور مولانا شاہ انور علی شاہ سے حاصل کی۔ اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس قدر باکمال ہونے کے باوجود تمام عمر چٹائی پر بیٹھ کر گذاری اہل دنیا سے نفرت کرتے تھے ہر وقت ذکرِ خدا و مصطفیٰ میں رطب اللسان رہتے۔ ڈاکٹر صاحب کی بارگاہ میں مختلف خیال کے لوگ حاضر ہوتے تھے۔ آپ ان سے ایسی گفتگو فرماتے

Marfat.com

کہ انہیں تسلیم کے سوا چارہ نہ رہتا۔ شعبہ مکتب فکر کے مولوی محمد اسماعیل صاحب، آپ کی ملاقات کے لیے آئے تو فرمایا " مولانا ایک شخص اپنی ماں کو گالی دیتا ہے اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے" مولانا نے کہا " وہ بڑا بے ادب ہے اور گستاخ ہے" ڈاکٹر صاحب نے فرمایا " جو لوگ تمام مسلمانوں کی ماں کو گالی دیتے ہیں ان پر بہتان طرازی کرتے ہیں ان لوگوں کی کیا پوزیشن ہے"، مولانا کے منہ پر مہر سکوت ثبت ہو گئی۔

ایک غیر مقلد شخص حاضر ہوئے اور کہنا شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب دیکھیے بعض لوگ یا غوث اعظم دستگیر کہتے ہیں، بعض انبیاء اولیاء کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے"۔ ڈاکٹر صاحب اطمینان سے اس کی گفتگو سنتے رہتے بالآخر فرمایا " میں نبی نہیں لیکن ان کا ادنیٰ غلام ہوں اور تمہاری پوشیدہ باتوں سے واقف ہوں۔ بھاوجہ کو بغیر نکاح لیے پھرتے ہو اور انبیاء و اولیاء پر طعن کرتے ہو۔ ذرا ہوش کی دوا لو۔ وہ حضرت تو خاموشی سے رخصت ہو گئے۔

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ (۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء) بروز بدھ آپ کا وصال ہوا بڑی جنازگاہ کے عقب بہاول پور روڈ میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ مولانا محمد عبد الغفار ظفر صاحب نے پڑھائی۔ وصال سے چند روز قبل کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ چند گھونٹ جوشاندہ پی لیا کرتے تھے۔ ایک دن صاحبزادہ محمد اکرام الحق نے عرض کیا کہ کچھ تناول فرمائیں فرمایا " تیس سال بعد خدا خدا کر کے میں نے اپنے پیٹ کو صاف کیا ہے اب پھر اس سے ملوث کرنا چاہتے ہو۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت)

آپ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے ایک رباعی درج ذیل ہے ؎

ہے مشق ولا بو ترابی ہی نہیں
یہ مے تند ہے گلابی ہی نہیں

Marfat.com

کافر ہے جو علی کو خدا کہتا ہے
پی کے جو نہ بہکے وہ شرابی ہی نہیں

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔

★ جناب محمد اکرام الحق سلمہٗ

آپ بااخلاق اور سنجیدہ ہیں۔ فقیر کی آپ سے ملاقات ہوتی رہتی ہے آپ سے کافی معلومات بھی حاصل کی ہیں۔ گفتگو میں کشش پائی جاتی ہے۔ فقیر نے اپنی پرائیویٹ ڈائری میں ان کا ایک انٹرویو لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آپ اپنے والد کے پیر بھائی۔ مولانا انور علی شاہ پیلی بھیت سے بیعت ہیں آپ کا نام مولانا سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا جبکہ آپ، صاحبزادہ صاحب کی پیدائش پر لدھیانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی رہائش رسمن آباد یکی ٹھٹی میں ہے۔

۲۔ صاحبزادہ سراج الحق سلمہٗ

ڈاکٹر صاحب اپنے پیر بھائی اور پیر صحبت کی عقیدت پر ان کا نام سراج الحق رکھا۔

ڈاکٹر برق صاحب حکیم بھی تھے۔ حکیم عبد المجید عتیقی نے اپنی کتاب "اسرار الاطباء" کی جلد چہارم صفحہ ۱۷۰ پر پانچ نسخے آپ کی نسبت سے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں کامل بک ڈپو سیکار نوبازار منگلپورہ لاہور سے طبع ہوئی

۱۰۔ حضرت مولانا انور علی شاہ قدس سرہٗ

آپ پیلی بھیت کے رہنے والے ہیں۔ مرشد پاک کے اعاظم خلفاء سے ہیں طریقت و شریعت میں آپ کی بلندی کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے

Marfat.com

کہ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب نے ان سے طریقت میں تربیت حاصل کی۔ اور اپنے صاحبزادے اکرام الحق کو ان سے بعیت کرایا۔ آپ ۱۳۹۹ھ میں فوت ہوئے مزار اقدس پیلی بھیت میں ہے ان کے فرزند ارجمند صاحبزادہ

سید احمد میاں : صاحب ہیں جو اپنے والد گرامی کے سجادہ نشین ہیں اور ان کے دو صاحبزادے

میاں عبد اللطیف صاحب اور محمد رمضان صاحب

ہیں۔

۱۱۔ حضرت منشی انتظام علی شاہ قدس سرہٗ میرٹھی

آپ کے ذمہ بھی اپنے پیر و مرشد سید صوفی محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کے خط وکتابت کرنا تھا۔ جذب و مستی ذوق و شوق اور سوز و گداز میں بلند مقام تھا آپ کا فیضان بہت زیادہ تھا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ اور انشاء اللہ جاری رہے گا آپ کے خلفاء ہیں ہند و پاک میں معروف خلیفہ

حضرت لطیف شاہ میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ میرٹھ میں قیام پذیر تھے۔ پاکستان خصوصاً لاہور پاک پتن شریف میں آپ کے کافی مرید ہیں۔ صفر ۱۴۰۶ھ مطابق نومبر ۱۹۸۵ء کو وفات پائی۔ مزار شریف میرٹھ بھارت میں تھا۔

حضرت سید امور الحسن صاحب حسنی الحسینی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت لطیف شاہ میرٹھی کے خلیفہ ہیں۔ مزار اقدس عزیز مکی رضی اللہ عنہ پاک پتن شریف کے نزدیک آپ کی خانقاہ (گھر) ہے جہاں آپ طریقت و شریعت کی تبلیغ فرماتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۹ شوال ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۷ جون

Marfat.com

۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک ہو۔ آپ کی قبر پر شاندار قبہ تعمیر کیا گیا ہے مزار کے ساتھ ہی ایک مدرسہ قائم ہے۔

جناب صابر میاں صاحب سلمہٗ

آپ خوبصورت جوان اور پیر بانکا ہیں۔ زرق برق لباس زیب تن رکھتے ہیں۔ چال میں بانکپن ہے پہلے آپ اپنے والد کے ساتھ شو مارکیٹ لاہور میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ حضرت لطیف شاہ صاحب سلمہٗ کے مرید ہونے کے بعد بانکپن فقرا اختیار کیا۔ سنت نگر لاہور نزد گھوڑا ہسپتال میں قیام پذیر ہیں بہت سے لوگ آپ کے دربار میں جمع رہتے ہیں۔ عملیات پر بھی عبور حاصل ہے ہر سال ماہ صفر المظفر کے آخری ایام میں شہزادہ قدس حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ فَسَلِّمْ

مرشدِ پاکاں کے ارشادات برائے اذکار

از قلم

شاہ محمد سراج الحق قدس سرہٗ

امابعد خادم الفقراء محمد سراج الحق قریشی فاروقی بخدمت احباب طریقت مدعا پرداز ہے کہ مرشدی حضور اقدس حضرت مولانا مرشدنا صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب مراد آبادی مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ جو بتقریب عرس پاک پتن شریف ایک دفعہ تشریف لائے تو ازراہِ نوازش گورداسپور میں قدم رنجہ فرمایا۔ بوقت واپسی درمیان گاڑی زبان فیض ترجمان سے چند اصلاحات بابت بدستور العمل درگاہی طلباء راہِ حق ارشاد فرمائے۔ اس نیازمند کی عقل ناقص سے مناسب معلوم ہوا کہ انکی تشریح برائے احباب بطور ایک رسالے کے کی جائے لہذا امیدِ قبولیت

Marfat.com

پر مندرجہ ذیل رسالہ

سراج الطالبین

لکھا جاتا ہے۔ طالب راہِ آخرت کو چاہیے کہ بعد استقامت احکاماتِ شریعت کے ذکر کی طرف توجہ کرے اور مرشد کامل سے واسطہ پیدا کرے۔ اور اقسام ذکر سے آگاہی حاصل کریں۔ چنانچہ ذکر کی سات قسمیں ہیں۔

(۱)۔ ذکرِ لسان (۲) ذکرِ نفس (۳) ذکرِ قلب (۴) ذکرِ روح
(۵) ذکرِ سِتر (۶) ذکرِ خفی (۷) ذکر اخفیٰ

اول ذکرِ لسان : یعنی ذکر زبان۔ جسکو ذکر جسمی یا ناسوتی بھی کہتے ہیں مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ۔ اس ذکر کے غلبے سے فنا صفاتِ ذمیمہ کی جو صفتِ نفسِ امارہ ہیں صفاتِ حمیدہ میں جو اوامرِ شرع شریف ہیں ہو جاتی ہیں۔ حرص امل، غضب، دروغ، غیبت، بخل حسد، ریا اور کبر صفات ذمیمہ ہیں۔

صبر، شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکل، رضا اور تسلیم اوصافِ حمیدہ ہیں۔

دوم ذکرِ نفس : اس کو فکر بھی کہتے ہیں یعنی تصورِ عقلی سے مقصودِ اصلی تک پہنچنا اور پھر اسکو طلب کرنا اور اس کے غلبے سے فنا خواہشاتِ نفسانی کی جو نفسِ لوآمہ کی صفات ہیں خواہش ربانی میں ہو جاتی ہیں اور احکام شریعت پر استقامت حاصل ہو جاتی ہے اور طریقہ مکاشفہ اور الہام کا جو مقام نفسِ ملہمہ کا ہے ظاہر ہو جاتا ہے۔

سوم ذکرِ قلب : اسکو ذکرِ ملکوتی بھی کہتے ہیں مثلاً اِلاَّ اللّٰہُ اور اسکو مراقبہ

Marfat.com

بھی کہتے ہیں یعنی اس چیز کو نگاہ رکھنا جو کہ مقصود ہے۔ اس ذکر کے غلبے سے فناءِ افعال واوصاف موجودات کی موجود مطلق کے افعال واوصاف میں ہو جاتی ہے تاکہ ہر شے کی حقیقت میں اثر افعال حق کا ملاحظہ کرے اور اطمینانِ قلبی کہ مقامِ نفسِ مطمئنہ کا حاصل ہو جاتے۔

چہارم ذکرِ روح : اس کو ذکرِ جبروتی اور مشاہدہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی حق تعالیٰ کو بجہت اسماء صفات مشاہدہ کرے مثلاً ذکر اَللّٰہ کہ اس کے بیں فنا کثرت کی وحدتِ حق میں ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ اس کے مشاہدے میں سوائے ذات بجہت کے اور کچھ نہیں رہتا۔ اور یہ مرتبہ مشاہدے کا ہے۔

پنجم ذکرِ سرّ : اس کو ذکرِ لاہوتی بھی کہتے ہیں۔ یعنی نورِ تجلیات ذات کا مرید کے دل پر بے جہت اور بے مثل وارد ہو جائے مثلاً ذکرِ ھُوْ ھُوْ اسکو لذت اذکار نفور از خلق بھی کہتے ہیں۔ یعنی اپنے تیئں کس وجہ اپنے آپ میں نہ دیکھے۔ بعد اس کے جب اپنے آپکو یاد ے تو فنا ہی نہیں رہتی اور بعدہٖ فناء الفنا ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ میں سالک کا علم ذات اور حقیقت باقی نہیں رہتی۔ اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو سالک کا مقصود ہے اور سیر فی اللہ جو سالک کا تصور ہے۔ تمام ہو جاتا ہے اور سالک مطلب اصلی حاصل کرکے عام موجودات کو اپنا ظہور سمجھتا ہے یعنی ہستی سالک کی بالکل نہیں رہتی اگر اس مرتبہ کی تجلی ایک بار بھی تمام عمر میں سالک کے دل پر وارد ہو جائے تو اسکو ولی کہتے ہیں۔ مگر یہ مرتبہ کبھی وارد ہوتا ہے بعض کو ہفتہ میں ایک ساعت یا دو ساعت یا تین ساعت۔ یہ فنا باقی رہتی ہے یا دو تین روز اور یہ مطابق احوال عارفوں کے ہوتا ہے اور بعض کا قول مندرجہ بالا اذکار کی نسبت یہ ہے۔

Marfat.com

ذِکْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَۃٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَۃٌ
ذِکْرُ الرُّوْحِ مُوَاحَۃٌ وَذِکْرُ السِّرِّ حَالٌ دَائِمٌ

ششم ذکرِ خفی: ذکرِ خفی اور ذکرِ اخفیٰ کی تشریح محال ہے۔ سیر کی چار اقسام ہیں۔ (۱) سیر من اللہ (۲) سیر الیٰ اللہ (۳) سیر فی اللہ (۴) سیر معَ اللہ۔

۱۔ سیر من اللہ کے یہ معنی ہیں کہ نقل اللہ سے بسوئے خلق یا من کے معنی عن کے لیے جائیں تو معنی سیر باللہ ہوں گے۔ یعنی سیر حق سے حق کے ساتھ بطرف خلق اور دوسری معانی یہ ہوتے ہیں کہ نقل کی فنا فی اللہ سے طرف بقا باللہ کے اور ذات بجہت سے طرف صفات کے

۲۔ سیر الی اللہ کے کئی معنی ہیں ایک تو یہ نقل کرنا بطرف اللہ یعنی سالک کی فکر کا نقل کرنا اپنی جانب سے اور تمام عالم کی طرف سے بجانب حق یعنی سالک کے قلب کی توجہ بسوئے حق۔ دوسرے معنی نفی اثبات ہے یعنی نفی ماسوائے اللہ اور اثبات حق۔ تیسرے معنی ذکرِ قلب، چوتھے معنی ذکرِ خفی۔ پانچویں معنی ذکرِ ستر چھٹے معنی معراج ہے۔ یعنی اسفل سے اعلیٰ کی طرف جانا۔ اس جگہ اسفل سے مراد خلق ہے اور اعلیٰ سے مراد حق ہے۔ یعنی سالک خلق سے جانب حق جاتا ہے اور انتہا الی اللہ کا سیر فی اللہ ہے اور اسکی انتہا اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ سالک کی نظر میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں آتا۔ تب سالک سمجھتا ہے کہ سیر الی اللہ انتہا کو پہنچی۔

۳۔ سیر فی اللہ۔ اسکی ابتدا سیر الی اللہ کی انتہا ہے اور اسکی انتہا لاہوت ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ سالک کی فکر کا اللہ میں ہونا۔ یعنی توجہ سالک کی حق کی طرف ہو نہ خلق کی طرف، اس مقام میں سالک ہمیشہ حق کی طرف متوجہ رہتا ہے اور مخلوق کو مخدوم سمجھتا ہے اور سیر فی اللہ کو فنا فی اللہ بھی کہتے ہیں

Marfat.com

اور فنا فی اللہ کے معنی یہ ہیں کہ سالک کا حق میں فنا ہو جانا جیسا کہ فنا ہونا اینٹ کا آگ میں اور فنا فی اللہ کی تین قسمیں ہیں ۔

(ا) فنا افعالی (ب) فنا صفاتی

(ج) فنا ذاتی

فنا افعالی اسکو کہتے ہیں کہ سالک اپنے افعال اور تمام عالم کے افعال کو حق تعالٰے کے افعال میں فانی کرے۔

فنا صفاتی اسکو کہتے ہیں کہ سالک اپنی صنعتوں کو اور شر وغیر شر کو حق تعالیٰ کی صفات میں فنا کرے ۔

فنا ذاتی اسکو کہتے ہیں کہ سالک اپنی ذات اور تمام عالم کی ذات حق تعالیٰ کی ذات میں فنا کرے۔

فنا فی اللہ کے تین مقامات ہیں۔

ایک مقام واحدیت ہے یعنی سالک اپنی ذات کو ذات حق میں اور اپنی صفات کو حق کی صفات میں اور اپنے افعال کو حق کے افعال میں فنا کرے ۔

دوسرا مقام وحدت ہے کہ سالک اپنے افعال صفات اور ذات ذاتِ حق میں فنا کرے۔

تیسرا مقام احدیت ہے کہ سالک اپنے آپ کو ذاتِ حق سبحانہٗ میں فنا کرے سیر فی اللہ کو اثبات فی اللہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس مرتبے میں حق کا اثبات ہے ۔

(۴) سیر مع اللہ - یعنی سیر کرنا سالک کا ہمراہ حق کے یعنی جو کام کرتا ہے ہمراہ حق کرتا ہے، جب حق کی طرف توجہ کرتا ہے تو ساتھ حق کے کرتا ہے اور جب خلق کی طرف توجہ کرتا ہے تو ہمراہ حق کرتا ہے۔ اور سیر مع اللہ کو بقا باللہ بھی کہتے ہیں کیونکہ سالک اس سیر میں باقی باللہ ہوا اور نیز اس سیر کو سکون مع اللہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس سیر میں سالک حق کے ساکن ہوا۔ اور اسکی حرکت انتہا

Marfat.com

کو پہنچی۔

جاننا چاہیے کہ ان چار سیروں میں دو سیر تو فنا فی اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی سیر من اللہ اور سیر الی اللہ ——— اور دو سیر یعنی سیر فی اللہ اور سیر مع اللہ بقا باللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب سالک مع اللہ کو پوہنچا تو سلوک ختم ہوا اور اسکی معرفت انتہا کو پہنچی اور اس سے بیشتر سلوک نہیں۔

معرفت کی تین اقسام ہیں۔

(۱) معرفت تقلیدی یعنی حق کی معرفت کتابیں پڑھنے اور علماء سے سننے سے حاصل کرے۔

(۱۱) معرفت کشفی

(۱۱۱) معرفت شہودی } حق تعالیٰ کو ان حجابوں کو جو بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان ہیں دور کرنے سے پہنچاننے ——— حق تعالیٰ کی آنکھوں سے پردوں یا بغیر پردوں میں دیکھے۔ بس سالک بعد سیر مع اللہ کے قابل ارشاد ہوتا ہے اور ولی بنتا ہے۔ اسکی ولایت ختم ہوتی ہے اور انتہا ولایت ابتداء نبوت کی ہوتی ہے۔

سالک کو چاہیے کہ ترکیب مندرجہ ذیل اذکار کی مشق کرے۔

اوّل ذکر جہر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ دوصد بار بطریق عروج و نزول بلحاظ نفی معبود، مطلب مقصود، غیر اللہ اس طرح کہ لَا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دائیں مونڈھے تک لیجاوے اور اِلٰہ کو سر سے (دماغ کے پیچ سے) باہر کو دیوے اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پہ مارے۔

دوّم صرف اِلَّا اللّٰہ چار سو مرتبہ اس طرح کہ نفی خیال میں کرے اور سر کو

Marfat.com

دائیں طرف لے جاکر پھر ضرب دل پر مارے۔

سوم اَللّٰہُ اَللّٰہ چھ سو مرتبہ اس طرح کہ بخیال سمیع بصیر وعلیم یا حاضر و ناظر یعنی ایک ضرب روح پر اور دوسری قلب پر مارے۔ بطریق عروج و نزول۔ روح کا مقام دل کے بالمقابل دائیں جانب ہوتا ہے۔

چہارم اللہ ھُو دو سو مرتبہ اس طرح کہ الف کو زبان سے شروع کرے اور ھ کو سینہ کے وسط میں ختم کرے۔ اور وہاں سے ھُو کو شروع کرے اور زبان کے کنارے تک لیجاوے یا برعکس کرے اور ملاحظہ برزخ یا نقش اسم ذات کا کرے خواہ وہ سیاہ یا سرخ یا شنگرفی یا زرد یا سفید لکھا ہوا ہو۔

پنجم حق حق دو مرتبہ کہے۔

ششم اَللّٰہ اَللّٰہ۔ دو سو مرتبہ بطریق بالا کہے۔

طریقہ ہائے ذکر ذکرِ ارّہ۔ اس کا طریق یہ ہے کہ دم کو بشدت تمام کھینچے اور لَا اِلٰہَ کو دائیں مونڈھے تک لیجاوے اور پھر سر کو پشت کی طرف جھکا کر اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر مارے۔ یا دونوں آنکھوں کو بند کرے اور زبان تالو سے لگائے اور دم کو الٹا کرے لفظ اللہ کو ناف سے بشدت تمام کھینچے اور دائیں مونڈھے کی طرف لے جاوے اور پھر ھُو کی ضرب دل پر لگائے کہ ارّہ کش لکڑی میں آرہ کھینچتا ہے اسی طرح زور اور سخت آواز سے دل پر ضرب رکھے اور ملاحظہ صفات امہات یعنی سمیع و بصیر اور علیم کا نگاہ رکھے اور تصور کرے کہ اوپر دل کے آرہ کھینچتا ہوں۔ اور بجائے برادہ کے جو لکڑی چیرنے سے نکلتا ہے ایسے ہی ذرّات نور صاف کے ہمراہ ھُو کے دل سے نکلتے ہیں اور بدن میں منتشر

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام عالم میں محیط ہو جاتے ہیں اور ذاکر تمام وجود اور تمام عالم کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

ذکر جاروب اس کا طریقہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ کو بائیں جانب زانو سے شروع کرے اور سر کو طرف دائیں زانو کے لاکر جانب پشت تھوڑا کج کرے اور ضرب الاّ اللہ کی قلب پر مارے۔ دوزانو بیٹھے اور دمادم مشق کرے

ذکر پاس انفاس یعنی آتے جاتے سانس کو معلوم کرے اور ذکر خواہ جہر کرے خواہ خفی اسطرح کہ جب سانس باہر جاوے تو لَآ اِلٰہَ اور جب اندر آوے تو اِلاَّ اللّٰہ اور نظر ہمیشہ ناف پر رکھے۔ اور پھر منہ بند کرکے بغیر حرکت زبان کے دم سے ذکر کرے اور اس قدر مشغول ہووے کہ دم ذکر ہو جاوے یا پھر یوں کہ لفظ اللہ کو باہر نکالے اور ھُو کو اندر لے جاوے اور ملاحظہ کرے کہ وہی اندر ہے اور وہی باہر۔ طریقہ اوپر گزرا۔

ذکر قلب مع حبسِ نفس اللّٰہ بطریق عروج و نزول سانس بند کرکے اور زبان تالو سے لگا کر نو ۹ دفعہ ایک سانس میں کہے یہانتک کہ ایک سانس میں چالیس بار کہے اسکو **محاربہ صغیر** کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ کرے تو اس کو **محاربہ کبیر** کہتے ہیں۔ یہانتک کہ ایک سانس میں ایک سَو بیس ۱۲۰ مرتبہ کہہ سکے تو سلطان الاذکار وارد ہو جاتے گا۔ اور طاق طاق بڑھاوے اور پھر خیال کرے کہ قلب سے اور تمام عالم اور ہر بال اور ہر رگ سے اللہ اللہ ہو رہا ہے اور اسقدر ذکر کا غلبہ ہووے کہ تمام عالمِ غیب اور عالمِ ناسوت

Marfat.com

وملکوت وجبروت کی سیر کرے اور لاہوت میں جاوے اور سیر مع اللہ تک پہنچ جائے۔ اور جو بیس ہزار بار روزانہ کرے اور جب سانس چھوڑے تو آہستہ آہستہ چھوڑے۔

ذکر سُلطان اسکو ذکرِ انحد اور ذکرِ سرمدی بھی کہتے ہیں اسکا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور کان انگلیوں سے بند کر کے تصور کرے کہ دماغ میں آواز مثل گرنے پانی کے آتی ہے اور اس قدر مشغول ہو کر بغیر کان بند کئے وہ آواز سنائی دے اور ادنیٰ درجہ اس ذکر کا یہ ہے کہ تمام موئے بدن سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دینے لگے۔

★ **مراقبہ:** فکرِ اطلاق و ذات بحت۔ سیر آفاقی۔ سیر النفسی و ورائے آفاق و انفس

سیرِ آفاقی سے مراد یہ ہے کہ جس قدر افعال وصفات مخلوقات کے ہیں وہ منجانب اللہ سمجھے ـــــ اور آفاق و انفس سے اعلیٰ درجہ بھی ہے۔ جو متعلق ذات بحت سے ہے جو قابل بیان نہیں۔

مراقبہ یعنی ملاحظ فنا عالم اور اپنی ہستی کا کرنا ہے اور خیال کرے کہ تمام عالم فنا ہو گیا ہے اور مثل خس وخاشاک کے ہوا میں اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہے اور اس آیت پر متوجہ رہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

مراقبہ بقا یعنی اپنے آپکو وعالم کو ہستی حق کے تصوّر کرے بلکہ عین ہستی

Marfat.com

اپنی جانے ۔ مراقبات کے کئی اقسام ہیں مگر نتیجہ اسکا وہی ہے جو اقسامِ ذکر میں بیان کیا گیا۔

انتباہ ! جاننا چاہیے کہ بقا باللہ رجوع ابتدائی حالت کی طرف ہے مگر مبتدی ومنتہی کی نظر میں فرق ہے کیونکہ مبتدی کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے جو باعثِ غفلت ہے منتہی کی نظر فنا اور اپنی بے خودی کے اول ذات پر پڑتی ہے اور پھر اسکے تحریر سے مظاہر و فتوحات و تعینات پر ۔ پس عارف ہستی حق کو جمیع احوال واقعات میں معائنہ کرتا ہے اور کوئی شے اس کے آڑے نہیں آتی اور رویئت حق سے مانع نہیں ہوتی۔ کیونکہ سالک اپنی حقیقت کو پہنچ گیا ہے ۔ پس عارف کامل کو حق خلق سے محجوب نہیں کرتی ۔

Marfat.com

ملکی سیاسی حالات

حضرت خواجہ محمد محمود الحق خاں حضرت خواجہ حافظ علی حسین و مرشدِ پاکاں رحمہم اللہ

جنگِ آزادی (۱۸۵۷) میں شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ ان کے سامنے نہ کوئی راہِ عمل تھی نہ منزل۔ زعمائے ملت شہید ہو چکے تھے یا پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے جو بچ گئے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ ایسے عالم میں عنایات انہی لوگوں پر ہو رہی تھیں جو انگریز کے لیے کسی نہ کسی طرح مفید ہو سکتے تھے انہیں خطابات اور جاگیروں سے نوازا جا رہا تھا۔ اہلِ حق کے لیے یہ عہد اسی طرح صبر آزما تھا۔ جیسے امام حسن بصری کے لیے حجاج بن یوسف کا عہد صبر آزما تھا۔

جب حالات قرار پذیر ہوئے تو اہلِ حق نے تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دینا شروع کیا۔ صوفیا خانقاہوں بیٹھ کر پھر نورِ اسلام کی روشنی پھیلانے لگے خواجگان ثلاثہ نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کام میں مرشدِ پاکاں نے اس قدر ترقی فرمائی کہ تیرہ ۱۳ لاکھ انسانوں کو اسلام کی روشنی سے منور فرمایا۔ اور سولہ سو خلفاء کو آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اور دین حقہ پر لوگوں کو قائم رکھنے کے لیے شریعت و طریقت کی صحیح راہنمائی فرمائی لہٰذا جب مرزائیت کا فتنہ رونما ہوا تو آپ کے خلفاء خصوصاً سراج السالکین خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ نے اس فتنہ کا سدِ باب فرمایا جس کی پوری تفصیل آئندہ باب میں آئے گی۔ قیام پاکستان کی تحریک میں بھی آپ کے خلفاء کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ یہ عزم اور حوصلہ انہیں قدرت کی طرف سے دیا گیا تھا۔ حقیقتاً قدرت ان سے عظیم کام لینا چاہتی تھی۔ یہ لوگ تہی دستی

Marfat.com

اور بے سروسامانی میں بھی متوکل اور صابر و شاکر رہے۔

ہزار خوف ہو مگر زبان ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

(اقبال)

(۱۲) حضرت ابوالفیض حافظ محمد عبدالرحمٰن شاہ منصورپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی جناب محمد جہانگیر خان صاحب ہے آپ منصورپور میں پیدا ہوئے۔ مابعد لاہور میں قیام فرمایا۔ حضرت مرشدِ پاکان صوفی صاحب قدس سرہٗ کے اعاظم خلفاء سے ہیں۔ رسالہ "سلاسل اربعین مع احوال نابان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم"، تصنیف بالطیف ۱۱ رجب ۱۳۲۱ کو مطبع بیت الشرف دہلی سے چھپوا کر صوفی صاحب نے فیضِ عام کیا۔ سلاسلِ اربعین میں تین خطوط بنام حافظ صاحب مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ و ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ یکم صفر ۱۳۱۴ھ موجود ہیں۔ جن میں ہدایات، ارشادات عبادات و معاملات بقیدِ اوقات شبانہ روز تحریر کئے گئے ہیں۔ سلاسل اربعین کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ حافظ صاحب سنہ میں فوت ہوئے۔

(۱۳) حکیم حافظ عمرالدین صاحب قدس سرہٗ

آپ بھی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اندرون موچی دروازہ میں مطب کرتے تھے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے ہاں اکثر ٹھہرا کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے حکیم محمد حسین صاحب ہیں" جو چشمہ صحت کے سربراہ ہیں۔

Marfat.com

بطور تبرک از مکتوبات صوفی صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ

برخوردار سعادت کردار زاد اللہ حُبّہٗ پس از دعائے ترقی مدارج مطالعہ کریں تعمیل میں ترک و تساہل نہ کرو اور کسی کو نظر حقارت نہ دیکھو خواہ عابد ہو اور متقی خواہ عاصی و گناہ گار تم کو اپنا اخلاق ایک طور پر ادا کرنا چاہیئے۔ مصرعہ نکو معقول بفرما گُل بے خار کجا است۔ انتظام علی نے لکھا ہے کہ میرے خط کا جواب نہیں آیا شاید اُن کی تحریر کے ایک دو روز بعد پہنچا ہو کیونکہ ہم نے روانہ کر دیا تھا اور اس خط میں استفسار تاریخ عُرس جناب مخدومنا اخوند فقیر صاحب قدس اللہ سرۃ العزیز لکھا ہے ہنوز اُس میں ایک عرصہ ہے یعنے شعبان کی دوسری تاریخ ہے آپ اُن کو مطلع کر دینا اور نظیر علی کا کوئی خط نہیں آیا کیا باعث ہے۔ جلد اس کا سبب لکھو اور تم جب اس طرف آؤ تو حمید الدین سے مل کر آنا شاید وہ کچھ کہے یا کوئی خط وغیرہ یہاں کو بھیجے زیادہ دعا عاقبت بخیر فقط۔ ۱۲۹۷ھ

مکتوب ۳ سوئم

برخوردار سعادت کردار زاد اللہ حُبّہٗ پس از دعائے ترقی مدارج مطالعہ کریں خط تمہارا وصول ہوا! برخوردار جمیل الحسن کا ماہ رمضان المبارک میں بتاریخ ۲۳ انتقال ہو گیا اور نیز جناب حضرت مخدومنا قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وصال پنجم ماہ مذکور ۱۲۹۷ بمقام رامپور بعارضہ ہیضہ بوقت صبح صادق بعد ادائے نماز صبح قبل از طلوع آفتاب ہوا اور دفن مراد آباد آکر قریب مقبرہ محمد فقیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ مرضی الٰہی پر صبر کیا گیا اور روپیہ جو نقد بقدر آٹھ روپیہ کے تھے بذریعہ منی آرڈر وصول ہوئے تھے اور چونکہ

Marfat.com

اُس وقت میں طبیعت چند در چند معاملات میں مشغول تھی تحریر جواب میں دیر ہوئی
اور نہ معلوم ہونے جائے قیام تمہاری سے اور یقین ہونے اطلاع پانے رسید روپیہ
سے بذریعہ ڈاک جواب کو موقوف رکھا تھا کچھ اور کسی قسم کا تردد نہیں کرنا چاہیئے
ہم تم سے بہت راضی اور خوش ہیں ایسا کبھی خیال نہ کرو کہ جواب خط نہیں آیا تو شاید
طبیعت ناخوش ہے نہیں ہرگز ہرگز بلاوجہ تو ہی ہم ناراض نہیں ہوتے اور تم کو برخلاف
لحن سفید رحمت اللہ ہو تم سے کیونکر ناخوش ہوئے مگر تم نے کبھی اُس نوجوان کا ذکر
نہیں لکھا جو تمہارے ساتھ رامپور سے آیا تھا اور وہ مُرید ہوا تھا اور پھر تمہاری
ہمراہ سفر کیا تھا نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے اور کیا کرتا ہے اُس
کے حال سے مُفصل اطلاع دو بعد انتقال مرشدِ برحق زیارت شریف پر کوئی آدمی
لائق نہیں رہا لہٰذا ہم اپنے مکان پر کچھ بروز پنجشنبہ بطور فاتحہ خواجگان چشت بوقت
عصر کر لیا کرتے ہیں اور اُس کے صَرف کا بندوبست اس طور پر تجویز کیا ہے کہ
ہر کس متوسلِ سلسلہ بقدر ہمت دو ششمت ماہ بماہ شریک ہوا کرے چنانچہ جس
جس کو اس امر جلیل سے آگاہی ہوئی ہے وہ مستعد حصول سعادت عالیہ ہوا
ہے اور فرزندان لائق ہی ہے اس کو ظاہر کیا ہے ہر کس دنا کس سے تذکرہ نہیں
کیا گیا کیونکہ سب فہم یکساں نہیں ہوتے اور سب عقیدت مند یک مزاج نہیں ہوتے
بعض بعض پیر ونکو جان و مال اہل و عیال خان و مان بل دونوں جہان سے بالاتر
و افضل تر سمجھتے ہیں اور بعض ظاہر باتوں میں اچھے اور باطن میں کچھ خیال نہیں
کرتے پس مصرعہ فکر ہر کس بقدر ہمتِ اوست اور بماہ شعبان بارہ تاریخ سے
تیرہ تک عرس شریف حضرت مُرشدنا حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اپنے مکان
پر کرنے کا ارادہ ہے مناسب کہ یاد رکھیں اور تاریخ معینہ پر مراد آباد آکر بشرط
امکان شرف اندوز محافل عرس شریف ہوں ورنہ خیر دہیں سے شرکت کریں اور
اور خط ماہ بماہ ضرور ضرور لکھتے رہا کرو اور پتہ بھی ہر خط میں مفصل قیام گاہ لکھ
کر دو تا جواب لکھنے میں دقت نہ ہوا کرے اور اب ہم پیران کلیر شریف سے آئے ہیں۔
کچھ عرصہ تک میرٹھ رہے اور کچھ عرصہ تک غازی آباد قیام رہا زیادہ دعا - ۷ ۱۲۹۹ھ مع

Marfat.com

حصّہ چہارم

سلسلہ چشتیہ صابریہ سراجیہ

غنویہ

خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری

ان کے خلفاء اور

خواجہ حکیم عبد الغنی صابری دوسہوی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

Marfat.com

باب چہلم و یکم

سراج السالکین حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالوی ثم گورداسپوری قدس سرہٗ

نام : آپ کا نام محمد سراج الحق، لقب قطبِ عالم، قبلہ عالم ہے۔

نسب نامہ : آپ کے والد ماجد کا نام جناب محمد منیر ابن وزیر علیؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفۂ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خواجہ محمد سراج الحق قدس سرہٗ خود اپنے رسالہ "سراج الطالبین فی اذکار رب العالمین" کے شروع میں فرماتے ہیں۔

" اما بعد خادم الفقراء محمد سراج الحق قریشی فاروقی بخدمتِ احباب طریقت مدعا پرداز ہے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ (ذکرِ پاکاں حصہ دوم از محمد طفیل ناصریؒ)

---

[1] حضرت صاحبزادہ محمود الحق صاحب نے بھی فقیر کے نام ایک خط (٢٧/٨/٨٣) میں تحریر فرمایا کہ قبلہ عالمؒ قریشی فاروقی ہیں

Marfat.com

وطن مالوف: آپ کے والدِ مکرم محمد منیر صاحب کرنال شریف میں سکونت رکھتے تھے اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں میں سے تھے ملتان اور ضلع منظفر گڑھ میں افسر مال اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز رہے ان اضلاع کی زرعی اور ضلعی حدبندی آپ نے ہی کی تھی۔

پیدائش: حضرت خواجہ محمد سراج الحق ۱۴ ذی قعد ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں کرنال شریف میں پیدا ہوئے۔ قبلہ عالم پانچ بھائی تھے۔

(۱) خواجہ محمد سراج الحق (۲) عین الحق

(۳) نذیر الحق (۴) روح الحق

(۵) امیر الحق (۱۲/۸/۸۴ خط سلیم نعمانی مدیر اسراج بنام فقیر حقیر)

تعلیم وتربیت: آپ نے مڈل اور میٹرک کا امتحان ملتان میں پاس کیا چونکہ آپ کے والدِ مکرم ملتان میں تعینات تھے۔ اس طالب علمی کے دور میں آپ ایسے عملیات کے ماہر ہو چکے تھے جن کے ذریعہ سے آپ بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج کر لیا کرتے تھے آپ کے کمرے میں مریضوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا اور آپ کا یہ فیضان کسی ایک مذہب کے لیے مخصوص نہ تھا بلکہ ہر مذہب وملت کے مصیبت زدہ اشخاص خواجہ کے درِ دولت پر آتے اور یہ کہتے ہوئے واپس لوٹتے ؎

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

Marfat.com

آپ ابتدا ہی سے اعمالِ شریعت سے بہت دلدادہ تھے بلکہ ہر ممکن کوشش سے دوسروں کو بھی احکام شریعت کی پابندی پر مجبور کرتے تھے طالب علمی کے زمانہ میں ہی آپ نے طلبہ کی ایک تنظیم بنائی ہوئی تھی جسکا کام طلبا کو نماز کا شوق دلانا تھا اور نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کو ہلکی سی سزا بھی دی جاتی تھی۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد آپ ہمہ وقت عبادتِ الٰہی میں مصروف رہنے لگے۔ اور سلاسلِ اربعہ کے معمولات پر عمل پیرا ہو گئے یہاں تک کہ سلسلہ نقشبندیہ کے تمام لطائف شیخ کی مدد کے بغیر ہی طے کر لیے۔ (مولانا محمد ایوب صابری مرید صادق خواجہ سراج الحق)

نائب تحصیلداری کا کورس اور تقرری آپ کے والدِ گرامی آپ کو کسی اعلیٰ عہدے پر دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ کو نائب تحصیلداری کا امتحان پاس کرنے کے لیے کہا، آپ کا رجحان قطعاً اسطرف نہ تھا۔ والد کا حکم تو نہ ٹالا لیکن کما حقہٗ تیاری نہ کی جسکا نتیجہ ناکامی ہوا۔ والد نے دوبارہ امتحان دینے کو کہا پھر ایسا ہی ہوا کیونکہ آپ بالکل اس تعلیم کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔ ناکام ہونے کی خوشی میں کہ دنیا کے امتحان میں ناکام ہوں اور آخرت کی طرف متوجہ ہوں فقراء و غربا کو کھانا تقسیم کیا۔ اس سے والد بہت ناراض ہوئے۔ اب آپ نے والد کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کتابوں کا مطالعہ کیا بالآخر اعلیٰ پوزیشن حاصل کی اور گورداسپور میں نائب تحصیلدار تعینات ہوئے۔ دورانِ ملازمت تقویٰ کا یہ عالم رہا کہ سرکاری قلم دوات سے کبھی اپنا خط یا تعویز وغیرہ نہ لکھتے، نماز کے وقت خواہ کتنا ہی ضروری کام ہوتا فوراً چھوڑ کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ نماز جمعہ کا خطبہ آپ خود دیا کرتے تھے اور ہمیشہ نماز آخری وقت میں پڑھاتے۔ فرمایا کرتے تھے نماز جمعہ کی قضا نہیں اور نہ منفرد کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اس لیے اس نماز کو

Marfat.com

دیر سے ادا کرنا چاہیے تاکہ سب لوگ شامل ہو جائیں۔

ایک روز نماز جمعہ کے لیے تشریف لے گئے چونکہ جمعہ کی نماز تاخیر سے ادا کرتے تھے اس لیے دیر سے آئے۔ انگریز کے دور میں جمعہ کے دن نصف دن کام نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف نماز جمعہ کے لیے چھٹی ہوتی تھی۔ آپ کی عدم موجودگی میں سکھ افسر دورے پر آیا آپ کو نہ پاکر سیخ پا ہوا۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا "سراج الحق کہاں سے آئے ہو؟"

آپ نے فرمایا "نماز جمعہ ادا کرکے آ رہا ہوں"

سکھ افسر، آپ کو معلوم نہیں کہ یہ سرکاری ڈیوٹی ہے۔

آپ، معلوم ہے لیکن میں اس سرکار کی ڈیوٹی بجا کر آیا ہوں جو تمام سرکاروں کی سرکار ہے۔ (وَھُوَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ہ)

سکھ افسر: پھر اُسی سرکار کی نوکری کر لو اس سرکار کی نوکری سے علیحدہ ہو جاؤ

آپ تو پہلے ہی ملازمت سے رغبت نہ رکھتے تھے فوراً استعفیٰ دے دیا۔ سکھ افسر نے استعفیٰ پر نوٹ لکھا کہ یہ شخص سرکاری ڈیوٹی صحیح ادا نہیں کرتا اکثر نماز وغیرہ کے لیے جاتا ہے اور بہت دیر سے واپس آتا ہے اور دستخط کرکے استعفیٰ قبول کرکے افسر مال کے پاس بھیج دیا۔ افسر مال نے جب اپنے نور چشم کا استعفیٰ دیکھا تو سکھ افسر سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ استعفیٰ کس کا ہے۔ کہنے لگا بس اسقدر معلوم ہے کہ یہ شخص ڈیوٹی صحیح نہیں دیتا جب اُسے معلوم ہوا کہ افسر مال کے صاحبزادے ہیں تو معذرت طلب کی اور خواجہ سراج الحق کو واپس ڈیوٹی پر حاضر ہونے کی اپیل کی۔ آپ نے فرمایا۔

"اب ہم نے احکم الحاکمین کی نوکری اختیار کر لی ہے ہمیں دینوی سرکار کی ملازمت سے کوئی واسطہ نہیں"

اب خواجہ پوری طرح فارغ البال تھے ہمہ تن خدا تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا "نیک بخت!

Marfat.com

اگر تم عیش و عشرت کی زندگی چاہتی ہو تو والدِ گرامی کی جائیداد میں میرا حصّہ ہے وہ لے کر اپنی زندگی بسر کرو اور مجھ سے تخلیہ کر لو۔ اگر تم فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہو اور درویشی کی طرف لگاؤ ہے تو میرے پاس رہو۔ لیکن یاد رکھو اگر میرا مہمان رات کے کسی حصّہ میں آگیا تو اسکو کھانا تیار کر کے دینا ہوگا۔" خوش بخت نیک سیرت بی بی نے عیش و عشرت کی زندگی کو فقر و فاقہ کی زندگی پر قربان کر دیا اور آپ کے ساتھ رہنا پسند کیا[1]

(روایت حضرت مولانا عبدالغنی صابری خلیفہ خواجہ سراج الحق چشتی)
رحمتہ اللہ علیہما

دینی تعلیم: دین کی تعلیم پر پہلے ہی کافی دسترس رکھتے تھے۔ اب باقاعدہ کتبِ متداولہ پڑھیں اور دورۂ حدیث مولانا رشید احمد گنگوہی سے کیا۔ مولانا آپ کے پھوپھا تھے اور مولانا شبیر احمد عثمانی آپ کے ہم درس تھے۔

(روایت مولانا عبدالغنیؒ)

مرشد کی تلاش: آپ ابتدا سے ہی اعمالِ شریعت کے دلدادہ تھے بلکہ ہر ممکن کوشش سے دوسروں کو بھی احکامِ شریعت کی پابندی کراتے تھے لیکن مرشد کے بغیر چونکہ راہِ سلوک کی تکمیل نہیں ہوتی لہٰذا مرشدِ کامل کی تلاش میں نکل پڑے اور کافی عرصہ تک اسی جستجو میں پھرتے رہے مگر حالت یہ تھی کہ آپ کی جادو بھری نگاہ جس پر پڑ جاتی وہ خود ہی مسحور ہو جاتا اور آپ اس بزرگ کو اپنے معیار پر پورا نہ اترتے دیکھ کر واپس تشریف لے جاتے بالآخر

---

[1] یہ روایت مختلف طریقوں سے فقیر نے سنی، یہاں وہ روایت لکھی جو فقیر نے اپنے پیر و مرشد سے سنی واللہ اعلم بحقیقتہ

Marfat.com

آپ نے **استخارہ** فرمایا تو خواب میں مرشدِ پاکاں سندالکاملین حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب چشتی صابری مرادآبادی قدس سرہٗ کی شکل مبارک دکھائی گئی۔ آپ حضرت صوفی صاحب کو جگہ جگہ تلاش کرتے پھرے آخر تلاش بسیار کے بعد بادشاہ دوجہاں حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پہ کلیر شریف میں صوفی صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ طالب ومطلوب یوں آپس میں ملے جیسے پہلے سے ہی شناسا ہوں۔ عرس کے اختتام پر آپ صوفی صاحب کے ہمراہ مرادآباد شریف تشریف لے گئے اور بیعت کرلی۔ بیعت کے بعد کیف وسرور اور عشق ومستی کی وجہ سے آپ پر بے ہوشی کا عالم رہنے لگا تین شبانہ روز یہی حالت رہی۔ سینہ بے کینہ سے درد بھری آہیں نکلتی تھیں۔ تین دن بعد افاقہ ہوا تو حضرت قبلہ صوفی صاحب نے خادمین سے فرمایا کہ مولوی صاحب کو ذرا باہر لے جا کر سیر کراؤ تاکہ سُکر سے صحو میں آ جائیں۔ باہر گھومنے سے آپ کی طبعیت بحال ہوئی۔ کافی عرصہ میخانہ مرشد میں رہ کر عرفان کی دولت حاصل کرتے رہے پھر والد صاحب گھر لے گئے۔

(ماہنامہ" السراج " فیصل آباد شمارہ دسمبر ۱۹۷۷ ازمولوی محمد ایوب صابری)

پاکپتن شریف میں حاضری زبدالانبیاء حضرت شیخ الاسلام بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک حضرت صوفی الاصفیاء مرادآبادی کے ہمراہ خواجہ تشریف لے گئے۔ دورانِ قیام حضرت صوفی صاحب نے خواجہ سراج الحق کو اپنے پاس بلایا اور آپ کی جیب سے تمام رقم نکال لی۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ بھی آپ کی جیب میں نہ رہنے دیا پھر ارشاد فرمایا" سراج الحق اب تم جاؤ، ماہ ربیع الاوّل میں حضرت سید مخدوم صابر پاک کے عرس میں ہم سے ملاقات کرنا۔ آپ فوراً وہاں سے رخصت ہوکر کرنال کی طرف چل دیئے

Marfat.com

اب اندازہ کیجیے کہ ناز و نعم میں ڈپٹی کمشنر اور سجادہ نشین بارگاہِ قلندریہ میں پلنے والا شخص کس طرح پاک پتن شریف سے کرنال پہنچا ہوگا۔ بالآخر بات یہیں ختم ہوگی کہ عشق کی منزل کے مسافر کو عاشق ہی سمجھ سکتا ہے کہ اسکا سفر کس طرح کٹتا ہے۔ حافظ صاحب کیا خوب فرما گئے ع

عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکل ہا

(عبدالمجید آسی)

کلیر شریف میں حاضری: حسبِ ارشادِ مرشد کلیر شریف میں حاضر ہوئے کیمپ لگایا گیا۔ اسی دوران بارانِ رحمت کا نزول ہو گیا۔ یہ بارش نہ تھی بلکہ نزولِ عرفان تھا کہ اسی بارش کے دوران حضرت صوفی صاحب نے خواجہ سراج الحق کو عرفان کی دولت سے نوازا۔ بارش سے پانی کیمپ کے اندر آنا شروع ہو گیا خواجہ سراج الحق سے فرمایا "سراج الحق کدال لو اور زمین کھود کر کیمپ کے گرد بند لگا دو تاکہ پانی اندر نہ آئے۔ خواجہ نے حکم پاتے ہی زمین کھودنا شروع کی اور کیمپ کے گرد بند لگا دیا۔ بھلا ان نازک ہاتھوں نے کدال کب پکڑی تھی ہاتھوں پہ آبلے پڑ گئے لیکن ابھی عشق کی منزل دور تھی ص

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

صوفی صاحب نے جب دیکھا کہ سراج الحق نے بند بنا دیا ہے تو اپنی مسند سے اُٹھے اور ایک طرف پاؤں مار کر بند توڑ دیا اور فرمایا سراج الحق ادھر دیکھو بند ٹوٹ گیا ہے پانی کا رخ کیمپ کے اندر ہو گیا فوراً ٹھیک کرو۔ آپ ادھر ٹھیک کرنے لگے تو صوفی صاحب نے دوسری طرف پاؤں مار کر بند توڑ دیا۔

Marfat.com

سی طرح متعدد بار بند توڑا اور خواجہ سراج الحق سے دوبارہ بند ہوایا۔ اب خواجہ
ھک کر چور ہو چکے تھے ہاتھوں کے آبلے ابھر کر بیٹھ گئے تھے۔ سانس پھول
یکا تھا کہ صوفی صاحب قبلہ نے پھر ایک بار بند توڑ دیا اور فرمایا "سراج
لحق! تم سے ناکارہ بند نہیں باندھا جاتا، فقیری کیسے حاصل کرو گے۔ نفس
و کیسے باندھو گے"

خواجہ نے جب ان الفاظ کو سنا دم بخود ہو گئے۔ چشم پاک سے چشمے
پھوٹ نکلے۔ آنسوؤں کے قطرات موتیوں کی لڑی کی طرح ٹپ ٹپ رخساروں
اور ڈاڑھی مبارک پر گرنے لگے۔ حضرت صوفی صاحب اسی وقت کے انتظار
یں تھے فوراً خواجہ سراج الحق کو اپنے سینے سے لگا کر ان کے عرفان کا حصہ
عطا فرما دیا۔ اور دریائے معرفت میں غوطہ زن کر دیا ہے

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چُن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اسکے بعد خلافت سے نوازے گئے

سماع کا ذوق قرآن سے: حضرت صوفی صاحب سماع کا بہت شوق
فرماتے تھے۔ یہی حالت آپ کے مریدین اور خلفاءؒ کی تھی
لیکن حضرت خواجہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ محفلِ سماع میں نہیں بیٹھا کرتے
تھے۔ چونکہ صوفی صاحب آپ سے پیار بہت کرتے تھے اور دوسرے حضرات
آپ پر رشک کرتے تھے ایک دن بعض خلفاءؒ نے آپ کی شکایت بارگاہِ
ولایت میں کی کہ حضور تو خواجہ سراج الحق پر اسقدر شفقت فرماتے ہیں لیکن ان

Marfat.com

کو کبھی ہم نے آپ کے ہمراہ محفل سماع میں نہیں دیکھا۔حضرت صوفی صاحب نے فوراً ارشاد فرمایا۔

"جو چیز ہم سماع سے حاصل کرتے ہیں ہمارا سراج الحق قرآن مجید سے حاصل کر لیتا ہے"

یہ سنکر تمام شاکی خاموش ہو گئے۔ (بروایت مولانا عبدالغنی صابری)

مرشد کی نگاہِ کرم۔ لنگر کی سپرداری: ایک مرتبہ صوفی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں لاکھوں مرید موجود تھے کہ صوفی صاحب نے فرمایا "میرے لنگر کا انتظام کون سنبھال سکتا ہے؟" مجلس میں خلفا، امراء اور نواب حاضر تھے، نواب احمد رضا آف رامپور، خلیفہ حضرت صوفی صاحب بھی تشریف رکھتے تھے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ لنگر کی تقسیم اپنے ذمہ لیتا۔خواجہ سراج الحق کھڑے ہوئے اور دست بستہ عرض کی "حضور! اگرچہ فقیر اپنے تمام پیر بھائیوں میں ایک عاجز بندہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی نظرِ کرم کے شاملِ حال فقیر اس لنگر کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔حضرت صوفی صاحب نے فرطِ محبت سے خواجہ کو دیکھا اور دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے۔

(شیخ غلام احمد ٹکسالی گیٹ لاہور)

حقیقت یہ ہے کہ یہ فیضان سلسلہ تھا جو آپ کے حصہ میں آیا۔ بعد کے آنے والے حالات نے ثابت کر دیا کہ صوفی صاحب نے فیضان نبوت و ولایت جو سینہ بسینہ چلا آ رہا تھا آپ کو تفویض فرما دیا۔ آج ہند و پاک کا کوئی شہر ایسا ہو گا۔ جہاں آپ کے خلفاء موجود نہ ہوں۔ پاکستان میں آپ کا سلسلہ اسقدر جاری ہے کہ ایک شہر میں کئی کئی خلفاء موجود ہیں جو تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

Marfat.com

گورداسپور میں خانقاہ کا قیام: مرزا غلام احمد قادیانی کے ردّو ابطال کے سلسلہ میں یوں تو تمام صوفیائے کرام شامل ہیں لیکن خصوصیت سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور صوفی الاصفیاء مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین صاحب مراد آبادی کا نام سرِ فہرست ہے۔ حاجی صاحب نے پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی کو یہ کہہ کر حجاز مقدس کی اقامت سے باز رکھا تھا۔ کہ ہندوستان میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے جس کا استیصال آپ کے ہاتھوں ہوگا اور حضرت صوفی صاحب مراد آبادی نے اپنے نامور اور محبوب خلیفہ خواجہ سراج الحق صاحب کو بنفسِ نفیس مراد آباد سے تشریف لا کر گورداسپور بیٹھایا اور حضرت خواجہ نے یہیں سے تبلیغ کا آغاز کیا۔

مرزا قادیانی نے جب سنسنی خیز پیش گوئیوں کے ذریعے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا، تو حضرت خواجہ نے علماء و صوفیاء کی جماعت سے قادیاں کے گرد ایک تبلیغی حصار قائم کر دیا۔ دیہات کے لوگ مرزا سے واقف تھے۔ مرزا کی کریہہ صورت میں ان کے لیے کوئی جاذبیت و کشش نہ تھی لیکن جب وہ خواجہ سراج الحق کو دیکھتے اور ان کے ظاہر و باطن کو دیکھتے تو لوگوں کے لیے حق و باطل میں امتیاز کرنا مشکل نہ رہتا وہ حضرت خواجہ کی بعیت کر لیتے۔ خواجہ نے دس بارہ افراد کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرما کر تبلیغ کا کام سونپ دیا۔ یہ علماء و صوفیاء اسی علاقے کے باسی تھے۔ مولانا نوابدین صاحب تسکوہی جو آپ کے بڑے خلیفہ اور جید عالم اور غیر معمولی خوبیوں کے حامل تھے کو قصبہ تسکوہا پر متعین فرمایا جو قادیاں سے تین کوس کے فاصلہ پر تھا۔

(ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ دسمبر ۱۹۷۴ تحریر حافظ مظہرالدین صاحب مرحوم ابن حضرت مولانا نوابدین تسکوہی خلیفہ خواجہ سراج الحق

Marfat.com

حضرت خواجہ آخری دم تک گورداسپور میں قیام پذیر رہے اور یہیں
ہندوستان و پاکستان کے کونے کونے میں مبلغین کی جماعتیں بھیجیں۔

نمکین سویاں اور خواجہ کا حلم : مرشدی مولانا الحکیم عبدالغنی صابری
رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ پاکپتن شریف کے عرس
سے واپس وطن جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ سینکڑوں کی تعداد میں مریدین تھے
جالندھر شہر کے مریدین نے عرض کی کہ حضور ہمارے شہر میں بھی کچھ دیر کے
لیے قیام فرمائیں۔ آپ نے ازراہِ کرم ان کی معروضات کو مقبولیت بخشی اور
جالندھر میں ایک دوست کے ہاں قیام فرمایا۔ صاحب خانہ نے کھانے میں
سویاں بھی تیار کیں۔ اتفاق کی بات کہ صاحب خانہ کی بیوی کے پاس مطبخ میں
بورا (باریک چینی) اور نمک کے ڈبے ساتھ ساتھ پڑے تھے۔ سادہ لوح
بی بی سویوں پر بورا ڈال کر دے رہی تھی اور صاحبِ خانہ مہمانوں کو
پیش کر رہے تھے۔ غلطی سے ایک رکابی (پلیٹ) پر بورے کی بجائے نمک
ڈال دیا۔ ظاہر ہے جس رکابی میں آدھ پاؤ کے قریب نمک ڈال دیا جائے اسکا
مزہ کیسا ہو گا۔ اور بے خبری میں وہی پلیٹ خواجہ کو پیش کی گئی خواجہ بڑے
تحمل سے تناول فرماتے رہے۔ فقراء کے احباب میں خوش اعتقادی کا ایک
طریقہ ہے کہ بزرگ جب کھانے کا آدھا یا کم و بیش حصہ تناول فرمالیں تو وہ
کھانا بطور تبرک اٹھا لیا جاتا ہے اور دوسرا پیش کر دیا جاتا ہے۔ صاحبِ خانہ
نے پلیٹ اٹھانا چاہی تو خواجہ نے منع فرمایا تاکہ بی بی صاحبہ کا بھید نہ ظاہر ہو
لیکن صاحبِ خانہ نے موقعہ پاکر رکاب اٹھالی اور دوسری پیش کر دی۔ خواجہ نے
حکم دیا فوراً کھانا چھوڑ دو، گاڑی تیار ہے سبھی احباب چل پڑے اور گاڑی میں
سوار ہو گئے۔ اہل خانہ نے خواجہ کو الوداع کہنے کے بعد جب تبرک کھانا شروع
کیا تو ہوش و حواس جاتے رہے، سٹیشن کی طرف بھاگے گاڑی ابھی کھڑی تھی

Marfat.com

حاضر ہو کر معذرت کی۔ آپ نے فرمایا کہ بھئی معذرت کیسی؟ عرض کیا "حضور
بورے کی بجائے غلطی سے آپ کی رکاب میں نمک ڈال دیا آپ نے ویسے ہی
تناول فرمالیا۔ ہم بہت شرمندہ ہیں"
فرمایا "بھئی بورا (چینی) اور نمک دونوں کھانے کی چیزیں ہیں اس میں
غلطی کی کون سی بات ہے"۔

خواجہ کی جماعت کا منظر: حافظ مظہر الدین صاحب مرحوم فرماتے ہیں "حضرت
خواجہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو جماعت ہوتی تھی انہیں دیکھ کر یہ
گمان گزرنے لگتا تھا کہ سلف صالحین کی کوئی جماعت قبروں سے نکل آئی ہے
دراز قامت، چہرے درخشندہ، طویل ڈاڑھی، مودراز، ہاتھ میں لمبا عصا اور تسبیح
اور رنگین لباس میں ملبوس قدسیوں کی اس جماعت کے ساتھ جب خواجہ کسی گاؤں
میں پہنچتے تو لوگ جمع ہو جاتے۔ غایت درجہ عقیدت و محبت کا اظہار کرنے لگتے
اور دعاؤں اور تعویذات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حضرت خواجہ
ذکر جہر فرماتے تو سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا۔ مرزائیوں میں ذوق و
شوق کی یہ متاع کہاں تھی؟ وہ عوام کا تاثر زائل کرنے کے لیے کمال بے حیائی
سے یہی کہتے کہ یہ جذب و شوق نہیں۔ نئی گندم کھانے کا اثر ہے لیکن ایسی
خرافات سے عوام کے تاثر کا زائل ہونا ممکن نہ تھا۔

(ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۴ء)

عرس کی تاریخ: تمام خواجگانِ چشت کے عرسوں کی تاریخیں ہجری سنہ
کے اعتبار سے مقرر چلی آرہی ہیں۔ بخلاف اس کے خواجہ سراج الحق نے جب
گورداسپور میں عرس کا افتتاح کیا تو عرس کی تاریخ (۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر)
عیسوی سنہ کے اعتبار سے مقرر کی۔ ایک صاحب نے استفسار کیا تو فرمایا۔

Marfat.com

"انہی تاریخوں میں قادیان کا جلسہ ہوتا ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ لوگ اُدھر نہ جائیں۔ بلکہ ادھر آئیں۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عوام کو مرزائیت سے باز رکھنے کی خواجہ کو کسقدر فکر تھی۔ ہو سکتا ہے یہ تدبیر خواجہ نے اپنے پیر و مرشد صوفی محمد حسین مرادآبادی کے ایماء مشورہ سے اختیار کی ہو۔ (ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۴ء)

روحانی تصرفات

پادری کا اسلام قبول کرنا: یہ اُن دنوں کی بات ہے کہ مسمریزم کی لعنت ابھی نئی نئی عمل میں آئی تھی۔ ایک پادری صاحب گورداسپور میں تشریف لائے اور مجمع لگایا۔ پادری صاحب ایک نوجوان کو چٹائی پر لٹاتے اور پھر اسکو فضا میں دو گز کے فاصلے پر معلق کر دیتے۔ اس طرح وہ عیسائیت کا پرچار کرتے سادہ لوح ضعیف الایمان لوگ دھڑا دھڑ مذہب اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرنے لگے۔ اس امر کی شکایت بعض مریدوں نے حضرت خواجہ کو دی۔ خواجہ نے سکوت فرمایا۔ آخر ایک مرید نے عرض کی "حضور آپ اس وقت قدم اٹھائیں گے جب سارا گورداسپور مرتد ہو جائے گا۔ یہ سن کر خواجہ اٹھے عصا ہاتھ میں لیا اور پادری صاحب کے مجمع میں تشریف لے آئے۔

خواجہ! "پادری صاحب ہمیں بھی اپنے کرتب دکھایئے"۔

پادری نے لڑکے کو سفید چادر پہ لٹا کر فضا میں معلق کر دیا۔

Marfat.com

اجہ " بس اسی قدر جانتے ہو یا کچھ اور بھی "
وری " جی میں اتنا ہی کرتب دکھا سکتا ہوں "
خواجہ جلال میں آ گئے اور سبابہ (انگشتِ شہادت) کو
کے کی طرف اشارہ کر کے آسمان کی طرف کیا اور فرمایا۔

" لَآ اِلٰـہَ " لڑکا آسمان کی فضا میں غائب ہو گیا پھر فرمایا!

" اِلاَّ اللّٰہ " لڑکا زمین پر تھا۔ اسی طرح تین چار مرتبہ عمل فرمایا تو پادری صاحب
پ کے قدموں پر گر کر عاجزی کرنے لگے۔ " حضور! لڑکا مر جائے گا معاف
رما دیجیے میں اسلام قبول کرتا ہوں " مجمع میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ مرتدین دوبارہ
سلام میں داخل ہوئے۔ پادری صاحب اور کئی عیسائی کلمہ شہادت پڑھ کر حلقہ
بگوشِ اسلام ہوئے۔ اور حضرت خواجہ کی بیعت کی۔ (روایت مرشدی)

مولانا نواب الدین پر قتل کا مقدمہ: حضرت مولانا نوابدین صاحب نے مرزا
غلام احمد کی بیوی جو کہ خود کو مسلمان کہتی تھی کے ساتھ خود نکاح کر کے اپنے گھر
میں بسا لیا تھا۔ مولانا کئی مقدمات میں ماخوذ تھے۔ ان کے حالات کے لیے
" ذکرِ پاکاں " کا مطالعہ کیجیے۔ " ذکرِ پاکاں " میں ہی یہ واقعہ مذکور ہے۔
۱۹۲۵ء سے قبل جب قادیانیوں کے ساتھ تنسیخ نکاح کا مشہور مقدمہ مولانا
مرحوم کے ساتھ چل رہا تھا تو فیصلہ سے چند یوم قبل ایک بہت بڑے جلسہ
میں ایک مرزائی نے مولانا کی شان میں توہین آمیز کلمے کہے اور بہت بکواس
کی جب بات طول پکڑ گئی تو مولانا نے اس مرزائی کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ آناً
فاناً پھیل گیا " خانقاہ سراجیہ " میں پتہ چلا تو خواجہ نے فرمایا۔
" دنیا میں کوئی مائی کا لال میرے اس شیر کا بال بیکا نہیں کر سکتا "

Marfat.com

مقدمہ کا فیصلہ انگریز جج کے ہاتھوں میں تھا۔ جج نے مرزائیوں کو یقین دلایا تھا کہ مولوی نوابدین کو پھانسی کا حکم دونگا۔ جب خواجہ نے سُنا تو فرمایا۔
"کوئی مائی کا لال میرے شیر کو پھانسی تو کجا، اسکا کچھ نہ بگاڑ سکے گا" فیصلے کے روز حضرت خواجہ خود عدالت میں تشریف لے گئے۔ جج مولانا کے لیے پھانسی کا حکم لکھ چکا تھا۔ جب فیصلہ سنانے لگا تو خواجہ جو کہ نہایت متین و متحمل مزاج تھے نے نہایت غضبناک ہوکر فرمایا کہ "بے جج سُنا فیصلہ" خواجہ بار بار یہ فرماتے تھے۔ جج نہایت ہی پریشان و حیران تھا کہ کل میں تے پھانسی کا حکم خود لکھا تھا۔ آج مولانا کے حق میں کیسے ہو گیا۔ جج کرسی عدالت سے نیچے اتر کر حضرت کے قدموں میں گر گیا۔ اور معافی مانگ کر کہنے لگا۔
"آپ تو بڑے پیر پادری ہیں" حضرت خواجہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"مجھے پیر پادری نہ کہو، میں تو اللہ تعالیٰ کا ادنیٰ سا بندہ ہوں"
پھر خواجہ نے فرمایا!
"اگر تم فیصلہ نہیں سنا سکتے تو لاؤ یہ فیصلہ میں سُنا دوں" آخر انگریز جج نے مولانا کو بری ہونے کا اعلان کر دیا۔ (ذکرِ پاکاں)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا خواجہ سے تصرفاتِ اولیاء پر گفتگو کرنا

مرشدی حضرت مولانا الحکیم عبدالغنی صابری قدس سرہٗ نے کئی مرتبہ یہ بیان فرمایا کہ۔
مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری" خانقاہ سراجیہ میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور حضرت خواجہ بھی امرتسر میں تشریف لاتے تو مولوی صاحب آپ کو

Marfat.com

گھر لیجاتے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے تصرفات اولیاء پر گفتگو چھیڑی تو ساتھ ہی جنات کے عمل کا انکار کیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ انسانوں کی طرح ان میں نیک بھی ہیں اور شرپسند بھی۔ جس طرح بعض شرپسند انسان، انسانوں کو اور دوسری مخلوق کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں عین اسی طرح شریر جن انسانوں کو تنگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو طاقت بخشی ہے کہ وہ انسان کے جسم میں حلول ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان انسان کی رگ رگ میں اس طرح پھر جاتا ہے۔ جیسے خون رگوں میں دوڑتا ہے۔ مولوی صاحب نے باوجود دلائل کے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا۔ حضرت خواجہ کسی سے مناظرہ کی شکل میں گفتگو نہیں فرمایا کرتے تھے اس لیے خامشی کے بعد گورداسپور تشریف لے گئے۔

ادھر آپ گورداسپور میں پہنچے اُدھر مولوی صاحب کے صاحبزادے بغیر سیڑھی کے مکان کی چھت پر اور پھر نیچے فرش پر آنے جانے لگے۔ گھر میں شور و غوغا ہوا، مولوی صاحب بہت پریشان ہوئے، لڑکے کو پکڑنے کی کوشش کرتے وہ ہاتھ نہ لگتا بالآخر تار گھر مولوی صاحب بھاگے اور حضرت خواجہ کو اس معاملہ میں فون کے ذریعہ اطلاع دی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کرم فرمائے" اسی وقت لڑکا صحیح ہوگیا اور مولوی صاحب خواجہ کے بہت معتقد ہو گئے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ امرتسر میں تشریف لے گئے تو پھر مولوی ثناءاللہ صاحب نے اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ اس ملاقات کے درمیان مولوی صاحب نے عرض کی۔ "حضور! بعض لوگ (اہل سنت و الجماعت) کہتے ہیں کہ اولیاء کرام غیب پر بھی مطلع ہوتے ہیں" آپ نے فرمایا۔ "ہاں" "آپ کو بھی یہ مقام حاصل ہے تو فرمائیں میری عمر اسوقت کتنی ہے"؟ مولوی صاحب نے فرمایا۔ اس پر ارشاد ہوا کہ ایک کورا گھڑا لے

Marfat.com

آوَ اور اس پر سفید کپڑا ڈال دو پھر اس سے کہو کہ سراج الحق کہتا ہے کہ میری عمر بتا دو۔ مولوی صاحب نے یہ عمل کیا تو گھڑا اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھا پھر اپنی جگہ پر آیا۔ اسطرح ——— بار اوپر اٹھا۔ مولوی صاحب نے اپنی ڈائری دیکھی تو اُن کی اتنی ہی عمر تھی۔ (فقیر بھول گیا کہ حضرت مرشدی نے کتنی تعداد تبلائی تھی)۔ مولوی صاحب پہلے ہی معتقد تھے۔ اب تو بعیت کا اظہار کرنے لگے۔ حضرت خواجہؒ ٹالتے رہے لیکن جب علمائے اہلِ حدیث کو ان کے اظہار کی خبر ہوئی۔ تو اُنہوں نے یہ کہہ کر باز رکھا کہ خواجہ سراج الحق کی جماعت میں بڑے بڑے علماء موجود ہیں آپ کا وہاں کوئی خاص مقام نہ ہو گا۔ اس جماعت کے آپ صدر ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب آپ کی عمر کے آخری حصّہ تک جاتے رہے لیکن بعیت نہ ہو سکے۔

جُملہ اہلِ حدیث کا تائب ہونا

فقیر حقیر علی اصغر چشتی ۱۲ جون ۱۹۷۷ء کو اپنے دوست تاج دین کے بچوں کو پڑھانے کے لیے (برانڈرتھ روڈ لاہور) گیا تو تاج دین صاحب کی دوکان پر ایک ریش بریدہ بزرگ تشریف فرما تھے مجھے دیکھتے ہی ہم کلام ہوئے کہ آپ کون ہیں؟ میں نے عرض کی کہ میں ایک ناچیز فقیر گندا حقیر ہوں۔ البتہ میری نسبت حضرت مولانا الحکیم حاجی عبدالغنی صابری خلیفہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی گورداسپوری رحمہما اللہ سے ہے۔ انہوں نے خواجہ کا نام سنتے ہی احترام سے گردن جھکا دی اور اپنا تعارف کرایا کہ میں خواجہ کا محلے دار ہوں اور خواجہ سے والہانہ عقیدت رکھتا ہوں حالانکہ میری بعیت حضرت خواجہ محمد امین صاحب نقشبندی مہاروی والدِ مکرم حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب سے ہے لیکن میں نے زیادہ تر فیضان خواجہ گورداسپوری سے ہی حاصل کیا۔ (ان بزرگ کا نام بابو عبدالعزیز ہے تا دمِ تحریر شام نگر چوبرجی میں رہائش پذیر ہیں۔ جامع مسجد شام نگر لاہور)

Marfat.com

ی کے صدر بھی ہیں نہایت صاحب ذوق انسان ہیں) خود ہی فرماتے

ہے

کہ ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے جب کہ میں نوجوان تھا اور حضرت خواجہ
ے محلے میں رہتا تھا اور خواجہ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ گورداسپور کے
ی حدیث حضرات، حضرت خواجہ کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتے تھے اور آپ کے
ف خرافات بکا کرتے تھے ۔ ذکرِ حدادی کے ذوق کی وجہ سے آپ کو ناچا
کہتے تھے ۔ میں چونکہ عقیدتمند تھا آپ کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہ
ا تھا۔ بعض اوقات ان سے تلخ کلامی ہو جاتی۔ ایک دن میں نے خواجہ کے
بار میں حاضر ہو کر ان لوگوں کی شکایت کی اور عرض کی حضور آپ ان کی طرف
جہ کیوں نہیں فرماتے۔ اوّل تو آپ خاموش رہے ۔ لیکن میرے اصرار پر فرمایا
اچھا تم کل آنا" میں دوسرے دن حاضر ہوا تو حضور خواجہ نے مجھ سے گنہگار
اپنے ساتھ کھانے کا شرف بخشا اور فرمایا " اچھا بھئی ! ان لوگوں کو کل ہمارے
ں آنیکی دعوت دے دو" میں خوشی خوشی ان لوگوں کے پاس گیا اور کہا کہ تم
بھی خواجہ کے حضور حاضری دیکر دیکھو یونہی بلاوجہ مخالفت کا کیا فائدہ ہے ؟
اول تو ان لوگوں نے ادھر اُدھر کی باتیں کیں بالآخر رضامند ہو گئے۔ چالیس
پچاس کے قریب یہ نفر ہوں گے ، جو آپ کی خانقاہ میں گئے ۔ حضرت خواجہ
تے ان کو کھانا کھلایا۔ ایک کورا گھڑا پہلے ہی منگا رکھا تھا۔ اسکو محفل میں رکھ
یا۔ درباری نعت خواں بابا عبدالعزیز کو نعت یا عارفانہ کلام پڑھنے کا حکم دیا
اس دوران خواجہ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور ساتھ ہی گھڑا رقص کرنے
لگا۔ یہ منظر دیکھ کر فَبُھِتَ الَّذِی کَفَرَ والا معاملہ ہوا حاضرین پر سکتہ طاری
ہو گیا اور نادم ہو کر آپ کی غلامی کا پٹکا گردنوں میں حمائل کر لیا۔

بادِ طوفان کا رکنا : حضرت مرشدی نے فرمایا :۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ہم حضرت خواجہ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ مغرب کی جانب سے سخت آندھی اٹھی۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت اس جنگل میں تو کوئی پناہ گاہ نہیں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس طوفان سے محفوظ فرمائے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اپنی سبابہ پر دم کیا اور پھر اس سے تین مرتبہ آندھی کی طرف اشارہ کیا اسی وقت آندھی کا نشان ختم ہو گیا۔

حضرت مولانا فیروز دینؒ کی آپ کے دربار میں حاضری

۱۹۵۸ء کے ایک شمارہ ماہنامہ "السراج" میں ... نے حضرت خواجہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک مضمون شائع کیا تھا۔

محدث صاحب نے فرمایا کہ

حضرت خواجہ کا شہرہ سن کر اپنے قصبہ دیال گڑھ (ضلع گورداسپور) سے حضور کی بارگاہ میں گورداسپور حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے کمال شفقت فرمائی۔ اور خانقاہ میں شب بسری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں ان دنوں بھی نمازِ تہجد کا بڑا پابند تھا۔ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد خیال پیدا ہوا۔ شاید آج نمازِ تہجد ادا نہ ہو سکے کیونکہ دوسری جگہ پر ایسا عمل مشکل ہوتا ہے۔ طبیعت یہ بھی نہ چاہتی تھی کہ خواجہ سے عرض کروں۔ بس اسی کشمکش میں تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ ایک مصلّٰی اور ایک پانی سے بھرا ہوا لوٹا میرے کمرے میں لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا "اگر تہجد کی عادت ہو تو یہ مصلّٰی ہے اور پھر استنجے اور وضو کی جگہ کی نشاندہی فرمائی اور اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ میں آپ کے تصرفات کا شہرہ پہلے ہی سن چکا تھا اب میرے ساتھ جو حضور نے اپنی شفقت و تصوف کا اظہار فرمایا تو اور زیادہ متاثر ہوا۔ میں نے شبانہ معمولات بخوبی و بآسانی ادا کئے۔ صبح اشراق کی نماز سے

Marfat.com

غ ہوا ہی تھا کہ حضور خواجہ ناشتہ لے کر حاضر ہوئے۔ میرے ہمراہ آپ نے ناشتہ
ول فرمایا۔ میں کھانا بھی کھاتا جاتا اور کبھی کبھی آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت
مشرف بھی ہوتا جاتا۔ آپ کے تاباں چہرہ کی نورانی کرنیں میرے دل میں
یت ہو کر دل کو منور کرتی جا رہی تھیں۔ میرے بدن کی عجیب حالت تھی۔ ناشتہ
فارغ ہوئے۔ حضور برتن اٹھا کر لے گئے۔ اب میرے لیے ایک اور مسئلہ
ادہ یہ کہ قصبہ دیال گڑھ تک پہنچنے کے لیے کرایہ میں کچھ پیسوں کی کمی تھی میں
ح رہا تھا کہ فلاں سٹیشن تک کا ٹکٹ خرید لوں گا۔ پھر پیدل سفر طے کر لوں
خواجہ تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک رومال تھا جس میں
ٹی تھی۔ آپ نے مجھے مرحمت فرمایا کہ راستے میں بھوک محسوس ہو تو کھا لینا اور
یب سے چند سکے نکال کر مجھے عنایت فرما کر فرمایا کہ شاید اب تمہیں سفر میں
لیف نہ ہو گی۔ اس کے بعد میں حضور سے اجازت لے کر باہر آیا۔ اپنے اور
اجہ کے عطا کردہ سکوں کو جو گنا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ میرا کرایہ
مکمل تھا۔

محدثِ پاکستان کی بیعت: مولانا سردار احمد صاحب نے جب حضرت خواجہ
سے بیعت کر لی اور پٹوار چھوڑ کر بریلی شریف جا کر تعلیم حاصل کرنے کا حکم
صادر فرمایا جیسا کہ مرشدی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوب یکم اگست ۱۹۵۷ء بنام فقیر
کند احقیر میں تحریر فرمایا۔

"میرے پیر و مرشد (شاہ محمد سراج الحق چشتی) حضرت قبلہ مجدد ملت
دورِ حاضر سے اچھی عقیدت رکھتے تھے بلکہ آپ کا فرمان تھا اگر احمد رضا رضی اللہ
عنہ کی شخصیت ہندوستان میں نہ ہوتی تو تمام اہل ہند وہابیت کا سبق پڑھتے
اور آپ کا علم تمام علماء سے اعلیٰ تھا، مولانا سردار احمد صاحب کو حضرت (خواجہ
محمد سراج الحق) رحمتہ اللہ علیہ نے اسی خیال سے بریلی شریف برائے تعلیم
بھیجا تھا"

Marfat.com

شیخ الحدیث اسی شمارہ میں دورانِ تعلیم بریلی شریف کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ "میرے ہم درس مجھے عموماً پوچھتے کہ آپ کی بیعت طریقت کہاں ہے؟ جب میں حضرت خواجہ کا نام لیتا تو دیگر سوالات کرتے کہ ان کے عقائد کیا ہیں۔ وہابی اور دیوبندی کی تکفیر کے قائل ہیں؟ جب میں انہیں جواب دیتا کہ میرے خواجہ کبھی اس ٹوپک پر کلام نہیں فرماتے تو وہ عجیب عجیب سی باتیں کرتے جو میری برداشت سے باہر ہوتیں ایک دن تو ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ میں چونکہ قوی الجثہ تھا اور پھر پنجابی بھی خوب پٹائی کی۔ ان لوگوں نے میری شکایت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا رحمتہ اللہ علیہ سے کردی میری پیشی ہوئی۔ میں نے حجتہ الاسلام کے حضور حضرت خواجہ کی عادات وخصائل کا ذکر کیا کہ وہ کسی سے الجھتے نہیں ہیں دین حقہ کی تبلیغ میں مگن ہیں، حجتہ الاسلام نے فرمایا۔" اولیائے چشت اہل بہشت کی شروع سے ہی یہی عادت ہے۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص وعام

بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

اور میرے ہم درسوں سے ناراض ہو کر فرمایا کہ ہم اولیائے کرام کی ناموس کی حفاظت کے لیے جہاد کرتے ہیں اور تم گستاخی کرتے ہو"

دیوبند میں تشریف آوری: مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے تھے۔ دونوں حضرات نے دورۂ حدیث مولانا رشید احمد گنگوہی سے کیا تھا۔ باوجود اختلاف کے کبھی کبھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ کبھی مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت خواجہ کی زیارت کے لیے

Marfat.com

حاضر رہتے اور کبھی حضرت خواجہ اُن سے ملاقات کرنے کے لیے چلے جاتے۔
ایک مرتبہ حضرت خواجہ، مولانا عثمانی کی ملاقات کے لیے دیو بند میں ایسے وقت میں حاضر ہوئے جب کہ حضرت عثمانی مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کے اس جزو پر بحث کر رہے تھے۔ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ (اجنبی یعنی حضرت جبریل نے عرض کیا کہ مجھے قیامت کی خبر دیجیے فرمایا کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ سائل سے زیادہ جانتا ہے)۔ حضرت عثمانی فرما رہے تھے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جبریل سے کم ہے۔ حضرت خواجہ درس میں خاموش رہے۔ جب درس ختم ہوا اور دونوں حضرت کمرے میں تشریف لے گئے اور چائے کا اہتمام کیا گیا تو حضرت قبلہ عالم محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "چائے بعد میں پئیں گے پہلے ایک مسئلہ حل کیجیے کہ جس شخص نے سورج کو طلوع وغروب ہوتے نہ دیکھا ہو وہ سورج کی اس حالت کی علامات کیا بتلا سکتا ہے؟ اسکا مطلب یہ تھا کہ آپ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو پایا نہیں اور آپ کی زیارت سے مشرف بھی نہیں ہوئے۔ لیکن حضور کے علم کو ناپ تول رہے ہو۔ حضرت عثمانی نے کچھ دیر خاموشی کے بعد کہا کہ حضرت آئندہ اس مسئلہ پر بحث نہیں کرونگا۔ یہ تھا حضرت خواجہ کا مبلغ علم کہ مناظرہ کے بغیر ہی مسئلہ حل کر دیا یہ اولیائے کرام کی ہی شان ہے۔
(روایت مرشدی)

لہسن سے پرہیز: حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الحق چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دوسوہہ (ضلع ہوشیار پور بھارت) اپنے مرید صادق مرشدی مولانا الحکیم عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اُن دنوں صاحبزادہ محمد افضل حق (پسر بزرگ مرشدی) کی پیدائش ہوئی تھی۔ قبلہ عالم رات کے حصہ

Marfat.com

میں پہنچے۔ حضرت مرشدی چونکہ حضرت سے بہت تکلفی سے گفتگو فرمایا کرتے تھے عرض کیا۔ "حضور ہمارے ہاں میسور کی دال پکی ہوئی ہے اور تڑکا بھی نہیں لگایا۔ نیز ہمارے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہے اور زوجہ ام نے ابھی پاکیزگی کا غسل نہیں کیا"۔ خواجہ نے فرمایا۔

" مولانا نفاس تو صرف آپ کی بیوی تک ہے۔ دال کو تڑکا لگا دو لیکن یہ دیکھنا صرف پیاز کا، لہسن ہم نہیں کھاتے "۔

فقیر حقیر عرض کرتا ہے کہ حدیث پاک میں یہ مضمون ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی لہسن کا استعمال نہیں فرماتے تھے کہ ایک دن صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ حرام ہے تو ہم بھی ترک کر دیں۔ یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ نہیں حرام تو نہیں چونکہ اس میں بدبو ہوتی ہے اس لیے ہمیں پسند نہیں۔ فقیر نے خواجہ محمد سراج الحق کا ارشاد سن کر ہی لہسن سے پرہیز اختیار کر لی تھی۔ فقیر اور رفیقہ کے بہت سے رشتہ داروں اور احباب میں اسکا استعمال نہیں ہے۔

گیارھویں شریف کی پابندی : حضور خواجہ، غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس پاک ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو پابندی کے ساتھ منایا کرتے تھے اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک موقعہ پر آپ کے لنگر میں کھانے کا سامان نہ تھا تو کسی صاحب نے گیارھویں شریف کا ذکر کیا آپ نے چونک کر فرمایا کہ اچھا آج گیارھویں ہے آج لنگر خانہ میں کچھ نہیں چائے بنا کر ختم شریف پڑھ لو۔ مرشدی فرماتے ہیں اسی دوران میں نے ایک روپیہ نذرانہ پیش کر دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا لو بھئی کام بن گیا ایک روپیہ کے رس بسکٹ لے آؤ اور ختم شریف کا اہتمام کرو۔

Marfat.com

ازمائشی ذکر: آپ کے مریدین میں بڑے علماء، فضلاء، امراء اور نواب شامل تھے۔ ایک دن ہر طبقے کے مریدین کثرت سے خانقاہ میں موجود تھے لیکن لنگر خانہ میں کچھ نہ تھا۔ آپ اسی فکر میں تھے کہ ان لوگوں کو کھانے کے لیے کیا پیش کریں کہ قبلہ مرشدی نے پھر ایک روپیہ حاضر کر دیا آپ نے فرمایا کہ ایک روپے کے چنے لاکر ایک ایک مٹھی سبکو تقسیم کر دو اور عشاء کے بعد فجر تک سب لوگ ذکر کرو۔ لہذا ساری رات ذکر ہوتا رہا۔ فجر کی نماز کے بعد ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا حضور رات میں نے منت مانی تھی کہ میں حضور کے مریدین کو تین دن تک کھانا کھلاؤں گا۔ اب میری منت پوری ہو گئی تین روز کی دعوت قبول فرمائیں۔ ارشاد فرمایا کہ میاں یہ تمہاری منت ہے پوری کرو لہذا تین دن زردہ اور پلاؤ سے مریدین کی خاطر داری ہوتی رہی۔ تیسرے دن حضور نے فرمایا کہ یہ دعوت تمہارے صبر و ذکر کا ثمرہ تھی۔

حضرت مولانا **غلام ربانی** صاحب چشتی صابری مدظلہ فرماتے ہیں۔ کہ والدم حضرت مولانا نوابدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی ارادت کے ابتدائی دور میں حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تبلیغی دورے پر قریہ قریہ گشت فرما رہے تھے کہ ایسے گاؤں میں پہنچے جس کے کچھ فاصلے پر ایک مسجد بے آباد کو دیکھا مسجد میں پرندوں اور کتوں وغیرہ نے گندگی پھیلا رکھی تھی۔ مسجد سے تعفن اٹھ رہا تھا۔ حضرت خواجہ نے مسجد کو صاف کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر اسی مسجد میں قیام فرما لیا۔ تین شبانہ روز اسی مسجد میں ذکر و فکر میں مشغول رہے وہاں کھانے کو کیا تھا۔ حضرت خواجہ کی زندگی متوکلانہ تھی کھانا کبھی ساتھ نہ رکھتے تھے۔ تین دن کی بھوک نے برا حال کر دیا۔ والدم جو ابتدائی منازل طے کر رہے تھے۔ مولویت کی زندگی سے درویشی میں پہلا قدم رکھا تھا نے عرض کیا "قبلہ عالم!

Marfat.com

اگر درویشی اسی بھوکے رہنے کا نام ہے تو بندہ اس سے باز آیا۔ بندہ کو اجازت دیجیئے۔" حضرت خواجہ نے مسکرا کر والدم کی طرف اپنی پُر نور نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ مولانا آج کی شب اور قیام کر لو۔ والدم فرماتے ہیں کہ آپ کی نگاہ تھی یا جام شیر۔ اس نگاہ نے مجھے صبر و تحمل کا پیکر بنا دیا۔ سبحان اللہ۔

اُس شام کو یوں واقعہ پیش آیا کہ نماز مغرب کے بعد ذکر کی محفل ہوئی۔ پروانے وجدانی کیفیت میں آ گئے۔ اتفاق کی بات گاؤں کے چند بچے جو شام کو سیر کی غرض سے نکلے اور انہوں نے ذکر کی آواز سُنی۔ ان کے لیے یہ نئی بات تھی وہ مسجد میں آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور پھر ہمارے ساتھ ذکر کرنے لگے۔ جب اندھیرا خوب پھیل گیا تو بچوں کے والدین کو فکر لاحق ہوئی۔ وہ ان کی تلاش میں سرگرداں مسجد میں پہنچ گئے۔ اُن کے دلوں پر ذکر اثر انداز ہوا وہ بھی وہیں پر اجمان ہو گئے۔ ذکر کے بعد دُعا ہوئی دُعا میں حاضرین پر مزید رقت پیدا ہوئی ہوا اہلِ دیہہ اور زیادہ متاثر ہوئے۔ فراغتِ ذکر کے بعد جب اُن سادہ لوگوں کو معلوم ہوا کہ ذاکرین کی جماعت تین شبانہ روز سے بھوکی پیاسی اسی جگہ پر ٹھہری ہوئی ہے تو وہ اپنے گاؤں میں جا کر کھانا لائے۔ اہلِ دیہہ کو جماعت کی خبر دی اور جماعت کا وجد و کیف بیان کیا۔ بس سارا گاؤں مسجد میں آ جمع ہوا قبلہ عالم حضرت خواجہ سراج الحق کی نورانی شکل اور پر اثر گفتگو نے ان کے دلوں میں نور پیدا کر دیا۔ تقریباً سارا گاؤں آپ کا مرید ہو گیا۔ اب اہلِ دیہہ آپ کے جانے پر رضامند نہ تھے۔ خواجہ نے آٹھ دن اپنی جماعت کے ساتھ اس دیہہ میں قیام کیا۔ علماء کرام جو جماعت کے ہمراہ تھے۔ خصوصاً والدم وعظ فرماتے ذکر ہوتا۔ گاؤں کی کایا پلٹ گئی۔ جو کل تک اسلام سے بے خبر تھے آج اسلام کے دلواتے اور مناتے بن گئے۔ مسجد کی تعمیر نو کے لیے چندہ اکٹھا کرنے لگے۔ بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں کی زبان پر الا اللہ کے نعرے تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنی جماعت کے ایک درویش کو اہلِ دیہہ کی ہدایت کے لیے مقرر فرمایا

Marfat.com

اور رختِ سفر باندھا۔ خواجہ کا یہی مشن تھا۔ جس گاؤں میں جاتے اس میں تبلیغ کے لیے ایک درویش کامل کو مقرر فرما دیتے۔

ساداتِ کرام کا احترام : حضرت قبلہ مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان زجان سے متعدد بار سُنا کہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ سادات کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی سید بیعت ہونے کے لیے آتا تو فرماتے کہ ہم تو سادات کے غلام ہیں آپ کے آباء و اجداد کی امانت ہمارے پاس موجود ہے وہ ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔ اور پھر وظائف و اوراد کی اجازت مرحمت فرما دیتے۔

معمولات : آپ سنت کے بہت پابند تھے یہاں تک کہ باوجود دانت نہ ہونے کے مسوڑھوں پر ہر وضو کے ساتھ مسواک کیا کرتے تھے۔ سارا دن مہمانوں میں مشغول رہتے۔ مہمان کو خود کھانا پیش کرتے اور ہر وقت تبلیغ جاری رکھتے۔ علاوہ ازیں تہجد کے بعد ذکر بالجہر نماز فجر تک فرماتے اس کے بعد ایک پارہ قرآن مجید کا تلاوت فرماتے۔ دلائل الخیرات۔ قصیدہ بُردہ شریف، حزب البحر اورادِ فتحیہ۔ دعائے رقاب۔ دعائے حیدری۔ دُعائے مغنی اور دعائے سیفی اور شجرہ شریف اس کے بعد نماز اشراق کی ہمیشہ پابندی فرماتے۔ پھر مہمانوں کی خدمت میں مشغول ہو جاتے تمام نماز نوافل چاشت زوال اوابین وغیرہ میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیتے۔

حضرت خواجہ کا دربارِ عالیہ : آپ کے دربار گوہر بار کی نشان۔ اس دور کے درباروں میں سب سے منفرد تھی۔ آپ کے دربار میں یہاں آپ کے مریدین علماء مثلِ حضرت علامہ نواب الدین صاحب شکوہی، عاشقِ ربانی حضرت

Marfat.com

مولانا عبد الغنی صاحب دوسوہوی، مولانا دولت علی دوسوہی مولانا حامد علی شاہ شکر گڑھی، حضرت سید بابا ظہور شاہ صاحب مولانا فیروز دین صاحب کشمیری مولانا سردار احمد صاحب، حضرت مولانا محمد شریف صاحب لائل پوری بیٹھے نظر آتے تھے۔ تو دوسری طرف امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری، پیر جماعت علی شاہ ثانی، مولانا محمد عبد اللہ تلونڈوی، حضرت سائیں فتح دین کپورتھلوی، مولانا نعیم الدین صدر الافاضل مولانا محمد سلیم جالندھری، شمس العلماء مولانا ولی محمد صاحب جالندھری اور ساتھ ہی کبھی کبھی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری و دیگر علماء اہل حدیث و اہل دیو بند مثلاً مولانا شبیر احمد عثمانی بیٹھے نظر آتے تھے۔ اس دربار کی نظیر شاید ہی کسی دربار میں مل سکے۔ ان میں سے بعض علماء نے یہ اعتراض اٹھایا جن میں شمس العلماء مولانا ولی محمد جالندھری سر فہرست تھے کہ مولوی ثناء اللہ وہابی ہے اسکی آمد درست نہیں آپ نے جواباً فرمایا کہ درویش کی خانقاہ میں کسی کو روکا نہیں جا سکتا۔ اس پر کئی ظاہر بین علماء نے خانقاہ سراجیہ میں جانا بند کر دیا لیکن آپ اپنے مشن کی تکمیل میں مگن رہے۔ آپ حضرت صوفی صاحب مراد آبادی کے اکمل خلفاء سے تھے اسی لیے بعض آپ کے پیر بھائیوں نے بھی سلوک کی منازل خانقاہ سراجیہ سے طے کیں۔ ان میں سے حضرت قبلہ سید انوار علی شاہ پیلی بھیت (متوفی ۱۳۹۹) حضرت صوفی حبیب الرحمان برق لدھیانوی (متوفی ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۷ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء) حضرت مولانا عبد الغفور صاحب قیس لوڑیلوی مشہور ہیں۔ حضرت قیس صاحب اس بات کا خود اقرار کرتے ہوئے اپنی تالیف "اردو ترجمہ منظوم مثنوی بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ" کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں" (یہ نسخہ جسکو میں نے ترجمہ کے لیے چنا) ایک پرانے قلمی نسخہ صحیحہ سے کیا گیا ہے جو مجھ کو میرے معزز محترم برادر طریقت مولوی سراج الحق صاحب کرنالوی المدفون گورداسپور خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ سے ایام سلوک میں

Marfat.com

مرحمت ہوا تھا۔

تعویذ الصمد: حضرت خواجہ نے الصمد کا تعویذ اخراج فرمایا حضرت مرشدی نظر بد کے لیے مرحمت فرمایا کرتے تھے لیکن فقیر گندا حقیر ہر مرض کے لیے دے دیتا ہے۔ اللہ کریم بطفیل رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مرشدان کی دعا سے شفاء عطا فرماتا ہے۔

نقش تعویذ یہ ہے

نقش کے نیچے خواجہ کا اسم گرامی بطور برکت حضرت قبلہ مرشدی لکھا کرتے تھے۔

۱۱۸	۷۸۶	۱۱۰
۶۶	۱۱	۸۸
۷۷	۵۵	۳۳
۲۲	۹۹	۴۴
۱۳۵	۹۲	۱۲۸

بحق حضرت مولانا سراج الحق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

عجیب و غریب کرامت: جناب شیخ غلام احمد صاحب مرید حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد ظہور الحق شاہ صاحب مدظلہ، وہ نیک سیرت انسان ہیں۔ جنہوں نے خواجہ صاحب کی زیارت کی ہے لیکن بعیت ان کے صاحبزادہ صاحب سے کی ٹکسالی گیٹ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ کی فوٹو لینے کے لیے بڑی کوشش

Marfat.com

کی گئیں لیکن کیمرہ کی ریل ہمیشہ صاف ہی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری تصویر نہیں کھینچی جاسکتی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کَمَالِہٖ نُوْ ھَبَ اَنْبِیَائِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ

خواجہ سراج الحق، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں

مرشدی مولانا الحکیم عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو اپنا خواب سنایا فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تین مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور اکیلے ہی تھے تو مرشدی سے فرمایا "اس مرتبہ تمہیں معاف کیا جاتا ہے کہ تم سراج الحق کے مرید ہو"

دوسری مرتبہ میں اور خواجہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس شان سے جارہے تھے کہ خواجہ، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھے اور میں (مولانا عبد الغنی) بائیں جانب میں نے اپنے پیرومرشد سے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی یہ جگہ مل جائے۔ خواجہ تو خاموش رہے۔ البتہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ایسا ہی ہو جائے گا"

۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو فقیر گندا حقیر حضرت سائیں فتح دین صاحب، قادری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک منعقدہ قبرستان بی بی پاک دامناں حاضری کے لیے گیا۔ وہاں حضرت مولانا محمد شریف سانگلہ ہل والے تقریر فرما رہے تھے۔ انہوں نے دوران تقریر فرمایا کہ حضرت سائیں فتح دین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تہجد کے وقت آواز دی کہ او مولوے (مولوی صاحب) ایدھر آ

Marfat.com

تینوں اک گل سناواں۔ میں حاضر ہویا تے فرمان لگے۔مولوے اسان ہنے ہنے خواب وچ ویکھیا کہ سرکارِ مدینہ تشریف فرما نیں تے اوہناں دی گود وچ حضرت سوہنا پیر سراج الحق گورداسپوری لیٹیا ہویا اے۔ سرکار، پیر سوہناں دے نال کمال محبت دا اظہار کر دے نے، مینوں بڑا رشک پیدا ہویا۔ فیر پیر سراج الحق علیحدہ ہو گئے تے میں اوہناں نال ملاقات کیتی، فرمان لگے سائیں جی ہُن ساڈی آخرت دے سفر دی تیاری اے۔ دو ماہ بعد رختِ سفر بناں گے۔ ایہ اِن نوں میری جاگ اگھڑ آئی، مولوے اج دی تاریخ نوٹ کر لا۔ دو ماہ بعد پیر سوہنے دے جنازے وچ شامل ہونا اے۔"

مولوی صاحب نے فرمایا۔ حضرت سائیں جی روزانہ مجھ سے تاریخ دریافت کرتے رہتے۔ آخر ۲۸ شوال ۱۳۵۰ھ کی صبح کو فرمایا "چل مولوے گورداسپور چلیئے میں بول تو نہ سکتا تھا تیار ہو گیا۔ جب باہر نکلے تو حضرت پیر سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ اس واقعات سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ خواجہ، بارگاہ رسالت میں کس قدر اچھی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ سبحان اللہ۔

سکول کے اجرا کی خواہش : کالجوں اور سکولوں کے اجراء سے بے دینی سی پھیل گئی تھی۔ انگریزی خواں دین سے نابلد ہوتے جارہے تھے۔ دین کی محبت دلوں سے اُٹھ گئی تھی۔ انگریز نے تعلیمی پالیسی ہی ایسی چلی تھی کہ سکول میں پڑھنے والے کا ذہن تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ اپنے اکابرین کو بھول گئے تھے کالج کیا تھے ذہن کی تبدیلی کی آماجگاہیں تھیں مد

یوں قتل سے بچوں کے بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

Marfat.com

قبلہ عالم خواجہ سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ نے اس ماحول کو دیکھا تو تڑپ اٹھے آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ایسا مدرسہ یا سکول ہونا چاہیے کہ جس میں علومِ جدیدہ و قدیمہ، دینوی و دینی پڑھائے جائیں تاکہ انگریزی خواں علم دین سے واقف ہوں اور مولوی حضرات انگریزی پڑھیں اور انگریزی دان کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔ الحمدللہ حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب مدظلہ العالی نے والدش کی اس خواہش کو پوری فرما دیا ہے۔

بچوں پر شفقت: حضرتِ خواجہ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے جناب محمد اسماعیل مستانہ فرماتے ہیں کہ خانقاہ سراجیہ گورداسپور میں حضرت بابا ظہور شاہ شکر گڑھی قرآن مجید پڑھاتے تھے، ایک دن ہمیں سبق یاد نہ تھا کہ بابا ظہور شاہ نے ہمیں چلچلاتی دھوپ میں کھڑے ہو کر سبق یاد کرنے کا حکم دیا۔ ہم دھوپ میں کھڑے تھے کہ حضرت خواجہ تشریف لے آئے۔ ہم خواجہ سے لپٹ گئے اور سلام کیا، فرمایا!

"بھئی تم دھوپ میں کیوں کھڑے ہو؟" ہم نے عرض کیا "حضور استاد جی نے سبق یاد نہ ہونے پر یہ سزا دی ہے"۔ آپ نے ہمیں پیار دیا اور بابا ظہور شاہ سے فرمایا کہ ظہور شاہ بچوں پر اتنی سختی نہ کیا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت شفقت فرماتے تھے اتنا کہا اور حضور کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں:

مرزائیت کا سدِ باب: یوں تو علمائے اسلام کے ہر طبقے نے مرزائیت کا اپنی اپنی جگہ مقابلہ کیا لیکن حقیقت پر مبنی یہ بات ہے کہ جس قدر مرزائیت کے بارے میں خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ نے کام سرانجام دیا شاید و باید ہی کسی نے کیا ہو۔ پیر و مرشد کے حکم سے کرنال سے ترکِ وطن کر کے گورداسپور

Marfat.com

میں خانقاہ قائم کی۔ اپنی خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ سے اپنے خلفاء کو تربیت فرما کر گورداسپور کے قصبہ قصبہ قریہ قریہ میں خانقاہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ ان قائم کردہ خانقاہوں سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بحر مرزائیت کا گندا پانی قصبوں اور دیہات میں نہ پہنچ سکا بلکہ اسلام کے سپوت جب خانقاہ سراجیہ کے خلفاء کو دیکھتے تو ان میں اسلام کی محبت کا جذبہ پیدا ہو جاتا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کریہہ صورت سے متنفر ہو جاتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک خفیہ تحریک چلانے کا منصوبہ بنایا وہ یہ کہ اس نے سلطنتِ برطانیہ کو درخواست بایں مقصد گزارنے کا عزم کیا کہ چونکہ قادیان میں زیادہ تر میرے معتقدین ہیں بایں وجہ قادیان کو میری ریاست قرار دیا جائے۔ عین ممکن تھا کہ اسکی درخواست منظور ہو جاتی لیکن اس کے اس منصوبے کا علم درخواست گزارنے سے دو سال پیشتر ہی ہو گیا۔ قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید صادق مولانا حافظ قاری محمد فضل الدین مدنی صاحب کو جنکو کہ مدینہ منورہ میں حصول تعلیم کے لیے بھیجا ہوا تھا واپس بلا لیا۔ ان کی آمد پر گورداسپور میں ہائی سکول کھولا۔ تبلیغ کا کام تیز تر کر دیا۔ قاری صاحب کی یہ بھی ڈیوٹی لگائی کہ اپنی جماعت (سراجیہ) کے افراد کی ایک مکمل فہرست نام معہ سکونت تیار کی جائے۔ لہذا حکم کی تعمیل کی گئی۔ کئی جلدوں میں فہرست تیار ہوئی۔ تکمیل فہرست کے بعد درخواست گزار دی گئی کہ چونکہ مرزا صاحب کے مریدین سے زیادہ گورداسپور اور اسکے گردونواح میں ہمارے معتقدین کی تعداد بہت زیادہ ہے لہذا گورداسپور کو بنام خواجہ محمد سراج الحق ریاست قرار دیا جائے۔

آپ کا مقصد ریاست حاصل کرنا تو نہ تھا، صرف اور صرف مرزا کی درخواست کو نامنظور کرانا تھا۔ آپ کا مقصد پورا ہو گیا۔ مرزا صاحب نے جو ریاست کے لیے سدے میں درخواست گزاری آپ کی درخواست پر اسکو رد کر دیا گیا۔ اس میں

Marfat.com

مرزا صاحب کو بہت مایوسی ہوئی۔ اسطرح بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس فتنہ کو دبانے کے لیے بسیار مساعی فرمائیں۔ چونکہ آپ اور آپ کے خلفاء نے فقط رضائے الہی کے لیے کام کیا اس لیے حالات کو مرتب کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔ خاموشی سے کام سرانجام دیا اور شہر خاموشاں کے مکین ہو گئے۔ فقیر گندا حقیر نے متعدد بار اپنے پیر و مرشد کی توجہ اس طرف دلائی تھی لیکن آپ ہمیشہ ٹالتے رہے۔ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب ابن مولانا نواب دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بھی ایک مرتبہ گذارش کی کہ حضور اپنی یادداشت کو کتاب کی شکل میں تبدیل فرما دیجیے لیکن آپ نے بھی یہی فرمایا کہ درویش کو ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ فقیر جسکو علم سے کچھ علاقہ ہی نہیں نے قلم اٹھا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق تکمیل کی استدعا کرتا ہے۔

شادی اور اولاد: قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب اور منظور الحق صاحب پیدا ہوئے اور دوسری بیوی سے حضرت صاحبزادہ والاتبار قبلہ محمود الحق صاحب فاروقی پیدا ہوئے۔ قبلہ عالم کے ہاں چار لڑکیاں پیدا ہوئیں جو غالباً دوسری زوجہ محترمہ کے بطن پاک سے ہوئیں۔ دوسری زوجہ محترمہ اکتوبر ۱۹۵۸ میں بقید حیات تھیں۔ فقیر صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کے لیے بستی گدیٹ راولپنڈی گیا تو آپ وظائف میں مشغول تھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا

(۱) حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد ظہور الحق شاہ صاحب: آپ پہلی بیوی مسماۃ ______ کے بطن پاک سے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ایک

Marfat.com

معمہ سے کم نہیں۔ فقیر کے پاس تین تحریری قول موجود ہیں (۲/۱) جناب سلیم نعمانی صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب سے استفسار کے بعد فقیر کے نام ایک خط ۱۳/۸/۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"تاریخ پیدائش درست اور صحیح نہیں بتلائی جاتی، میں نے حضرت قبلہ سے پوچھا کہ جب مرزا فوت ہوا آپ کونسی جماعت میں پڑھتے تھے۔ فرمایا "سوئم میں" چونکہ مرزا ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۸۹۷ء ہے اور اسوقت عمر پاک ۹۲ سال ہے لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ آپ کی عمر اسوقت (۱۹۸۴ء) ایک سو دس سال ہے اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۸۷۴ء ہے۔

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمود الحق صاحب کا خط ۲۷/۸/۸۴ کو موصول ہوا فرماتے ہیں۔

"قبلہ میاں ظہور الحق صاحب کا سن پیدائش کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی عمر تقریباً ایک سو دو سال ہو گی" اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۸۸۲ء ہے۔ یعنی آپ جب کہ بقید حیات ہیں آپ کا سن پیدائش ایک معمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقیر کی حیات ہی ایک معمہ سے کم نہیں ہوتی یہاں ابتدا ہی معمہ ہے (۱۳/۹/۸۴)

آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی اور بطور ڈی ایس پی تعینات ہوئے۔ بقول حضرت قاری محمد شریف ابن قاری فضلدین صاحب مرحوم ایک مرتبہ قبلہ عالم نے آپ کو عرس پر بلایا۔ ذکر جاری تھا۔ ہزارہا صوفیاء کرام ذکر کے کیف سے مسرور تھے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب سرکاری یونیفارم میں آموجود ہوئے اور قبلہ عالم سے عرض کرنے لگے "کیا آپ نے مجھے بلایا ہے" قبلہ عالم نے ایک نظر آپ کو دیکھا اور فرمایا "جاؤ" لیکن یہ ایک نظر تھی جو

Marfat.com

کام کر گئی اور صاحبزادہ صاحب کو اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے مصداق بنا دیا۔ سہ

صہبا میں وہ ساقی کیف کہاں ساغر میں کہاں وہ رنگینی

یہ تیری نظر کا صدقہ ہے یہ تیری نگاہ کی مستی ہے

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے اور تادمِ تحریر اس گدی پر متمکن ہیں۔ تمام خلفاء عظام جن میں چند مشاہیر کے اسمائے گرامی مولانا نوابدین صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب، صوفی محمد شریف مولانا عبدالغنی، مولانا فیروز دین، وغیرھم نے آپ کی دستار بندی کی رسم ادا کی۔ سجادہ نشینی کے بعد آپ نے تبلیغ کا کام شروع فرمایا ملازمت سے استعیفیٰ دے دیا۔ قبلہ عالم کا مزار اقدس تعمیر کرایا۔ قبلہ عالم کی خواہش کے مطابق ایسا دارالعلوم قائم کیا جس میں درس نظامی اور میٹرک تک تعلیم دی جاتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد دو سکول صابریہ سراجیہ ہائی سکول سنت پورہ فیصل آباد قومیا جا چکے ہیں۔ ایک سکول ڈھاکہ میں قائم کیا تھا۔ علاوہ ازیں پاکستان کے طول و عرض میں مدارس کا سلسلہ جاری ہے جسکی دیکھ بھالی صاحبزادہ صاحب اس ضعیف العمری میں بھی فرماتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خدمات ان ہی کا حصّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے سال میں قبلہ عالم کا دو مرتبہ عرس پاک منعقد کراتے ہیں۔ ذکر جدادی اور حلقہ کا روح پرور منظر ایسا ہوتا ہے جس کی دوسرے عرائس میں نظیر نہیں ملتی۔ یہ سب حضرت صاحبزادہ صاحب کا روحانی فیضان ہے جو ان کو اپنے والد گرامی قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے تفویض ہوا ہے۔ آپ کی صورت پاک کی زیارت سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کا روحانی فیضان عام

Marfat.com

ہے۔ لاکھوں انسانوں نے آپ سے راہِ ہدایت حاصل کی۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کی وفات ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعرات قریب نماز مغرب ہوئی۔ مرکز سراجیہ پیپلز کالونی نمبر ۱ لائل پور میں دفن ہوئے۔ چند خلفا کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) جناب حاجی احمد دین صاحب (۲) حاجی محمد اسحاق صاحب

(۳) حاجی محمد ابراہیم صاحب (۴) جناب عدنان صاحب لاہور

(۵) حاجی محمد رشید صاحب (۶) حاجی غلام دستگیر صاحب

(۷) جناب محمد صالح صاحب (۸) جناب محمد یعقوب صاحب

(۹) حاجی محمد یوسف صاحب (۱۰) جناب فضل دین صاحب

(۱۱) عبد الحق شاہ صاحب (۱۲) عبد الرحمان شاہ صاحب

(۱۳) محمد شفیع صاحب (۱۴) غلام سرور صاحب

(۱۵) سید دلاور حسین شاہ صاحب (۱۶) محمد اسماعیل مستانہ صاحب

اولاد۔ تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے

(۱) میاں منصور الحق صاحب (۲) میاں ضمیر الحق صاحب

Marfat.com

میاں منصور الحق صاحب روحانیت میں بلند مقام رکھتے ہیں جب محفل میں بیٹھ کر ذکر کرواتے ہیں تو انوار کی بارش ہوتی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل ہی خلافت سے نوازے گئے اور عرس شریف کا تمام پروگرام انہی کے ذمہ ہوتا ہے جو بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ مرشدی مولانا عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ہر سال رردلی شریف کے ختم پاک میں ضرور مرشدی کا نام نامی اسم گرامی لیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مرشدی سے والہانہ محبت تھی۔ چند سال بیشتر ایک نااہل طالب علم نے آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا تھا جس سے آپ قدرے معذور ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنی خاندانی روایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے طالب علم کو معاف فرما دیا تھا۔ سراجیہ ہائی سکول نمبرا سنت پورہ لائل پور کے ہیڈ ماسٹر تھے اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور ۱۵/۴ اپر سٹوری سول لائن راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ کے چار بیٹے ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

راولپنڈی سے کراچی شفٹ ہو گئے تھے اور وہیں ۷ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۸ء بروز منگل انتقال فرمایا۔

حضرت میاں ضمیر الحق صاحب : ایم اے صابریہ سراجیہ ہائی سکول پیپلز کالونی نمبر۲ لائل پور کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ نہایت خلیق اور بشاش طبیعت کے مالک ہیں ہمہ وقت متبسم رہتے ہیں۔ آج کل عرس کے تمام پروگرام آپ کے ذمہ ہیں۔ آپ کے روحانی خیالات بلند ہیں امید ہے سلسلہ سراجیہ کی صدر درجہ اصلاح فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے نرینہ اولاد نہیں فقط چار صاحبزادیاں ہیں۔

اب خانقاہ کا انتظام آپ کے ذمہ ہے۔

Marfat.com

۲۔ صاحبزادہ میاں منظور الحق صاحب مرحوم فاروقی: آپ کا سنِ پیدائش ۱۹۰۶ء ہے۔ تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت باباجی قدس سرہ العزیز کے عرس پر پاک پتن شریف آئے واپسی پر موضع کنھونگل (نزد گورداسپور شریف) انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات محرم الحرام ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۲ء) ہے۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد محمود الحق صاحب فاروقی:

آپ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔

آپ بڑے خلیق، ملنسار، متقی و پرہیزگار، جذب و مستی کیف و سرور کے مالک ہیں۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بعیت ہیں۔ آپ کے نرینہ اولاد نہیں بلکہ تین لڑکیاں ہیں۔ اسوقت کوٹھی نمبر A-45/536 بخاری کالونی، نواں شہر ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔ قبلہ عالم کے خلفاء سے حضرت مولانا نواب دین صاحب مولانا عبدالغنی صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب، قاری فضل دین صاحب، جناب محمد شریف صاحب اور صوفی رستم علی صاحب سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ فقیر اور محترم محمد سلیم صاحب شاہد (حال ساکن مانچسٹر) آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے ڈان ہوٹل صدر راولپنڈی گئے۔ ان دنوں سیدی مرشدی مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بقیدِ حیات تھے اور آپ ہی نے ہمیں آپ کی زیارت کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔ اور پروانہ بھی لکھ کر دیا تھا۔ ہم ڈان ہوٹل پہنچے آپ ابھی گھر سے تشریف نہ لائے تھے ان دنوں آپ بھتی گیٹ راولپنڈی میں ایک بنگلہ میں قیام پذیر تھے۔ ڈان ہوٹل سے ایک ملازم ہم کو بنگلہ میں لے گیا۔ اس سے پیشتر ہماری کوئی آپ سے شناسائی

Marfat.com

نہ تھی۔ ہم نے ملازم کے ہاتھ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا پروانہ اندر بھیج دیا۔ آپ وظائف میں مشغول تھے۔ حضرت صاحب کا پروانہ دیکھتے ہی باہر تشریف لائے۔ مشفقانہ گفتگو فرمائی اور پھر ہوٹل میں لے گئے۔ اپنے ہمراہ ناشتہ کھلایا اور دو گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔ دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا۔ مولانا عبدالغنی صاحب کے ہمارے خاندان پر بہت احسانات ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی ہمارے خاندان کے لیے ہی وقف کر دی تھی" ہمارے اجازت طلب کرنے پر فرمایا "یہ ہوٹل حاضر ہے جب تک راولپنڈی میں قیام کرنا مقصود ہے یہیں رہیے۔ ہر قسم کی سہولت مہیا ہوگی۔" آپ کی شفقت اور کریمانہ اخلاق سے ہم بہت متاثر ہوئے۔ اس ملاقات کو آج جب کہ عرصہ ۲۴ سال کا گزر چکا ہے۔ لیکن جب وہ منظر ملاقات یاد آتا ہے۔ روحانی غذا میسّر ہو جاتی ہے، صغیر و کبیر، عالم و جاہل جوان و پیر غرضیکہ ہر شخص پر شفقت فرماتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ایک شفیق اور مہربان کے صاحبزادے ہیں۔

اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور عمر میں برکت دے۔ آمین۔ آپ کا ایک خط بنام فقیر

۷۸۶

حق حق حق

جناب بھائی صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

والا نامہ موصول ہو کر حالات سے آگاہی ہوئی۔ یاد آوری کا شکریہ۔ آپ نے چند سوالات دریافت فرمائے ہیں۔ عرض ہے کہ قبلہ عالم فاروقی قریشی ہیں۔ ان

Marfat.com

کے دادا ابا کا اسم گرامی وزیر علی ہے۔ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی والدہ صاحبہ میاں محمد ظہور الحق صاحب کی والدہ ہیں۔ اور دوسری بیوی میری والدہ ماجدہ ہیں ان کے بطن سے ایک لڑکا محمود الحق فاروقی ہے اور ۴ لڑکیاں ہیں۔

میرا سن پیدائش ۱۹۱۴ء ہے قبلہ میاں ظہور الحق صاحب کے سن پیدائش کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی عمر تقریباً ایک سو دو سال ہو گی۔ بڑے بھائی منظور الحق صاحب جب میں ۱۰/۹ سال کا تھا فوت ہو گئے تھے موضع کٹھو ننگل جو گورداسپور کے قریب تھا وہاں فوت ہوئے ان کی عمر تقریباً ۱۸/۱۷ سال تھی میں قبلہ عالم سے بیعت ہوں (بیعت کے وقت) ۱۰/۹ سال کی عمر تھی۔ میرے نرینہ اولاد نہیں ہے تین لڑکیاں ہیں۔ حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کرام

قبلہ مولوی نواب دین صاحب

مولوی عبدالعزیز صاحب

قاری فضل دین صاحب

بھائی محمد شریف صاحب

بھائی رستم علی صاحب

خادم الفقراء محمود الحق ۲۷/۸/۸۴

Marfat.com

تاریخ وصال : مردِ قلندر قطب دوراں قبلہ عالم خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری نے ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۳۲ء بروز منگل انتقال فرمایا۔

مزار شریف : محلہ غفوری نزد جھولنا محل اندرون ہنومان گیٹ گورداسپور (بھارت) قیامِ پاکستان کے بعد ہندو معتقدین آپ کے مزار اقدس کی حفاظت و خدمت پر مامور ہیں۔ آج کل (۱۹۸۳ء) ماسٹر ہرنام داس صاحب خدمت پر مامور ہیں۔

لوح مزار

شاہ سراج الحق سراجِ پُرضیاء

دستگیر و پیشوا و راہنما

ہست ذاتش شمع بزمِ اولیاءؑ

ہست او لاریب شاہِ اصفیاء

در ولایتِ او یگانہ بے مثال

در کرامت در ہدایت در نوال

Marfat.com

در شریعت در حقیقت کاملے

در تصوف سالکاں را راہبرے

آستانش مصدرِ نورِ الٰہ

خاکیاں و قدسیاں را ادب گاہ

یک ہزار و سہ صد و پنجاہ بود ۱۳۵۰

کاں محبِّ حق بحق پیوستہ بود

ایں ثنا[1] از فقیرے بے نوا

کو بخواہد از درش جود و عطا

تصرفات بعد از وفات: حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد افضل حق خالد چشتی صابری غنوی (پرنسپل گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر) فرماتے ہیں کہ تایا محترم مولانا دولت علی مرحوم نے فرمایا کہ میں پریشان رہتا تھا۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ رباعی پڑھا کرو۔

---

[1] پروفیسر ثناء اللہ صاحب

Marfat.com

یارب کشائی بر من درہائے بستہ را
محتاجِ غیرِ خود نہ کنی ایں شکستہ را
کس نیست در جہاں کہ کُند مامنِ قبول
یارب قبول ساز منِ ناشائستہ را

مولانا دولت علی عارف مرحوم نے یارب قبول ساز پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اگلا جملہ مجھے بھول گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے منِ ناشائستہ را لگا کر رباعی کو مکمل فرما دیا۔ اس کے پڑھنے سے پریشانی جاتی رہی۔

دوسرا واقعہ فقیر کے ساتھ پیش آیا۔ فقیر نے خواجہ کی زیارت ظاہراً نہیں کی۔ غالباً ۱۹۷۶ء کے موسم گرما کی ایک شب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے بر مزار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مشرف ہوا خواجہ نے شفقت فرمائی اور بازو پکڑ کر حضور داتا گنج بخش کے روضہ اقدس کے مواجہ شریف کے قریب بیٹھا دیا اور ارشاد فرمایا کہ "تم یہاں بیٹھا کرو" فقیر دوسرے روز جب مزار شریف پر حاضر ہوا تو متعینہ جگہ خالی تھی حالانکہ ہجوم کافی تھا۔ فقیر مسلسل تین ماہ تک بلاناغہ جاتا رہا جگہ مرشدہ متعینہ کو ہمیشہ خالی پاتا رہا۔ اس دوران عرس بھی آیا لیکن فقیر کو اپنی جگہ بغیر کسی مشکل کے مل گئی۔ فقیر نے بعض مجبوریوں کے تحت خود ہی جانا چھوڑ دیا ورنہ اگر تمام زندگی جاتا رہتا تو انشاءاللہ العزیز اپنی جگہ پر بیٹھتا۔

ارشادات : ۱۔ درویشی سے بڑھکر کوئی شاہی نہیں۔

Marfat.com

۲۔ اگر اعلیٰ حضرت احمد رضا رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہندوستان میں نہ ہوتی تو تمام لوگ وہابیت کا سبق پڑھتے۔

۳۔ غلطی سے اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھ لو تو اعادہ کر لو۔

۴۔ علماء کو چاہیے کہ انگریزی زبان سیکھیں تاکہ انگریزی دانوں کو دین سکھائیں۔

عرس شریف: آپ کا عرس ہر سال ۲۸ شوال کو تقریباً پاکستان کے ہر شہر قصبہ میں منایا جاتا ہے۔ مرکزی عرس ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر کو مرکز جماعت سراجیہ لال کوٹھی پیپلز کالونی نمبر ۱ فیصل آباد میں منایا جاتا ہے۔ آپ کے خلفاء کے تمام مریدین حاضری دیتے ہیں۔

خلفاء:

۱۔ حضرت مولانا الحکیم حاجی عبد الغنی صابری دوسوہوی قدس سرہٗ

آپ کے حالات پر آئندہ صفحات میں گفتگو ہوگی۔

۲۔ حضرت مولانا قاری الحاج فضل الدین صاحب قدس سرہٗ

آپ کے والد گرامی کا نام حضرت پیر فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت قاری صاحب ۱۸۸۷ء میں موضع طفل وال نزد قادیاں ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ پانی پت کرنال سے قرآن حکیم حفظ کیا۔ علوم جدیدہ میں موضع کلانور سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۱ء میں قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی۔ جب کہ قبلہ عالم کلانور کے دورہ پر تھے۔ اس کے بعد دینی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی تو حضرت مولوی عبد العزیز صاحب مرحوم سے گلستان

Marfat.com

بوستان پڑھی۔ قبلہ عالم نے آپ کو حصولِ علم کے لیے مدینہ منورہ بھیج دیا وہاں
کے علماء سے سندِ حدیث حاصل کی۔ ابھی تعلیم جاری ہی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی
نے گورداسپور کو اپنی ریاست منظور کرانے کا منصوبہ بنایا تو حضرت خواجہ نے
حضرت قاری صاحب کو مدینہ منورہ سے واپس بلا لیا۔ (یہ پورا واقعہ قبلہ عالم کے
حالات میں آچکا ہے) اسلامیہ ہائی سکول اور مدرسہ کا اجراء کرکے آپ کو اس
کا ناظم مقرر کر دیا گیا۔ حضرت قاری صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے حکم پر
تبلیغ کا کام کما حقہٗ سرانجام دیا۔ عشق و مستی میں آپ کا مقام بہت بلند تھا
جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو لوگوں کو مسحور کر دیتے۔

۱۳۵۰ھ
۱۹۳۲ء کو وفات پائی۔ گورداسپور کے عام قبرستان میں
دفن ہوئے۔ آپ کا عرس ہر سال مرغی خانہ نزد تکیہ سُندر لاہور کینٹ میں منایا
جاتا ہے۔ آپ کے چار صاحبزدے ہیں۔

۱۔ الحاج عبدالحمید صاحب

۲۔ محمد صدیق صاحب

۳۔ محمد بشیر صاحب

تینوں حضرات درویش صفت ہیں اور متوکلانہ زندگی گزارتے ہیں

۴۔ قاری محمد شریف صاحب: آپ پر اکثر سکر کی حالت رہتی ہے
آنکھوں میں ہمیشہ مستی نظر آتی ہے۔ ظاہری تعلیم میٹرک ہے۔ دینی کتابوں پر
عبور حاصل ہے۔ باکمال صوفی ہیں۔ اکثر ذکر و فکر کی محفل میں وجدانی کیفیت
جاتی ہے۔ آپ اپنے تمام بھائیوں سے بڑے ہیں۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔

Marfat.com

حضرت قاری صاحب مرغی خانہ نزد تکیہ سندر لاہور میں سکونت پذیر ہیں آپ کے
تین صاحبزادے ہیں۔ ۱۱ شوال ۱۴۱۰ھ / ۷ مئی ۱۹۹۰ء بروز پیر عین تہجد کی نماز میں
انتقال فرمایا۔ مرغی خانہ کے قبرستان میں مزار بنا۔

۱۔ قاری عبدالوحید صاحب آپ فاضل حزب الاحناف، تجوید میں مولانا
قاری غلام رسول صاحب کے تلمیذ اور نعت خواں ہیں۔

۲۔ حافظ عبدالشکور صاحب میٹرک تک تعلیم رکھتے ہیں

۳۔ قاری عبدالحفیظ صاحب : آپ نے سراجیہ صابریہ ہائی سکول سے
میٹرک کیا اور جامعہ سراجیہ سے ہی دستارِ فضیلت حاصل کی۔ آج کل ریلوے
ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور میں ملازم ہیں۔

۳۔ سلطان المناظرین حضرت علامہ نواب الدین صاحب چشتی صابری قدس سرہٗ

حضرت مولانا ۱۸۷۰ء میں موضع رمداس ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے آپ
کے والد کا نام میاں محمد موسیٰ الراعی ہے جو رمداس کے ایک متمول زمیندار
تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی
والدہ نے محنت مزدوری کر کے آپ کی پرورش کی۔ حصول علم کے لیے آپ
کوہاٹ، دلی، اجمیر، مراد آباد (صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی آپ کے
ہم درس تھے)۔ فرخ آباد، امرتسر، بٹالہ، گنجاہ اور ننافضلکا میں تشریف لے
گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا سید گل محمد شاہ صاحب قادری مرادآبادی
مفتی غلام مصطفیٰ امرتسری مولانا حافظ سید ظہور حسین بٹالہ) مولانا سید ظہور الحسن
علامہ شاہ فضل الرحمان محدث گنج مراد آبادی ہیں۔

Marfat.com

بعیت: تکمیل علوم کے بعد تلاش مرشد میں گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا "آپ تو خود بڑے عالم اور بزرگ ہیں۔ میں آپ کو کیسے بعیت کر لوں" جب آپ نے اصرار کیا تو فرمایا کہ آپ کا حصہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری کے پاس ہے۔ اُن دنوں حضرت خواجہ، اُس عہد کے ممتاز عالم دین مولانا نور محمد صاحب کی ملاقات کے لیے امرتسر تشریف لائے ہوئے تھے مولانا سے خواجہ گورداسپوری کے دوستانہ مراسم تھے۔ مولانا نواب الدین صاحب کی یہیں ملاقات ہوئی۔ خواجہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "مولانا میں تو کافی مدت سے آپ کا منتظر تھا۔ اچھا ہوا کہ آپ آ گئے۔" اس کے بعد آپ کو بعیت فرما لیا۔ مولانا بہت جید عالم، مناظر فلسفی اور کامل صوفی و ولی تھے لیکن اس کے باوجود کسرِ نفسی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے کہا کہ آپ کا علم و فضل حضرت پیر گولڑوی کے برابر ہے آپ نے سُنا تو فوراً توبہ توبہ کہتے ہوئے اپنے دونوں کان پکڑ لئے اور فرمایا "میں اُس قلزمِ ذخار کے سامنے ایک قطرہ بھی نہیں"۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ کی خوش الحانی کی تعریف کی تو فرمایا کہ مولانا سلیمان پھلواری کے نغموں کا جواب نہیں۔

تبلیغی دورے: مولانا کی زندگی کا بیشتر حصہ روسی، چینی سرحدوں کوہ ہمالہ کے پہاڑوں کی سیاحت اور ہندوستان اور پنجاب میں تبلیغی سرگرمیوں میں گزرا جہاں اب بھی آپ کے ارادت مندوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ آپ نے متعدد غیر ممالک مثلاً براعظم افریقہ، ترکی، ایران، افغانستان روس، چین، سری لنکا، منگولیا۔ تبت، ملائیشیا، بنگال، نیپال، کشمیر کے علاوہ پورے برصغیر کا دورہ کیا۔ اور ہزارہا انسانوں کو حلقہ بگوشِ اسلام فرمایا غیر

Marfat.com

ملکی دوروں میں آپ کے خلفاء سے مولانا مست جمال اور سید عبد المعبود شاہ ساتھ ہوا کرتے تھے۔ آپ نے گیارہ حج کیے۔ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس پر متعدد بار حاضری دی۔

مناظرے: قلم آپ کے مناظروں کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں اربابِ باطل سے ان گنت مناظرے کیے۔ یہ مناظرے آریاؤں عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ غیر مقلدین سے بھی ہوئے۔ مولانا جب مناظرے کے لیے سٹیج پر تشریف لاتے تو سامعین پر سکوت طاری ہو جاتا۔ ہر شخص کی نگاہیں اُن کی سحر انگیز ذات پر مرکوز ہو جاتیں۔ ہر مناظرے میں آپ کی جیت ہوتی۔ مدِ مقابل آپ کے مقابل ٹھہر نہ سکتا تھا۔ مرزائیوں سے اس قدر آپ نے مناظرے کیے کہ مرزا صاحب اور اسکی جماعت بوکھلا گئی۔ علمی دنیا میں آپ کو فاتح مرزائیت کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مظہر صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب کا ایک روز قادیاں سے گزر ہوا۔ تو احباب سے کہنے لگے۔ مرزا صاحب سے ملے بغیر یہ سفر نا تمام رہے گا۔ آؤ مرزا سے ملنے چلیں جب آپ مرزا کے پاس گئے تو مرزا اور حکیم نورالدین اپنے معتقدین کے سامنے مثنوی شریف مولانا روم پڑھ رہے تھے۔ مرزا صاحب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے تھے۔ یہ سنکر مولانا نواب الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تو حیاتِ مسیح کے قائل ہیں فرماتے ہیں ؎

عیسیٰ و ادریس چوں ایں راز یافت

بر فرازِ گنبدِ چہارم شتافت

Marfat.com

عیسیٰ و ادریس برگردوں شدند
زانکہ از جنسِ ملائک آمدند

(علیہما السلام)

مرزا بولے یہ ان کی انفرادی رائے ہے۔ مولانا نے جواب دیا اور آپ کی رائے انفرادی نہیں کیا یہ اجتماعی ہے؟ مرزا گھبرا گئے کوئی جواب نہ آیا تو نور الدین حکیم سے کہنے لگے مولانا کو چائے پلاؤ۔ کسی مرید نے پوچھا "حضرت آپ نے مرزا کی چائے پی لی؟" فرمایا! استغفر اللہ یہ کیسے ممکن تھا۔ گویا مولانا نے مرزا کو ہر جگہ گھیرا، مرزا جواب نہ دے سکا۔ مولانا نے صاحبزادہ مظہر صاحب سے اپنی موت سے ہفتہ عشرہ قبل فرمایا "مظہر! اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔" تھوڑے وقفے کے بعد فرمایا "اعمال کے باعث نہیں۔ اعمال کا محاسبہ ہوا تو جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے اسی لیے امید ہے اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔

مرزا صاحب ایک مقدمے میں ماخوذ ہو کر گورداسپور کی کچہری میں آئے تو مولانا بھاگم بھاگ کچہری پہنچ گئے۔ اور مرزا کے گرد حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا۔ بازو کو ایک شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے "مردود! نبوت اگر جاری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس علاقے میں مجھ سے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ بُجّو کو۔" اس پر حاضرین میں ایک قہقہہ بلند ہوا۔ مرزا پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ خواجہ محمد سراج الحق قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مرزا سے باتیں کرنے گئے ہیں۔ تو آپ بھی جلد عدالت میں آئے اور مولوی صاحب کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

Marfat.com

اسمِ اعظم : موضع اڈمڑٹانڈہ جالندھر شریف کے صوفی عظمت اللہ نے اسمِ اعظم کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

سب سے بڑا اسمِ اعظم تصورِ شیخ ہے" پھر جلال میں آکر فرمایا کہ اتنے عرصے سے تیرے سامنے ۱/۲ ۶ فٹ کا چلتا پھرتا اسمِ اعظم ہے تو نے آج تک پہچانا ہی نہیں۔

وفات : اس مردِ قلندر کا وصال ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حافظ مظہر الدین صاحب نے اور دوسری نمازِ جنازہ علامہ محمد شریف محدث کوٹلی لوہاراں (والد مولوی محمد بشیر صاحب) نے پڑھائی۔ قصبہ ستکوہا ضلع امرتسر میں مزار اقدس ہے۔ عرس پاک ہر سال حضرت مولانا غلام ربانی صاحب مدظلہ کراتے ہیں۔ عرس ملتان میں ہوتا ہے [د ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء] بھائی پھیرو میں ہوا ہے۔

حافظ مظہر الدین علیہ الرحمۃ : آپ مولانا نواب دین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں رمداس ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ حزب الاحناف لاہور میں مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا ابوالحسنات مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہما اور مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں آپ کے ہم درس تھے۔ والدِ گرامی کے بعد فقیر میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق چشتی صابری گورداسپوری ثم لائل پوری سے بیعت کی۔ بقولے لاہور اور راولپنڈی میں بھی دو بزرگوں سے بیعت کی (واللہ اعلم) آپ بہت بڑے نعت گو تھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو

Marfat.com

در رسول سے گر دُور مر گیا مظہر

تو دفن ساتھ مدینے کی آرزو ہوگی

آپ نے ۲۳ مئی ۱۹۸۱ء مطابق ۱۹ رجب ۱۴۰۱ھ بروز ہفتہ وفات پائی۔ راولپنڈی میں دفن ہوئے۔ فیض آباد سے ذرا آگے مری جانے والی سڑک پر (نوٹ) حضرت مولانا نواب دین صاحب اور حافظ مظہر صاحب کے حالات کے لیے ذکرِ پاکاں تصنیف محمد طفیل ناصری ملاحظہ ہو۔

حضرت خواجہ مولانا غلام ربانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ: آپ رمداس ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ صاحبِ ذکرِ پاکاں تجلیاتِ ناصری نے آپ کی پیدائش ۱۹۱۸ء لکھی ہے۔ فقیر گندا حقیر نے آپ سے حضرت صوفی مرشدِ کاں مراد آبادی قدس سرہٗ کی تاریخ وفات دریافت کی تو فرمایا۔ والد صاحب نے میرا نام تاریخی رکھا تھا۔ جس سال صوفی صاحب کا انتقال ہوا اسی سال میری پیدائش ہوئی۔ لہٰذا آپ کا سنِ پیدائش ہجری غلام ربانی / ۱۳۳۴ھ ہے اس لحاظ سے سنِ عیسوی ۱۹۱۸ء ہی اخراج ہوتا ہے۔

قبلہ عالم خواجہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد گرامی سے فرمایا تھا۔ کہ تمہارے اللہ تعالیٰ دو فرزند جڑواں عطا کرے گا۔ دونوں پیدائشی ولی ہوں گے۔ ان سے ایک پیدائش کے بعد فوت ہو جائے گا۔ دوسرا زندہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کا بھائی فوت ہو گیا اور آپ زندہ رہے۔ بچپن میں آپ پر مجذوبانہ حالت تھی بہت کم گفتگو کرتے تھے استغراق کا شروع سے ہی غلبہ تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ایک دفعہ جالندھر شکستہ و دریدہ لباس میں تشریف لائے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ پا پیادہ حضرت سید میراں

(۱) حضرت صوفی صاحب کا انتقال ۱۳۳۱ھ میں ہوا۔ قول و سماع میں سہو ہو گیا ہے۔
(مؤلف چشتی)

Marfat.com

بھیک قدس سرہ کے آستانہ کلیر شریف اور ارد گرد کے جنگلوں میں مستانہ حال میں بادیہ پیمائی کرکے آئے ہیں۔ آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سندِ فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد مذہبی، سیاسی اور علمی جلسوں میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ رہنے لگے۔ سیاسی اور ملّی سرگرمیوں میں بھی آپ نے بمبئی تک سفر کیا۔ جالندھر، نکودر، لاہور، کھیم کرن، امرتسر، بٹالہ اور مدراس میں تحریک پاکستان کے سلسلہ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں تقاریر کیں۔ اکثر اجلاس میں مولانا عبدالعلیم صدیقی اور مولانا محمد ترنم بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔

سلسلۂ طریقت عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں آپ نے اپنے والدِ ماجد سے بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔ آپ پر اپنے والد گرامی کا صحیح رنگ غالب ہے آپ کا حلقہ ارادت لاہور فیصل آباد، جھنگ، بھائی پھیرو، ملتان، پاکپتن شریف اور شاہدرہ میں کافی پھیلا ہوا ہے، آپ کے مریدین میں ۸۰٪ تعداد ایسی ہے کہ ذکر و فکر میں ان پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے اس سے آپ کی ولایت کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی طبیعت اپنے بزرگوں کی طرح سیلانی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان میں قیام کیا پھر بھائی پھیرو (لاہور سے تقریباً ۴۰ میل ملتان روڈ پر) تشریف لائے۔ یہاں کئی دوستوں کی ہم آہنگی نہ ہونے کی بنا پر پھر ملتان چلے گئے اور لوکسی (ملتان سے ۲۳ میل اُرے) میں خانقاہ قائم کی۔ ایک رات جب کہ نصف رات گزر چکی تھی مریدین سے فرمایا خواجہ سراج الحق رح نے یہاں سے خانقاہ اٹھا لینے کا حکم دیا ہے لہٰذا راتی رات لوکسی سے دو فرلانگ کے فاصلے پر ڈیرا ڈال دیا اور وہاں خانقاہ قائم کی۔ فقیر نے اس جگہ کئی عرسوں میں شمولیت کی یہاں ایک وسیع و عریض مسجد اور مہمانوں کے لیے زنانے مردانے کمرے پختہ تیار کروائے۔ لنگر خانہ بنوایا لیکن چونکہ طبیعت میں قیام نہیں سیلان ہے عرصہ تقریباً ۸ ماہ (۸۳/۵/۲۳ء) کا ہوا بھائی پھیرو میں خانقاہ قائم کرلی ہے امسال عرس شریف بھی بھائی پھیرو میں منایا گیا۔ آپ اپنے والدِ گرامی کے پیر بھائیوں

Marfat.com

سے بڑی عقیدت ومحبت کرتے ہیں۔ لاہور میں جب تشریف لائے تو مرشدی مولانا عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ضرور زیارت سے مستفید ہوتے اور صوفی نوابدین مغل پورہ لاہور۔ قاری محمد شریف صاحب ابن قاری فضل دین صاحب، صوفی حبیب الرحمان صاحب برق (بیر بھائی خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت بھی حاضری دیتے گویا کہ جہاں بھی اس نسبت کے بزرگ ہوتے ہیں ان سے ملاقات کرتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کلیر شریف کے عرس میں تھے صبح کاذب جب تہجد اور ذکر کے لیے اُٹھے تو کچھ فاصلے سے ذکر بالجہر کی آواز کانوں میں پڑی۔ اس ذکر میں سحر تھا۔ میں اپنا حلقہ چھوڑ کر اس طرف چلا گیا۔ دیکھا کہ دو ضعیف العمر بزرگ ہمارے سلسلہ کی طرح ذکر میں مشغول ہیں میں بھی شامل ہو گیا۔ اُن کی نورانی شکلیں سفید ڈاڑھیاں چمکدار آنکھیں جو ذکر کرتے وقت اشک آلود تھیں دیکھ کر مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی بعد میں انہوں نے شجرہ شریف پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں بزرگ حضرت صوفی مرشدِ باکمال مراد آبادی کے مرید ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ذرا سے فاصلے پر آپ کی جماعت کا کیمپ ہے اس میں تشریف لے چلیئے وہاں بھی ذکر ہو رہا ہے۔ فرمانے لگے کہ مولانا پہلے جو ذکر کرتے تھے ان کا مقصد لوگوں کے دلوں کو اللہ کی طرف لگانا ہوتا تھا۔ اور اب جو ذکر کرتے ہیں ان کا مقصد لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف لگانا ہے۔ اس لیے ہم اپنے ذوق کے مطابق علیحدہ ہی ذکر کر لیتے ہیں۔ اُن دونوں کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ کچھ دیر بعد ان میں سے ایک کسی کام کی غرض سے اٹھ کر چلے گئے اور دوسرے بزرگ مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ میں نے اپنا تعارف کرایا تو فرمانے لگے "مولانا میرا ایک کام کر دیجیئے۔ آپ کی مہربانی ہو گی" میں نے پوچھا حضرت "کیا کام ہے" فرماتے لگے میرے حقیقی بھائی ہیں

Marfat.com

ان میں دو خامیاں ہیں ایک تو یہ کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں دوسرے جب نیت نماز باندھتے ہیں تو ہاتھ کانوں کی لو تک نہیں لے جاتے اور باندھ لیتے ہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ نفل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں اور ہاتھ کانوں کی لو تک کو لگنا چاہیے تو کہتے ہیں "میاں تم کوئی مولوی ہو" پھر میری منت سماجت کرنے لگے کہ مولانا آپ میرے بھائی کو دونوں مسئلے سمجھا دیں۔ ان کی گفتگو سے میں بہت شرمندہ ہوا۔ دل میں سوچا بھلا میں ان کو کیا سمجھاؤں میں نوجوان ہوں یہ عمر کی آخری منزل میں ہیں۔ اِدھر شریعت اور بزرگ صاحب کی لجاجت کا خیال تھا دوسری طرف اپنی نوعمری اور کم علمی کا۔ اتنے میں دوسرے بزرگ تشریف لے آئے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ حضور میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں" میرے اتنے کہنے پر وہ بزرگ فوراً میرے سامنے مودّبا دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ میں بہت شرمندہ ہوا بالآخر ہم کلام ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت فضل و کرم ہے آپ کی نفلی عبادت سے قربِ نوافل کا صعود ہے۔ اگر آپ بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو کر نفل پڑھا کریں تو اور زیادہ قربِ خداوندی کے سزاوار ہو جائیں دوسری بات یہ کہ جب آپ عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ کو استغراقی حالت ہو جاتی ہے آپ کو دنیا و ما فیہا کا کچھ ہوش نہیں رہتا جب آپ نماز کی نیت باندھتے ہیں تو عالمِ استغراق میں ہونے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ کانوں کو نہیں لگتے اور آپ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ لگ گئے ہیں اگر آپ ذرا سا حالِ صحو میں رہیں اور ہاتھ کانوں کو لگا کر نیت باندھیں تو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ ہو۔ تعمیلِ سنت سے تکمیلِ عبادت ہو جائے۔

یہ گفتگو کرنے کے بعد میں ڈر رہا تھا کہ دیکھو ادھر سے کیا جواب ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرم فرما دیا۔ بزرگ ذرا توقف کے بعد بولے۔ مولانا آپ

Marfat.com

نے مسح فرمایا پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو زمین پر رگڑا اور اپنے کان کھینچ کر فرمانے لگے کہ مولانا آئندہ یہ غلطیاں نہ ہوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ لیکن چند ہی لمحات بعد بولے "میاں! تم نے تو مجھے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ تمہیں میری ان خامیوں کا علم کیسے ہوئے۔ میرے بھائی صاحب نے آپ کو بتایا ہوگا۔" اب میں پھر امتحان میں ڈال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں پھر حکمت کا نزول فرمایا۔ میں نے عرض کیا "حضور آپ کے بھائی جان کو آپ سے بڑی محبت و عقیدت ہے یہ نہیں چاہتے کہ ذرا سی بات سے آپ کے درجات میں فرق آئے۔ اسی لیے انہوں نے مجھے آپ سے کہنے پر زور دیا تاکہ آپ کی عبادت مکمل ہو اور آپ کے درجات بلند ہوں۔" بزرگ آبدیدہ ہو گئے فرمانے لگے "ہاں میرے بھائی جان کو مجھ سے بہت محبت ہے" یہ ایک واقعہ ہی نہیں بلکہ ہر شخص کے لیے ایک سبق ہے۔ بزرگوں کی آپس میں محبت اور حضرت مولانا کا طریقہ فہم وادراک! سبحان اللہ! فقیر نے علماء کی محفل میں ایسی گفتگو نہیں سنی۔ مولانا جب بھی بات کرتے ہیں تو ان کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ کوئی برا محسوس نہیں کرتا۔ یہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ ہے

۱۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء / ۱۳۹۷ھ کو سیدی و مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پہ بادامی باغ لاہور تشریف لائے تو محفل کے انعقاد کے شروع میں فقیر کند حقیر سے فرمایا کہ ذرا محفل کو ترتیب دے دو۔ میں نے کھڑے ہو کر یہ الفاظ ادا کیے کہ جو ہمیشہ ذکر کا ذوق رکھتے ہیں وہ آگے تشریف لے آئیں آپ نے فوراً ہی فرمایا "صوفی صاحب، صاحب ذوق سبھی ہیں۔ پھر فرمایا صاحب ترتیب آگے تشریف لے آئیں (یعنی روزانہ ذکر کرنے والے اور ناغہ نہ کرنے والے) آپ کی گفتگو سن کر رشک پیدا ہوتا ہے لیکن یہ خدا داد علم ہے مجھ سے حقیر کو کہاں نصیب۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

ایک محفل میں آپ نسوار کا شوق فرما رہے تھے کہ میں نے پوچھا کہ حضرت اس کا

Marfat.com

کیا فائدہ ہے بس فی البدیہہ فرمایا یہ پان کا سُوءِ البدل ہے یہ سُنکر نہایت متاثر ہوا کہ حضرت نے کیا خوب فرمایا سُوءِ البدل۔ اسی عرس کا واقعہ ہے کہ رات کی نشست سے فارغ ہوکر آپ مجھے تلاش کرنے لگے آخر مجھے دیکھ کر فرمایا ''صوفی صاحب میں آپ کی تلاش کر رہا ہوں اور قاضی صاحب کہاں ہیں (علامہ قاضی عبدالنبی کوکب متوفی ۲ صفر ۱۳۹۸ھ)

پھر قاضی صاحب بھی مل گئے۔ آپ کمال محبت سے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لے آئے وہاں آپ کے مریدین نے چھوٹی سی دیگچی میں چائے تیار کر رکھی تھی۔ آپ نے اپنے سر سے رومال اتار کر زمین پر بچھایا اور قاضی صاحب سے بیٹھنے کے لیے کہا اور خود زمین پر بیٹھتے ہوئے بولے ''ہم تو خاک نشین ٹھہرے'' قاضی صاحب نے رومال اٹھاکر سر پر رکھ لیا اور وہ زمین پر بیٹھ گئے۔ بس جو آتا اس کو چائے پیش کرتے جاتے اور چائے کی محفل کا بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد قاضی صاحب مجھ سے آپ کے بارے میں استفسار کرتے رہے۔

ایک مرتبہ آپ شیخ رحمت اللہ صاحب کے ہاں تشریف لائے قاضی صاحب نے مجھے کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت تشریف لائیں۔ مجھے ضرور اطلاع کرنا فقیر حضرت صاحب کی قدم بوسی کے لیے گوالمنڈی برمکان شیخ رحمت اللہ صاحب پہلے چلا گیا اور محمد مظہر عالم (پسر خود) عبدالحی بانکا (پسر روحانی) کو قاضی صاحب کی اطلاع کے لیے بھیج دیا۔ عشاء کے بعد کا عمل تھا کہ فقیر حضرت صاحب کے پاس بیٹھا آپ کی باتوں سے محفوظ ہو رہا تھا۔ حضرت صاحب سیگریٹ کا شوق رکھتے ہیں۔ اچانک قاضی صاحب تشریف لے آئے حضرت صاحب نے فوراً سیگریٹ بجھا کر ان کا استقبال کیا پھر کافی دیر خاموشی رہی فقیر گندا حقیر نے خاموشی کو توڑنے کے لیے ایک بیہودہ حرکت کی وہ یہ کہ حضرت صاحب کے پاس سے سیگریٹوں کی ڈبیہ اور ماچس اٹھا کر قاضی صاحب

Marfat.com

کے روبرو رکھ دی اور کہا شوق فرمایے۔ حضرت صاحب نے میری اس حرکت کو دیکھ کر فوراً سیگریٹ کی ڈبیہ اٹھائی اور سیگریٹ سلگا کر قاضی صاحب کو پیش کرتے ہوئے فرمایا "ہم یوں غافل رہے" قاضی صاحب سیگریٹ نہیں پیتے تھے۔ انہوں نے معصومیت سے جواب دیا "میں نہیں پیا کرتا" بس محفل محفلِ زعفران بن گئی۔ خاموشی کی مہر ٹوٹ گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔

"صوفی صاحب نے مزاح فرمایا اور ہم سے گستاخی ہوگئی"

قاضی صاحب اس برجستہ فقرے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور فقیر نادم ہوا۔ اسی گفتگو کے درمیان حضرت نے ایک عقدہ کھول کر رکھ دیا "اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو سزاوار ہے اسکو دعا کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہر وقت ٹھوٹھا پھیلائے رکھے۔ کیا مالک کو نہیں معلوم اس بندے کو کس چیز کی ضرورت ہے، ماں بچے کو روتے نہیں دیتی وقت پر دودھ دیتی ہے عقلمند مالک مزدور کی مزدوری اس کے مانگنے سے پہلے ہی ادا کر دیتا ہے۔ کیا اس مالک الملک کو اپنے بندے کی ضروریات کی خبر نہیں۔ یہ مقام اور ہے اور اہلِ دعا کا مقام اور ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِیْ" یہ گفتگو سن کر قاضی صاحب دم بخود ہو گئے۔

اصل میں واقعہ یوں تھا کہ ایک مست قلندر ڈاڑھی مونچھ صاف قاضی صاحب کے پاس آتا جاتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ کہا کہ بندے کو ہاتھ پھیلائے رکھنا چاہیئے جیسے فقیر اپنا ٹھوٹھا (کاسہ) آگے رکھتا ہے گزرنے والا کچھ نہ کچھ عطا کر دیتا ہے۔ فقیر گندا حقیر نے اسکی مخالفت کی تھی اور قاضی اس قلندر رہگذر سے لے دے ہوئی تھی اور فقیر اس محفل سے اٹھ آیا تھا۔ قاضی صاحب نے اس پر برا منایا تھا۔ آج کی محفل میں عقدہ کھل گیا۔ قاضی صاحب فقیر کے عقیدے سے مطمئن ہو گئے یہ ہے حضرت کا تصرف۔

فقیر کے نزدیک آپ کی گفتگو ہی کرامت ہے جو آپ کے پاس ایک

Marfat.com

یہ بیٹھ گیا بس آپ کا ہو گیا۔

ایک مرتبہ ایام گرما میں فقیر گندا حقیر آپ کی زیارت کے لیے رل گیا۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت صاحب جب مسجد سے نکلے تو ایک نوجوان کو ساتھ لیا ہوا تھا۔ جامع مسجد کی ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر اس سے گفتگو ہو گئے۔

آپ کا کیا نام ہے؟

اس لڑکے نے اپنا نام بتایا

آپ کے والد کیا کرتے ہیں؟

وہ فوت ہو چکے ہیں والدہ محنت مزدوری کرتی ہیں۔

کیا آپ بھی اُن کا ساتھ دیتے ہیں؟

میں سکول میں پڑھتا ہوں۔ فارغ وقت میں گدھوں پر مٹی لاد کر ضرورت مندوں کو پہنچاتا ہوں۔

والدہ کی خدمت کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو گا۔

پھر فرمایا

عبادت (نماز) کا مقصد یہ ہے بندہ اپنے رب کے سامنے بندہ ہونے کا اظہار کرے خود کو ذلیل و خوار سمجھ کر اسکے آگے جھکا دے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سارے جسم کو بنا کر سر کو بدن کا سردار بنا دیا ہے اور یہ سر اس کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا انسان اپنے بدن کے افضل حصے کو رب کریم کے سامنے خاک پر رکھ کر اپنا بندہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر ماتھا پر کپڑا ہو اور ماتھا زمین پر نہ لگے تو بندگی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس لیے ماتھے کو ننگا رکھنا چاہیے۔

اصل میں مسئلہ صرف یہ تھا کہ اس نوجوان کا نماز کے دوران ماتھا ڈھکا ہوا تھا صرف اسکو یہ مسئلہ بتانے کے لیے آدھ گھنٹہ صرف کیا۔ حق ہے کہ ایسے

Marfat.com

ہی لوگ تبلیغ کا صحیح حق ادا کرتے ہیں۔

آپ کے حالات کے لیے ایک علیحدہ کتاب ہونی چاہیے۔ اس مختص
کتاب میں آپ کے مکمل حالات کی گنجائش نہیں۔ اللہ رب العزت آپ
زندگی میں برکت عطا فرمائے آمین۔ (۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ / ۳ مئی ۸۳
۳ ذیلعقد ۱۴۰۸ھ (۱۸ جون بروز ہفتہ شیخ رحمت اللہ گوالمنڈی لاہور
ہاں محفل ذکر ہوئی۔ حضرت مولانا خود کلام پڑھتے رہے۔ خود ہی شجرہ شریف کی
کی۔ نماز عشاء فقیر سے پڑھوائی۔ کمزور بہت زیادہ تھے اس لیے نماز
آرام فرمانے لگے۔ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۹ء کو پاک پتن شریف حاضری دی ا
ملتان تشریف لے گئے وہاں جاکر کمزوری زیادہ بڑھ گئی آخر ۲۰ محرم الحرام
(۳ ستمبر بروز ہفتہ) صبح ۸ بجے انتقال فرمایا۔ ۲۱ محرم الحرام بروز اتوار
گراونڈ (ملتان ملحقہ شاہ رکن عالم) میں ۸ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی اور چین
نگر میں دفن کیا گیا۔ گورنر پنجاب قریشی نے اظہار افسوس کیا۔

آپ کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرا
یہ ہیں۔

۱۔ **مولوی عبد الغفور صاحب سلمہ** : آپ مولانا غلام ربانی صاحب خل
ہیں۔ عشق ربانی سے سرشار ہیں، آپ نے زیادہ ترفیض حضرت مولانا عبد ال
صابری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اکثر ان کی تعریف فرماتے ہیں۔ شا
میں مقیم ہیں۔

۲۔ شیخ رحمت اللہ سلمہ ابن شیخ فیض محمد

۱۹۱۶ء / ۱۳۲۲ھ کو موضع ناگ کلاں تحصیل و ضلع امرتسر بھارت
پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۴ء / ۱۳۹۴ھ میں مولانا غلام ربانی صاحب کے دست

Marfat.com

بیعت کی۔ تمام مریدین میں انفرادی شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی اکثر خوابیں
ی ہوتی ہیں۔ تہجد کی نماز میں ایک پارہ سے زائد تلاوت کرتے ہیں دلائل
رات بلاناغہ پڑھتے ہیں۔ پیرو مرشد سے والہانہ محبت ہے جو عشق کی منزل
ک پہنچ چکی ہے۔ روزانہ تقریباً چالیس نفل پڑھتے ہیں قضا نہیں ہونے
یتے۔ امسال ۱۴۰۳ھ (۱۹۸۳ء) حج بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں اللہ
عالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ فقیر گندا حقیر کے لیے ہمیشہ دُعا گو رہتے
ں۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْہُ۔ آپ مرید صادق ہیں
شیخ صاحب کی پانچ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔

(۱) **شیخ محمد حسین** اہل حدیث خیال رکھتے ہیں۔

(۲) **شیخ محمد ریاض** سن پیدائش
ذکر میں باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں، صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔
ئی سال سے اعتکاف بھی کر رہے ہیں۔ ان کی دو لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں
(۱) محمد اعجاز (۲) محمد شاہد، فقیر کے پاس قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتا
ہے۔ ابھی (۱۹۸۹) ۱۲ سال کی عمر ہے امسال اعتکاف بھی کیا۔ ۱۹۹۰ء / ۱۴۱۰ھ
میں دوسرا اعتکاف کیا۔

(۳) **شیخ محمد الیاس** : پابند صوم و صلوٰۃ ہیں محفل ذکر میں حاضری دیتے
ہیں ان کی چار لڑکیاں اور ایک لڑکا محمد اظہر ہے۔ دونوں بھائی ریاض اور
الیاس بھائیجان بابُکا اور مفتی سے بہت پیار کرتے تھے۔

(۴) **حافظ محمد یونس** : شو مارکیٹ لاہور میں دوکان ہے۔

Marfat.com

(۳) حضرت صوفی غلام محی الدین خان لودھی جالندھری اللہ دل سلمہ اللہ

آپ ۳ جون ۱۹۲۶ء کو جھگواڑہ دروازہ رستہ محلہ تحصیل و ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خان فقیر محمد خاں (متوفی ۱۹۶۵ء سرگودھا) تھا جو لودھی خان دان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایف اے کے متعلم تھے کہ حضرت مولانا نواب دین صاحب تسکوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۴۵ء میں بیعت کی۔ بی اے کی ڈگری کے بیے کوشاں تھے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا (۱۹۴۶ء) ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے سرگودھا تشریف لائے اور بی اے کیا۔ ۱۹۶۵ء میں مرکز سراجیہ میں حضرت مولانا غلام ربانی صاحب مدظلہ نے آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے نوازا۔ آپ نہایت درد رکھنے والے اور ذوق شوق، جذب و مستی کے مالک ہیں۔ آپ کی آنکھیں ہر وقت اللہ کی محبت میں اشکبار رہتی ہیں۔ فقیر نے کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ آپ کا نورانی چہرہ ہے سرخ اور سفید خدوخال اور اس پر نور نے آپ کے حسن کو اور نکھار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے۔

آپ کی صوفی محمد صدیق، صوفی محمد عظیم، مولانا مرتضیٰ احمد میکش، صاحبزادہ مظہر الدین، مولانا ولی محمد جالندھری اور مولانا محمد عمر اچھروی سے شناسائی رہی

مولانا نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء آپ کے بے شمار خلفاء ہیں یہاں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔حضرت صوفی محمد صدیق صاحب ناصری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی پیدائش ۱۸۹۴ء میں ماسٹر رحیم بخش صاحب رح (سجادہ نشین حضرت خواجہ امام ناصر الدین ابو یوسف

Marfat.com

چشتی جالندھر شہر) کے ہاں ہوئی ۱۹۴۷ء میں ہجرت کرکے لاہور آئے اچھرہ میں قیام کیا اور یہیں غالباً ۱۴۰۰ھ میں فوت ہوگئے۔ آپ کے حالات کے لیے "تجلیات ناصری" کا مطالعہ کریں۔ آپ کے دادا بابا محمد بخش تھے جو بابا شیر محمد چشتی جالندھری کے مرید تھے وہ سید جان محمد مدھ گھیراں کے مرید اور وہ حضرت علیم اللہ جالندھری کے اور وہ حضرت سید میراں بھیک رضی اللہ عنہم کے

۲۔ مولانا مست جمال صاحب چشتی صابری فریدٹاؤن ساہیوال میں مقیم ہیں۔

۳۔ سید عبدالمعبود صاحب گلگت

۴۔ حضرت مولانا سید منظور احفر صاحب ایڈیٹر طوفان ملتان

۵ حضرت مولانا سجادہ نشین کلیر شریف

۶۔ حضرت سید زین العابدین صاحب سجادہ نشین دربار حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان

۷۔ حضرت سید سلطان علی شاہ صاحب فیصل آباد

۸۔ حضرت سید حسین شاہ سجادہ نشین شاہ دانہ شہید ملتان

۹۔ حضرت سید فضل محمد شاہ صاحب اوکاڑہ

Marfat.com

۱۰- حضرت خلیفہ محمد عظیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ (بستی شریف ہوشیار پور) مدفن جھنگ

۱۱- حضرت مولانا حکیم قادر بخش صاحب مدفن ملتان

۱۲- حضرت مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش ایڈووکیٹ

آپ مولانا نواب دین صاحب کے مرید صادق ہیں۔ آپ کے والد کا نام مرید احمد خاں تھا میکش صاحب محرم ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ میں بمقام بہدم مضافات جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے نامور صحافی تھے۔ آپ قادر الکلام تھے۔ آپ کا اکثر کلام فارسی میں ہے۔ متعدد تصنیفات ہیں۔ مرشدی مولانا عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ سے گہرے مراسم تھے۔ ۲۷ جولائی ۱۹۵۹/ مطابق ۱۳۷۹ میں وفات پائی۔

تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳) میں بھرپور حصہ لیا۔

۴- حضرت میاں شہاب الدین قادری چشتی سراجی قدس سرہٗ

آپ حضرت میاں رحمت اللہ ابن قاضی محمد عمر بخش قادری کے فرزندِ ارجمند تھے ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد صاحب سے بیعت کی مابعد گورداسپور میں حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ میں فیضان حاصل کر کے خلافت حاصل کی۔ آپ مولانا نواب دین صاحب رمداسی کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں تمام دیہہ خالی ہو گیا۔ مگر آپ نے دیہہ نہ چھوڑا۔ چنانچہ سکھوں نے حملہ کیا اور آپ کو گرفتار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک ماہ بعد ان کی قید سے

Marfat.com

رہا ہو کر پاکستان چلے آئے لاہور میں لپنے فرزند ارجمند محمد دین کلیم مورخ لاہور کے ہاں قیام کیا۔ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں وفات پائی۔ محلہ فیروز گنج لاہور میں دفن ہوئے۔

ان کی اولاد صغر سنی میں فوت ہو گئی اب صرف محمد دین کلیم بقید حیات ہیں (مدینۃ الاولیاء از محمد دین کلیم)

محمد دین کلیم : آپ میاں شہاب الدین قادری چشتی کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ بی اے تعلیم ہے۔ ساری عمر اولیائے کرام کی صحبت اور زیارت مزارات میں گذری۔ بقول قاضی عبد النبی کوکب اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو کسی عالم سے نہ ہو سکا۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں تادم تحریر بقید حیات ہیں۔ اللہ ان کی زندگی میں برکت دے آمین۔ تصنیفات۔

۱۔ تاریخ اولیائے چشت لاہور ۲۔ سلسلہ عالیہ قادریہ لاہور

۳۔ مدینۃ الاولیاء ۴۔ قدیم لاہور

۵۔ شالامار باغ لاہور ۶۔ قدیم وجدید مساجد لاہور

۷۔ لاہور کے اسلامی مدارس ۸۔ لاہور کی شاہی عمارات

۹۔ لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں

۱۰۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ ۱۱۔ پیر مکی

اور بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں

حضرت موصوف دو مرتبہ فقیر کے مدرسہ میں برائے ملاقات حاضر ہوئے۔

۵۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری سراجی قادری رضوی قدس سرہ

آپ چوہدری میراں بخش کے ہاں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے ۱۹۲۴ میں میٹرک

Marfat.com

پاس کیا۔ پھر گورداسپور سے پٹوار کا امتحان پاس کیا۔ حضرت قاری محمد شریف صاحب چشتی سراجی ابن مولانا قاری فضل الدین مدنی چشتی سراجی فرماتے ہیں کہ میں نے پرائمری پاس کیا تو ادھر مولانا نے پٹوار۔ والد مکرم مولانا قاری فضل دین صاحب مدنی نے خواجہ سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ سے دونوں کی کامیابی کا ذکر کیا تو ارشاد ہوا۔

"دین کی پٹوار پاس کرے تو جانیں" (آپ کی دعا سے آج مولانا محدث پاکستان اور شیخ الحدیث کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں) مولانا کی بعیت کا تذکرہ قبلہ عالم کے حالات میں ہو چکا۔ قبلہ عالم نے بعیت کرنے کے بعد آپ کو پٹوار چھوڑنے اور بریلی شریف جا کر تعلیم حاصل کرنے کا حکم صادر فرمایا بریلی شریف میں قبلہ عالم کی وفات کے بعد آپ نے سلسلہ قادریہ میں حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا رحمتہ اللہ علیہ سے بعیت تجدید کی۔ آپ نے سنت وبریلویت۔ (مسلک اہل سنت وجماعت) کی احیاء کے لیے بہت کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد لائل پور شریف میں مدرسہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی ۱۹۴۵ء میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی قدس سرہ، کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں سیدی ومرشدی عاشق ربانی مولانا عبد الغنی چشتی صابری سراجی کی معیت میں حج پر تشریف لے گئے۔ جہاز میں مولانا عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ جماعت کراتے تھے اور حضرت شیخ الحدیث حج کے مسائل پر درس دیتے تھے۔ مدینہ منورہ کی حاضری میں اکھٹے رہے لیکن دونوں بزرگ ہستیوں میں اختلاف ہو گیا۔ شیخ الحدیث حرمین شریفین کے آئمہ کی اقتداء میں نماز ادا نہ کرتے تھے لیکن حضرت مولانا الحکیم رحمتہ اللہ علیہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ موقف تھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی اور مختار کل ہیں آپ چونکہ موجود ہیں اور آپ کی موجودگی میں وہ آپ کے مصلیٰ پہ کھڑے ہوتے ہیں لہذا ان کے پیچھے نماز ادا نہ کرنا

Marfat.com

سخت گستاخی ہے اگر مختار کل کا عقیدہ ہم ترک کر دیں تو ان آئمہ کی اقتداء بھی ترک کر دیں گے۔ باوجود اس اختلاف کے شیخ الحدیث آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب کبھی آپ کسی کو دین کی تعلیم کا مشورہ دیتے تو شیخ الحدیث کے مدرسہ میں رقعہ دے کر بھیجا کرتے تھے، حضرت مولانا عبد الحکیم شرف قادری کے برادر بزرگ مولانا صوفی عبد الغفار ظفر کو آپ نے ہی لائل پور بھیجا تھا حضرت صوفی ظفر صاحب خوب مزے سے کہ یہ واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ جب پہنچا اور مولانا عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ کا رقعہ پیش کیا تو شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں فرطِ محبت و عقیدت سے آنسو آگئے اور مولانا کی تعریف کی۔

حضرت شیخ الحدیث پیکرِ اخلاق سراپا شفقت باوقار بارعب اور پرکشش شخصیت تھے۔ آپ کا وعظ اس قدر پُر اثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتا تھا۔ یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ جسدِ مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے فیصل آباد دلایا گیا۔ جنازے میں تین لاکھ افراد تھے۔ آپ کا مزار سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار لائل پور میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ پر قادریت کا رنگ زیادہ تھا۔
مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے تاریخ وصال یوں کہی ہے۔

سید و سردارِ ما — وارثِ علومِ مصطفیٰ

۱۳۸۲ نائب احمد رضا — اللہ سے واصل ہوا
۱۱۰۷ + ۲۷۵ = ۱۳۸۲

۶۔ حضرت صوفی مشتاق احمد جالندھری قدس سرہ

آپ بستی شیخ درویش جالندھر میں پیدا ہوئے۔ قوم سے قصاب ہیں خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پہ بیعت کی۔ مولانا نواب دین

Marfat.com

ستکوہی اور بابا ظہور شاہ شکر گڑھ سے خلافت حاصل کی لیکن آپ اپنا سلسلہ خواجہ گورداسپوری سے ہی ملاتے ہیں ہندو پاک کا کوئی چشتی مزار ایسا ہوگا جہاں آپ نے اعتکاف نہ کیا ہو۔ سفر میں حضرت صوفی لعل دین صاحب آپ کے مرید صادق (متوفی ۱۴۰۱ھ مدفن شاہدرہ) آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ آپ بڑے خوبصورت جسیم اور عشق و مستی کے پیکر تھے۔ آپ کے مریدین کا سلسلہ لاکھ سے تجاوز کر گیا ہے۔ فقیر گندا حقیر ایک مرتبہ داتا گنج بخش کے مزار پر آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا "چشتی اور قادری سلسلہ میں سوا لاکھ مرید کرنے کی اجازت ہے، فقیر نے لاکھ مرید کر لیا ہے پچیس ہزار کی کمی ہے انشاء اللہ وہ بھی پوری ہو جائے گی۔" آپ کی وفات ۲۲ ذیقعد ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار حزب الاحناف لاہور کے عقب اور داتا صاحب کے جنوب میں واقع ہے۔ آپ کے بہت سے خلفاء ہیں آپ کے صاحبزادے محمد بشیر صاحب سجادہ نشین ہیں۔ داتا صاحب کے سنہری دروازے کے بالمقابل گلی میں پہلا مکان ہے جس میں وہ رہائش رکھتے ہیں۔ بہت بڑا بورڈ آویزاں ہے جس پہ آپ کا نام لکھا ہے۔

۷۔ حضرت مولوی عبد الحق صاحب فاروقی چشتی قدس سرہ

آپ پرائمری سکول سنت نگر لاہور میں بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ فقیر متعدد بار حضرت مرشدی کی معیت میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ آپ بھی اکثر بادامی باغ تشریف لاتے اور کبھی شاہ ابو المعالی کی مسجد میں جمعہ کے دن آجایا کرتے تھے۔ حضرت مرشدی ان دنوں وہاں جمعہ پڑھاتے تھے۔ وعظ کے بیچ پہلے آپ کو وقت دیتے آپ کی وعظ پر اثر ہوتی تھی۔ وعظ میں مولانا روم کی مثنوی سے اشعار پڑھا کرتے تھے اور وعظ کے دوران یہ فقرہ ضرور ارشاد فرماتے "میں نہیں بول رہا بلکہ مولانا عبد الغنی مدظلہ العالی کا عصاء مبارکہ وعظ کر رہا ہے"

Marfat.com

ر دورانِ وعظ مسجد کا عصا نہیں

لیتے تھے بلکہ حضرت صاحب کا عصا پکڑنے کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ داتا صاحب کے دربار اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ شیعہ مسجد کے بالمقابل اور نہر دگرا ونڈ کے عقب میں کرشن نگر اور سنت نگر لاہور کے درمیان حق منزل میں رہائش رکھتے تھے۔ وہاں سکول اور مدرسہ بھی قائم ہے۔ حق منزل میں ذکر و فکر کی محافل بہت ہوتی تھیں۔

آپ کا وصال ۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۷۹ء بروز بدھ نمازِ ظہر کے وقت ہوا۔ سانده اور کرشن نگر لاہور کے درمیانی قبرستان میں رسول اللہ علیہ وسلم کے قبہ کے ایسے متشکل گنبد میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔

آپ کے ایک خلیفہ جناب عبدالحمید عاصم ایم اے بادامی باغ میں رہائش پذیر ہیں۔ حضرت کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ نیک سیرت اور خوبصورت ہیں۔ ان کے مزید حالات صفحہ ۶ مولانا عبدالغنی لاسے پہلے ملاحظہ کریں۔

۸۔ صوفی نواب دین صاحب جسٹر والے قدس سرہٗ

آپ موضع جسٹر (نارووال) ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں چمڑے کا بیوپار کرتے تھے۔ شروع سے ہی اہل اللہ سے پیار تھا۔ ۱۹۱۷ء میں خواجہ سراج الحق کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ مجاذیب سے ملاقات کرنے کا بہت شوق رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ دھرم کوٹ کے صوفی فضل احمد صاحب نے فرمایا کہ جموں میں جیون شاہ ایک مجذوب ہیں، میں ان کی زیارت کے لیے چل نکلا، کچھ راستہ گاڑی میں اور کچھ پیدل طے کرکے بارہ بجے شب کے قریب جموں پہنچا۔ وہاں ایک ہندو سے آپ کا پتہ کیا۔ اس ہندو مہنت نے کہا کہ اسوقت ان کا ملنا مشکل ہے علی الصبح اُن کے پاس لے چلوں گا۔ شب بھر نیند نہ آئی۔ سردی کا موسم تھا۔ نماز سے قبل ہی مہنت مجھے جیون شاہ

Marfat.com

قدس سرہ کے پاس سے گیا۔ لیکن انہوں نے دور ہی سے فرمایا کہ فوراً پٹھان کوٹ چلے جاؤ وہاں مائی اکرو کے پاس تمہارا فیضان ہے۔ میں الٹے پاؤں بھوکا پیاسا بوقت شب پٹھان کوٹ پہنچا۔ اور ہائی سکول کے چپڑاسی جو میرے پیر بھائی تھے کے پاس ٹھہرا۔ انہوں نے میری خاطر تواضع کی۔ صبح مائی صاحبہ سے ملاقات ہوئی فرمانے لگیں تم جیون شاہ کے پاس کیوں گئے تھے وہاں تمہارا حصہ نہیں تھا۔ پھر نہایت مہربانی فرماتی رہیں۔ اس طرح آپ بہت سے مجاذیب سے فیض یاب ہوئے۔ آپ پر ہمیشہ سکر کی حالت طاری رہتی تھی۔

آپ کی شادی ہوئی ایک لڑکا پیدا ہوا جو حافظ قرآن ہے لیکن مجذوب عین حالتِ شباب میں زوجہ اش کا انتقال ہو گیا۔ فرماتے ہیں اسی دوران حضرت مولانا عبدالغنی چشتی صابری جسپڑ میں تشریف لائے اور فرمایا "نوابدین دو کاموں میں سے ایک کام کر لو۔ اول تو یہ کہ تم جوان ہو، دولت بھی تمہارے پاس ہے شادی کر لو۔ پھر فرمایا اگر یہ پسند نہیں تو ذکر کی محفل کیا کرو اور لنگر جاری کر دو" میں نے ذکر اور لنگر کو پسند کیا اور اسی وقت تمام پیر بھائیوں کو دعوت دی، علماء و نعت خوانان کو مدعو کیا اور عرس کی تقریب کی۔ مولوی عبدالغنی میرے سوہنے پیر بھائی نے مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا۔ واپسی پر سب کی خدمت کی اور آئندہ کے لیے لنگر جاری کر دیا۔" فقیر گندے حقیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"مولوی صاحب! یہ سب فیضان آپ کے شیخ کا ہے۔"

(یہ تمام حالات فقیر نے ان کی زبان سے خود سماعت کیے۔)

آپ میں حلاوت بہت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پیر و مرشد سے والہانہ پیار تھا آپ کو خواجہ گورداسپوری قدس سرہ سے خلافت نہیں ملی تھی۔ خلافت حضرت صاحبزادہ محمد ظہورالحق شاہ صاحب سے حاصل کی۔ اپنے نام کے بعد شجرہ شریف میں صاحبزادہ صاحب اور پھر خواجہ سراج الحق قدس سرہ

Marfat.com

کا نام لیتے ہیں۔ اور یہی صحیح نسبت ہے۔ صحیح نسبت رکھنے کی بناء پر کمال عروج حاصل کیا۔ مولانا غلام ربانی صاحب سلمہٗ آپ کی وجدانی کیفیت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گورداسپور شریف میں عرس کی تقریب پر ذکر حدادی ہو رہا تھا۔ قریب ہی آپ ایک بڑے کڑاہے میں آٹا گوندھ رہے تھے تمام بازو آٹے سے بھرے ہوئے تھے۔ انہی ایام میں مرزا کے ہاں کانفرنس ہوتی تھی۔ قادیاں کے سر راہ عرس کی تقریب ہوتی تھی بایں وجہ کہ لوگ ادھر نہ جائیں اور عرس کی تقریب میں شامل ہو کر تصوف اسلام کی چاشنی سے مستفیض ہوں۔ دوران ذکر حدادی صوفی صاحب پر وجد طاری ہو گیا آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہہ نکلے۔ آپ آنسو اپنے آٹے بھرے بازوں سے پونچھتے جاتے اس طرح آپ کا چہرہ اور داڑھی مبارک آٹے سے بھر گئی کالی ریش میں سفید آٹا عجیب سی شکل بن گئی۔ ادھر مرزائی طلبہ ذکر حدادی کا تماشہ دیکھنے کے لیے ٹھہر گئے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی شکل دیکھ کر قہقہے مارنے لگے۔ آپ نے فرمایا "او چھوکرو! ساڈی اپنی نبی لے تساں مذاق اڑاندے او۔" بس اتنا کہنا تھا کہ تمام نوجوانوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ نوجوانوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیے کئی ذکر حدادی کے حلقہ میں کود کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور کئی نوجوانوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ خواجہ کے مریدین نے ان کو دریا سے نکالا بقول حضرت غلام ربانی صاحب دو ایک کی لاشیں نہ مل سکیں خواجہ نے سب پر نگاہِ فیض فرمائی۔ وہ سب کے سب آپ کے مرید ہو گئے اور مرزائیت سے توبہ کی۔"

حضرت صوفی صاحب بڑے شفیق بزرگ تھے۔ ہر ایک پر شفقت فرماتے تھے۔ فقیر گندا حقیر پر نہایت مہربان تھے۔

۲۰ شعبان ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۸۱ء بروز منگل انتقال فرمایا

Marfat.com

دوسرے دن صبح ۶ بجے دفن کئے گئے۔ آپ کا مزار پرانوار محلہ مقبول پورہ برلب نہر فتح گڑھ ٹاؤن لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ مزار پر گنبد ہے ساتھ ہی مسجد اور خانقاہ ہے۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے خلفا میں حضرت صوفی عبدالرشید صاحب حال بزرگ ہیں۔ آپ مسلم آباد المدنیہ کالونی نزد سٹیشن لاہور میں مقیم ہیں۔ ۱۴۰۵ھ میں فوت ہو گئے۔

۹۔ حضرت بابا ظہور شاہ قدس سرہٗ

آپ بھی قبلہ عالم کے ارشد دا ذکر خلفاء سے تھے۔ قبلہ عالم کی خانقاہ گورداسپور شریف میں بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ذاکرین میں آپ کا بہت بڑا مقام تھا۔ فقیر نے ان کی زیارت ۱۹۶۸ء میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف پر سراجیہ ہائی سکول سنت پورہ لائل پور میں کی جب کہ ان کی عمر سو سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ نیم شبی کے ذکر جہر میں آپ پر وجد طاری تھا۔ بحالت قیام ایک گھنٹہ ذکر کرتے تھے۔ لیکن دن میں جب ان کو دیکھا تو چار آدمیوں کے سہارے چل رہے تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ چلنے پھرنے سے عاجز ہیں لیکن ذکر کی حالت میں یہ کمزوری دور ہو جاتی ہے اور قیام کی حالت میں ذکر کرتے وقت کسی سہارے کی ضرورت نہیں رہتی (سبحان اللہ)

آپ کی وفات میں ہوئی مزار شکر گڑھ میں ہے۔

کے دو صاحبزادے

مولانا محمد ایوب شاہ اور صوفی محمد امین شاہ ہیں۔

۱۰ مولانا محمد ایوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبلہ عالم سے مرید تھے۔ دیوبند

Marfat.com

سے تعلیم حاصل کی لیکن عقائد میں اہل سنت و جماعت تھے۔ دار العلوم سراجیہ لائل پور میں درس تدریس کا کام کرتے رہے۔ ماہ نامہ "السراج" کے مدیر بھی رہے۔ فقیر نے ان کی زیارت کی۔ عالم باعمل اور حلیم الطبع تھے۔ ۱۵ مئی ۱۹۷۴ء (ذی قعدہ ۱۳۹۴) کو وفات پائی۔ والد کے ساتھ ہی دفن ہوئے۔ صوفی محمد امین صاحب صوفی منش انسان ہیں۔ عموماً ان پر جذب کی کیفیت رہتی ہے۔ تادم تحریر بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ (آمین)

۱۱۔ سید چراغ دین شاہ قدس سرہ یہ موضع خانقاہ کھوکھیں ریاست کپورتھلہ (ضلع جالندھر) میں رہتے تھے۔ ان کے خلیفہ

موج دریا اور جھنڈے شاہ تھے۔ یہ حضرات بھی کاملین میں سے تھے۔

۱۲۔ سید صوفی محمد شریف چوہدری والا بزرگ صفت انسان تھے۔ فقیر نے ان کی متعدد بار زیارت کی۔ ختم شریف کے دوران جب شجرہ شریف پڑھتے تو حاضرین پر کیف طاری ہو جاتا۔ چھوٹا قد دبلے پتلے انسان تھے۔ ریاضت کی وجہ سے جسم کمزور پڑ گیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔ ان کی اولاد صاحب علم و ذوق ہے۔

۱۳۔ سید محمد شریف مشہدی قدس سرہ ، یہ فوجی اور مجرد تھے۔ قبلہ عالم سے بیعت و اجازت تھی۔ باکمال انسانوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ قبلہ عالم کی وفات کے بعد حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب کی دستار بندی پر انہوں نے

Marfat.com

اختلاف کیا تو ان پر پابندیاں لگا دی گئیں۔ کہ خانقاہ میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ آپ عاشق مزاج تھے آپ نے خانقاہ شریف کے سامنے ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ وہیں سے اپنے پیر کی خانقاہ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے۔ تمام اولیاء چشت کا جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں کا عرس شریف کرواتے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی عرس ہوتا۔ بہت سے لوگ آپ کے پاس جمع رہتے۔ اسی طرح ساری زندگی بسر کی۔ چونکہ فوجی ریٹائرڈ تھے جو ماہانہ پنشن ملتی عرائس پر خرچ کر دیتے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائے۔ گورداسپور کے قبرستان میں دفن ہوئے

۱۴۔ **مولانا فیروز دین صاحب** ۔ آپ فاضل دیوبند ہیں۔ قبلہ عالم سے نسبت ہے سلسلہ میں جو وظائف پڑھے جاتے ہیں ان کا پیش لفظ آپ ہی نے لکھا ہے۔ پیش لفظ میں فرماتے ہیں" ان اوراد سے فیض حاصل کرنے کے لیے تین اہم شرطیں ہیں۔

۱۔ شیخ طریقت سے صحیح نسبت رکھتا ہو۔

۲۔ یہ کہ مداومت کے ساتھ پڑھے۔

۳۔ یہ کہ عقیدت صحیحہ کے ساتھ پڑھے اور یہ تصور رکھے کہ ان وظائف میں وہ تمام کمالات محفوظ ہیں جو ایک مکمل وظیفہ میں ہونے چاہئیں"۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے بہت عقیدت تھی اس کا اندازہ بھی "پیش لفظ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے شیخ کو ان القاب سے یاد کیا ہے۔

" اوراد و ظائف کا یہ مقدس مجموعہ جو اس وقت آپ کے سامنے ہے سیدی و سندی مولائی و مستندی و سیلتی و ذخری حضور پر نور سراپا بقعہ نور حضرت پیر روشن ضمیر شاہ محمد سراج الحق شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے معمولات میں سے ہے۔ آپ ہمیشہ ان اوراد کو پڑھتے رہے اور ان اوراد و ظائف کے ساتھ آپ ہمیشہ کم از کم ایک سپارہ قرآن حکیم بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے"۔

Marfat.com

مولانا قریشی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہیں اس لیے اپنے نام کے ساتھ علوی لکھتے رہے۔ زیادہ ریاضت کی وجہ سے دماغی توازن صحیح نہیں رہا۔ تادمِ تحریر راولپنڈی میں بقیدِ حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت فرمائے آمین۔

۱۵۔ مولانا عبدالعزیز صاحب قدس سرہ

۱۶۔ حضرت صوفی رستم علی صاحب زید مجدہ الکریم

عرس پر چند مرتبہ زیارت ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود الحق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ قبلہ عالم کے خلیفہ ہیں۔ کافی ضعیف ہو چکے ہیں بذریعہ خط ان کے حالات طلب کئے لیکن جواب سے محرومی رہی۔ آپ کی بزرگی کے لیے میاں صاحب کا ارشاد ہی کافی ہے " بھائی رستم علی قبلہ عالم کے خلیفہ ہیں

محمد اسماعیل ولد محمد عبداللہؒ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ کو محترم عبداللہؒ اور عزیزم سید حماد حسین شاہ صاحب (طالب علم آخری سال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) قبلہ عالم کے

ؒ اللہ کے حالات آخری باب میں لکھے ہیں۔ ۲۲ محرم ۱۳۵۸ھ

ؒ سید حماد حسین شاہ بن سید ایجاد حسین شاہ بن سید بشیر حسین شاہ بن سید مصلح الدین ۲۰ اپریل ۱۹۶۸ کو پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں مہاجرین مسجد چھپڑوالی سے قرآن مجید پڑھا ۱۹۸۳ میں میٹرک ۱۹۸۶ میں ایف ایس سی اور زرعی یونیورسٹی لائل پور سے ۱۹۸۸ء میں بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ تاہنوز یونیورسٹی مذکورہ میں تعلیم جاری ہے۔ یہ نوجوان صوم وصلوۃ کے پابند ہیں۔ بلند اخلاق تبلیغی رحجان مائل بہ عرفان الٰہی ہیں۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء میں فقیر کے ہمراہ اعتکاف کیا۔ کوچہ چھدر کالی بازار چھپڑوالیاں اندرون شاہ عالمی لاہور میں مقیم ہیں ان کے دادا سید بشیر حسین شاہ نے مسجد صدیق اکبر کی ابتدائی تعمیر میں حصہ لیا تھا فقیر سے بہت محبت کرتے تھے۔ مسجد میں ان کا نام انشاءاللہ خان تھا آپ ہر بات میں بلند آواز سے انشاءاللہ کہتے تھے لہذا یہی نام مشہور ہوا۔ سید ایجاد حسین شاہ نے فقیر کے ساتھ میٹرک پاس کیا تھا۔ چشتی

Marfat.com

عرس شریف میں حاضر ہوئے، محفل ذکر کے بعد ایک عمر رسیدہ بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ گفتگو کی ابتدا انہوں نے خود فرمائی۔ دورانِ گفتگو معلوم ہوا کہ یہ حضرت قبلہ عالم شاہ محمد سراج الحق چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے بتایا کہ میرا سن پیدائش ۱۹۰۲/۱۹۰۱ ہے۔ لوئر مڈل (چھٹی جماعت) سے تعلیم ترک کر دی۔ ۱۹۱۷ء میں قبلہ عالم کے دست اقدس پر بیعت فرمائی ۱۹۲۱ء میں والدین کا انتقال ہو گیا ۱۹۳۲ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ والدین کی خدمت اور پیر و مرشد کی صحبت سے اللہ تعالیٰ نے بہت فضل و کرم فرمایا۔ آپ کے پانچ لڑکے ہیں۔ جن میں سے جناب عبد الرشید صاحب سراجیہ مڈل سکول میں بطور ٹیچر تعینات ہیں۔ ماشاءاللہ صحت اچھی ہے۔ ذوق میں ابھی جوان ہیں۔ چک نمبر ۱۹۲ ا دجلہ کیلانی ضلع آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

۱۸۔ حضرت مولانا الحاج محمد علم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد علم الدین رحمتہ اللہ علیہ موضع ننگل سہاول تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام میاں خیر الدین قادری تھا ابتدائی تعلیم موضع ننگل میں حاصل کی۔ پھر مدارس میں مڈل سکول کا امتحان پاس کیا۔ جی۔ وی کا کورس گورداسپور سے مکمل کیا اور یہیں بطور ٹیچر ملازم ہو گئے۔ دورانِ کورس آپ کی ملاقات قطب العارفین خواجہ مولانا محمد شاہ سراج الحق گرنالوی قدس سرہٗ العزیز سے ہوئی۔ آپ انؒ سے متاثر ہو کر مرید ہو گئے۔ بیعت کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ قطب العارفین کا وصال ہو گیا۔ ان کے بعد حضرت صوفی شاہ محمد ظہور الحق قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے تو ان سے مولانا

لہ قبلہ چشتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۵۷ء کو ریٹائر ہوئے تھے اس لحاظ سے انکی تاریخ پیدائش ۱۹۰۲ء بنتی ہے کیونکہ وہ ۵۵ سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے تھے (محمد عبد الرشید)

Marfat.com

علم الدین نے خلافت حاصل کی۔ دینی مطالعہ کا آپ کو بہت شوق تھا اور ہر سال اپنے پیر و مرشد کے مزار اقدس پر حاضری دیتے اور فیضیاب ہوتے علمائے دین اور بزرگان سلسلہ کی صحبت سے اپنے علمی ذوق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنے آبائی گاؤں کی سکونت کو ترک کر کے قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں سکونت اختیار کر لی کیونکہ اس قصبہ کا ماحول دینی تھا اور یہاں آپ کے پیر بھائی سلطان المناظرین علامہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی رہائش پذیر تھے۔ جن سے مولانا علم الدین نے کافی علمی استفادہ کیا۔

ملازمت کے دوران آپ جس مقام پر متعین ہوئے۔ وہاں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور خدمتِ دین کو اپنا فرض اولین سمجھا۔ قصبہ فتح گڑھ ضلع گورداسپور میں مسلسل کئی سال تک جمعہ کا خطبہ دیتے رہے اور اپنی علمی اور روحانی تقریروں سے لوگوں کو دین اسلام سے روشناس کرایا اور فیضیاب کیا۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب ملکِ پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور موضع فیروز والا ضلع گوجرانوالہ میں بطور سکول ٹیچر تعینات ہوئے۔ کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ لیکن تمام کتابیں ہندوستان میں رہ گئی تھیں۔ لہٰذا آہستہ آہستہ جلد ہی ایک لائبریری کا وجود عمل میں آگیا۔ جون ۱۹۵۶ء کو آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ سے قرآن مجید اور احادیث کی کتابیں خرید کر لائے اور ان سے اپنی لائبریری کو زینت بخشی۔

۱۹۴۷ء سے دسمبر ۱۹۵۸ء تک سلسلہ تبلیغ جاری رکھا۔ لوگ آپ سے علمی استفادہ کرتے رہے۔ بہت سے لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

تصنیفات :۔ شجرہ عالیہ قادریہ۔ چشتیہ صابریہ قدسیہ سراجیہ (منظوم) بعیتِ مرشد

Marfat.com

برکات صحبتِ صالحین۔ گیارھویں شریف،

وفات: ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء کو اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کے بعد فیصل آباد مرکزِ سراجیہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں طبیعت ناساز ہو گئی۔ لہٰذا دوسرے ہی دن ۳۱ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے فیروز والا میں مزار شریف ہے۔

(تحریر۔ محمد شفیع خاں)

(نوٹ) جناب محمد شفیع خاں صاحب کی تحریر کی فوٹو حضرت حکیم الامت جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی نظامی گوالمنڈی لاہور نے مرحمت فرمائی۔

Marfat.com

ابوالریاض فیض السراج

اعلحضرت محبوب المشائخ مخدوم عبدالحق فاروقی چشتی صابری سراجی علیہ رحمت

پیر طریقت جناب مولانا عبدالغنی صاحب چشتی صابری سراجی رحمت اللہ علیہ کے حلقہ بگوشان اور عقیدت مندان مخدوم عبدالحق علیہ رحمت کے نام نامی سے بخوبی واقف ہیں اور اُن کے نورانی بیانات جن کا اہتمام ہمارے پیرو مرشد مولانا عبدالغنیؒ صاحب عموماً فرمایا کرتے تھے ابھی تک ہمارے دل و دماغ میں اپنی شیرینی اور روحانیت کی سحر آفرینی لئے ہوئے موجزن ہیں۔ صاحب موصوف حضرت پیرو مرشد مولانا عبدالغنیؒ صاحب کے پیر بھائی اور اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم سراج الحق چشتی صابری قدس اللہ العزیز کے صاحب ارشاد خلفاء میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے میاں محمد ریاض الحق قریشی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے مولانا عبدالغنیؒ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت قبلۂ عالم سراج الحق سرّہ سے خلافتِ عظمیٰ کا منصب دار کون ہے؟ تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ کے والد گرامی کی مبارک ہستی ہے جو سراجیہ شاہکار ہے اور حضرت سراج الحقؒ کی توجۂ باطنی کا مجسمہ ہے۔ خیر ولی را ولی می شناسد۔ مولانا عبدالغنیؒ اور مخدوم عبدالحقؒ کی باہمی محبت کا اندازہ اس سے کرلیں کہ ہفتہ میں ایک بار ضرور ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے اور مولانا عبدالغنیؒ صاحب کے دل میں ان کے لئے قیمتی جگہ تھی۔ ایک واقعہ سن لیجئے حضرت مولانا عبدالغنیؒ ان دنوں جامعہ مسجد شاہ ابوالمعالی میں خطیب تھے اور حسبِ معمول جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ منبر رسولؐ پر بیٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد کے بیرونی دروازے سے حضرت مخدوم عبدالحق داخل ہوئے آپ فوراً نعرہ تکبیر و رسالتؐ لگاتے ہوئے منبر رسولؐ سے اتر گئے اور اشتیاق ظاہر کیا بلکہ اصرار کیا جمعہ کا بیان حضرت مخدومؒ فرمائیں۔

Marfat.com

ملاقات کے دوران ایک دوسرے کا ادب و احترام اس طرح فرماتے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا کہ یہ ایک دوسرے کے پیر بھائی نہیں بلکہ عقیدت مند ہیں۔ حضرت مخدوم عبدالحق کی زبان مبارک سے عموماً یہ جملہ سنا گیا کہ "جو شخص اپنے پیر بھائی میں اپنے شیخ کا حلیہ ملاحظ نہیں کرتا وہ محروم فیض ہے۔"

زیر ترتیب کتاب میں ان کا ذکر اس زریں اصول کے تحت کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" شامل کر کے اپنی روح کی تسکین کا سامان مہیا کر رہا ہوں اور اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ سراج الحق کے قیام اعلیٰ کی بلندیوں کے سامنے جبہ سائی کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

تمہارے آستانے کے خذف ریزے زمانے کو
گہر ہیں، لعل ہیں، یاقوت ہیں، ہیرے ہیں مرجاں ہیں

ولادت باسعادت و شمائل :

آپ یکم مارچ ۱۹۰۱ء کو بمقام قصبہ مہتہ تحصیل و ضلع امرتسر خاندان قریش کے ایک ممتاز و معزز صاحب علم و فضل گھرانے میں پیدا ہوئے۔ (آپکا سلسلہ نسباً حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حسباً مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے) آثار رحمت جبیں سعادت پر روز ازل سے روشن تھے۔ لہو و لعب سے نفور اور بقادر مطلق کی طرف رغبت اور ثنائے مصطفےٰ میں انہماک طرۂ امتیاز تھا۔ اور یہ کہنا حقیقت کا اقرار اور اعلان کرنے کے مترادف ہے کہ ان کا وجود درجہ ذیل شعر کی معنوی تفسیر تھا۔

عمرہا در کعبہ و بیت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بیروں

آج بھی ان کا پیکر جمیل آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ بزم عشق کے ساقی اور دانائے راز تھے۔ (جو آپ کا بیان سنتا محسوس کرتا کہ آپ مثنوی رومی کے حافظ ہیں) آپ غیرت و حمیت کا پیکر۔ حب نبی میں اپنی مثال آپ میدان توحید کے

Marfat.com

شاہسوار اور تسلیم و رضا کے حامل۔ آپ کے والد گرامی میاں دین محمد مرحوم و مغفور سلسلۂ قادریہ کے صاحب ارشاد مرید و عقیدت مند تھے اور ایک جید عالم و طبیب اور حکیم حاذق تھے۔ شرافت اور دیانت کا مظہر تھے۔ انہیں شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے ایک گونہ عقیدت و محبت تھی۔ اکثر ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہتے آپ نے بٹالہ شریف میں سلسلہ قادریہ کے آخری صاحب دل بزرگ حافظ محمد فاضل سے تکمیل ارشاد کی لہٰذا حضرت مخدوم عبدالحق نے سلسلہ قادریہ کے فیوض و برکات اپنے والد مکرم سے حاصل کئے اور آپ پر چونکہ جذب و محبت اور عشق و مستی غالب تھی اس لئے آپ نے قریباً بائیس سال کی عمر شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے شہباز حضرت قبلہ عالم سراج الحق قدس سرہ العزیز کے دامِ روحانیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور درسگاہ طریقت میں زانوئے ادب طے کرکے مرشد کامل سے خلافت و ارشاد کی نعمت سے سرفراز ہوئے اطاعت مرشد آپ کے انگ انگ سے آشکار تھی۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھتے سنے گئے۔

آں سراج الحق چشتی صابری

درحقیقت بود صابر کلیری

فخر دارم بریں نسبت کہ حق فیض سراج الحق

رموزِ معرفت دارم محمد مصطفٰے دارم

آپ نے طلب رزقِ حلال کے لئے محکمہ تعلیم کا انتخاب کیا اور عہد برطانیہ میں بے خوف و خطر اسکول میں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لئے باقاعدگی سے علیحدہ وقت دیتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے کہ ملازمت حلال روزی کمانے کا ذریعہ ہے۔ مذہب اور ضمیر کا سودا نہیں کیا ساری ملازمت قصبہ جہتہ کے مقامی سکول میں ہیڈ ماسٹر متعین رہے تا آنکہ ملک تقسیم ہو گیا اور ہجرت فرما کر لاہور بادامی باغ کے قریبی علاقے میں کرائے کے مکان میں رہائش پذیر رہے جب تک کہ مکان الاٹ ہوا اور وہاں منتقل ہو گئے۔ یہ مکان چار دیواری اور دو کمروں

Marfat.com

کے سوا کچھ نہ تھا اور ابھی زیر تعمیر تھا اس میں کچھ شہتیر اور مختصر سا سامان تھا جو آپ نے محلہ میں مسجد نور کی تعمیر میں دے دیا اور بعد میں اس الاٹ شدہ مکاں کو خود قابلِ رہائش کر کے خاص للّٰہیت کے نور سے عشق مصطفٰے کی شمع جو آپ کو اپنے شیخ پاک سے عطا ہوئی تھی روشن کرنے کا آغاز کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ حُب مصطفٰے کے بغیر حب الٰہی کا دعویٰ ایک سراب ہے۔ ذکر نبیؐ بے محابا آپ کی زبان مبارک پر جاری رہتا۔ سرکار دو عالم کی ثنا میں متعدد نعتیں آپ نے لکھی ہیں۔ ذکر مصطفٰے کے وقت ایک والہانہ کیفیت آپ پر طاری ہوتی جس کے تیور دیدنی ہوتے آپ کی طبیعت میں کشش اور زبان میں جاذب تاثیر حب نبیؐ ہی کا ثمرہ تھی۔ چہرے پر نورِ رسالت کی شعاعیں ہر وقت ہالہ کئے رکھتیں۔ ہر دیکھنے والا اور ملنے والا یہ آرزو رکھتا کہ آپ کے جسم سے لپٹ جائے۔ معترض کو شیریں گفتاری سے قائل فرماتے حضور رسالتمآبؐ میں ادنیٰ گستاخی کا شائبہ تک بھی برداشت نہ فرماتے اور دفورِ محبت سے سرکار کا قصیدہ شروع فرما دیتے جس سے سننے والے کیف و سرور کی وادی میں کھو جاتے اور حُبِ رسولؐ سے بہرہ مند ہو جاتے۔ بارہا یہ اشعار آپ کے لبِ اعجاز سے سنے جاتے۔

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا
ابوجہل کو محبوبؐ دکھائے نہیں جاتے
دیدِ احمدؐ ہر کسے را کار نیست
چشم ہر یک لائقِ دیدار نیست

آپ کی ذات پاک میں حب نبیؐ کے اثرات اتنے گہرے ہیں کہ آپ کی اولاد صلبی اور روحانی بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں حمد و نعت لکھنے والے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ حب رسولؐ سے سرشار ذکرِ توحید و رسالت کی محفلیں جمائے ہوئے قریہ قریہ نظر آتے ہیں۔ یہ سب آپ کی توجہ باطنی کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

وحال مردانِ حق یا یتھا النفس .... تا راضیۂ مرضیۂ کے جام وصل سے سرشار ہوکر فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا حظ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۹ء مطابق ۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ ہجری بروز بدھ یہ فردِ صابریؒ لِقائے شوق میں مریم وصل کے پردوں میں جا چھپا۔

تاریخ وصل :- اے شہید تیغ حب مصطفےٰ / ۱۹۷۹ یوم وصال ۱۲ ستمبر بروز بدھ صبح دن کے گیارہ بجے سے نماز ظہر کے وقت ہونے کا استفسار فرماتے رہتے اور عین آذان کے وقت جب اللہ اکبر کی صدا مسجدوں میں گونجی وضو فرماتے ہوئے تین دفعہ رسم ذات اللہ۔ اللہ۔ اللہ پکار کر خالقِ حقیقی کو لبیک کہہ دیا۔ اِنّا للهِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۵ اور اگلے روز مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۹ء کو عین ظہر کی نماز کے وقت آغوشِ لحد میں اتار دیا گیا۔ آپ کے جنازے کرشن نگر کے ملحقہ قبرستان میں آپ کی آرام گاہ زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما۔

نوٹ :- یہ حالات حضرت صاحبزادہ میاں محمد ریاض الحق قریشی فاروقی نے بدست مولانا عبدالحمید عاصم (بادامی باغ لاہور) فقیر کو ارسال فرمائے لہٰذا من و عن کتاب کی زینت کے لیے درج کیے گئے۔

Marfat.com

باب چہلم و دوم

حامی شریعت ماحی بدعت زبدۃ العارفین عاشقِ ربّانی حکیم امراض روحانی و جسمانی مولوی حاجی حکیم **عبدالغنی** دوسوہوی قدس سرہٗ

نام :- آپ کا نام عبدالغنی ہے آپ کے والدِ گرامی کا نام مولانا حکیم غلام رسولؒ ابن مولانا جلال الدینؒ تھا جو حکیم اجمل خان دہلوی کے اولین شاگردوں میں تھے۔ آپ کے بزرگوں میں جناب قاسم علیؒ شاہ کوٹ جالندھر سے دوسوہہ میں آکر آباد ہوئے تھے۔

وطن مالوف :- دوسوہہ ضلع ہوشیار پور بھارت

پیدائش :- ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے عبدالغنی سعدی ۱۳۱۱ھ سے خود تاریخ پیدائش استخراج فرمائی۔

Marfat.com

تعلیم وتربیت :- ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور علم طب پر بھی عبور حاصل کیا۔ آپ زبردست نباض اور مرض شناس تھے، چہرے سے مرض پہچان لیتے تھے

ارادۂ ملازمت : خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میری عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہوئی تو ملازمت کا شوق پیدا ہوا۔ "اہل مد" کی پوسٹ کے لیے اپنے ہاتھ سے درخواست لکھ کر دوسوہہ سے پیدل ہوشیار پور پہنچا اور مجسٹریٹ کے پاس خود پیش ہو کر درخواست گزاری۔ مجسٹریٹ نے درخواست کو پڑھ کر میری طرف دیکھا پھر پندرہ منٹ تک کبھی درخواست کو دیکھتا اور کبھی میری طرف، مجسٹریٹ قوم سے مرہٹہ تھا۔ آخر بولا "بیٹا! میں ملازمت کے لیے تمہاری درخواست منظور کر لیتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں وہ یہ کہ تم ابھی اور تعلیم حاصل کرو تمہاری تحریر اور تمہارے خدوخال بتا رہے ہیں کہ تم ایک بہت بڑے آدمی بنو گے۔" میں نے مجسٹریٹ سے درخواست واپس لی اور اسی کے سامنے اسکو پھاڑ کر پھینک دیا اور ملازمت کا خیال دل سے نکال دیا۔ عدالت سے نکلا اور پیدل واپس دوسوہہ آگیا۔

اعلیٰ تعلیم کا حصول :- اس واقعہ کے بعد تکمیل تعلیم فرمائی۔ اور کبھی کسی قسم کی ملازمت اختیار نہ کی۔ اپنی پوری زندگی میں کسی مسجد کی امامت کو قبول نہ کیا فرمایا کرتے تھے کہ امامت میں ہر شخص کی رن (بیوی) بننا پڑتا ہے (یعنی ہر شخص سے مرعوب رہنا پڑتا ہے) سیلانی طبیعت تھی تمام عمر سفر کیا اور فی سبیل اللہ اللہ کے دین کی تبلیغ فرمائی کبھی کسی کے زیر دست

Marfat.com

نہ ہوئے۔ چونکہ زمیندار تھے والدِ گرامی کی جائیداد سے جو زمین حصہ میں آئی اسی کی آمدنی پر گزارا کیا۔

پہلی شادی: آپ کی اوائل عمر میں شادی ہوئی اور بچے بھی ہوئے۔ لیکن مشہور کاتک سنہ کی بیماری میں بیوی اور بچے سب فوت ہو گئے بلکہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندو پاک پر آپ کے سسرال کا سارا خاندان جب کہ ٹرین میں ہندوستان سے پاکستان آرہا تھا ہوشیارپور کے قریب سکھوں نے گاڑی روک کر شہید کر دیا اور ٹرین سے کوئی ذی جان بچ نہ سکا۔

مولانا نواب دین رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی سے ملاقات: مولانا سلسلہ تبلیغ میں دوسوہہ گئے تو آپ کی وعظ سن کر بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ اسی دوران آپ کی ملاقات ہوئی اور دوستانہ مراسم پیدا ہوئے دونوں حضرات کی آپس میں بے تکلفی ہو گئی۔ ایک مرتبہ بیعت پر گفتگو ہوئی تو حضرت صاحب نے آپ سے قدرے بے تکلفانہ گفتگو فرمائی تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "چونکہ آپ مجھ سے بہت بے تکلف ہیں اسلیے بیعت پر گفتگو نہیں ہو سکتی" (مولانا غلام ربانی صاحب)

آپ کے بھائی: آپ کے بڑے بھائی مولانا دولت علی صاحب علیہ جو عربی فاضل اور منشی فاضل تھے نے مولانا نوابدین صاحب کی شخصیت سے متاثر ہو کر بیعت کر لی اور پھر محبت اسقدر بڑھی کہ اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت مولانا نوابدین صاحب نے اپنے مرید مولانا دولت علی کے صاحبزادے سراج الحق سے کر دی۔ مولانا دولت علی صاحب کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت بھی ملی تھی۔ لیکن نامعلوم کیوں؟ فقیر نے مولانا دولت علی

Marfat.com

مرحوم کو قبلہ عالم مولانا محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کا مرید کہتے سُنا (واللہ اعلم بالصواب) حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دو بھائی اور تھے ایک کا نام مولوی فضل حق تھا جو آپ سے چھوٹے تھے اور قبلہ عالم گورداسپوری سے بعیت تھے فقیر گندا حقیر سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ جب ملاقات ہوتی تو فرماتے "میرے سوہنے بھائی کی نشانی"۔ حضرت صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ ابن سیدی مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کو مولوی فضل حق مرحوم کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔

چوتھے بھائی مولوی عبدالحق تھے۔ جو صاحب کشف تھے اور حضرت سائیں فتح دین قادری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور داماد تھے۔ حضرت سائیں جی قادریہ سلسلہ میں سید محمود قادری رحمتہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ اگرچہ ان پڑھ تھے لیکن علم لدنی کے مالک تھے موضع مسیت والا ریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر بھارت کے باسی تھے ۲۰ ذلیعقد ۱۳۶۶ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو سائیں جی نے وفات پائی اور بی بیاں پاک دامناں لاہور کے مزار کے دائیں جانب دفن ہوئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ سے بہت پیار کرتے تھے اور سائیں جی کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ آپ اکثر مسیت والا سائیں جی کی ملاقات کو جایا کرتے تھے، سائیں جی بھی اکثر دسوہہ میں ملاقات کے لیے آتے۔

عقائد وہابیہ:- ابتداً آپ کے عقائد وہابیہ تھے اگرچہ اخلاق اسقدر بلند تھا کہ بڑے بڑے مشائخ وعلمائے اہلسنت آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے ان کا احترام کرتے تھے۔ کبھی کبھی عقائد پہ بات چل پڑتی لیکن کوئی بھی عالم وشیخ اپنے دلائل سے آپکو عقائد وہابیہ سے توبہ نہ کرا سکا۔ امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ فاتح مرزائیت مولانا نوابدین و دیگر علماء آپ کے

Marfat.com

ہاں آکر ٹھہرا کرتے تھے ۔

قبلہ عالم شاہ سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی و توبہ :-

ایک دن آپ علماء و مشائخ کی جماعت سے عقائد پر گفتگو فرما رہے تھے ۔ اس محفل میں مولانا دولت علی مرحوم برادرِ کلاں بھی موجود تھے ۔ جب بات بہت بڑھ گئی تو مولانا دولت علی مرحوم نے فرمایا " میرے عزیز قیل و قال کو ترک کرو ، جذب و شوق اختیار کرو اور میرے ساتھ ایک مرتبہ گورداسپور شریف کی حاضری دو ، شاید تمہیں اطمینان قلب نصیب ہو جائے ۔ اسی وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے برادرِ بزرگ کے ہمراہ گورداسپور شریف کا عزم کیا ۔ جب دربار میں پہنچے اور نظریں دو چار ہوئیں تو قبلۂ عالم شاہ سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا " اچھا ہوا مولوی صاحب تشریف لے آئے "۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس جملہ کی سماعت پر میرے دل کی کیفیت ہی بدل گئی زبان مقفل ہو گئی اور دل کے قفل ٹوٹ گئے بس عرض کی حضور مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے ۔ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے ۔ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سینے سے لگایا اور دل آئینہ کی مانند صاف کر دیا اور بعیت فرما لیا ۔ اور سلوک کی منازل طے کرائیں ۔

بلند رُوحانیت کی پیشن گوئی :-

جس خاک کے ضمیر میں ہو آتش چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاک ارجمند

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے پر مولانا دولت علی مرحوم نے بیان فرمایا ۔

" میں دو سو ہے میں ایک صوفی منش امیر ترین بزرگ کے بچوں کو

Marfat.com

ان کے گھر جا کر پڑھایا کرتا تھا۔ وہ نہایت کم گو انسان تھے ہمیشہ ذکر فکر میں مشغول رہتے۔ جب کبھی کبھار فکر سے فارغ ہوتے تو صوفیانہ گفتگو فرماتے۔ ایک دن بڑے رازدارانہ انداز میں فرمایا کہ دولت علی! ایک بات تم سے کہوں، میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو فرمانے لگے، تمہارے بھائی مولوی عبدالغنی رح کے چہرے پر نورانیت ہے۔ فقر میں بہت بڑا مقام حاصل کرے گا۔ لیکن وہ چیز میں تمہارے چہرے پر نہیں دیکھتا میں یہ بات سنکر برداشت نہ کرسکا۔ دل میں برا محسوس کیا۔ زندگی میں جب بھی یہ بات یاد آئی طبیعت غضبناک ہوگئی" یہ کہہ کر آبدیدہ ہوگئے چشم اشکبار ہوگئیں پھر کچھ دیر بعد فرمایا "میرے عزیز! آج میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حقیقتاً روحانیت میں مجھ سے بہت بلند تھے" پھر رونے لگے یہاں تک کہ تمام حاضرین کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

دوسری شادی :۔ آپ نے درویشی میں حیدری حصہ پایا تھا۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن رہتے۔ پیرو مرشد کی ملازمت، غریبوں مسکینوں کی امداد، اقربا پروری نے آپ کو شادی سے بے نیاز کردیا تھا۔ اپنی جائیداد کا اکثر حصہ تقسیم کردیا تھا۔ جب برادران وغیرہ شادی کے بارے میں کہتے تو بے نیازی سے انکار کردیتے۔ گورداسپور کے دربار عالیہ میں قبلہ عالم کی موجودگی میں بھی اس بات کا تذکرہ ہوا تو قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا "مولانا! سنت سے بے نیازی کے کیا معنی؟" عرض کیا "حضور میں کام تو کوئی کرتا نہیں بیوی کو کہاں سے کھلاؤں گا؟" فرمایا "روزی کے ذمہ دار تم ہو یا خالق جہاں! قرآن مجید میں ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ

داور اپنے اہل کو نماز پڑھنے کا حکم دو، خود بھی باقاعدگی سے نماز پڑھو ہم

Marfat.com

تم سے (ان کا) رزق نہیں مانگتے۔ (انہیں) اور تم کو ہم رزق دیتے ہیں)
عرض کیا "حضور، ٹھیک ہے میں شادی کر لیتا ہوں لیکن مطلقہ اور بیوہ سے شادی نہیں کروں گا۔ عذرا عورت ہونی چاہیے،" فرمایا "مطلقہ اور بیوہ کیا کہتی ہے" عرض کیا "حضور، نا معلوم اس کا پہلا خاوند کیسا ہو، ہو سکتا ہے مجھ سے زیادہ خلیق و حلیم ہو، میں اسکی عادات کا حامل نہ ہو سکوں۔ ایسی حالت میں زندگی کا لطف نہیں رہتا۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ جن کو شوہر اچھے نہیں ملتے وہ پہلے ہی شوہروں کے گن گاتی رہتی ہیں،" فرمایا" اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری مرضی کے مطابق رشتہ دے گا۔"

فرماتے ہیں "ایک دن میں اپنے شہر دوسوہہ میں ایک خیاط دوست کی دوکان پر بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ اور یوں گفتگو شروع ہوئی۔"

نووارد[1]۔ "مولوی غلام رسول صاحب مرحوم کا گھر کونسا ہے؟"

میں۔ "آپ کو اس گھر سے کیا کام ہے؟"

نووارد "میں مولوی دولت صاحب سے ملنا چاہتا ہوں"

میں "مولوی دولت علی سے کیا کام ہے؟"

نووارد بزرگ "مولوی دولت علی صاحب کے ایک چھوٹے بھائی مولوی عبدالغنی رح صاحب ہیں سنا ہے۔ ان کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ میں اپنی دختر نیک اختر مسماۃ پیاری بانو کا رشتہ ان سے کرنا چاہتا ہوں اسی سلسلہ

---

[1] ان کا اسم گرامی برکت علی مرحوم تھا جو موضع خُرّے ضلع جالندھر میں پٹواری تھے۔ ان کے خُسر سبحان علی تھے جو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ کے نانا محترم تھے۔ سبحان علی مرحوم کی تقسیم جائیداد کے وقت محترمہ پیاری بانو زوجہ حضرت صاحب کو حصہ اڑتیس ہزار روپیہ ملا۔ ۱۲

Marfat.com

میں جالندھر شہر سے آیا ہوں"

میں: "کیا آپ کو اپنی لڑکی سے کوئی عداوت ہے؟"

نووارد بزرگ "استغفراللہ۔ بیٹا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو"۔

میں "بزرگوارم معاف کیجئے گا۔ مذاق نہیں، حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ جس شخص کے بارے میں آپ رشتہ لائے ہیں وہ کوئی کام نہیں کرتا ہمیشہ بیکار رہتا ہے۔ آوارہ منش ہے"۔

نووارد بزرگ۔ "میں آپ سے ان کے خصائل و عادات نہیں پوچھے صرف پتہ دریافت کیا ہے؟ (ناراضگی کے عالم میں)

اتنے میں خیاط دوکاندار بولا کہ یہی مولوی عبدالغنی صاحب ہیں جو آپ سے ہم کلام ہیں۔ اس کے بعد وہ مجھے شفقت سے ملے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میں نے جو باتیں کی ہیں سوا سولہ آنے (سو فیصدی) درست ہیں۔ میں نے ان کو اپنا عصاء اور بوسیدہ رومال دکھاتے ہوئے کہا بس یہ ہے میری جائیداد۔

انہوں نے فرمایا "مجھے جائیداد کی ضرورت نہیں۔ شرافت کی ضرورت ہے جس کی تلاش بسیار میں یہاں پہنچا ہوں"۔

اسکے بعد آپ ان بزرگوں کو گھر لے گئے۔ مولوی دولت علی مرحوم سے گفتگو ہوئی۔ اور رشتہ طے پایا۔ یہ بزرگ برکت علی صاحب تھے جن کے سسرال لدھیانہ میں نولکھوں کے نام سے مشہور تھے اور پارسائی میں یکتا تھے۔ کچھ دنوں بعد شادی ہوئی جس میں مشائخ اور علماء خصوصاً مولانا نواب دین صاحب نے بھی شرکت کی۔

اولاد:۔ دوسری بیوی مسماۃ پیار بانو سے چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد افضل خونخالد

Marfat.com

صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ صاحبزادہ محمود الحق۔

شدید ازمائش :- شادی کے بعد من جانب الٰہی ازمائش میں مبتلا ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد افضل حق خالد فرماتے ہیں کہ اس قدر ہم پر غربت وارد ہوئی کہ چری (للال جوار) کی روٹیاں کھایا کرتے تھے۔ میں نویں جماعت میں پڑھتا تھا لیکن ننگے پاؤں سکول جاتا تھا۔ یہی حالت تمام بھین بھائیوں کی تھی۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر میں رہتے تھے۔ باہر قطعاً نہیں جاتے تھے۔ والدہ محترمہ جب تنگی کا شکوہ کرتیں تو فقط یہ فرما کر "اللہ کا یہی حکم ہے" خاموش ہو جاتے، والدہ بھی چپ ہو جاتیں۔

ان دنوں دوسوہ میں ایک شخص کی آٹا پیسنے والی چکی تھی۔ اس کا بہت اچھا کاروبار تھا۔ اس نے حضرت صاحب قبلہ سے عرض کی کہ آپ صرف میری دکان پر بیٹھ جایا کریں اور ملازمین کی نگرانی کیا کریں علاوہ ازیں آپ کے ذمہ کوئی کام نہیں۔ تین صد روپیہ[1] ماہانہ خدمت کر دیا کرونگا فرمایا "ہم نے عہد کیا ہوا ہے کہ خالق کی ملازمت کرنا ہے اور کسی مخلوق کی نہیں۔"

اماں محترمہ (زوجہ حضرت صاحب قبلہ) رحمتہ اللہ علیہا راویہ کہ انہی ایام میں ایک معروف مجذوب ہمارے گھر کا اکثر دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ میں نے ایک روز عرض کیا کہ یہ مست قلندر نظر آتا ہے۔ اسکی روزانہ آمد کا کیا مقصد ہے۔ فرمایا "یہ روزانہ مجھ سے کہتا ہے کہ میری بیعت کر لو۔ تمہارے حالات درست ہو جائیں گے اور میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ط (یہ دن ہیں جو لوگوں پر ہم پھیرتے رہتے ہیں) اور نیز میرے مرشد کامل ہیں۔ یہ سن کر وہ چلا جاتا ہے۔

---

[1] اس وقت کلرک کی تنخواہ ستر روپیہ تھی۔ ۱۲

Marfat.com

حضرت سید مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت :۔

حضرت صاحب قبلہ کو حضرت مخدوم صابر قدس سرہ العزیز سے بے پناہ محبت تھی۔ ہر سال عرس پیران کلیر میں شمولیت فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کے حالات کمزور تھے اور ربیع الاول شریف کا چاند نظر آگیا لیکن کوئی ظاہری اسباب پیدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ چند دن باقی رہ گئے ایک دن آپ گھر پر موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور پچاس روپیہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے دیر سے آنے کی معذرت کی۔ چونکہ آپ ہمیشہ پہلی تاریخ ہی کو کلیر شریف چلے جایا کرتے تھے اس لیے ارادہ بدل دیا اور ساری رقم گھر دے دی۔ اسی دن آپ کے بڑے صاحبزادے بیمار ہو گئے۔ حکیم عبداللطیف شادانی کو دکھایا۔ انہوں نے علاج شروع کیا لیکن دوسرے دن زیادہ حالت خراب ہونے پر جواب دے دیا کہ بچے کی حالت خطرہ میں ہے۔ حضرت صاحب قبلہ نے جب حکیم شادانی صاحب سے خطرے کا الارم سُنا تو گھر والوں سے کہا کہ میں تو کلیر شریف سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہ العزیز کے عرس پاک میں جارہا ہوں۔ اگر یہ بچہ مر گیا تو میرا انتظار نہ کرنا فوراً دفن کر دینا۔ آپ عرس شریف پر چلے گئے اور ایک ماہ کے بعد گھر تشریف لائے تو بچے کو صحت یاب پایا اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ آپ ابھی سٹیشن پر ہی ہوں گے تو افضل نے آنکھیں کھول دیں تھیں اور شام تک کھیلنے لگا۔ فرمایا ہاں مخدوم صابر کا سارا تصرف ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک مجذوب گلیوں میں پھرا کرتا تھا وہ کسی سے نہ کچھ مانگتا تھا اور نہ ہی لیتا تھا۔ ایک تاجر سے اس کا دوستانہ تھا اس کے گھر سے کھایا کرتا تھا۔ تاجر کو مجذوب سے والہانہ عقیدت تھی، ہمیشہ تاجر اس کا انتظار کرتا جب تک اسے نہ کھلا لیتا خود نہ کھاتا۔ تاجر کی بچی

Marfat.com

کی شادی تھی مجذوب کے پہلے ہی اس کی اطلاع کر دی لیکن مجذوب شادی پر نہ آیا۔ تاجر انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ براتیوں کے کھانے میں بھی اس کے انتظار میں دیر کر دی لیکن مجذوب نہ آیا۔ تاجر نے مجذوب کے لیے کھانا علیحدہ رکھ کر براتیوں کو کھانا کھلایا۔ مجذوب تین دن کے بعد سوکھے ٹکڑے چباتا ہوا آیا۔ تاجر سے برداشت نہ ہوا کہا "میں نے تمہارے لیے زردہ اور پلاؤ رکھا ہوا ہے اور تم سوکھے ٹکڑے چبا رہے ہو" مجذوب بولا "کونسا زردہ پلاؤ رکھا ہوا ہے" تاجر خوشی خوشی اندر سے کھانا لایا۔ مجذوب نے چاول دونوں مٹھیوں میں لے کر نچوڑ دیئے۔ اُن چاولوں کو دبانے سے خون بہہ نکلا۔ اس نے چاولوں کو پھینک دیا اور یہ کہتا ہوا بھاگ گیا کہ مجھے لوگوں کا خون پلاتا ہے۔ اس کے بعد وہ مجذوب نظر نہیں آیا۔

ایک بار اپنے دادا محترمؒ کا واقعہ بیان فرمایا کہ میرے دادا محترم کے ایک دوست تھے۔ ہمیشہ دونوں اکھٹے دیکھے جاتے تھے۔ دادا محترم کسی کام کی غرض سے باہر گئے اور جب واپس آئے تو کسی نے کہا آپ کا دوست تو فوت ہو گیا ہے۔ فرمایا اچھا پھر ہمیں زندہ رہنے سے کیا فائدہ؟ گھر تشریف لائے۔ چارپائی بچھائی اور چادر تان کر سیدھے لیٹ گئے۔ جب دیکھا گیا تو روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

اپنے پیرو مرشد سے عقیدت :۔ اپنے شیخ کامل سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے اور شیخ بھی آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے گویا کہ عاشق و معشوق تھے قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گورداسپوری کے دربار میں عموماً سناٹا ہوتا تھا۔ بڑے بڑے علماء آپ کی بارگاہ میں سرنگوں

Marfat.com

دیکھے جاتے تھے۔ لیکن یونہی حضرت صاحب قبلہ دربار میں حاضر ہوتے سناٹا ختم ہو جاتا۔ آپ بلند آواز تھے اور اسی آواز میں پیر و مرشد سے گفتگو کرتے تھے اور جب تک موجود رہتے کبھی خاموش نہ ہوتے۔ کئی بار دوسرے مریدین نے قبلہ گورداسپوری سے عرض کیا کہ مولوی عبدالغنی صاحب محفل کے آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ آپ فرماتے مولوی صاحب کی آواز میں پیار اور محبت جھلکتی ہے۔

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا آخری وقت تھا بخار کی شدت، قبلہ عالم بہت تکلیف کی حالت میں تھے کہ ہر شخص غمگین اور پریشان تھا۔ جدائی کی گھڑیاں آتی نظر آ رہی تھیں۔

حضرت صاحب بھی غمزدہ ہو کر ایک کونے میں خاموش بیٹھے تھے کہ قبلہ عالم نے ادھر اُدھر اپنی نگاہیں گھمائیں اور فرمایا "کیا مولوی عبدالغنی صاحب نے حقہ پینا شروع کر دیا جو یہاں موجود نہیں (حقہ سگریٹ پینے والے حضرات خانقاہ کے ایک علیحدہ کمرہ میں جمع ہوتے تھے کیونکہ آپ کے حضور کوئی حقہ سگریٹ پینے کی جسارت نہ کر سکتا تھا) حضرت صاحب قبلہ عالم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ چونکہ حضور کی طبیعت ناساز ہے اور میری عادت اونچا بولنے کی ہے۔ اس وجہ سے میں دور بیٹھا ہوں کہ میری آواز سے آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔ فرمایا۔

"نہیں تو بلکہ آپ کی گفتگو سے ہمیں راحت ہوتی ہے"

اس جملے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پیر و مرشد کے دربار میں بلکہ قلب پاک میں کسقدر مقام تھا۔ اللہ۔ اللہ سبحان اللہ۔

ایک مرتبہ پیر و مرشد کے دربار میں حاضر تھے کہ کسی دوست نے قبلہ عالم سے عرض کیا کہ حضرت آج گیارھویں شریف ہے۔ فرمایا آج تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ چائے بنالو اسی پر ختم شریف پڑھ کر تقسیم

Marfat.com

کر دیتے ہیں۔ حضرت صاحب نے ایک روپیہ حاضر خدمت کر دیا قبلہ عالم
نے فرمایا۔" لو بھئی! مولوی صاحب نے گیارھویں شریف مکمل کر دی
روپیہ کے رس بسکٹ لا کر سب کو چائے کے ساتھ دیدو"۔ بس محفل ذکر
ہوئی اور ختم شریف پڑھا گیا۔

ڈاکٹر چراغ علی مرحوم صاحب خانیوال

۱۹۵۵ء کی بات ہو گی۔ موسم سرما تھا۔ حضرت صاحب قبلہ مسجد دربار حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی رحمتہ اللہ علیہ میں نماز جمعہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو ایک شخص بڑی عقیدت سے سلام کے لیے حاضر ہوئے اور معانقہ کیا۔ عجیب منظر تھا۔ ہماری سمجھ سے بالاتر بات تھی۔ دونوں حضرات کی آنکھوں سے چشمے بہ نکلے جو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ حضرت صاحب قبلہ کے پیر بھائی چراغ علی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب تک موجود رہے روتے ہی رہے اسی عالم میں انہوں نے فرمایا" بھائی جان (حضرت صاحب سے خطاب) میں اور آپ کی بھاوجہ کار میں یہاں سے ½ ۱۲ بجے گزر رہے تھے کہ میرے کانوں میں آپ کی آواز ٹکرائی۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا یہ آواز تو بھائی جان کی ہے، انہوں نے میری بات کی تصدیق کی میں کار کھڑی کر کے مسجد میں آیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے کہ بھائی جان وہ واقعہ مجھے کبھی نہیں بھولتا جب قبلہ عالم کا انتقال ہوا آپ مجھے اطلاع دینے کے لیے دہلی گئے اُس وقت تو ہمارا ایک دوسرے سے تعارف تھا۔ نہ جان پہچان، بھائی جان اپنی زبان سے وہ واقعہ سنائیے۔ آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرمایا کہ بس مجھے حکم تھا کہ تم نے ڈاکٹر چراغ علی کو اطلاع

Marfat.com

دبنی ہے وہ دہلی میں رہتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ مجھے بتلایا گیا اور نہ میں نے دریافت کیا۔ میں دہلی پہنچا۔ جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ شاہی مسجد میں ادا کی اور سیڑھیوں میں پیرو مرشد کا تصور کر کے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو بس ملاقات ہو گئی۔ میرے دل نے آواز دی کہ یہی ڈاکٹر چراغ علی ہیں۔ میں نے گلے سے لگا لیا اور حضرت قبلہ عالم کے انتقال کی خبر سنائی۔ یہ حضرت صاحب کا کشف تھا کہ بغیر جان پہچان اور پتہ پوچھے سینے سے لگا لیا۔ حق فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

ایک مرتبہ آپ نے قبلہ عالم کو گورداسپور شریف سے دوسوہہ آنے کی دعوت دی۔ قبلہ عالم تشریف لائے تو غضب کی بارش تھی۔ بغیر چھتری سٹیشن سے گھر تشریف لائے۔ عقیدتمندوں نے اپنے گھروں میں برکت کے لیے حضور کی دعوتیں کرنا شروع کر دیں جو دعوت کرتا مرغ کا گوشت پکاتا۔ قبلہ عالم نے حضرت صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا "مولوی صاحب آپ کے قصبے میں دال نہیں ہوتی" عرض کیا "حضور دال ہمارے لیے پیدا نہیں کی گئی، یہ تو مغضوب کھانا یہودیوں کے لیے نازل ہوا تھا" حضور قبلہ عالم مسکرائے اور فرمایا مولوی صاحب ہر محفل کو محفلِ زعفران بنا دیتے ہیں۔

وظیفہ:۔ قبلہ عالم نے آپ کو بعیت و خلافت کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ ہر وقت پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ فقیر گندا حقیر کو بھی اس وظیفے سے خاص طور پر نوازا گیا۔

Marfat.com

امرتسر کی سیر:- حضرت صاحب نے قبلہ عالم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور! میں امرتسر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس سے پیشتر تو کبھی نہیں گیا۔ فرمایا ہاں جاؤ، مولینا ثناء اللہ (صدر اہل حدیث علماء) کے نام رقعہ لے جاؤ وہ آپ کے قیام و طعام کا انتظام کر دیں گے۔ کھانا کھاؤ اور چلے جاؤ۔ عرض کیا حضور کھانا وہیں جا کھاؤں گا۔ کونسا دور ہے حضور قبلہ عالم نے فرمایا "و بھئی تمہاری پنجابی کی مثال ہے "گھروں جائیے کھا کے اگے ملن پکا کے" عرض کیا! "حضور یوں نہیں

فرمایا "کیوں بھی اور کیسے"

عرض کیا "پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش
جنہاں تکیہ رب دا انہاں رزق ہمیش"

(ہر جگہ آپ بے تکلفانہ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔)

فرمایا۔ مولوی صاحب! بہت خوب جاؤ۔

حضرت صاحب امرتسر تشریف لے گئے ایک مسجد میں قیام کیا مولوی ثناء اللہ صاحب سے ملنا مناسب نہ سمجھا۔ شام تک مسجد میں بیٹھے رہے ایک نوجوان لڑکا حاضر خدمت ہو کر کھانے کے بارے میں پوچھنے لگا۔ فرمایا مجھے بازار کا پتہ نہیں تم پیسے لے جاؤ اور مجھے کھانا لا دو" لڑکا یہ سن کر بھاگ گیا اور چند منٹ بعد ایک دودھ کا پیالہ اور دو روٹیاں لے کر حاضر ہوا اور روٹی وغیرہ رکھ کر بھاگ گیا۔ کئی دن میں اس مسجد میں رہا وہ لڑکا مسجد میں نماز کے دوران آتا کھانا میرے آگے رکھ جاتا اور دوسری نماز میں دوران نماز برتن واپس لے جاتا سچ ہے ع

پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش
جنہاں تقوی رب دا اُنہاں رزق ہمیش!

Marfat.com

آپ سیلانی طبیعت کے مالک تھے فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اور پنجاب کا کوئی دیہات ایسا نہیں جہاں میں نے وعظ نہیں کیا آپ نے کلکتہ سے چمن تک سفر کیا اور وعظ فرمایا لیکن وعظ کا کبھی کسی سے پیسہ نہیں لیا۔ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سنت نبوت کو ہمیشہ ادا کیا۔ ایک مرتبہ دورانِ وعظ لوبہ ٹیک سنگھ میں کسی انجان نے ایک روپیہ پیش کرنا چاہا تو اسے سخت ڈانٹ پلائی اور فرمایا "تم نے علماء کی وعظ کو ہیجڑوں کا تماشہ اور کنجریوں کا مجرا سمجھا ہے۔ علماء کرام، انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہیں اور ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو واضح الفاظ میں کہا ہیں تم سے وعظ و نصیحت کا اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

کلکتہ کا سفر:۔ دوسوہہ شہر کا ہی واقعہ ہے کہ گھر میں گوشت لا کر دیا اور دوبارہ بازار میں آلو خریدنے کی غرض سے گئے۔ عادت کے مطابق عصا اور رومال پاس تھا۔ ابھی بقال کی دوکان پر نہیں پہنچے تھے کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ وہ کلکتہ جا رہا ہے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ کلکتے چلتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا آلو لینے گئے، اور کلکتہ پہنچ گئے اور وہاں چھ ماہ تک قیام کیا۔ مسجدوں میں ہی نہیں بلکہ فوجی بارکوں میں وعظ کیا۔ اکثر دبلیشر فوجی افسر آپ کے معتقد ہوئے دورانِ قیام وہاں رمضان شریف آگیا۔ روزے بھی کلکتہ میں رکھے اور عید کے دن نمازِ عید کے لیے عید گاہ جا رہے تھے کہ سرراہ مولانا ابو الکلام آزاد سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اپنی کار سے آپ کو دیکھ کر گاڑی کھڑی کی اور آپکو اپنے ہمراہ لے کر عید گاہ پہنچے۔ تقریر مولانا آزاد نے کی اور نمازِ عید حضرت صاحب قبلہ نے پڑھائی۔ آپ کا کلکتہ کا سفر اتنا

Marfat.com

مشہور ہے کہ فقیر کی آپ کے جس پیر بھائی یا واقف کار سے ملاقات ہوئی اور فقیر نے اپنا تعارف کرایا کہ فقیر حضرت مولانا عبدالغنی صابری قدس سرہ کا غلام ہے تو ہر ایک کی زبان سے بے ساختہ یہی فقرہ نکلا " وہ مولوی عبدالغنی صاحب جو آگو لینے گئے کلکتے پہنچ گئے تھے۔

کلکتہ میں آپ ایک مسجد میں قیام پذیر رہے۔ اس مسجد کے امام صاحب پنجابی تھے آپ سے والہانہ عقیدت ہو گئی تھی۔ ایک دن وہ شوق سے مچھلی لائے اسکو بنا کر پکایا اور حضرت صاحب قبلہ کے سامنے پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مچھلی نہیں کھایا کرتا۔ مولوی صاحب نے حیران ہو کر کہا آپ درویش عالم ہیں اور مچھلی کے گوشت سے انکار سمجھ میں نہیں آتا۔ حقیقت یوں تھی کہ ایک مرتبہ آپ مچھلی خرید کر لائے تو جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے مردہ سانپ برآمد ہوا جو کہیں مچھلی نے نگل لیا تھا۔ اس وجہ سے مچھلی سے پرہیز کرنے لگے تھے۔ مولوی صاحب سے آپ نے یہی واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت وہ تو ایک اتفاقی امر تھا۔ بس آپ نے توبہ فرمائی۔ جب بھی مچھلی کھانے لگتے تو یہ واقعہ ضرور بیان فرماتے اور مولوی صاحب کے لیے دعائے مغفرت فرماتے

جالندھر شہر سے نسبت :۔ جالندھر شہر میں حضرت امام ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا۔ آپ تیسری صدی ہجری میں جالندھر تشریف لائے آپ اولین اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو آپ کی شخصیت سے بہت پیار تھا۔ اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ جالندھر شہر میں گزارا۔ ماسٹر رحیم بخش صاحب مرحوم سجادہ نشین خواجہ امام ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں اکثر قیام ہوتا تھا درگاہ حضرت امام صاحب کی مسجد میں اکثر و بیشتر آپ ہی نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں مسجد قبرستان والی بستی شیخ درویش، کھرلا کنگرا ٹانڈہ میں بھی نماز جمعہ پڑھایا۔ بستی شیخ درویش میں تو فقیر گندا حقیر نے بھی آپ کی امامت میں بعمری ۹/۱۰ سال نماز جمعہ ادا کی۔ جالندھر شہر اور ارد گرد کی بستیوں کے تو ہر فرد سے تقریباً واقف تھے۔ جالندھر کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے کہ جو انوار جالندھر سے اٹھتے ہیں وہ کسی دوسرے شہر سے اُٹھتے نہیں دیکھے۔ یہ بات مجدد الف ثانی سید احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے فرمایا کرتے تھے۔

جالندھر شہر کے کسی گاؤں کے ایک نیک بخت انسانی جوڑے کا اکثر تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ اُس گاؤں میں بسلسلہ تبلیغ پہنچے۔ رات کو مسجد میں وعظ کیا تو ایک نیک سیرت معمر شخص نے آپ کی دعوت کی۔ آپ نے قبول فرمالی۔ دورانِ دعوت آپ نے پوچھا "بابا۔ آپ کے کتنے بچے ہیں"، انہوں نے جواب دیا۔

بچے کہاں سے ہوتے؟
کیا آپ نے شادی نہیں کی؟
شادی کی تھی اور بیوی بھی موجود ہے؟
تو کیا اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی؟
اتنی گفتگو کے بعد بابا جی نے اپنی رام کہانی سنائی۔

"میں جوان العمر تھا، میرے والدین نے شادی کی بات چیت کی تو میں نے شادی سے انکار کیا۔ انہوں نے یہ سمجھ کر بوجہ شرم انکار کرتا ہے جبراً میری شادی کر دی۔ حقیقت یہ تھی کہ میں شادی کے قابل نہ تھا شبِ عروسی میں نے اپنی بیوی سے صاف صاف بات بیان کر دی کہ نیک بخت میں تیرے قابل نہیں اگر تو چاہے تو میں صبح یا چند دن بعد طلاق دیدوں۔ نیک بخت عورت نے کچھ دیر فکر کرنے کے بعد کہا۔ اللہ کے بندے! یہ

Marfat.com

میری قسمت میں دو خاندانوں میں تفریق اور رنج وکلفت پیدا کرنا نہیں چاہتی۔ تم اس کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ لہذا اس بات کو چھپانے کے لیے غسل کر لیا کرو۔ ہم ایسے ہی کرتے رہے۔ آج تک اس بات کا کسی کو علم نہیں ہوا۔ آپ کو بزرگ جان کر بیان کر دیا ہے۔ شادی کے دو سال بعد جب کوئی بچہ نہ ہوا تو والدین سے کہا کہ اولاد علاج سے نہیں اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔ بات ختم ہو گئی۔ اس نیک بخت نے کبھی گھر سے باہر پاؤں نہیں رکھا۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس عورت کا نفس پر قابو پانا اور ساری عمر اپنی عصمت کی حفاظت کرنے پر لوگوں کو عبرت دلایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس بی بی پر رحمتیں نازل فرمائے۔

واقعہ ڈلوا :۔ آپ لوگوں کی جہالت اور بیدینی کے واقعات بھی اکثر وعظ میں سنایا کرتے تھے۔ ان میں سے کانگڑے کا ایک واقعہ سنیئے۔ فرمایا۔ کانگڑہ کے ایک دیہات میں لوگوں کو جمع کر کے وعظ کیا۔ تو ایک صاحب مجھے اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ ڈیرہ اسے کہتے ہیں جہاں کئی مکانات کا ایک ہی طویل وعریض صحن ہو) مجھے چارپائی پر بٹھا کر کہیں باہر چلے گئے۔ ان کے ظروف پر جو نظر پڑی تو نہایت گندے جو کبھی دھوئے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ میں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو سامنے ایک عورت بیٹھی تھی جس کے برتن صاف وشفاف تھے۔ میں اس گھر سے اُٹھا اور ان کی چارپائی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور اہلِ خانہ سے کہا کہ بی بی میرے لیے کھانا پکا دو اور پینے کو دو اور ساتھ ہی اسکی نظر پہلے مکان اور اس کے برتنوں کی طرف ملتفت کرائی تو وہ کہنے لگی۔ مولوی " اوہدا ڈلوا مر ہی گیا ہویا اے" میں نے پوچھا کہ ڈلوا سے کیا مراد ہے۔ اس نے ایک کتے کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے بتایا کہ جب ہم کھانا کھا لیتے ہیں تو برتن اس کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ یہ صاف کر دیتا ہے ہمیں دھونے کی ضرورت نہیں رہتی ان کا ڈبوا چونکہ مر گیا ہے اس لیے ان کے برتن بھی گندے ہیں۔ فرماتے کہ مجھے اتنی نفرت ہوئی کہ میں وہاں سے اٹھ کر بھاگا۔ راستے میں ایک تحصیلدار صاحب ملے وہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے ان سے تذکرہ کیا تو بولے "حضرت یہ تمام لوگ بہت گندے ہیں اللہ کا شکر کریں کہ کھانا نہیں کھایا پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور کئی دن وہاں رہا اور انکو جمع کر کے وعظ نصیحت کرتا رہا۔ پاکیزگی اور طہارت پر مسائل بیان کرتا رہا۔ فرمایا کرتے تھے شہروں سے زیادہ دیہاتوں میں تبلیغ کرنی چاہیے جہاں آدمیت کا بھی نام و نشان نہیں۔

دہلی میں قیام :- دہلی میں کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں بہت قیام کیا۔ ایک مرتبہ فرمایا۔

"فجر کی نماز فتح پوری مسجد میں ادا کرنے کے بعد جو باہر نکلا تو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمت کے قبرستان کی طرف نکل گیا۔ وہاں خنزیر کے ریوڑ دیکھے۔ خداوند کریم کی اس مخلوق کو دیکھ کر خوش ہوا لیکن وہابی کو دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہوا (کیونکہ وہابی گستاخ رسول ہیں اور خنزیر بے زبان اور بے بس مخلوق ہے)

متھرا شہر :- فرمایا متھرا شہر میں ایک تالاب تھا۔ جہاں ایک بورڈ پر یہ عبرتناک شعر لکھا تھا۔

یہ چمن یونہی رہے گا اور سب جانور
اپنی اپنی بولیاں بول کر اڑ جائیں گے۔

Marfat.com

حضرت میاں عبدالخالقؒ سے ملاقات :- فرمایا ــــ حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب ابن خواجہ قادر بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہما صوفی بزرگ تھے جو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں صاحب مجاز تھے۔ اُن کی زیارت کے لیے کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیار پور گیا۔ آپ نے نہایت شفقت فرمائی اور وعظ بھی سُنا۔ تین شب اپنے حجرہ میں آرام کرایا۔ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمتہ اللہ علیہ جو میاں صاحب کے مرشدِ تربیت و مرشد صحبت تھے کا عرس پاک تھا۔ عرس سے فراغت پر اجازت طلب کی تو فرمانے لگے "مولوی صاحب، آپ کی فرقت مجھے پسند نہیں۔ نامعلوم وہ کون سی کشش ہے جو مجھ کو تمہارا شیدائی بنا رہی ہے" پھر چاول، گڑ اور ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ میرے انکار پر فرمایا "مولوی صاحب! آپ خوب ہیں۔ ہم تو مانگ کر لیا کرتے ہیں اور آپ کو پیش کیا جا رہا ہے۔"

اعلیٰ حضرت بریلویؒ سے عقیدت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے عقیدت رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے "اگر مولانا احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ہندوستان میں نہ ہوتی تو تمام وہابیت کا سبق پڑھتے" شہزادہ مولانا حامد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی صورت و سیرت اور تقریر کی بھی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ قرآن مجید از ترجمہ امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز خود بازار سے لائے اور فقیر گنداحقیر سے فرمایا کہ اس ترجمہ کا مطالعہ کیا کرو۔

چار اشخاص کا احترام :- چار شخصوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے اپنے

Marfat.com

آرام کو بھی ان پر قربان کر دیتے ۔

سیّد :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا احترام

عَرَبی :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم وطن ہونے کا احترام

مرادآبادی :۔ مرشدِ پاکاں صوفی محمد حسین قدس سرہٗ کی نسبت سے

گورداسپوری :۔ قبلۂ عالم خواجہ محمد سراج الحق قدس سرّہ کی نسبت سے

شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمت اللہ علیہ :۔ حضرت میاں صاحب سے بھی بڑی عقیدت تھی ۔ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ اور اکیلے بھی شرقپور تشریف لے جاتے ۔ ایک شخص میاں صاحب کے پاس بیعت ہونے کے لئے گیا مگر آپ نے اسکو بیعت نہ کیا ۔ اس شخص کی ملاقات آپ سے ہوئی تو میاں صاحب سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور ساتھ ہی میاں صاحب کے انکار کا ذکر کیا ۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کی عقیدت و محبت کے پیشِ نظر حضرت میاں صاحب کے نام ایک رقعہ لکھ کر دیا ۔ وہ شخص رقعہ لے کر دوبارہ شرقپور حاضر ہوا اور میاں صاحب کے حضور رقعہ پیش کر دیا ۔ میاں صاحب رقعہ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "سفارش لے کر آگیا ہے ؟ اگر مولوی صاحب سفارش نہ کرتے تو تجھے مرید نہ کرتا" یہ کہہ کر مرید فرما لیا ۔

امیرِ ملّت قطب الاقطاب مولانا حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث

Marfat.com

علی پوری قدس سرہٗ - اعراض - اعتقاد :- حضرت پیر صاحب جب بھی دوسوہہ میں تشریف لے جاتے تو حضرت صاحب قبلہ کے یہاں ٹھہرتے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں صرف آپ کے عالم ہونے کی وجہ سے عزت کرتا تھا لیکن میرے دل میں کوئی عقیدت نہ تھی۔ اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ پیر صاحب کی عادت تھی، جب بھی کسی مرد و عورت سے ملتے تو اسکے پورے خاندان کے افراد کا نام لے کر اس کی خیریت پوچھتے۔ میں یہ سمجھتا کہ شب و روز نام یاد کرنے میں صرف کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو کس وقت یاد کرتے ہیں۔ اس وجہ سے قلبی رجحان نہ تھا۔ فرمایا۔

ایک دفعہ میں بسلسلہ تبلیغ کوئٹہ گیا۔ چند دن وہاں قیام کیا ایک دن جامع مسجد کوئٹہ میں بیٹھا تھا کہ گلی۔ کوچے اور بازار شور سے گونج اٹھے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا تو اسنے جواب دیا کہ پیر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ چند منٹ بعد پیر صاحب اسی مسجد میں تشریف لے آئے۔ بس مردوں اور عورتوں کی ملاقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں اس سلسلہ ملاقات سے پہلے ہی باغی تھا لہذا کوئٹہ سے سیدھا چمن جا پہنچا ابھی تین دن گزرے کہ وہی شور و غوغا، پیر صاحب کی آمد اور پھر اسی مسجد میں تشریف لے آئے جس میں میرا قیام دیکھتے ہی مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ آپ نے نماز عصر پڑھائی اور پھر اچانک کھڑے ہو گئے۔ سبھی یہی سمجھے کہ وعظ فرمائیں گے۔ لیکن ارشاد باآواز بلند ہوا "مولانا عبد الغنی صاحب میرے پاس آجائیں" میں بایں وجہ خاموش بیٹھا رہا کہ اتنے بڑے مجمع میں نہ جانے کتنے میرے ہم نام ہوں گے۔ اور جن کو آپ بلا رہے ہیں وہ آپ کا کوئی مرید ہو گا۔ دوسری آواز اول

Marfat.com

پھر تیسری آواز میں مسکراہٹ اور جلالت فرماتے ہوئے "میں خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ دوسوہی کو بلا رہا ہوں" یہ کلمات سن کر میں اپنی جگہ سے اٹھا محراب کی طرف بڑھا، حضرت بھی آگے آئے اور معانقہ فرمایا۔ ارشاد ہوا "مولانا ہم آپ کے پیچھے پیچھے لاہور سے چلے اور ہر اس شہر میں پہنچے جہاں آپ نے قیام کیا۔ اور آپ نے ہم تک اپنا تعاقب کرایا۔ بعد میں پتہ چلا کہ جس شہر میں گیا اسی میں بالترتیب پیر صاحب پہنچے۔ پھر تو آپ سے والہانہ عقیدت ہو گئی۔ اور پیر صاحب بھی اپنے خلفاء سے زیادہ آپ کا احترام کرتے۔ اس کے بعد سیاسی اور تبلیغی جلسوں میں ہمیشہ مجھے ساتھ رکھا اور ہمیشہ تین پیالی چائے کی پیش کرتے اور فرماتے ماضی۔ حال۔ مستقبل آپ کو دے دیا۔ فرمایا۔

مسجد نواب وزیر خاں میں مرکزی انجمن حزب الاحناف کا جلسہ تھا اژدھام ہونے کی وجہ سے میں سٹیج پر نہ گیا عام لوگوں میں بیٹھ گیا۔ محدث اعظم کچھوچھہ شریف تقریر فرما رہے تھے اتنے میں پیر صاحب قبلہ تشریف لے آئے اور ادھر سے گزرے جدھر میں بیٹھا تھا۔ لوگ مصافحہ کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا "آپ کے لیے میں ادھر سے آیا ہوں معانقہ فرما کر سٹیج پر لے گئے۔

لائل پور: جالندھر شہر کی طرح شہر لائل پور سے بھی خوب لگاؤ تھا۔ شاید اس لیے کہ آب و ہوا کے لحاظ سے دونوں شہر تقریباً برابر ہیں یا لوگوں کے اخلاق و اطوار کے لحاظ سے لگاؤ تھا۔ بہر صورت لائل پور اور اس کے گرد و نواح میں بھی بہت قیام فرماتے تھے۔ تقریباً ہر گاؤں کے باشندے آپ کی وعظ سے متاثر ہوتے تھے۔ تقریباً ہر گاؤں کے باشندے آپ کی وعظ سے متاثر ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اہالیان

Marfat.com

ٹوبہ ٹیک سنگھ آپ کو آٹھ دن تک اپنے شہر میں رکھتے۔ ان دنوں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آٹھ چوک تھے۔ اسی وجہ سے نماز عشاء کے بعد ہر چوک میں وعظ ہوتا۔ ہر جلسہ میں لوگوں کی خواہش ہوتی تھی کہ واقعۂ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہو۔ لوگ اس واقعہ سے بہت محظوظ ہوتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ پاک میں آمد پر بنی نجار کی بچیوں نے جو گیت عربی میں گایا تھا۔ (طلع البدر علینا) اسکو پنجابی اشعار میں کچھ اس طرح بیان فرماتے کہ مجمع میں کوئی فرد ایسا نہ ہوتا جس کی آنکھیں اشکبار نہ ہوتیں ہیں ۔

اسیں کڑیاں بنی نجار دیاں

اساں سر سوہنے توں وار دیاں

جب آپ یہ شعر شروع کرتے اور سارا واقعہ پنجابی نظم میں بیان کرتے تو عجیب سماں پیدا ہو جاتا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ ہی میں ایک مرتبہ کسی شخص نے وعظ سے متاثر ہو کر ایک روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا تو نہایت ناراض ہوئے۔ فرمایا "میں اللہ اور اس کے رسول کا نام فروخت نہیں کرتا۔ کیا تم نے مجھے میراثی یا مغنیہ سمجھا ہے"۔ مجمع میں سناٹا چھا گیا۔ ہجرت کے بیان کو چھوڑ کر قرآن مجید کی آیت وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط کی خوب تفسیر فرمائی۔ فرمایا انبیاء علیہم السلام کے علم کے وارث علماء کرام ہیں۔ اور ہر نبی نے اپنی قوم کو پکار پکار کر کہا کہ ہم اس وعظ و نصیحت کے بدلے تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے ہمارا اجر اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ علماء کو انبیاء کے علم و حکمت کا حصہ عطا فرمایا، قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جس کو حکمت عطا فرمائی گئی اسکو خیر کثیر سے نوازا گیا۔ دنیا کے مجموعی مال کو قلیل فرمایا۔

Marfat.com

اہلِ کثیر (علماء) اہل قلیل (اہل دنیا) کے دست نگر ہوں تو کتنی ذلت کی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اوپر کا ہاتھ (دینے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ (لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے اس بیان سے حاضرین کے دل و دماغ میں زلزلہ آگیا حقیقت کو جان کر علماء کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کے اکثر علماء دوران وعظ ہی نذرانے قبول کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے سروں کے اوپر سے لٹائے جاتے ہیں۔ ان ناسوتی علماء نے علماء کرام کی عظمت لوگوں کے دلوں سے ختم کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمادے۔

کوٹلی لوہاراں:۔ فقیہہ اعظم مولانا ابویوسف محمد شریف قدس سرہ العزیز (متوفی جنوری ۱۹۵۱ء) کوٹلی لوہاراں آپ سے بہت پیار کرتے تھے آپ کوٹلی لوہاراں اکثر تشریف لے جاتے۔ جلسوں میں آپ کا وعظ بھی ہوتا اہالیان کوٹلی لوہاراں آپ کے پنجابی وعظ کو بہت پسند کرتے تھے۔

عشقِ رسول:۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو والہانہ عشق تھا۔ جب بھی اپنی زبان سے حضور کا نام لیتے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتیں، سلام و قیام کی حالت میں آپ پر سکتہ کی حالت ہوتی تھی۔ خواب میں تین بار حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک خواب خود بیان فرمایا کہ مسجد نبوی میں درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، دائیں جانب پیر و مرشد شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں جانب فقیر (مولانا عبدالغنی) جا رہے ہیں۔ میں نے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ حضرت مجھے یہاں جگہ ملنی چاہیے۔ قبلہ مرشد تو خاموش رہے البتہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا ہی ہو جائے گا"۔

Marfat.com

آپ نے بالترتیب ہر سہ مقاماتِ طریقت طے کیئے اور اس میں کمال حاصل کیا۔ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ۔ آخری عمر میں آپ کی زبان پاک سے فقط

اللہ کی آواز نکلتی۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا لفظ وردِ زبان ہوتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ محمد افضل حق فرماتے ہیں کہ میرا کمرہ آپ کے کمرے کے ساتھ ہوتا تھا۔ مجھے جب بھی نیند سے بیداری ہوتی تو میں والد صاحب (حضرت صاحب قبلہ) کے کمرے سے اللہ اور فقط اللہ کی آواز سنا کرتا تھا۔ گویا کہ آپ اللہ کی محبت میں فنا تھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

مدینہ منورہ میں آپکو چالیس دن قیام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ہمراہ سید محمود شاہ ساکن دینہ ضلع جہلم تھے جن کی ملاقات آپ سے دوران حج ہی ہوئی تھی۔ سید محمود شاہ نے عرس چہلم پر ایک واقعہ بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک کتاب تصنیف حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ موجود تھی۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمہ وقت ستر اقطاب موجود رہتے ہیں۔ فرمایا ہاں درست ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ان کی زیارت کرائیے۔

فرمایا "میں عاصی پر معاصی اُن پاک لوگوں کی پہچان کر سکتا ہوں"

عرض کیا۔ "اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے کہ آپ ان کو جانتے ہیں" میں اصرار کرتا رہا۔ بالآخر میری تمنا پوری ہوئی۔ آپ نے ایک دن مجھے اصرار پر ستر اقطاب کی اشارۃً زیارت سے نوازا۔ وہ لوگ مختلف رنگ و نسل اور مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے چہرے روشن تھے ہمہ وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اب مجھے یہ طلب ہوئی کہ آپ

Marfat.com

کا مقام دریافت کروں۔ اب میں اس بات پر مصر ہوا۔ آخر وعدہ لیا کہ میری زندگی میں کسی سے یہ بات نہ کرنا۔ اللہ رب العزت نے مجھے دربان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تفویض کیا ہے، اغواث و اقطاب میری اجازت سے حاضر ہوتے ہیں۔"

فقیر گنداحقیر نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ روضہ اقدس کے اندر روزانہ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو گھومتے پایا۔ وہ وہ جگہ ہے یہاں شیطان کا دخل نہیں۔

عجیب واقعہ :۔ جناب امانت علی نادر حاجوی بیان فرماتے ہیں کہ یہ بات ان دنوں کی ہے جب کہ قبلہ عالم گوردا سپوری کا عرس پاک صابریہ سراجیہ ہائی سکول سنت پورہ لائیل پور میں ہوتا تھا۔ عرس کا تیسرا روز تھا۔ طویل و عریض کمرے میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر بھائیوں کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ کمرے میں ایک قوی الجثہ عورت داخل ہوئی اور آتے ہی سوال کیا کہ تم سب میں کون ہے جو روحانیت میں سب سے بلند ہو حاضرین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور یک زبان ہو کر کہا۔ "مولوی عبدالغنی صاحب ہم سب سے زیادہ روحانیت کے مالک ہیں" عورت بولی اول تو جسمانی طاقت کا مقابلہ چاہیے اور پھر روحانی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً کلاہ اتار کر ایک طرف رکھا اور میدان میں آ گئے۔ کشتی ہونے لگی۔ اسی وقت ایک نورانی جماعت جو صابری لباس میں ملبوس تھی کمرے میں داخل ہو گئی اور دونوں کے گرد حلقہ بنا کر ذکر بالجہر شروع کر دیا۔ آدھ گھنٹہ کی کشمکش کے بعد حضرت صاحب قبلہ نے اس عورت کو چت گرا دیا۔ عورت یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ "تمہاری جسمانی اور روحانی طاقت مسلمہ ہے" اسی وقت وہ جماعتِ ذاکرین بھی غائب ہو گئی۔ حضرت صاحب سر مبارک پر کلاہ

Marfat.com

رکھ کر یوں بیٹھ گئے گویا کہ کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ ہم نے اس سے قبل نہ تو اس عورت کو دیکھا تھا اور نہ اس نورانی جماعت کے کسی فرد سے واقف تھے۔ سکوت کا سماں تھا۔ بس ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا منظر تھا۔ لیکن بیان کرنے سے سب عاجز تھے۔ نہ معلوم وہ عورت جن کے روپ میں تھی، نہ ہی اس جماعت کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کونسی جماعت تھی۔ اہلِ جنوں ہی اسکو سمجھ سکتے ہیں ؎

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں

الٰہی

اے خدا مجھے صاحبِ جنوں کر

نادر جاجوی صاحب دورانِ حصولِ تعلیم عرصہ چھ سال تک حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹھک میں سکونت پذیر رہے۔ چونکہ شب و روز آپ کے پاس رہتے تھے اس لیے عجیب عجیب واقعات سناتے ہیں۔ ایک واقعہ یہ بیان کیا کہ ۱۹۵۶ء کے سیلاب کے بعد ایک شب جب میری آنکھ کھلی تو یہ گفتگو سنی " اب تو تُو راضی ہو گا۔ کسی کو یتیم کر دیا، کسی کو بیوہ اور رنڈوہ"

خاموشی۔

" ہاں میں خود ہی تو تجھے کہا کرتا تھا کہ یہ تیرے بندے مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔ تو نے ان سے بدلے لیا"

خاموشی

" تو غفور رحیم ہے معاف کر دے"۔

سخاوت :۔ سخاوت میں آپ اَلْغَنِیُّ غِنَیَ النَّفْسِ کا پیکر تھے شب و روز لنگر جاری رہتا تھا۔ بعض لوگ روزانہ ہی آپ کے لنگر سے کھانا کھاتے

Marfat.com

یتیموں، بیواؤں اور بے آسرا لوگوں کا ہر وقت خیال دامنگیر رہتا۔ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے جب تک بیبیوں کو کھلا نہ لیتے۔ یتیم بچوں کی تعلیم کا بندوبست فرماتے۔ دینی تعلیم کے لیے بہت بچوں کو مختلف دارالعلوم میں داخل کرایا۔ مولانا عبدالجبار صاحب ظفر چشتی صابری برادر مولانا جناب عبدالحکیم صاحب شرف کو رقعہ دے کر لائل پور مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں بھیجا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا شرف صاحب کو بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے یہ شرف ملا۔ جسم پر کوئی کپڑا موجود ہوتا یا پاؤں میں جوتا اور کوئی شخص اس کا حقدار ہوتا یا خواہشمند یا تعریف کرتا فوراً اُسے عطا فرما دیتے بہت ایسے واقعات ہیں جو چشم دید ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے قمیص کا سوال کیا اس وقت آپ کے پاس ایک ہی قمیص تھی۔ فوراً اتار کر دے دی (بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک جوڑے سے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا تھا۔ متعدد بار دیکھا کہ جمعہ کے روز ایک ہی جوڑا ہونے کی وجہ سے وہی دھویا اور گیلا پہن کر ہی چل دیئے۔ یا راستہ میں کسی دوست نے دیکھ لیا تو اپنے کپڑے پیش کر کے میلا جوڑا اتروا کر دھویا اور مسجد میں جا کر پیش کیا۔ آپ اپنا جوڑا پہن کر دوسرا جوڑا فوراً واپس کر دیتے۔) اور رومال جسم پر لپیٹ لیا۔ صاحبزادگان نے عرض کی آپ اس قدر سخاوت کرتے ہیں کہ خود عریاں ہو جاتے ہیں۔ بلکہ صاحبزادگان نے کچھ ناراضگی کا اظہار بھی کیا آپ خاموش رہے۔ جب نماز کا وقت قریب ہوا تو بھائی محمد الیاس (مرید) سائیکل پر آئے اور ہاتھ سے سلی ہوئی قمیص پیش کی اور عرض کی کہ آج صبح بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں چاہتی ہوں حضرت جی کا کرتہ ہاتھ سے سی کر اُن کو آج ہی پہناؤں۔ تیار ہوتے مجھے کام سے اٹھا کر بھیجا ہے۔ اس وقت صاحبزادگان بھی بیٹھے تھے فرمایا بعض لوگ بے سمجھ ہوتے ہیں اصل میں جب کوئی شخص اللہ کی رضا کے لیے کچھ

Marfat.com

قربان کرتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ اس کو نعم البدل عطا فرماتا ہے پھر صاحبزادو کو مخاطب کرکے فرمایا "میں نے پرانا قمیص اللہ کی راہ میں دیا اس نے مجھے نیا عطا فرما دیا"۔ حقیقتاً آپ کامل متوکل تھے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ استاذی محمد مسعود الحق حفیظ نے آپ کے لیے اچکن سلائی۔ اور اس اچکن پر صاحبزادہ صاحب کی پوری تنخواہ صرف ہو گئی۔ وہ خوشی خوشی لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے اچکن پہنی اور پھر اسی وقت اتار کر کیلی پر ٹانگ دی۔ اسی دن بابا لوٹا جو آپ کے دوستوں سے تھا آگیا۔ اچکن کو دیکھ کر پوچھا "کیا یہ نئی سلوائی ہے"؟ فرمایا ہاں مسعود نے بنوا کر دی ہے۔ بھلا تم پہنو، کیا تمہیں پوری آتی ہے" پہلے اس نے انکار کیا پھر پہن لی۔ جب وہ اتارنے لگا تو فرمایا "بس مت اتارو تمہارے خوب اچھی لگتی ہے"۔ صاحبزادہ صاحب نے جب یہ منظر دیکھا تو لال پیلے ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا" جو اس پر لاگت آتی ہے وہ وصول کر لو آیندہ کبھی مجھے کوئی چیز نہ لا کر دینا" بیچارے صاحبزادہ صاحب خاموش ہو گئے۔

جب کوئی شخص سوال کرتا اور آپ کے پاس وہ چیز نہ ہوتی تو لا میں جواب نہیں دیتے تھے بلکہ دوستوں کے نام رقعہ لکھ بھیجتے تھے۔

ایک دفعہ بابا غلام علی مرحوم آپ کے پاس آیا اور عرض کیا "اس مرتبہ میں نے نئے کپڑوں سے جمعہ پڑھنا ہے"، فرمایا "اچھا" اپنے خواہر زادہ عبدالحمید صاحب کے نام رقعہ لکھ دیا۔ یہ واقعہ انہی کی زبانی سنیے۔ فرماتے ہیں "گرمیوں کی ایک دوپہر تھی میں اپنے دفتر ریلوے مال گودام بادامی باغ میں بیٹھا تھا کہ بابا غلام علی کا وارد ہوا۔ مجھے سلام کرکے میرے ہاتھ میں رقعہ تھما دیا۔ ان دنوں کچھ ہاتھ بھی تنگ تھا۔ رقعہ پڑھا اور دل میں کہا "ماماجی نوں میرے سوا ہور کوئی آدمی نظر نہیں آیا" میں کچھ سوچنے لگا۔

Marfat.com

اتنے میں بابا غلام علی بولے "بچے توں جوڑا نہیں سے کے دینا تے میرا رقعہ واپس کر دے" میں نے کہا "بابا جی کل آجانا۔ مارکیٹ سے آپکو جوڑا خرید دونگا" لیکن بابا جی تھے کہ جلال میں آگئے "میاں رقعہ واپس کر دے ہن، مولوی صاحب نوں واپس کر دینا آں۔ کل جمعہ میں نویں جوڑے نال پڑھنا" میں چار و ناچار دفتر سے اٹھا بابا جی کو سائیکل پر بٹھایا اور اعظم کلاتھ مارکیٹ میں پہنچا۔ بابا جی کو حسب منشا جوڑا اور رومال خرید کر بابا جی کو دینے لگا۔ تو بولے "میں اسنوں کی کراں سِلا کے دے" بابا جی پھر جلال میں آگئے۔ میں نے بابا جی کو پھر سائیکل پر بٹھایا اور اپنے گھر لے گیا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ لو یہ آپ کے چچا جان کے بھیجے ہوئے ہیں ان کے کپڑے سی دو۔ اس نیک بخت نے جلدی سے ناپ لے کر کپڑے سیئے۔ بابا جی کو کھانا کھلایا۔ کپڑے پہنائے بابا جی نے کپڑے پہنے اور پرانے وہیں پھینک کر رخصت ہوئے۔ ہم نے کہا یہ پرانے کپڑے بھی لے جاؤ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے گئے۔

مجھے ماموں جان سے بہت عقیدت تھی۔ میں ہر جمعہ کو صبح سویرے آپ کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا۔ آج بھی حاضر ہوا۔ مجھے دور سے ہی دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مسکرا کر فرمایا "عبدالحمید تم تو کہتے ہو گے کہ ماما جی نوں میرے جیا کوئی ہور نظر نہیں آیا" میں نے شرم سے آنکھیں نیچی کر کے عرض کی کہ ماموں جان ایسی بات تو نہیں ہے۔ پھر ذرا زور دار لہجے میں فرمایا "نہیں توں ایہو ہی کہیا سی" میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور آپ کے کشف کا قائل ہوا اور معذرت طلب کی۔

برادر محترم فقیر محمد صاحب مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہ نے ان کو دلائل الخیرات عطا فرمائی۔ دوسری صبح جب برادرم آستانہ پر حاضر

Marfat.com

ہوئے۔ تو حضرت صاحب نے دلائل الخیرات دیتے ہوئے فرمایا "یہ لو اپنی رات والی امانت"

ایک شب فقیر گنداحقیر اچانک بیمار ہو گیا اور حالت بہت خراب ہو گئی۔ محترمہ اماں جان فرماتی ہیں (زوجہ محترمہ حضرت صاحب قبلہ) اسی شب جب آپ تقریباً ۱۲/۱ بجے نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے تو نوافل ادا کرنے کے بعد اپنا عصائے مبارک طلب کیا میں نے کہا اس وقت عصا کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ علی اصغر کی طبیعت خراب ہے میں اس کی تیمارداری کے لیے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا "اگر زیادہ طبیعت خراب ہوگی۔ تو اس کے برادران صبح اطلاع کر دیں گے" فرمایا "نہیں میں ابھی جاؤنگا" عصاء لے کر گھر سے باہر چلے گئے۔ تقریباً دو بجے بادامی باغ (لاہور) سے شاہ عالمی پہنچ گئے۔ فقیر کو دم فرمایا، حالت اسی وقت ٹھیک ہو گئی۔ آپ اسی وقت واپس بادامی باغ چلے گئے۔

۱۹۵۴ء میں جب فقیر گنداحقیر نے میٹرک پاس کیا تو محلے میں ایک لڑکا محمد یٰسین جو صورت و سیرت میں خوب تھا۔ پیر محل ضلع لائل پور سے آ کر آباد ہوا اور اس نے گیارھویں میں داخلہ لیا۔ لڑکا نہایت نیک اور تہجد گزار تھا۔ فقیر گنداحقیر سے اس کا دوستانہ ہو گیا۔ کالج سے واپسی پر تقریباً ہر وقت ساتھ رہتا۔ ایک دن قبلہ حضرت صاحب تشریف لائے تو میں آپ کے ہمراہ چلنے لگا۔ اس کو یہ بات ناگوار گزری کہ میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس نے چند مرتبہ میرا ہاتھ پکڑ کر بھی کھینچا۔ لیکن میں نے جھٹک دیا آخر اس نے بلند آواز سے ایک جملہ ادا کیا "ہم عمر کو چھوڑ کر بوڑھوں کے ساتھ پھرتا ہے" مجھے غصّہ تو بہت آیا لیکن خاموش رہا۔ حضرت صاحب نے اسکا جملہ سن لیا اور پیچھے مڑ کر ایک نظر دیکھا اور فقیر گنداحقیر سے پوچھا "یہ کون ہے؟" اب میں نے دوست کہنا تو مناسب نہ سمجھا

Marfat.com

یوں عرض کیا وہ ایک دیہاتی لڑکا ہے چند دن سے ہمارے محلے میں آیا ہوا ہے" آپ خاموش ہو گئے۔

دوسرے دن نماز فجر سے فارغ ہو کر وہ میرے پاس آیا۔ میں نے دیکھا اس کا سرخی مائل چہرہ زرد تھا اور آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ رات بھر روتا رہا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

"وہ بزرگ کہاں رہتے ہیں"

چونکہ مجھے اس سے پہلے دن کے جملے سے ناراضگی تھی اس لیے میں نے اسے بُری طرح ڈانٹ دیا۔ وہ خاموش اُٹھا اور حافظ محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مرید حضرت صاحب و سابق امام مسجد جامع صدیق اکبر) کے روبرو ہو کر حضرت کا پتہ پوچھا۔ میں نے حافظ صاحب کو اس کا گستاخانہ رویہ پہلے ہی بتا دیا تھا اس لیے وہ کڑک کر بولے کہ تمہیں ان سے کیا لینا ہے۔

"میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں" محمد لیسین نے کہا۔

"وہاں جا کر کوئی اور گل کھلائے گا" حافظ صاحب نے کہا۔

"میں اُن سے معافی مانگو نگا" محمد لیسین۔

حافظ صاحب (بے پرواہی سے) "بادامی باغ تشریف رکھتے ہیں"

وہ بادامی باغ میں پہنچ گیا۔ آپ کی نظر کام کر گئی تھی۔ اب وہ ہماری پرواہ نہ کرتا۔ کالج سے آتا اور بادامی باغ چلا جاتا۔ چند دن بعد مرید ہو گیا۔ اور وظائف وغیرہ پڑھنے لگا۔ فقیر گندا حقیر نے متعدد بار پوچھا کہ میاں تمہارا رویہ کیسے تبدیل ہو گیا لیکن اس نے کبھی نہیں بتایا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے گاؤں گیا۔ اور بس اطلاع آ گئی کہ سانپ ڈسنے سے جاں بحق ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت صدمہ ہوا اور فقیر نے بھی تین دن کھانا نہیں کھایا۔۔۔ آہ

Marfat.com

کائناتِ عشق بس اتنی مریضِ غم کی ہے

ایک ہچکی میں طلسمِ آرزو باطل ہوا

آپ کو حضرت صاحبزادہ محمد افضل حق خالد سے بہت پیار تھا۔ آپ ان کو چند لمحات کے لیے اپنی آنکھوں سے علیحدہ نہیں کرنا چاہتے تھے صاحبزادہ صاحب کو ایم۔ اے اسلامیات کرنے کے بعد لیکچرری کا شوق دامن گیر ہوا اور سیالکوٹ انٹرویو دینے کے لیے نکلے، آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو صرف تمہاری خاطر لاہور ٹھہرا ہوا ہوں۔ اور تم باہر جانے کی کوشش میں ہو۔ (اس وقت صاحبزادہ صاحب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں لائبریرین کی پوسٹ پر تعینات تھے) اس وقت رک گئے لیکن چند لمحات بعد چپکے سے عازم سیالکوٹ ہونے کے لیے بڑھے دریا کے موڑ پر بس کے انتظار میں جا کھڑے ہوئے۔ لیکن ۱۲ بجے تک بس نہ مل سکی مجبوراً واپس گھر آ گئے

اس سے پیشتر صاحبزادہ صاحب ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور میں بطور کلرک ملازم تھے اور روزانہ حضرت صاحب سے چار آنے لیجایا کرتے تھے۔ (۲۵ پیسے) کبھی کبھی حضرت صاحب پیسے دینے سے انکار فرما دیتے کہ آج میرے پاس نہیں ہیں۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب کو آپ سے پیار تھا حضرت صاحب کی اچکن، صدری اور کرتے کی تمام جیبوں کی تلاشی لیتے۔ جب کچھ برآمد نہ ہوتا تو خاموش چلے جاتے۔ حاضرین نے کئی مرتبہ ملاحظہ کیا کہ جن جیبوں کی ابھی ابھی تلاشی لی گئی اور کچھ برآمد نہ ہوا۔ اسی وقت اگر کوئی حاجتمند یا سائل یا مریض آجاتا تو انہی جیبوں سے پیسے نکال کر دے دیتے۔ یہ امر ہر شخص کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

Marfat.com

تپدق کا مایوس مریض وفات سے چند یوم پیشتر ایک مریض مطب میں آیا وہ ہڈیوں کا پنجرہ تھا اور بس۔ گوشت کا نام و نشان نہ تھا۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ اب وہ امید کی آخری کرن لے کر آپ کے مطب میں پہنچا تھا۔ آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے صحت عطا فرمائے گا" مکان کی چھت پر تشریف لے گئے۔ خراب شدہ اچار لاکے ہاتھ مبارک سے اس کا ملیدہ بنایا اور ایک ڈبہ میں ڈال کر مریض کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا "اس میں سے روزانہ ایک تولہ کھا لیا کرو"۔ مریض ڈبہ لے کر چلا گیا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم حیران تھے کہ یہ اچار مریض تپدق کے لیے زہر قاتل ہے اور ابا جی نے اسے اچار ہی نہیں بلکہ خراب شدہ اچار دے دیا ہے لیکن خاموش رہے۔ وہاں لب کشائی کی کس کو اجازت تھی۔ چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے انتقال کے بعد وہ شخص آیا۔ صحت مند تھا۔ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ آتے ہی حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔ ہم نے اسے آپ کے انتقال کی خبر دی۔ وہ افسوس سے ہاتھ ملنے لگا۔ کچھ دیر بعد بولا "جو دوائی حکیم صاحب نے دی تھی اس سے مجھے بہت افاقہ ہوا ہے وہ دوائی مجھے اور دے دیں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا "اب وہ دوائی تو ہم نہیں دے سکتے جو تمہیں دی گئی تھی وہی کافی ہے"۔ وہ شخص چند دن میں صحتیاب ہو گیا۔

ایک جن کا آپ کی خدمت کرنا۔ خود ارشاد فرمایا۔

ضلع لائل پور کے کسی گاؤں میں بسلسلہ تبلیغ گیا۔ رات کو مسجد میں رہنے کا پروگرام بنایا۔ اہالیان دیہہ نے کہا جو شخص مسجد میں رات کو

Marfat.com

رہتا ہے زندہ باقی نہیں رہتا۔ میں کبھی کسی کے گھر میں رات بسر نہیں کیا کرتا تھا۔ اس لیے میں تو مسجد میں رات گزارنا چاہتا تھا۔ اہالیان دیہہ مایوس ہو کر اور مجھے موت کے حوالے کر کے چلے گئے۔ میں وضو کر کے بلادھڑک سو گیا۔ تہجد کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو ایک شخص میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو مجھے کیوں تکلیف دے رہا ہے۔ اس نے جواب دیا "میں آپ کی خدمت کر رہا ہوں"

پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں قوم جنیاں سے ہوں اور روزانہ اس مسجد میں عبادت کے لیے آتا ہوں۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں کو جان سے کیوں مار دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ "جو مسافر یہاں سوتا ہے بے تحاشا کھا لیتا ہے۔ رات کو گندی ہوا خارج کرتا ہے۔ ہم عبادت میں مشغول ہوتے ہیں بدبو سے تکلیف ہوتی۔ ہم غصے کی حالت میں اسے سزا دیتے ہیں تو وہ مر جاتا ہے۔ آپ ایک افغانوں کے ہم خادم ہیں۔ فجر کے وقت لوگ مجھے مردہ سمجھ کر مسجد میں آئے لیکن مجھے زندہ پا کر حیران ہوئے میں نے انہیں سارا واقعہ سنا کر ہدایت کی کہ مسجد کے ساتھ مسافروں کے لیے ایک علیحدہ حجرہ بنا دو۔

قومی خدمات آپ ان مجاہدین میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے اپنا تن من اور دھن سب اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر کے فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى[1] کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا قوم وملت کا درد آپ کی رگ رگ میں پیوست تھا۔ کسی ایک فرد ملت کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے اور جب تک تکلیف دور نہ کر دیتے چین سے

---

[1] یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی

Marfat.com

نہ بیٹھے۔ ظالم انگریز حکمران نے مسلمانوں پر بہت تشدّد کیا تھا، ان کی ترقی کی راہیں مسدود کر دی تھیں۔ تعلیمی اداروں کو اجاڑ دیا تھا کہ نام و نشان باقی نہ چھوڑا۔ تجارت ان کے ہاتھوں سے چھین لی گئی۔ مسلمانوں کی اکثریت مزدور پیشہ بن کر رہ گئی۔ غربت و ناداری کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بیچارا مسلمان روٹی ہی کی فکر میں رہتا تھا۔ نہ اسے مذہب کا ہوش تھا نہ علم کا۔ علم و ادب سے گویا کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ ہندو نقصان پہنچاتا رہا۔ مسلمانوں کا دماغ فکرِ معاش سے آزاد ہوتا تو اسے اپنے نقصان کی خبر ہوتی اللہ تعالیٰ نے بعض مسلمان لیڈروں اور علماء کو توفیق بخشی کہ انہوں نے مسلمانوں کو نیند غفلت سے بیدار کرنا شروع کیا۔ ملک کے چپہ چپہ ایں اس تحریک کی آواز پہنچائی گئی۔ دوسوہہ گردونواح میں مردِ مجاہد حضرت مولانا عبد الغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک کی باگ ڈور سنبھالی اور ایک انجمن اسلامیہ تشکیل دی جس کے صدر حکیم عبد اللطیف شادانی۔ (سیکرٹری آل اطباء پاکستان) مقرر ہوئے اور حضرت مولانا خود سیکرٹری مقرر ہوئے۔ صاحب ثروت لوگوں کو بیدار کیا اور انجمن اسلامیہ کے زیرِ نگرانی ایک ہائی سکول قائم کیا۔ جس کا سنگِ بنیاد امیرِ ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پور شریف کے دستِ پاک سے رکھوایا گیا۔ اس سکول میں دینیات کی تعلیم لازمی قرار دی گئی۔ علاوہ ازیں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گرہ سے رقم دے کر مسلمانوں کو دوکانیں کھلوا کر دیں۔ اس طرح سے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ان کے اندر مذہبی روح پھونکی۔ علماء کرام کو دوسوہہ میں بلا کر اجلاس منعقد کرائے جاتے تاکہ مسلمان اپنے دین سے واقف ہوں بلکہ سراج السالکین قدوۃ العارفین حضرت قبلہ محمد سراج الحق چشتی رحمۃ اللہ علیہ دوسوہہ کا دورہ فرماتے اور کئی کئی روز تک ذکر کی روحانی محفلیں ہوا کرتیں۔

Marfat.com

قدرتِ کاملہ نے آپ کے اندر قومی خدمت اور مہمان نوازی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ ایک مرتبہ تحریکِ خلافت کے دور میں پانچ سو طلبا کا
ایک وفد خلافت کی تحریک کا پرچار کرتا جالندھر سے دوسوہہ پہنچا۔ دوسوہہ میں نمبردار و تحصیلدار میں سے کسی نے ان کو مہمان نہ بنایا بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ بتا دیا۔ قافلے کا سربراہ طالب علم آپ کے پاس آیا۔ اور درخواست کی ہمارے یہاں رات بسر کرنے کا انتظام کیا جائے اگرچہ آپ تحریکِ خلافت کے حق میں نہ تھے لیکن خندہ پیشانی سے ان کی درخواست قبول کر لی۔ ایک سرائے نما طویلہ میں دریاں بچھا دی گئیں اور ان کے کھانے کا انتظام ہونے لگا۔ طلبہ نے جب انتظام کی یہ شان دیکھی تو عرض کیا۔ "حضور! ہم ایک ہفتے سے مسافرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ ہم کو شب باشی کے لیے ایک ایک چارپائی اور بستر عنایت کیا جائے۔
تاکہ آٹھ دن کی تھکن دور ہو جائے۔" آپ نے فرمایا "یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ مُسبِّبُ الاَسباب ہے۔" محلے کے چند نوجوانوں کو ہمراہ لے کر تمام شہر میں گشت فرمایا اور ہر گھر سے ایک چارپائی اور ایک بستر حاصل کیا گیا۔ یہ بہت مشکل کام تھا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کے لیے ہر کام آسان فرما دیتا تھا۔

مذہبی علماء و سیاسی لیڈر جو بھی دسوہہ میں جاتے ان کا زیادہ تر قیام آپ ہی کے ہاں ہوتا تھا۔ میاں ممتاز محمد دولتانہ، نواب ممدوٹ، چوہدری محمد افضل حق اکثر آپ کے دولت کدہ پر قیام کرتے تھے۔ حضرت صاحب زادہ والا تبار محمد افضل حق جب اس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے تو چوہدری افضل حق آپ کے گھر تشریف فرما تھے۔ چوہدری صاحب

Marfat.com

درویش صفت انسان تھے۔ انہی کے نام پر نومولود کا نام رکھا تھا۔

مسلم لیگ میں شمولیت اور قیام پاکستان کیلئے انتھک کوشش

مسلم لیگ کے وجود میں آتے ہی آپ فوراً اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ امیر ملت حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری شریف کے ہمراہ شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ حصول آزادی کے لیے تبلیغ کی اور لوگوں کو مسلم لیگ سے روشناس کرایا۔ قیام پاکستان کے وقت آپ لاہور میں تھے جب کہ اہل خانہ تاہنوز دوسوہہ میں تھے۔ آپ نے اپنے بچوں کو پاکستان لانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ان کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ بعض دوستوں نے کہا کہ اس معاملہ میں حکومت کا تعاون حاصل کیجیے۔ فرمایا "میں اپنی نیکیوں کو فروخت کرنا نہیں چاہتا" آپ کے اہل وعیال بڑی پسماندگی کی حالت میں پاکستان آئے اور آپ کو تلاش کرتے کرتے مسجد مائی لاڈو میں پایا۔ مکان کی الاٹمنٹ صاحبزادہ صاحب نے اپنی کوششوں سے کروائی آپ نے اس میں بھی عمل دخل نہیں دیا۔ آپ کے ننھیالی خاندان اصہار کو فقط اس لیے شہید کر دیا کہ آپ نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ آپ جب اسکا ذکر فرماتے تو آواز بھرا جاتی لیکن فوراً ہی لبوں پہ مسکراہٹ لا کر فرماتے "قربانیوں سے ہی آزادی ملا کرتی ہے"۔

لاہور میں سکونت:۔ قیام پاکستان کے بعد بادامی باغ لاہور میں سکونت اختیار فرمائی۔ خطیب پاکستان مولانا غلام دین خطیب انجمن شیڈ لاہور آپ سے بہت مانوس تھے۔ بلکہ ۱۹۴۷ء کا اعتکاف آپ نے اسی مسجد میں فرمایا تھا۔ مولانا مرحوم آپ کو احتراماً اباجی کہا کرتے تھے۔ مولانا مرحوم کے ہاں اولاد نہ تھی آپ ہی کی دعا کا اثر ہوا کہ پہلے فرزند ارجمند مولانا محمد رفیق

Marfat.com

صاحب پیدا ہوئے۔ (اور بہت سے لوگوں کو فقیر جانتا ہے جن کے ہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اولاد عطا فرمائی)۔ حضرت صاحب قبلہ ہر جمعہ کو انچی نبدڑ تشریف لے جاتے اور وہیں خطبہ سے پیشتر وعظ فرماتے اور کبھی کبھی خطبہ وجماعت بھی کرا دیتے ۱۹۴۸ء کے اوائل میں جامع مسجد بیگم شاہی اندرون مستی گیٹ لاہور کے متولی آپ کے پاس حاضر ہوئے اور نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی آپ نے تقریباً دو سال تک اس مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ مابعد حضرت مولانا محمد عمر صاحب نقشبندی لدھیانوی کو خطابت کے لیے مقرر فرما کر خود قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ (۲۷ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ) کے عرس پاک کی حاضری کے لیے لائل پور تشریف لے گئے۔ عرس سے واپسی پر مولانا حافظ محمد مہدی جالندھری امام مسجد عبدالکریم روڈ لاہور اور جناب صاحبزادہ محمد اکبر صاحب سجادہ نشین حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی رح کے استفسار پر جامع مسجد درگاہ شریف حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ میں خطابت شروع کی جو اپریل ۱۹۵۶ء (شوال ۱۲۷۶ھ) تک قائم رہی۔ علاوہ ازیں جامع مسجد حنیفہ عثمان گنج۔ بیکو اور جامع مسجد صدیق اکبر کوچہ سدھو مصر میں بھی خطابت فرماتے رہے۔ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مجاوروں نے بھی خطابت کے لیے معروضات پیش کیں۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تم حق نہیں سن سکتے۔ اور نہ ہی میں تمہارے زیر اثر رہ کر جمعہ پڑھا سکتا ہوں اور نہ تم میری حق گوئی کو قبول کر سکتے ہو۔

جامع مسجد عثمان گنج کی توسیع :- بیرون شیرانوالہ عثمان گنج کی آبادی میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ جس کے مغرب میں ایک کنواں اور تین جوانب میں سرسبز کھیت لہلہاتے نظر آتے تھے۔ مسجد کا یہ منظر فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس مسجد میں مولانا الحافظ خدا بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ (آپ حضرت بابو جی غلام محی الدین چشتی نظامی گولڑوی کے مرید

Marfat.com

اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے تلامذہ میں سے تھے)
امامت کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ حضرت صاحب علیہ رحمۃ اللہ قیام
پاکستان سے پیشتر جب کبھی لاہور آتے تو اس مسجد میں بھی قیام فرمایا
کرتے تھے۔ آپ حافظ صاحب سے پیار فرماتے تھے اور حافظ صاحب کو
بھی آپ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ایک دن قیام پاکستان کے بعد غالباً
۱۹۵۰ء کا واقعہ ہوگا۔ کہ حافظ صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے عرض کی کہ مسجد کمیٹی کے اراکین مسجد کی توسیع کرنا چاہتے ہیں اور اس
کے اردگرد کی کچھ زمین قیمتاً حاصل کر کے اسکو کشادہ کرنا چاہتے ہیں
لیکن زمین کا مالک قیمتاً بھی زمین دینے کو تیار نہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ
مہر د (مالک اراضی) کا دل اس طرف راغب ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "آئندہ
جمعہ کا خطبہ فقیر پڑھے گا۔" آپ نے جمعہ کے دن تقریر میں مسجد نبوی کی تعمیر
اور اسکی توسیع کا عاشقانہ رنگ میں ذکر کیا اور دوران تقریر مہر کو مخاطب
کرتے ہوئے فرمایا "کیا تو جنت کے اندر اپنا مکان بنانا نہیں چاہتا"۔ مہر کے
دل پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے کہا "مسجد کی توسیع کے لیے جس قدر
زمین درکار ہے میں اپنی اراضی بلا معاوضہ دیتا ہوں۔ علاوہ ازیں مسجد کے
لیے جتنی خشت ہا درکار ہوں گی میں دونگا" مسجد کی فضا میں اللہ اکبر
کا نعرہ گونج اٹھا۔ آج یہ مسجد نہایت وسیع و عریض ہے اور اسکا بلند مینار
بادامی کے سٹیشن سے ہی نظر آنے لگتا ہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں حافظ صاحب
مرحوم نے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ حج کی درخواست گذاری۔ حافظ صاحب
نے پائی پائی رقم جمع کی تھی اور جب بحری جہاز کے ذریعے جانے کا وسیلہ
پیدا ہو گیا تو اپنے مرشد کی معیت میں درخواست گذاری۔ حضرت بابوجی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام آیا کہ درخواست حج بحری جہاز کی منظور نہیں
ہوئی۔ بلکہ ہوائی جہاز کے ذریعہ جانے کی اجازت حکومت کی طرف سے مل

Marfat.com

گئی ہے۔ لہذا آپ (حافظ صاحب) ایک ہزار روپیہ مزید کا انتظام کر کے فوراً گولڑہ شریف آئیں۔" یہ اطلاع پاتے ہی حافظ صاحب بہت پریشان ہوئے، بھلا ایسے درویش کے پاس ہزار روپیہ کہاں سے آتا جو کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہی نہ جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی تو حافظ صاحب سیدھے بادامی باغ لاہور پہنچے اور ساری صورتِ حال بیان کی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خاص انداز میں فرمایا "حافظ صاحب۔ غم کا دا کھاندے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اے۔ اوہ خود ای اسد انتظام کرسن گے"، گویا حافظ صاحب کو تسلی ہو گئی اور خوشی سے اشک بہہ نکلے۔ حافظ صاحب نے مزید گفتگو نہیں کی۔ بلکہ مطمئن ہو کر عثمان گنج تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ جمعہ کے دن حافظ صاحب کی مسجد میں قدم رنجہ ہوئے اور خطبہ جمعہ میں حاضری روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منظر بیان کیا۔ ہر شخص کی آنکھوں میں اشک تیر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "تم کسقدر خوش نصیب ہو کہ تمہارا امام سرکار کے دربار میں جا رہا ہے ایسا شخص جو دیارِ حبیب میں جا رہا ہو اس کے پاؤں پر اپنا تن من دھن سب قربان کرنا عاشقِ رسول کا شیوہ ہے۔" یہ ارشاد فرمایا اور اپنی جیب سے سو روپیہ نکال کر حافظ صاحب کے قدموں میں ڈال دیا۔ لوگوں کے دلوں میں تقریر ہی سے عشقِ رسول پیدا ہو چکا تھا۔ اس عملی تبلیغ سے عشقِ رسول بیدار ہو گیا لوگوں کے پاس جو کچھ تھا۔ سب حافظ صاحب پر نچھاور کر دیا بلکہ مستورات نے گھروں ہی سے نذرانہ جات مسجد میں بھیجنا شروع کر دیئے۔ ادھر حضرت صاحب قبلہ نے جنگ عسرت کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا اثاثہ لا کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈال دیا تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لے کر حاضرِ خدمت ہوئے تھے اور اس سے مسجدِ نبوی کا صحن بھر گیا تھا۔

Marfat.com

مسجد عثمان گنج نے مسجد نبوی کا منظر لوگوں کی آنکھوں میں پھیر دیا تھا۔ اور عاشقان عثمان گنج نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل کو دھرا دیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ ہم صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد اس گئے گزرے دور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور صحابہ کرام کی اتباع کا جذبہ رکھنے والے موجود ہیں۔ حافظ صاحب مسرور نظر آ رہے تھے لوگوں نے اس قدر قربانیاں پیش کیں کہ ہزار روپیہ سے زائد حافظ صاحب کے بچوں کے لیے گزر اوقات کے لیے بچ گیا تھا۔ حافظ صاحب ہوائی جہاز پر سوار ہو کر دیار حبیب کی جانب رواں دواں تھے۔

مجانین و مجاذیب : مجانین و مجاذیب آپ کا احترام کرتے تھے کسی مجنوں یا مجذوب کے قریب سے آپ گزرتے تو وہ آپ کو سلام کرتا فقیر نے بارہا دیکھا کہ سائیں حیدر شاہ مجذوب جو مستی دروازہ کے باہر ہمیشہ موسم سرما و گرما میں کالا کمبل اوڑھے بیٹھے رہتے تھے اور کبھی انکو کسی سے کلام کرتے نہ دیکھا لیکن جب آپ ان سے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کو سلام کرتے۔ ایک اور مجذوب یا مجنون جو متشرع تھا اور لاہور کی سڑکوں پر پھرا کرتا تھا کبھی کسی سے اسکو کلام کرتے یا سوال کرتے کھاتے پیتے نہیں دیکھا جب وہ حضرت صاحب سے ملتا مسکرا کر ہاتھ ملاتا اور بعض اوقات گھر (دیادامی باغ) بھی آ جاتا تھا۔ لیکن خاموش رہتا صرف اشارے سے حضرت صاحب کو سلام کرتا اور بیٹھ جاتا۔ حضرت صاحب کبھی اسکو صرف چائے پلاتے کبھی اسکو کھانا کھلاتے اور بعد میں چائے پلاتے اور کبھی اسکو کپڑا (قمیض شلوار) دے دیتے۔ اسکو دیکھا گیا کہ کپڑا لینے کے بعد یا کھانا کھانے کے بعد وہ ایک سیکنڈ بھی نہیں ٹھہرتا تھا فوراً چلا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ حضرت صاحب اس کی حاجت کو جان لیتے تھے جس کی اسے ضرورت ہوتی وہی عطا کرتے جبھی وہ فوراً واپس چلا جاتا تھا۔ ایسے ہی کئی اور مجذوبین و مجاذیب آپکا احترام کرتے دیکھے گئے۔

سیلاب زدہ لوگوں کی خدمت یوں تو آپ کا مطب مریضوں کے لیے دن رات کھلا رہتا تھا۔ کوئی امیر ہو یا غریب سب سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے عموماً دوائی کی قیمت نہیں لیتے تھے فقیر نے شاذ و نادر ہی ایسا مریض دس سالہ دور میں دیکھا ہو۔ جو دوائی لینے کے بعد اسکی قیمت بھی ادا کرتا ہو۔ مطب کیا تھا۔ ایک خیراتی ہسپتال تھا۔ جو شفاخانہ صابریہ کے نام سے معروف تھا۔ سیلاب کے بعد مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے سیلاب زدہ علاقوں میں عموماً بیماری پھیل جاتی ہے۔ حکومت اس بیماری کے سدباب کے لیے جا بجا ہسپتال کھولتی ہے۔ بادامی باغ لاہور میں بھی پنج پیر مسجد کے ساتھ ایک کارپوریشن ڈسپنسری کا وجود عمل میں آیا۔ لیکن علاقہ کے مریض اس ڈسپنسری کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے بلکہ شفاخانہ صابریہ میں شب و روز مریضوں کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ کسی کو ایک اور کسی کو دو خوراک دوائی استعمال کرنے کے لیے دیا کرتے ایک یا دو خوراک سے مریض شفایاب ہو جاتا۔ دوائی کیا ہوتی تھی؟ یہ تو ایک راز ہے طبیبانہ نہیں بلکہ حکیمانہ۔

طریقہ بعیت:- خواجہ محمد سراج الحق چشتی گورداسپوری قدس سرہ العزیز سے آپکو چھ سلاسل میں اجازت تھی اور آپ خواجہ گورداسپوری کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی خواجہ گورداسپوری اور ان کی اولاد امجاد کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ عام سلسلہ بعیت نہیں فرماتے تھے۔ جو بھی آپ کے پاس آتا اسکو حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد ظہور الحق ابن

Marfat.com

خواجہ گورداسپوری کے پاس بھیج دیتے۔ اس سے پیشتر زیادہ تر لوگوں کو حضرت مولانا نوابدین صاحب تنکوہی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بیعت کے لیے بھیجا۔ آپ بہت کم بیعت کرتے تھے۔ میرے علم میں فقط چند ایک مریدین ہیں جن کو میں جانتا ہوں۔

میاں غلام محمد جاجری، مولوی نور محمد فیصل آباد۔ ماسٹر محمد الیاس بیڈن روڈ لاہور، بابا رحمت اللہ سرہندی، محمد اصغر شاہ عالمی، ماسٹر عبد الحمید شاہ عالمی مرحوم۔ اللہ رکھا شاہ عالمی، (مرحوم) ماسٹر علم دین سرگودھا اور ان کا خاندان، مولانا الحافظ محمد عبد اللہ نگینوی قدس سرہ پیر طریقت جناب صوفی محمد سلیم صاحب مانچسٹر، بسم اللہ مرحومہ (بڑی عابدہ تھی عالم جوانی میں ۲۲ شعبان ۱۳۷۴ھ میں فوت ہوئیں۔ میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئی۔ خواب میں تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئیں مرحومہ فقیر کی ہمشیر زادی تھیں۔ (اللھم ارحمھا) ان کے علاوہ بھی چند ایک برادران طریقت ہیں۔ جن کے نام یاد نہیں بعض کو دیکھا ہے اور بعض مستور ہی رہے۔ ان میں سب سے ادنیٰ۔ گنہگار فقیر مصنف کتاب ہذا بھی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقے اسکے گناہوں کو معاف فرمائے۔

اگر آپ کسی کو بیعت فرماتے تو اول اسکو استخارہ کی تعلیم دیتے۔ استخارہ میں جو کچھ وہ دیکھتا اسکو اسکے مطابق حکم دیتے یعنی کسی دوسرے مرشد کا پتہ بتلا دیتے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ مجھے آپ کے بارے میں بیعت کا حکم ہوا ہے تو پھر فوراً مرید نہ کرتے بلکہ خود استخارہ فرماتے اور استخارے کے بعد اسکو سلسلہ میں داخل فرماتے۔ عموماً سلسلہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ اور چشتیہ صابریہ قدوسیہ میں بیعت فرماتے یعنی دو سلسلوں میں حالانکہ آپ خود چھ سلاسل میں صاحب مجاز تھے۔ قادریہ[1]، چشتیہ[2]، نقشبندیہ[3] سہروردیہ[4] اویسیہ[5] مداریہ[6]۔ پہلے دو نفل برائے توبہ پڑھنے کا حکم دیتے اور خود بھی نفل

Marfat.com

ادا کرتے۔ اس کے بعد مختصر خطبہ بیعت ارشاد فرماتے، پھر تین بار استغفار،
تین بار کلمہ طیبہ، تین بار درود شریف چشتیہ، ایمان مجمل ایمان مفصل اور
شش کلمات پڑھاتے۔ بعدہٗ سابقہ گناہوں سے توبہ کرواتے اور آئندہ
شریعت مطہرہ پر رہنے کا اقرار لیتے اور پھر سلسلہ میں داخل فرماتے۔ اس
سلسلہ میں کسی قسم کی شیرینی یا نذرانہ کی رسم نہیں ہوتی تھی۔ فقط روحانیت
ہی روحانیت تھی۔

اکثر لوگوں کو دیکھا گیا کہ آپ کے پیچھے پیچھے پھرتے لیکن آپ انکو
بیعت نہیں فرماتے تھے البتہ پیار محبت سب کے ساتھ فرماتے تھے ایک
ٹھیکیدار صاحب محمد اقبال جو برن شاہ عالمی لڑکوں کی باڈیاں بناتے تھے ان کو آپ
کے ساتھ بہت پیار تھا۔ وہ اکثر مرید ہونے کے بارے میں کہا کرتے تھے
لیکن آپ ہر بار انکار فرما دیتے۔ ایک مرتبہ مولانا حافظ محمد مہدی صاحب
جالندھری مرحوم کو سفارش کے لیے کہا لیکن ان کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر
خطیب پاکستان مولانا غلام دین صاحب مرحوم سے سفارش کرائی آپ نے فرمایا
"یہ اسرار آپ کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔" مولانا چونکہ آپ کے بہت معتقد
تھے اس لیے خاموش ہو گئے۔

عبدالحی صاحب بانکا کے سلسلہ میں داخل ہونے کی پیشن گوئی

آپ کوچہ سدھو مصر شو مارکیٹ لاہور میں اکثر آیا کرتے تھے۔ آپ کی
آمد فقیر ہی کی وجہ سے تھی۔ کوچہ سدھو مصر کے موڑ پہ جناب محمد ظفر اقبال ابن
محمد دین لدھیانوی جو حضرت مولانا محمد رمضان صاحب قادری نوشاہی غفوری
رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں کی ہوزری تھی۔ ہوزری کی پہلی منزل میں محمد ظفر اقبال
کے برادر کلاں جناب احمد دین صاحب راونڈ مشین پر کام کیا کرتے تھے گرمیوں
کے موسم میں قمیض اتاری ہوئی ہوتی تھی۔ جناب احمد دین صاحب فرماتے

Marfat.com

ہیں آپ اندر تشریف لاتے اور میری پشت پر ہاتھ مار کر فرماتے "توں تے ساڈے وچوں آں" (تو ہم سے تعلق رکھتا ہے) اب جب کہ احمد دین صاحب کے فرزند ارجمند عبدالحی نے فقیر سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیعت کر کے اپنی امتیازی شان پیدا کر لی ہے (اللّٰھم زِدْ فَزِدْ) تو جناب احمد دین صاحب اکثر پشت پر ہاتھ مارنے کی بات سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں اس وقت کیا علم تھا کہ آپ کا اشارہ اس طرف ہے کہ تمہارا فرزند ہمارے سلسلہ میں داخل ہو کر اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ کا کام کرے گا۔ عبدالحی صاحب المعروف بانکا مدرسہ تنویر الاسلام میں قرآن مجید کی بچوں کو تعلیم دیتے ہیں اور روزگار کے سلسلہ میں آئی جی آفس میں ملازمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دنیا و آخرت بہتر فرما دے" آمین ثم آمین"

حج بیت اللہ شریف کی سعادت: ایک دن ڈاکٹر چراغ علی مرحوم آف خانیوال، بادامی باغ لاہور تشریف لائے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا "زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حج بیت اللہ کا شوق دامنگیر ہے۔ دو مرتبہ درخواست بھی دی لیکن نامنظور ہوئی۔ دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں" ارشاد فرمایا "اپنی درخواست کے ہمراہ کسی عاشقِ رسول درویش انسان کی بھی درخواست گزاری ہوتی تو بارگاہِ ایزدی اور دربارِ رسول مقبول میں مقبولیت حاصل کرتی" یہ سن کر ڈاکٹر صاحب چلے گئے چند ماہ کے بعد پھر حاضر ہوئے اور یوں عرض کی "حضور کی درخواست کے ساتھ اس مرتبہ اپنی درخواست گزاری تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی۔ اپریل کے وسط میں تیاری ہے۔ آپ بھی تیار ہو جائیں" گویا سرکارِ دوعالم کے دربار سے حاضری کا پروانہ آ گیا تھا۔ یہ پیغام حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی مسرت کی انتہا تھی۔ کراچی روانہ ہونے سے ایک روز قبل فقیر درِ دولت پر حاضری کے لیے

Marfat.com

گیا۔ یہ دن چند احباب سے ملاقات کا مقرر تھا۔ ایک صاحب بیٹھک میں موجود تھے جو مُصِر تھے کہ ہمارے گھر میں قدم رنجہ ہو کر آسیب زدہ لڑکی پر ایک نظر فرمائیں کہ وہ شفایاب ہو جائے آپ نے اسکا پتہ لیا اور اس سے وعدہ کیا کہ ہم گیارہ بجے تک تمہارے گھر پہنچیں گے۔

ٹھیک گیارہ بجے گھر سے روانہ ہوئے۔ عجیب سفر تھا۔ کوئی سواری نہیں، اہل خانہ ہمراہ نہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ پہلے منزل بھی نہیں دیکھی بس سفر جاری ہوا۔ آپ اس سفر میں فقیر گندا حقیر، بابا غلام علی مرحوم ساتھی ہیں۔ دوپہر کا وقت سورج کی تمازت بھی تو ہمراہ ہیں۔ بھارت نگر سے ذرا آگے انجن شیڈ کی طرف ایک محلہ میں مذکور کا پتہ کرتے منزل مقصود پہ پہنچے۔ پیاس سے بُرا حال تھا امید تھی کہ اس گھر سے پینے کو پانی ملے گا۔ لیکن حضرت صاحب قبلہ نے اہل خانہ کے اصرار کے باوجود پانی پینے سے انکار کر دیا۔ لڑکی کو دم کیا اور اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں ایک ساتھی بابا غلام علی صاحب بچھڑ گئے۔ ان کے بچھڑنے سے فقیر کو بہت خوشی ہوئی۔ تخلیہ کا موقعہ میسر آیا۔ راز و نیاز کی باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ انجن شیڈ کے کوارٹر سامنے نظر آ گئے۔ ایک کوارٹر کے سامنے جا کر قدم رک گئے۔ دروازے پر دستک دی گئی۔ اندر سے کوئی آواز نہ آئی دوسری دستک پہ آواز آئی "کون" فرمایا "مولوی عبدالغنی"۔ کچھ دیر میں دروازہ کھل گیا۔ سامنے خطیب پاکستان مولانا غلام دین صاحب کھڑے تھے۔ یہاں تو بہت بے تکلفی تھی مشروبات ملنے کی امید تھی کچھ دیر قیام کیا ہو گا کہ مولانا اپنی جگہ سے اٹھے۔ آپ نے پوچھا "کہاں جا رہے ہو" "آپ دھوپ میں تشریف لائے ہیں شربت کا انتظام کر دوں"۔ مولانا کا جواب تھا "ہم کچھ نہیں پئیں گے۔ بیٹھ جاؤ اور سنو میں صبح حج کے لیے روانہ ہو رہا ہوں۔

"کونسی گاڑی" "بس ملاقات ہو گئی اطلاع دے دی گئی آپ

Marfat.com

کو گاڑی سے کیا تعلق"۔ اتنی سی گفتگو ہوئی اور ہم باہر نکل آئے ہمیں پانی تو نہ ملا البتہ پانی پینے کی امید پر پانی پھر گیا۔ اب میری زبان جو کانٹا ہو رہی تھی۔ بدزبان بن گئی۔ میں نے عرض کیا "میرے ہونٹ اور زبان خشک ہو چکے ہیں آپ نے ہر دو جگہ سے پانی نہیں پیا اور نہ مجھے پلایا" جواب ارشاد ہوا۔ "میاں یہاں سے تو پانی پیا نہیں جا سکتا تھا۔ ایسے حالات نہ تھے اور پہلے گھر والے غریب تھے اور نا آشنا۔ ہاں ایک مسئلہ یاد رکھو۔ قرآن مجید کے حکم کے مطابق نمازِ عشاء کے بعد، نماز فجر سے قبل اور عین دوپہر کے وقت کسی کے گھر نہ جایا کرو"۔ فقیر خاموش ہو گیا۔ گویا حضرت صاحب قبلہ کے نزدیک قرآن مجید کا مسئلہ بتا دینا پیاس بجھانے کے لیے کافی تھا اب انجن شید سے جو پیدل سفر اختیار کیا تو کچھ خبر نہیں کہ ظہر کہاں ادا کی اور کہیں سے پانی بھی پیا یا نہیں کیونکہ اب پیاس کا خیال تک بھول چکا تھا۔ اتنا معلوم ہے کہ عصر سے قبل سنت نگر میں ماسٹر عبد الحق صاحب (حضرت صاحب کے پیر بھائی جو اب مخدوم عبد الحق مرحوم پکارے جاتے ہیں) اور ماسٹر محمد دین صاحب کے ہاں موجود تھے۔ اب مجھے اجازت مل گئی۔ اس حقیر مسافر نے مسافر گلی کرشن نگر موڑ کی چھوٹی سی مسجد میں (جو اب وسیع ہو چکی ہے) نمازِ عصر ادا کی اور گھر کی طرف چل پڑا۔ نماز مغرب کہیں راستے میں پڑھی اور عشاء کے قریب گھر پہنچا تھکن سے برا حال تھا ادھر بخار کو موقع ہاتھ لگا وہ بھی آسوار ہوا۔ عشاء کے بعد جو چارپائی پر دراز ہوا تو صبح کی خبر لایا جماعت فوت ہو گئی۔ نماز ادا کی اور سوچ میں غرق ہو گیا۔ چار بجے صبح گاڑی سے حضرت صاحب کو روانہ ہونا تھا۔ آپ مجھے سٹیشن پر نہ پا کر کیا سوچ رہے ہوں گے۔ اسی فکر میں تھا کہ حافظ محمد عبد اللہ صاحب اور رحمت اللہ سرہندی مسجد میں آئے اور مجھے وہاں دیکھ کر حافظ صاحب بولے "میاں نیند تمہیں پیاری ہے پیر کہاں پیارا ہے"، شرمندگی کے سوا کیا تھا۔ یہ تو

Marfat.com

تھی میری اپنی رام کہانی اب سنیے حضرت صاحب کا سفر حج، روانگی اور واپسی کی سرگزشت۔

کراچی سے متعلقہ کاغذات، پاسپورٹ وغیرہ حاصل کر کے سفینہ عرب میں سوار ہوئے۔ اسی جہاز میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری درجہ اول میں سفر فرما رہے تھے۔ جہاز کی مسجد میں حضرت صاحب قبلہ نماز پڑھاتے اور نماز کے بعد شیخ الحدیث مسائل حج آداب و زیارت روضہ رسول بیان فرماتے۔ جدہ شریف کی سرزمین پر قدم رکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

دعا:- الٰہی! تو نے ہند و پاک کے تمام شہروں میں اپنا مہمان رکھا اور سفر میں کبھی کسی تکلیف سے دوچار نہیں ہوتے ہوا۔

اب تیری مقدس سرزمین میں داخل ہو گیا ہوں۔ تیرا خصوصی مہمان ہوں۔ تیری خصوصی رحمتوں کا امیدوار" اس کے بعد معلم سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ کا چہرہ نورانی دیکھتے ہی عرض کیا "آپ جب تک مکہ شریف میں قیام کریں تو میرے غریب خانہ میں رہائش پذیر رہیں فریضہ حج کے بعد مدینہ شریف کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ کا غلام حاضر ہے" وہاں شیخ اسماعیل جالندھری نے آپ کو اپنا مہمان خصوصی رکھا۔ چالیس روز مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا۔ ورنہ آٹھ روز سے زیادہ دن رہنے کی حکومت کی طرف سے اجازت نہیں۔ سید محمود شاہ دیئوی (دینا۔ ضلع جہلم) مدینہ منورہ میں آپ کے عجیب حالات بیان کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ حالات عوام کی سمجھ سے بالاتر ہیں اس لیے زیر قلم لانا مناسب نہیں سمجھا۔ البتہ عرب کے لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جون کی ۱۹۵۶ء آخری تاریخ تھی۔ فقیر بسلسلہ حصول ملازمت ...

Marfat.com

میں تھا کہ گھر اطلاع آئی کہ حضرت قبلہ فریضہ حج ادا کر کے گزشتہ شب تشریف لے آئے ہیں۔ فقیر شام کو زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ حج سے واپسی پر صرف دو جمعہ جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اکبر شاہ صاحب مجاور کی بے رخی دیکھ کر وہاں جانا بند کر دیا۔ اور بیکو کی مسجد میں خطبہ جمعہ دینا شروع کیا اور آخری ایام میں مسجد حنفیہ (موجودہ جامع مسجد صدیق اکبرؓ) میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

عرس قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق قدس سرہ،

آپ نے کبھی اپنے گھر عرس نہیں کرایا ہمیشہ گورداسپور اور قیام پاکستان کے بعد لائل پور تشریف لے جاتے رہے۔ کبھی کبھار قرآن خوانی کی محفل منعقد کرواتے اور دو مرتبہ محفل میلاد کا بھی انعقاد کیا۔ جس میں مولانا غلام دین صاحب کو تقریر کے لیے دعوت دی گئی لیکن ان کے نہ آنے پر خود ہی سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائی۔ حافظ محمد عبداللہ صاحب اور فقیر کی یہ تمنا تھی کہ عرس کا انعقاد آپ کے دولت خانہ پر ہوا کرے تاکہ ہم عرس کی تقریبات سے آشنا ہوں اور فیضان بھی حاصل کریں لیکن آپ اس کے لیے تیار نہ تھے بالآخر بار بار اصرار پر ہماری تمنا پوری ہوئی۔ ۲۸/۲۹ شوال المکرم کو حضرت صاحب قبلہ، قبلہ عالم خواجہ گورداسپوری کے عرس پر لائل پور جایا کرتے لیکن ۱۹۵۹ء/۷۸ کو لائل پور تشریف نہ لے گئے۔ بلکہ بادامی باغ میں عرس شریف کا مختصر پروگرام بنایا۔ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۵۹ء بروز جمعرات عرس شریف ہوا۔ جس کا مختصر پروگرام یہ تھا۔

بعد از نماز عصر : ختم شریف۔ شجرہ شریف۔ (بفضلہ تعالیٰ یہ پروگرام اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا ... کے

انتقال ہوا اسی وقت آپ نے ختم شریف کروایا تھا گویا کہ وصال کے وقت کی پیشن گوئی تھی۔)

بعد از نماز مغرب : لنگر (کسی مصلحت کی بنا پر حلقہ ذکر نہ کرایا تھا لیکن چونکہ ذکر ہی عرس کی اصل ہے اور سلسلہ میں اسی وقت ہوتا ہے اس لیے اب مغرب کے بعد ذکر اور عشاء کے بعد لنگر ہوتا ہے۔

بعد از نماز عشاء

تقاریر

جس میں مصور معرفت الوالحفیظ مولانا چراغ دین صاحب قادری (والد حفیظ نائب) احمد نگر گوجرانوالہ۔ مولانا خدا بخش نعیمی خطیب جامع مسجد عثمان گنج (متوفی رمضان ۱۴۰۴ھ) مولانا مولوی عبدالحق صاحب چشتی صابری سراجی سنت نگر لاہور نے حصہ لیا۔ سب سے بلند پایہ تقریر اول الذکر کی تھی جو عرفان سے بھرپور تھی اور رات کو مکمل نہ ہوئی تھی دوسرے دن کوچہ سدہو مصر لاہور کی مسجد میں خطبہ جمعہ کے درمیان حضرت صاحب کی موجودگی میں مکمل ہوئی۔ اور جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد قرآن خوانی ہوئی اور شجرہ شریف پڑھا گیا۔ گویا کہ آپ نے اپنی حیات ہی میں عرس کی بنیاد رکھ دی جو بفضلہٖ تعالیٰ تاہنوز جاری ہے۔

مسجد حنفیہ موجودہ جامع مسجد صدیق اکبر میں نماز جمعہ

مکان نمبر ۱۸۱۱/۵ کوچہ سدہو مصر کے بالمقابل ایک چبوترہ ۲۴×۱۷ تھا۔ اہل ہنود قبل از پاکستان خوشی و غمی کے موقعہ پر یہاں جمع ہوتے ہوں گے۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں بالو ولی محمد صاحب (متوفی ۱۹۷۷ء) نے بہ معیت شیخ محمد رفیق اس چبوترہ پر قبضہ کر کے چار دیواری اور اسکو مسجد کہنا شروع

Marfat.com

ر دیا۔ اس میں نماز بھی پڑھی جانے لگی۔ میاں لعل دین مرحوم لدھیانوی، بو دلی محمد صاحب کے کہنے پر مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب کو سیالکوٹ سے یہاں لے آئے۔ انہوں نے امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیے۔ حاجی غلام قادر المعروف حاجی ٹھاہ کی مساعی سے ایک کمرہ بھی تعمیر ہو گیا۔

حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز حج کے بعد اُداس رہنے لگے خطبہ جمعہ دینا بھی بند کر دیا کبھی مسجد وزیر خان اور کبھی عثمان گنج وغیرہ میں نماز جمعہ ادا فرما لیتے۔ حافظ عبد اللہ صاحب اور فقیر نے آپ کی اداسی کو دیکھ کر معروضات پیش کیں کہ حضرت! ہماری چھوٹی سی مسجد میں ہی جمعہ پڑھا دیا کریں تاکہ ہم آپ کے مواعظ سے مستفیض ہوتے رہیں آپ نے بخوشی ہماری اس خواہش کو قبول فرمایا اور رمضان شریف ۱۳۷۸ھ سے کوچہ سدھو مصر کی مسجد میں نماز جمعہ شروع فرما دی۔ اس وقت اس میں چالیس سے زیادہ آدمی نہ آتے ہوں گے۔ آپ کی خطابت سے گلی میں صف بچھنے لگی۔ اس سال اعتکاف کا شرف بھی اسی مسجد کو بخشا۔ اسی وجہ سے ۳۰ شوال کو عرس کے دوسرے روز مولانا چراغ دین صاحب نے اسی مسجد میں بقیہ تقریر فرمائی تھی۔ اس سال کے بعد سے آج تک بفضلہ تعالیٰ ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۵ھ نماز جمعہ باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے اور معتکف سے بھی کبھی مسجد خالی نہیں ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد حافظ محمد عبد اللہ مرحوم اور محترم جناب حکیم محمد لطیف اللہ شاہ لطفی نے اعتکاف کی فرض کفایت ادا کرنا شروع کی۔ سنہ ۱۹۶۸ء سے فقیر اس مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے علاوہ ازیں حافظ سلطان احمد چنیوٹی، حاجی محمد حسن صاحب جالندھری مرحوم اور مفتی محمد سہیل حفیظ عزیزم حافظ محمد مظہر عالم، جناب عبد الحی صاحب چشتی، ریاض احمد صاحب، حافظ زبیر، سید محمد حسن شاہ، محمد شاہد (نوجوان) نے بھی

Marfat.com

اعتکاف کیا اور کر رہے ہیں۔ یہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کا نتیجہ ہے جو آپ نے دوران خطبہ فرمائی تھی۔ "الٰہی اس مسجد کو جامع مسجد بنا دے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے مدرسہ قائم ہے ذکر کی محافل منعقد ہوتی ہے اور درس وتدریس اور وعظ کا سلسلہ بخوبی جاری ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

وعظ: ۔ آپ کا وعظ نہایت سادہ اور دل کش ہوتا تھا۔ وعظ میں عام طور پر تصوف اور معرفت کی آمیزش ہوتی تھی۔ شہر میں اردو زبان اور دیہات اور بیرون شہر میں زبان پنجابی استعمال فرماتے تھے۔ وعظ میں مشکل الفاظ کا استعمال نہ فرماتے تھے وعظ سے قبل۔ عام خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ تا آخر پڑھا کرتے تھے اس کے بعد حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی مناجات کا پہلا شعر اور اس کا ترجمہ ارشاد فرماتے۔

حمد بے حد مر خدائے پاک را۔ آنکہ ایماں داد مشت خاک را

ترجمہ:

حمد بے حد اس خدائے پاک کو۔ نورِ ایمان جس نے بخشا خاک کو

اور کبھی مثنوی مولانا شرف الدین بوعلی قلندر چشتی پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار پڑھتے۔

Marfat.com

مرحبا اے بلبلِ باغِ کہن
از گلِ رعنا بگو با ما سخن

مرحبا اے قاصدِ طیّارِ ما!

می دہی ہر دم خبر از یارِ ما

مرحبا اے طوطیٔ شکر مقال
مرحبا اے ہدہدِ فرخندہ خال

وعظ کی ابتدا یوں فرماتے ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہیں جس نے ہم سب کو پیدا فرمایا اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آقائے نامدار فخرِ موجودات سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک صحابہ کرام پر درود و سلام کے بعد واضح ہو۔ میرے عزیزو بھائیو۔ ہمیشہ کھڑے ہو کر وعظ فرماتے۔ فقیر نے آپ کا تین تین گھنٹے کا وعظ کئی مرتبہ سُنا۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ سنا ہے کہ ساری ساری رات وعظ فرمایا کرتے تھے لیکن کبھی بیٹھ کر وعظ نہیں فرمایا ہاتھ میں ہمہ وقت کندھے کے مساوی عصا ہوتا تھا۔ سفر و حضر میں ہمیشہ اسے ساتھ رکھتے۔ آپ کی وعظ سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ اکثر و بیشتر نے گناہوں کی زندگی ترک کر کے تقویٰ و پرہیز گاری کی زندگی بسر کی۔ آواز اس قدر بلند تھی کہ بیگم شاہی مسجد میں جب وعظ فرمایا کرتے تھے تو بازار میں آواز آتی تھی اور شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں بھی آپ کا وعظ باہر سنا کرتا تھا۔

Marfat.com

آپ نے آخری عید الفطر کی نماز جامع مسجد وزیر خاں میں حضرت علامہ ابو الحسنات کی اقتدا میں ادا کی۔ اور آخری عید الاضحیٰ کی نماز کوچہ سدہو مصر میں خود پڑھائی۔ آپ نے آخری اعتکاف بھی کوچہ سدہو مصر کی مسجد میں کیا تھا اسی دوران فقیر نے حضور پیر و مرشد کی معیت میں ذکر نیم شبی میں پہلی اور آخری مرتبہ شرکت کی۔ آپ نے فقیر کو تمام ضربات کا طریقہ ارشاد فرمایا اس سے پیشتر متعدد بار آپ کا ذکر چارپائی پر ہی سنا کرتا تھا کیونکہ طالب علمی کا زمانہ تھا اس لیے شرکت ذکر نیم شبی سے یہ کہہ کر منع فرما دیا کرتے تھے کہ سکول میں نیند کا غلبہ ہوگا۔ اور استاد کی طرف سے توجہ ہٹ جائے گی۔

دُعا کے اختتام پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

مائیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی

جائیکہ فضلِ تُست چہ باشد گناہِ ما

میاں دیدار بخش شرقپوری متوفی ۱۴ مئی ۱۹۰۹ فضلِ تست کو عفوِ تست پڑھتے تھے (شریف التواریخ جلد ۳ حصہ ۵ از شرافت نوشاہی) فقیر کے نزدیک فضلِ تست بہت بہتر ہے۔ ۱۲ چشتی

سفرِ آخرت:۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

حضرت آدم نبی نیچے زمین کے چل بسے

نوح سے کشتیانِ عالم بھی یہاں سے چل بسے

Marfat.com

یوسفؑ و یعقوبؑ اسماعیلؑ و اسحٰقؑ و خلیلؑ

اور سلیمانؑ آسمانی مُہر والے چل بسے

واسطے جن کے زمین و آسمان پیدا ہوا

جنت الفردوس میں وہ حق کے پیارے چل بسے

آہ ابوبکرؓ و عمرؓ افسوس، عثمانؓ و علیؓ

صدق و عدل علم و حلم اپنا دکھا کے چل بسے

غوث الاعظمؒ عبدالقادر اور خواجگانِ چشتؒ

اور جنیدؒ و شبلیؒ کی مانند کتنے چل بسے

ایک ساعت بھی نہ ٹھہرے جنکا وعدہ آگیا

جی کے جی ہی میں رہے ارمان سارے چل بسے

دیکھتے ہی دیکھتے اکثر عزیز و آشنا

بہن بھائی پیر و مرشد سارے کے سارے چل بسے

Marfat.com

چل بسیں گے ایک دن ہم بھی اسی صورت میں آہ
جس طرح زیرِ زمین یہ لوگ اگلے چل بسے
خانہ اصلی میں چلنے کی ذرا تو فکر کر
کھول آنکھیں دیکھ علمیؔ یار کیسے چل بسے

۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء مطابق ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ کو قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخری خطبہ جمعہ کوچہ سد ہو مصر لاہور میں ارشاد فرمایا۔ اس دن آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ اسی روز علی الصبح آپ فقیر کی دوکان واقعہ چھتہ بازار لاہور پر تشریف لائے۔ آپ کے دستِ اقدس میں جلسہ عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم جو جامع مسجد عثمان گنج لاہور میں ہو رہا تھا کے دو اشتہار تھے۔ اس جلسہ میں آپ کی صدارت اور حضرت ابوالکلام صاحبزادہ فیض الحسن آلو مہار شریف کی تقریر تھی۔ حضرت صاحب قبلہ نے اپنے دستِ اقدس سے اشتہار فقیر کی دوکان کے باہر چسپاں کیا۔ اسکے بعد آپ شہر میں تشریف نہیں لائے۔

۲۷ ستمبر بروز اتوار فقیر آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ طبیعت ناساز اور کمزور تھی لیکن مہمان نوازی کا وہی پہلا سا سماں تھا۔ مریض۔ احباب، معتقدین آ جا رہے تھے۔ آپ سب کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ دیرینہ عادت کے مطابق وعظ و نصیحت کا سلسلہ بھی کھلانے کے ساتھ ساتھ جاری تھی۔ فقیر کمترین سے معانقہ فرمایا اور اپنے بائیں جانب کرسی پر حسبِ معمول بٹھایا۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور اپنی پریشانی کا اظہار

Marfat.com

کر کے تعویز طلب کیا۔ آپ نے اسے تعویز دے دیا اور فرمایا پھر آنا معلوم نہیں وہ عورت تھی یا کوئی غیبی مخلوق۔ کہنے لگی۔"اگر پھر آؤں اور آپکو نہ پاؤں" ارشارہ فقیر کی طرف کر کے ارشاد فرمایا"اس سے تعویز لینا فقیر پریشان ہو گیا۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک حدیث پاک سنائی تھی۔ یہ واقعہ اور الفاظ بعینہٖ اسی طرح تھے۔

اَلْحَدِیْث :۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے کسی مسئلے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا"پھر آنا" اس نے عرض کیا" اگر پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تب کس سے رجوع کروں" قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ اَبَا بَکْرٍ۔ فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی آنا"(باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری ومسلم) واللہ اعلم اس سے کیا مراد تھی بہر صورت اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم ورنہ من دانم کہ من آنم۔

چار دن فقیر سے غفلت ہوئی اور حاضری نہ دے سکا۔ کاروباری مصروفیات آڑے آئیں۔ 9 اکتوبر جمعہ شریف مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب آپ کی عیادت کے لیے علی الصبح ہی تشریف لے گئے۔ واپسی پر حافظ صاحب نے بتایا کہ حضور والا کی طبیعت کمزور ہے۔ اس دن جناب امانت علی صاحب نادر جاجری (جو ان دنوں آپ ہی کے پاس قیام پذیر تھے) صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ ماسٹر عبدالحمید صاحب کے بچوں کو پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ ان سے بھی معلوم ہوا کہ علالت جوں کی توں غلبہ کیے ہوئے ہے۔ فقیر نے نماز جمعہ مسجد بیگم شاہی میں حضرت مولانا محمد عمر نقشبندی لدھیانوی کی اقتدا میں ادا کی اور بادامی باغ آپ کی عیادت کے

Marfat.com

لیے حاضر ہوا ۔ آپ کی بیٹھک خالی تھی۔ بیٹھک کو خالی پا کر کچھ روحانی تکلیف
ہوئی۔ بابا رحمت اللہ سرہندی مجھے ساتھ والے کمرے میں لے گئے۔ وہاں
چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ لیکن آپ بیت الخلا میں تھے۔ بیت الخلا سے فارغ
ہو کر صحن میں بوجہ ضعف بیٹھ گئے۔ گھر والوں نے میری آمد کی اطلاع کی
تو فوراً کمرے میں تشریف لے آئے۔ فقیر سے ہاتھ ملا کر چارپائی پر لیٹ
گئے۔ میں نے آپ کی دس سال صحبت کی۔ (۱۹۴۹ تا ۱۹۵۹) لیکن اس
دوران آپ کے جسم پاک کو کبھی دبایا نہیں اور نہ ہی کبھی مجھے ایسا حکم کیا
اور نہ ہی کبھی آپ کو دبواتے دیکھا۔ ہاں کبھی کبھی سرہندی صاحب آپ کو
دبایا کرتے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے آپ کو لیٹے ہی بہت کم دیکھا
ہمیشہ چلتے پھرتے۔ مخلوق کی خدمت کرتے پایا۔ اسدن نہ جانے میرے دل میں
طوفانِ محبت وخدمت کہاں سے لوٹ پڑا کہ میں نے حضور والا کے قدموں
کو دبانا شروع کر دیا۔ آپ نے منع فرمایا لیکن میں نے ملتجانہ عرض کیا "آج
میرا دل ایسا کرنے پر مجبور ہے"، پانچ منٹ بعد پھر ارشاد ہوا "تم نے اپنا
حق ادا کر دیا" اسکے بعد مجھے اپنے قریب بٹھا لیا۔ اور فرمایا "میں نے کبھی
نماز پڑھا کر خطبہ دے کر، وعظ سنا کر اور تعویز لکھ کر پیسے نہیں لئے
تم بھی اس پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں اور بھی باتیں فرمائیں چونکہ ذہن پر غم سوار
تھا۔ اس لیے یاد نہیں۔ آدھ گھنٹہ حضور کے پاس بیٹھا رہا (کاش مجھے معلوم
ہوتا کہ یہ میری آخری ملاقات ہے تو کبھی واپس نہ آتا) میرے اجازت طلب
کرنے پر فرمایا "چائے پی کر چلے جانا" لیکن میری کیفیت کو مدِنظر فرما کر اجازت
مرحمت فرما دی۔ اور "

اچھا خدا حافظ" کے الفاظ استعمال کیے۔ ان

الفاظوں نے میرے دل کو تڑپا دیا۔ یہ پہلا ہی تو موقعہ تھا کہ میں آپ کی
زبان سے یہ الفاظ سن رہا تھا۔ کیونکہ آپ رخصت کرتے وقت فی امانِ اللہ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے۔ میں کچھ دیر سوچتا رہا پھر چلا آیا۔ قابل فکر بات یہ ہے کہ میری پہلی ملاقات آپ سے بیگم شاہی مسجد میں ہوئی تھی۔ جب کہ میں نے ۱۹۴۹ء میں پہلی مرتبہ اس مسجد میں نماز جمعہ تیرہ ۱۳ سال کی عمر میں ادا کیا تھا۔ اور آج ۹ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو اسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھ کر آخری ملاقات کی تھی گویا میری آپ سے ملاقات کی ابتدا و انتہا بیگم شاہی مسجد ہے۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۵۹ / ۷ ربیع الثانی ۱۳۷۹ :۔ ہفتے کے دن لوگ آتے جاتے رہے۔ ضعف کے باوجود لنگر جاری رہا۔ اس دن آپ نے غسل فرمایا۔ داڑھی مبارک کا خط بنوایا۔ و دیگر جسم کی صفائی کی۔ اس دن آپ کی عیادت کے لیے والدہ محترمہ (فقیر کی والدہ) حاضر ہوئیں۔ جب والدہ صاحبہ نے حال دریافت کیا تو فرمایا۔ "بی بی! بس عزرائیل کا انتظار ہے۔ تیاری مکمل ہے اس دن فقیر بد قسمتی سے نہ جا سکا۔ کاروباری سلسلہ میں قصور چلا گیا۔ اور رات کے دو بجے واپس آیا۔

یوم وصال :۔ رات کے سفر کی وجہ سے ۱۱ اکتوبر کو فقیر بخار میں مبتلا ہو گیا۔ آپ کی زیارت کے لیے حاضر نہ ہوا۔ بابا رحمت اللہ سرہندی وہاں موجود تھے۔ فرماتے ہیں اتوار (۱۱ اکتوبر ۵۹ء - ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ) کے روز آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ لیکن خدمت خلق اور مہمان نوازی میں فرق نہ آیا۔ ظہر سے قبل ایک ہمسایہ عورت آئی اور عرض کیا "بابا جی! میرے ہاں پوتا پیدا ہوا ہے۔ اس کے کان میں اذان و تکبیر کہہ دیں" آپ کو سخت کمزوری تھی۔ نہ میں جواب نہیں دیا۔ بابا رحمت اللہ اور عبدالرحمان انبالوی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لے گئے۔ اور بچے کے کان میں اذان کہی اور ایک کاغذ کا پرزہ دے آئے کہ اس پر جو نام لکھا ہے وہی

Marfat.com

رکھ لیں۔ (وہ عورت کہتی ہے کہ پرزہ کاغذ ہم سے گم ہو گیا۔ ہم نے بچے کا نام علی اصغر رکھ لیا۔ کیونکہ باباجیؒ کو اسی نام سے زیادہ پیار تھا) نماز عصر سے قبل بابا رحمت اللہ سے فرمایا "ریلوے سٹیشن پر جا کر میری لڑکی کو لے آؤ" رحمت اللہ صاحب سٹیشن پر صاحبزادی صاحبہ کو لینے کے لیے چلے گئے۔ اب آپ کے پاس حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد افضل حق خالد چشتی اور عبدالرحمان موجود تھے۔ آپ نے فرمایا وقت کیا ہوا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا "پونے چھ بجے ہیں"۔ فرمایا "بس تمہارے پاس ایک گھنٹہ موجود ہوں" کچھ دیر بعد آپکو ایک پاخانہ آیا۔ پاخانہ سے فارغ ہو کر فرمایا "الحمدللہ! میں نے اپنا ظاہر جسم صاف کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا پیٹ بھی اپنے پاس بلانے کے لیے صاف کر دیا۔"

اب بے چینی کا دور شروع ہوا۔ کبھی صحن میں تشریف لے جاتے اور کبھی کمرہ میں تشریف لے آتے۔ اصل میں درو دیوار سے رخصت ہو رہے تھے۔ بالآخر برآمدے میں لیٹ گئے اور فرمایا "کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں سورۃ یٰسین کی تلاوت کرو" صاحبزادہ صاحب نے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی پھر شجرہ شریف چشتیہ صابریہ پڑھنے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ آپ ہر شعر پر بلند آواز سے آمین فرماتے۔ شجرہ شریف کے بعد فاتحہ خوانی اور دعا خود فرمائی۔ اب خاموش ہو گئے۔ آنکھوں کی پتلی اٹھ گئی۔ عبدالرحمان کہنے لگا "باباجی کلمہ طیبہ پڑھو"، آپ نے اپنی آنکھیں وا کر دیں اور فرمایا "غافلو! کلمہ طیبہ کی تلقین مجھے کرتے ہو حالانکہ تمہارے دل کلمہ سے غافل ہیں"۔ پھر ایک نظر صاحبزادہ محمد افضل حق صاحب کی طرف دیکھا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ آنکھ میں اس قدر نورانیت تھی کہ میری آنکھیں اس کی متحمل نہ ہو سکیں یہی آخری نظر تھی جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی زندگی کو کندن بنا گئی۔ اسکے بعد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے زیر لب کلمہ طیبہ پڑھا اور پورے پونے سات

Marfat.com

ہے اس عالم ناسوت سے عالم لاہوت کی طرف آپ کی پاک روح پرواز کر گئی
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ہ یہ سانحہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ / ۱۱ اکتوبر
۱۹۵۹ء / ۲۵ اسوج ۲۰۱۶ ب بروز اتوار پونے سات بجے شام پیش آیا۔

دل کی حرکت :- اسی اثنا میں ڈاکٹر محمد یونس بھٹی (ٹکسالی گیٹ لاہور) بھی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے روح کی پرواز کے بعد جسم کا معائنہ کیا تو دل کی حرکت جاری تھی جو سات بجے تک جاری رہی۔ یعنی روح کی پرواز کے بعد ۱۵ منٹ تک دل کی حرکت قائم رہی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا "ان کے پیرومرشد مولانا محمد سراج الحق قدس سرہ العزیز کے دل کی حرکت روح کی پرواز کے بعد آدھ گھنٹہ تک جاری رہی تھی۔"

غسل اور تجہیز و تکفین :- ۱۲ اکتوبر بروز پیر ۱۱ بجے دوپہر آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے میں بابا نظام الدین، برادرم فقیر محمد چشتی (متوفی ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء) برادرم نذر محمد صاحب شامل تھے۔ حضرت صاحبزادہ والا تبار محمد افضل حق خالد، صاحبزادہ محمود الحق اور فقیر گندا حقیر پانی ڈال رہے تھے۔ (صاحبزادہ محمد معود الحق حفیظ چونیاں میں تھے۔ جو جنازے میں شرکت نہ کر سکے۔ ختم شریف سوئم کے بعد تشریف لائے۔) سفید لٹھے کا تین کپڑوں، قمیص (کفنی) تہمند اور لفافہ (بڑی چادر) میں کفن دیا گیا۔ اسکے بعد آپ کی میت لوگوں کی زیارت کے لیے گھر میں موجود رہی۔

نماز جنازہ :- بعد از نماز ظہر جنازہ اٹھایا گیا۔ خلق کا ہجوم تھا۔ آسانی سے کندھا نہیں دیا جا سکتا تھا۔ جنازہ بادامی باغ کے کھلے میدان (جہاں آج صدیق پورہ آبادی ہے۔ ان دنوں یہاں میدان ہی میدان تھا) میں رکھا گیا

Marfat.com

تین بجے سہ پہر مولانا حافظ خدا بخش خطیب جامع عثمان گنج (لاہور) نے آپ کی پہلی نماز جنازہ پڑھائی - اس کے بعد زیارت کا سلسلہ شروع ہوگیا جو تقریباً چار بجے تک مسلسل رہا - سینکڑوں آدمی اور آموجود ہوئے بالآخر دوسری نماز جنازہ مولانا حافظ مہدی حسن جالندھری (قلعہ گوجر سنگھ) نے پڑھائی - پانچ بجے شام لحد میں آپ کو آخری آرامگاہ میں پہنچایا گیا -

مادہ تاریخ

غَالِبٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ جَالِبًا

۷۹ ھ ۱۳

تاریخی شعر :-

پیر ما عبد الغنی روشن ضمیر

۷۹ ھ ۱۳

فیض بخش بہر ہر برنا و پیر

معمولات :- اکثر و بیشتر اول شب بعد از نماز عشاء آرام فرماتے - آخری شب قیام اللیل (تہجد) فرماتے اور نماز فجر تک ذکر بالجہر میں مشغول رہتے فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید مع ترجمہ تلاوت فرماتے - دوران تلاوت آنکھیں اشک بار ہوتیں - قرآن مجید کے بعد دلائل الخیرات اور دوسرے وظائف کا دور فرماتے - سفر و حضر میں یہ آپکا یکساں معمول تھا - وظائف سے فارغ ہو کر خدمت خلق میں مشغول ہو جاتے اور سارا دن اسی شغل میں گزا

Marfat.com

دیتے۔

واقعات بعد از وفات:۔ حضرت صاحبزادہ صاحب راوی ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد ایک صاحب بادامی باغ کے رہنے والے سفر سے واپس آئے۔ ان کو آپ کی وفات کا علم نہ تھا گھر پہنچے پر ان کی بیوی نے ان کو حضرت صاحب قبلہ کی وفات کی خبر دی۔ اس نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ابھی ابھی میں نے آپ کو قصاب کی دوکان کے باہر کرسی پر حسب معمول بیٹھے دیکھا ہے۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے میری خیریت دریافت کی ہے جب بیوی نے بار بار اسے خبر سنائی تو پریشان ہو کر باہر نکلا۔ لوگوں نے آپ کی وفات کی تصدیق کی تو وہ سیدھا فاتحہ خوانی کے لیے صاحبزادہ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بھی بیان فرمایا۔ اور کہا میں نے تو آپ سے مصافحہ بھی کیا ہے۔

بابا غلام علی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۱۲ اکتوبر کو نماز فجر پڑھ کر سو گیا۔ آپ خواب میں تشریف لائے اور اپنی مخصوص آواز میں فرمایا۔ "ملے بھی سپرد خدا اسیں چلے آں" میری آنکھ کھلی تو آپ موجود نہ تھے۔ میں نے اپنی بھتیجی سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کی آواز تو میں نے بھی سنی ہے۔ لیکن جب میں نے باہر جھانک کر دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ اتنے میں بابا سرہندی صاحب نے آپ کے انتقال کی خبر سنائی تو عقدہ حل ہو گیا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(القرآن)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ اِلَّا يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ

(الحدیث)

آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد مزار شریف کو پختہ کرنے کے لیے

Marfat.com

جب قبر سے مٹی اٹھائی گئی تو بعض معتقدین نے سرہانے کی جانب سے تختہ بھی اٹھا دیا آپ کا چہرہ یونہی تھا، جیسا کہ ظاہری حیات میں تھا۔

بس وفات بھی ملتی ہے اک حیات انہیں
جو خدا کی راہ میں زندگی بسر کر دے

ارشادات وکلمات

تزکیہ نفس :۔ قرآن کریم، ہماری تربیت اور تعلیم حقانی و روحانی کو صحیح اور سلامت رکھنے کے لیے بوسیلہ آقائے نامدار سرورِ کائنات مُرشدِ حقانی مُرسلِ یزدانی حکیم کل و جز رحمتہ للعالمین کے قرآن کا نزول انسانی تمام بیماریوں کی دوا اور جسمانی روحانی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے اعلیٰ اعلیٰ نسخہ جات کا ایک ایسا بے مثل صحیفہ ہے کہ جس کے ایک ایک حرف کا جواب بھی نہ بن آئے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام تر کائناتِ حقیقی کے راہبر اکمل اور ہر مرض کے حکیم اعلیٰ اور خدائی طبیہ کالج کے سند یافتہ تھے۔ انہیں اس وقت ذات پاک نے مبعوث فرمایا جب تمام مخلوق گمراہ ہو چکی تھی۔ قدم قدم گمراہوں کے گڑھے گدھے ہوئے تھے۔ کفر و شرک کے دریاؤں کی طغیانیاں اور جہالت کے اندھیرے کی تاریکیاں ایک عجیب روپ میں جلوہ افشاں تھیں۔ بھائی کا بھائی دشمن اور بیٹے کا باپ، بدخواہ،

Marfat.com

جوا شراب، زنا غرضیکہ قبیح افعال پشت بہ پشت ہوتے تھے۔ تاجدارِ مدینہ نے ان روگوں کو ان سب قباحتوں کو صفحۂ ہستی سے پاک فرمایا بنیز گنہگار امت کی تربیت خوب تر فرمائی۔ دل تزکیۂ نفس کی اقسام سے آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے کہ اس تربیت کی کامیابیاں کس طرح ہیں۔

اقسام نفس :- ۱۔ نفسِ امارہ ۲۔ نفسِ لوامہ ۳۔ نفسِ ملہمہ۔ ۴۔ نفسِ مطمئنہ۔ یہ چار نفس بزرگانِ دین سے ثابت ہیں۔ نفس فی الحقیقت ایک ہی ہے لیکن اقسام علیحدہ علیحدہ ہیں۔

پہلی قسم نفسِ امارہ۔

اس میں شیطانی خیالات کو زیادہ دخل ہے۔ مگر صاحب دل کی نسبت حاصل کرنا امر بالمعروف نہی عن المنکر کا پورا پورا خیال رکھنا، ارکان دین کی بجا آوری، متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سکون قلب حاصل کرنا۔ اسی متابعت سے انسان مومن بنتا ہے سو مومن کا نفس امارہ نہیں رہتا بلکہ وہی نفس، نفسِ لوامہ میں تبدیل ہو جاتا ہے ——
اور جب انسان محبتِ رسول میں فنا فی الرسول ہو جائے تو وہی نفس جو پہلے لوامہ تھا۔ نفسِ ملہم ہو جاتا ہے۔ نفسِ ملہم سے الہام وکرامات کا ظہور ہوتا ہے اور جب یہی نفس ملہم اعلیٰ درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو نفسِ مطمئنہ کہلاتا ہے اور اس خوبی کی بنا پر انسان واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

اولیائے کرام صحیح نائبِ رسول ہوتے ہیں ان سے نسبت رکھنے والے لابد واصل حق تعالیٰ ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام کا دیکھنا ان کے پاس بیٹھنا عین راحت اور تسکین قلب ہے۔ اس لیے مثنوی شریف میں ہے ؎

یک زمانہ صحبتِ اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

Marfat.com

فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبَادِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ـــــ مولانا روم فرماتے ہیں۔

دیدنِ عالم عبادت ایں بُوَد

فتح ابواب سعادت این بُوَد

فقیر نے جو اپنے مرشد کامل کی صحبت میں دیکھا اور جو سعادت پائی اسکا ذکر میرا ہر موئے بدن بھی کرے تو شاید نہ ہو سکے ع

میرا پیر دانائے مرشد سراج

نبی اکرم کی محبت خود بھی تو معراج مومن ہے ؎

جس کو حُبِّ مصطفیٰ حاصل نہیں

لاکھ مومن ہو مگر کامل نہیں۔

بشکریہ ماہنامہ "السراج" لائل پور بابت ماہ فروری ۱۹۵۸ء

ارشادات:

۱۔ دنیا میں وفا کا نشان نہیں رہا۔

۲۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں۔

۳۔ دنیا امّ الغم ہے۔

۴۔ ظاہری و باطنی محبت میں امتیاز ہو گیا ہے۔

Marfat.com

فقیر کے نام ایک خط !

(یہ خط آپکی عجز و انکساری کا مرقع ہے)

1/8/57

عزیز القدر خجستہ کردار اللہ اخلاصہ ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد دعوات ترقی مدارج دو جہانی کے مطالعہ کریں۔ اس جگہ خیریت ہے۔ تمہاری خیریت بدرگاہ اللہ سے نیک مطلوب۔ احوال آنکہ عین انتظاری میں محبت نامہ موصول ہو کر باعثِ راحت ہوا۔ بندہ کے ساتھ روحانی تعلق ہے۔ اس لیے بعض امور قابلِ اصلاح ہیں۔ حالات حاضرہ زمانہ گمراہی کی طرف رجوع ہے میرا لکھنا کسی حد تک ضروری تھا۔ میں نے لکھ دیا۔ باقی رہا میرا اپنا عقائد بفضلِ خدا اہل سنت والجماعت ہوں حضرت بریلوی سے عقیدت ہے اور میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ (رحمتہ اللہ علیہ) مجدد ملت حاضرہ (مولانا احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ) سے اچھی عقیدت رکھتے تھے بلکہ آپ کا فرمان تھا کہ اگر حضرت احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ہندوستان میں نہ ہوتی تو تمام وہابیت کا سبق پڑھتے آپ کا علم تمام علماء سے اعلیٰ تھا۔ مولانا سردار احمد صاحب کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسی خیال سے بریلی شریف برائے تعلیم بھیجا تھا۔ باقی لوگوں کا حال بعض لوگ نماز روزہ کے قائل نہیں، بعض اہلِ قرآن، حدیث کے منکر بعض مرزائی، بعض شیعہ، بعض اہل سنت والجماعت ماتم کرتے ہیں۔ تعزیہ بناتے ہیں۔ کس کس کو ہم روک سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ دنیا میں دشمن بنانا

Marfat.com

ہے۔ قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ تم کو توال کر کے نہیں
بھیجا۔(لستَ علیہم بمصیطر) ہمارا حکم سناؤ ہدایت ہمارے ہاتھ میں ہے
نبی کا منکر کافر۔ شیعہ قرآن کے منکر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر
اس طرح بہت لوگ بے دین ہو چکے ہیں۔ اگر ہو سکے صبر کرنا چاہیے۔ دعا
برائے ہدایت مانگنا چاہیے۔ اگر طاقت ہو تو حق مسالہ نینے گریز نہ کریں۔ گولڑہ
شریف جانا مبارک ہو۔ بزرگوں کی زیارت باعث رحمت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک
تعالیٰ ثبّت اقدامنا اور ثبّت قلوبنا میں کامل کرے۔ جو میں نے آپ کو لکھا
ایسا ہی مجھے اپنے مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد ہوا تھا۔ اگر میرے الفاظ
اچھے نہ ہوں تو واپس لیتا ہوں۔ مجھے جب خط لکھا کرو سادہ لکھا کرو۔ زبانی
بھی کہا گیا تھا۔ صرف السلام علیکم لکھ کر عبارت پوری کر دیا کرو۔ میں ایسے
الفاظ کے قابل نہیں ہوں۔ عاصی پُر معاصی جلیل العصیم ہوں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے طفیل اگر رحمت جوش میں آ گئی تو دربارِ ایزدی میں سلامتی ہو گئی
تو تمام زندگی ہو گئی۔ نیز بندہ عالم نہیں۔ آپ بڑے بڑے علماء کی صحبت رکھتے
ہو۔ اگر میری کمزوری دیکھیں یا مجھے اہل نہ سمجھیں اور تمہارے دل کی تمنائیں
پوری نہ ہو سکیں۔ تو آپ مختار ہیں۔ بندہ کم فہم، کم علم اور کم عقل ہے۔ نہ
زاہد نہ عابد۔ صرف سگِ دربارِ فقراء ہوں۔ حضرات قادریہ چشتیہ صابریہ کی خاک
پاک کی
۔ زمانہ حاضرہ ایسا ہے کہ اپنے گھر
کے اندر اپنے عزیزوں کو کچھ نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ غیروں کو کہہ سکوں۔ اگر ہو
سکے محمود الحق کو مل کر اس کی خیریت لکھیں اسکا نمبر ۶۷۸۷۹۵۳ فوجی ہسپتال
میاں عمر الدین کو سلام۔ بچوں کو پیار۔ افضل حق خالد ایم اے سے پاس ہو
گیا ہے۔ رحمت اللہ کی والدہ مر گئی ہے۔ وہاں گیا ہوا ہے۔ حافظ صاحب
اور حمید سے سلام۔

دستخط

السلام علیکم!!

Marfat.com

معرّفینِ کمال

۱۔ سرکارِ ابد قرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضور علیہ الصّلوٰۃ السلام کی عالمِ رؤیا میں تین بار زیارت نصیب ہوئی۔

پہلی بار فرمایا۔ "عبدالغنی تمہیں معاف کیا جاتا ہے اس لیے کہ تم سراج الحق کے مرید ہو"۔

فرماتے ہیں دوسری مرتبہ یوں واقعہ پیش آیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ کے ہمراہ دائیں جانب قبلہ عالم (خواجہ سراج الحق) اور بائیں جانب فقیر (مولانا عبدالغنی) ہے مسجدِ نبوی میں چل رہے ہیں کہ میں نے عرض کیا (اپنے شیخ سے مخاطب ہو کر) حضرت! "مجھے یہ جگہ مل جائے"۔ قبلہ عالم خاموش رہے۔ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایسا ہی ہو جائے گا"

لہٰذا آپ حج پر گئے تو چالیس دن روضۂ اقدس پر قیام کیا۔

فقیر ایک مرتبہ (۱۹۵۷) شدید بخار میں مبتلا ہوا اور اس دن نماز جمعہ بھی ادا نہ کر سکا۔ عین نماز جمعہ کے وقت بخار کی مدہوشی میں یا شاید اونگھ

Marfat.com

آ گئی تھی۔ دیکھا کہ موت کا فرشتہ آ گیا ہے اور میری روح قبض کرنے لگا ہے۔ اس نے پاؤں سے روح نکالی تو شدید درد محسوس ہوا اتنے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاری پیاری آواز سے فرمایا۔

"اسکی جان آرام سے نکالو کہ یہ عبدالغنی کا مرید ہے"

(اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے منظورِ نظر ہیں" سبحان اللہ۔ اس کے بعد جب فقیر ہوش میں آیا یا بیدار ہوا تو پسینے میں نہا رہا تھا۔ بخار کا نام و نشان نہ تھا۔

۲۔ خواجہ محمد سراج الحق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

قبلہ عالم کا آخری وقت تھا۔ ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی بابتلائے غم ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ قبلہ عالم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے۔ احباب سے فرمایا "کیا مولانا عبدالغنی نے حقہ پینا شروع کر دیا ہے جو نظر نہیں آتے۔ احباب نے عرض کی حضور مولانا اسی کمرے کے ایک کونے میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے بلانے کا حکم دیا تو حضرت صاحب حاضر ہوئے۔ قبلہ عالم نے فرمایا "مولانا۔ تم دور کیوں بیٹھ گئے"، عرض کیا "حضور! میری عادت ہر وقت بولنے کی ہے میں خاموش نہیں رہ سکتا اور آپ تکلیف میں ہیں۔ میرے بولنے سے آپ کو تکلیف ہو گی۔ اس پر حضور قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

" مولانا! آپ کی باتوں سے مجھے تکلیف نہیں ہوتی بلکہ راحت ہوتی ہے"

Marfat.com

۳۔ امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ تبلیغ کوئٹہ اور چمن تشریف لے گئے۔ امیر ملت بھی تبلیغی دورہ پر تھے۔ جن شہروں میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیام فرماتے رہے انہی شہروں میں حضرت امیر ملت قیام فرماتے رہے۔ بالآخر چمن میں ایک جامع مسجد کے اندر دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"مولانا! آپ کی محبت ہمیں آپ کا تعاقب کراتی رہی"

۴۔ فاتح مرزائیت حضرت مولانا نواب الدین صاحب چشتی صابری تنکوہی رحمۃ اللہ علیہ

"آپ میرے بے تکلف دوست ہیں اسلئے مجھ سے بیعت نہ کریں"

۵۔ مولانا صوفی غلام ربانی صاحب ابن مولانا نواب الدین تنکوہی

(مارچ ۱۹۷۹ء) مولانا غلام ربانی صاحب نے مسافر خانہ رائیونڈ سٹیشن پر فقیر سے رازدارانہ لہجہ میں فرمایا۔

"صوفی صاحب! آپ کے شیخ کامل و مکمل تھے۔ قبلہ عالم کے مریدین میں ایسے عاشق کم دیکھنے میں آئے۔ آپ یہ خیال نہ کیا کریں کہ آپ کے مریدین کم ہیں۔ بلکہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے حالات

Marfat.com

مستور رکھتے ہیں۔ اسی لئے آپ بہت کم مرید کیا کرتے تھے۔ آپ کو (فقیر علی اصغر) صرف اپنا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے مرید فرما لیا"

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور عالم باعمل تھے آپ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے وقف کر دی تھی۔

۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد محمود الحق صاحب ابن خواجہ محمد سراج الحق

"مولانا کے ہمارے خاندان پر بہت احسانات ہیں۔ آپ نے ہمارے والدِ گرامی اور انکی اولاد امجاد کی بہت خدمت کی مولانا بے لوث انسان تھے"۔

۶۔ صاحبزادہ منصور الحق نبیرہ خواجہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ

"مولانا کی یہ ولایت کی دلیل ہے کہ ہر سال ختم شریف حضرت رودلی شریف رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا نام نامی آتا ہے"۔

Marfat.com

۷۔ حضرت صوفی نوابدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خواجہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ

"میرا سوہنا پیر بھائی مولوی عبد الغنی۔ انہاندی وعظ بڑی سادہ

ہوندی سی۔ ایہہ سارا لنگر تے ذکر فکر دی محفل اونہاں دا فیض اے۔

میرا سوہنا بھائی مولوی عبد الغنی دوسوہوی۔ آہ!"

۸۔ مولانا دولت علی چشتی صابری برادرِ بزرگ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہما

آپ نے نمازِ جنازہ سے قبل انکشاف فرمایا کہ میں دوسوہہ میں ایک سیٹھ صاحب کے بچوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ سیٹھ صاحب بڑی روحانیت کے مالک تھے۔ ایک دن فرمانے لگے "مولوی دولت علی! اگرچہ تمہارا علم زیادہ ہے لیکن جو روحانیت میں تیرے بھائی (مولانا عبد الغنی) میں دیکھتا ہوں وہ تجھ میں نہیں پاتا"۔ یہ بات مجھے بُری محسوس ہوئی لیکن آج میں یہ کہتا ہوں (آنکھوں میں اشک لاتے ہوئے)

"اگرچہ یہ مجھ سے چھوٹے تھے لیکن انہوں نے بہت کمال

حاصل کیا۔ عشق کی منزل میں بہت بلند مقام حاصل کیا"

۹/۱۰۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب چشتی صابری فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مولانا عبدالغفار صاحب ظفر فیصل آبادی (خلیفہ حضرت صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ و برادر شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم صاحب شرف قادری) فرماتے ہیں کہ جب میں داخلہ کے لیے حضرت مولانا عبدالغنی چشتی صابری کا رقعہ لے کر محدثِ اعظم کے پاس گیا تو محدث اعظم نے بڑے ادب سے رقعہ پڑھ کر فرمایا۔

"حضرت مولانا عبدالغنی صابری! کیا بات ہے۔ یہ صحیح عاشق رسول ہیں۔ اور میرے پیر بھائی اور مبلغ اسلام مولانا کو اللہ تعالیٰ نے دل کی غنا عطا فرمائی ہے"۔

۱۵/۱۶ جناب عبدالمجید صاحب عاصی نے قبلہ عالم کے عرس پر ایک محفل میں آپ کا ذکر آنے پر فرمایا۔

"مولوی عبدالغنی بہت چنگے آدمی سن"

اس پر مولانا غلام ربانی صاحب نے فرمایا!

"چنگے کی بہت ہی چنگے سی"

۱۷۔ خطیب پاکستان مولانا غلام الدین صاحب انجمن نشید لاہور

"ابا جی کامل ولی تھے۔ میں ہر وقت ان کو قرآن خوانی میں مصروف پاتا۔ قرآن مجید سمجھ سوچ کر پڑھتے تھے شاہ

Marfat.com

رفیع الدین کے ترجمے کو بہت پسند کرتے تھے"

۱۸۔ مفتی اعظم مولانا محمد حسین صاحب نعیمی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک گفتگو کے دوران فرمایا۔

"آپ خود عالم اور مستجاب الدعوات ہیں"

۱۹۔ مولانا محمد عمر نقشبندی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور

"حضرت مولانا عاشقِ رسول تھے"

۲۰۔ حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری شریف
ایک شخص حضرت صاحب کا سفارشی رقعہ لے کر مرید ہونے کے لیے
حضرت میاں صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے رقعہ پڑھ کر فرمایا۔

"مولوی صاحب کا احترام ہے کہ تم کو مرید کرتا ہوں"

۲۱۔ حضرت مولانا چراغ دین قادری احمد نگر گوجرانوالہ (والدِ گرامی
حفیظ تائب) "آپ حکیم روحانی و جسمانی ہیں"

Marfat.com

۲۲۔ حضرت مولانا صوفی محمد رمضان صاحب قادری نوشاہی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ثم فیصل آبادی۔

آپ کامل شیخ تھے اور مولانا محمد سراج الحق کے خلیفہ تھے۔

۲۳۔ حضرت علامہ قاضی عبد النبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت صاحب کی زیارت تو نہیں کی صرف تعریف سن کر فرمایا۔

فیض بخش بہر بہر برنا و پیر

۲۱۔ صوفی شیخ غلام احمد چشتی صابری مرید صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحبؒ

"مولانا اور قبلہ عالم گورداسپوری عاشق و معشوق تھے"

فقیر کہتا ہے کہ ایسی محبت تھی جیسا کہ حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ؎

عشق آں شوخِ پری رو جانِ صابر سوختہ

من ندانم شمع ام یا شمع را پروانہ ام

فقیر جس سے ملا اس نے آپ کا کریمانہ ذکر کیا۔ آپ سے ملنے والا ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مجھ ہی سے زیادہ پیار ہے۔

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ پروفیسر حکیم محمد افضل حق خالد سلمہٗ

آپ کا نام محمد افضل حق خالد ہے۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء (۱۳۴۴ھ) دوسوہہ ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا و مرشدنا مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

آپ کی پیدائش کے وقت چودھری افضل حق احراری، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دوسوہہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے ماموں نے آپ کا نام انہی کے نام پر افضل حق رکھا۔ حضرت صاحب قبلہ نے مشہور صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسبت سے آپ کا نام محمد خالد ولید رکھنا پسند کرتے تھے۔ چونکہ چند ماہ بعد آپ کے ماموں کا انتقال ہو گیا لہٰذا ان کی یاد میں آپ کا نام افضل حق رہنے دیا البتہ حضرت صاحب قبلہ نے اس کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کے پیشِ نظر خالد منسلک کر دیا۔ لہٰذا آپ کا مکمل نام محمد افضل حق خالد ہے۔

ابتدائی دینی تعلیم آپ نے اپنی والدہ محترمہ اور والدِ مکرم سے حاصل

Marfat.com

کی۔ فارسی کے کچھ اسباق مولانا فیروز دین چشتی صابری سراجی علوی سے پڑھے
میٹرک کا امتحان مسلم ہائی سکول ددہوسہ سے ۱۹۴۴ء میں پاس کیا۔

ملازمت :- ۱۴ جون ۱۹۴۴ء سے ۲ مئی ۱۹۵۸ء تک ریلوے ہیڈکوا
لاہور میں ملازم رہے۔ اسی دوران ۱۹۵۷ء میں ایم اے اسلامیات کی ڈگر
حاصل کی۔ ۲ مئی ۱۹۵۸ تا ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں
بطور لائبریرین تقرر رہا۔ یہیں آپ کی ملاقات قاضی عبدالنبی کوکب تگسے ہ
ان ملازمتوں میں آپ کا دل مطمئن نہ تھا۔ آپ کا خاندان مبلغ دین تھ
اس لئے آپ تدریس و تعلیم کے کام میں دلچسپی رکھتے تھے کیونکہ تدریس و تعل
انبیاء علیہم السلام کا مشن رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دیرینہ خواہش ک
پورا فرمایا اور ۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء کو گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر میں آپ
بطور لیکچرر تعینات ہوئے۔ اس کے بعد راولاکوٹ، بھمبر میں بھی لیکچ
رہے۔ منگ، ہجیرہ اور سماہنی میں بطور پرنسپل اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے
رہے بالآخر گورنمنٹ کالج ڈڈھیال سے بطور پروفیسر ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء
(۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۶ بروز پیر) کو ریٹائر ہوئے۔

حاضری مزارات :- حضرت امام ناصرالدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ جا
حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ اور داتا گنج بخش ہج
رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات سے فیضان حاصل کیا۔

بزرگان کی زیارت :- فاضل جلیل مولانا محمد عبدالجلیل جالندھری
رحمتہ اللہ علیہ، سراج السالکین حضرت خواجہ محمد شاہ سراج الحق چشتی صابری رحمتہ
اللہ علیہ، امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی زیار

Marfat.com

کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت اور فیضان :- بچپن ہی میں آپ کے والدِ مکرم نے آپکو حضرت صاحبزادہ میاں محمد ظہور الحق چشتی صابری ابن خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی گورداسپوری قدس سرہما کے دستِ حق پرست پر آپ کو بیعت کرا دیا تھا۔ لیکن چونکہ آپ کو اپنے والدِ گرامی سے زیادہ عقیدت تھی اس لیے میاں صاحب کی طرف زیادہ میلان نہ رہا۔ اپنے والدِ مکرم سے ہی نہایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔ اس لیے انہی سے فیضان حاصل کیا۔ فقیر اس پر شاہد ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مولانا عبد الغنی رح) کی فیضانِ نظر کا ہی یہ فیضان ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی زندگی کو ایک منٹ میں پلٹ کر رکھ دیا ہے

صہبا میں وہ ساقی کیف کہاں ساغر میں کہاں وہ رنگینی
یہ تیری نظر کا صدقہ ہے یہ تیری نگاہ کی مستی ہے

معمولات :- تہجد۔ تہجد کی نماز عجیب عاشقانہ طریقہ پر ادا کرتے ہیں نوافل پڑھتے وقت تخیل بہت بلند ہوتا ہے یا یوں سمجھے تصور کی پرواز اوج ثریا پر ہوتی ہے۔ دو نفل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں، دو نفل مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اقتدا میں اور دو نفل امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں اور دو نفل اپنے والد گرامی مولانا الحکیم عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا میں تصوراتی طور پر پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ذکر بالجہر، نماز فجر، تلاوت قرآن مجید، دلائل الخیرات، اورادِ فتحیہ، دعائے رقاب، دعائے حیدری، دعائے مغنی، چہل اسمائ، حزب البحر، شجرہ ہائے قادریہ، چشتیہ صابریہ اور فاتحہ پڑھ کر مصلّٰی سے اٹھتے ہیں۔ مغرب کے بعد گیارہ بار سورۃ مزمل شریف

Marfat.com

بعد از نماز عشاء درود شریف قادریہ و چشتیہ اور ترتیب شریف کا ورد رکھ
ہیں۔

سیرت :- کریم النفس، غریب پرور، پابند صوم وصلاۃ، معالج جسمانی ور
کاظم الغیظ، عافی عن الناس، محب المحسنین والصالحین، صاحب عشق
جذب و ذوق عاشق رسول و دیگر صفات و کمالات کے مالک ہیں۔ اللہ تع
آپ کا سایہ تادیر ہم منغیفان و محرمان پر قائم رکھے آمین۔ ہر جمعرات کو مز
شریف پر مغرب تا عشاء آپ کی قیادت میں ذکر ہوتا ہے۔ پیر ۸۱ جولائی ۱۰

اولاد :- تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے۔

۱۔ **صاحبزادہ تفضل مہدی صاحب** :- ۲ مئی ۱۹۵۰ء بادامی باغ لاہو
میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے تک تعلیم ہے۔ آج کل گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکو
لاہور میں بطور ٹیچر کام کر رہے ہیں۔ نیک سیرت، پابند صوم وصلوٰۃ او
صاحب ذوق انسان ہیں۔ اپنے جدامجد کے مزار شریف پر ہر جمعرات ک
حاضری دیتے ہیں۔

۲۔ **صاحبزادہ حسن احمد اختر صاحب** : ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوئے میٹرک ک
بعد طبیہ کالج لاہور سے حکیم حاذق کی سند حاصل کی۔ آجکل بادامی باغ میں
مطب کرتے ہیں۔ اور سکیم مکتب کے تحت ایمن آباد کے کسی سکول میں
پڑھاتے بھی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ مسجد میں
باجماعت نماز ادا کرتے ہیں درویش منش انسان ہیں۔

Marfat.com

۳۔ صاحبزادہ مظہر الحق صاحب :۔ یہ سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں
اے تک تعلیم ہے۔ شرقپور شریف میں واپڈا سے متعلق دفتر میں ملازم
ہیں۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ اور صاحب ذوق انسان ہیں۔ ذکر بالجہر خوب کرتے ہیں
تینوں صاحبزادگان فیقر (علی اصغر چشتی) سے محبت رکھتے ہیں اور شفقت فرماتے
ہیں۔

صاحبزادہ فضل احمد صاحب :۔ آپ کے گھر میں سب سے بڑی صاحبزادی
مسماۃ ذکیہ سلمہا ہیں۔ زوجین نجیب الطرفین ہیں۔ صاحبزادہ فضل احمد صاحب، حضرت
سائیں فتح دین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، اور جناب مسماۃ ذکیہ
حضرت مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی اور حکیم محمد افضل حق خالد
صاحب سلمہٗ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی اولاد نیک اور با اخلاق ہے۔ صاحبزادہ
فضل احمد صاحب ہوائی سروس میں ملازم تھے اب ریٹائرڈ ہیں۔ بزازی کا کام کرتے
ہیں۔

حضرت سائیں فتح دین رحمۃ اللہ علیہ :۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت سید محبوب عالم
شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعوان شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے
کپورتھلہ ضلع جالندھر میں موضع مسیت والا کے باشندہ تھے۔ ہجرت کے بعد
لاہور تشریف لائے۔ ماسٹر مہر علی صاحب خیاط کے ہاں قیام فرمایا۔ ۲۰ ذیقعد
۱۳۶۶ھ (۵ اکتوبر ۱۹۴۷) میں فوت ہوئے۔ بی بی پاک دامناں لاہور کے
دروازے کے دائیں جانب مزار ہے ہر سال ۵ اکتوبر کو ماسٹر مہر علی (دولی محمد
روڈ لاہور) کے گھر میں اور ۶ اکتوبر کو آپ کے مزار پر عرس ہوتا
ہے۔

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ حکیم محمد مسعود الحق حفیظ علیہ الرحمت

آپ خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ سن ۱۹۲۸ء دوسوہہ ضلع ہوشیارپور بھارت میں پیدا ہوئے تقسیم ہند کے بعد اپنے خاندان کے ہمراہ لاہور پاکستان تشریف لائے اور اپنے والدِ گرامی کے ساتھ مکان نمبر ۴ صابری سٹریٹ نمبر ۹ داتا نگر بادامی باغ لاہور میں رہائش اختیار کی۔ مڈل کے بعد منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ۔ لاہور میں او، ٹی، ٹیچر مقرر ہوئے۔ فقیر کی ملاقات اسی سکول میں ہوئی۔ کیونکہ فقیر اسی سکول میں زیر تعلیم تھا۔ فقیر کو دو ماہ تک سائنس پڑھنے کا صاحبزادہ صاحب سے شرف حاصل ہے۔ اسی سکول میں جناب بابو محمد دین صاحب جالندھری بی۔ اے بی ٹی (متوفی ۱۹۸۴ء) ہیڈ ماسٹر تھے جو بہت محنتی، خلیق، غریب پرور، دیندار اور لائق انسان تھے۔ فقیر کو ایسے ہی اُستادوں کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے ۱۹۵۴ء

Marfat.com

میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور گورنمنٹ ہائی سکول للہ شریف ضلع جہلم میں تعینات ہوئے۔ ۱۹۵۹ تا ۱۹۶۱ء تک چونیاں کے ہائی سکول میں پڑھاتے رہے۔ اسی دوران آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا۔

۱۹۶۱ء سے تا حینِ حیات گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

سیرت: آپ ظریف تھے کہ ظرافت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے مولانا غلام دین صاحب، مولانا غلام ربانی صاحب و دیگر علماء و مقررین کے وعظ کی پوری نقل فرماتے اور عموماً ۱۲ اکتوبر کو عرس سے فراغت کے بعد یہ محفل منعقد ہوتی آپ کی ظرافت سے سبھی حاضرین محظوظ و مسرور ہوتے۔ علامہ قاضی عبد النبی کوکب مرحوم اس محفل سے خط اٹھاتے اور بڑے شوق سے سفارش کر کے صاحبزادہ کی تقریر سنتے۔ ایک مرتبہ ۱۲ اکتوبر کو جب کو واعظین کی نقل کر رہے تھے۔ تو فقیر نے عرض کیا کہ اپنے والدِ گرامی کے وعظ کا نمونہ پیش کریں۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے اور پھر رقت طاری ہو گئی۔ حالتِ صحو میں آئے تو فرمایا "والد صاحب کا وعظ عشقِ رسول سے لبریز ہوتا تھا" اس کے بعد محفل سے اٹھ کر چلے گئے محفل میں کافی دیر تک سکوت رہا۔

آپ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال عشق تھا۔ نعت بڑے شوق اور ذوق سے سنتے ذکر بالجہر بھی باذوق فرماتے۔ اکثر و بیشتر اپنے والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ذکر فرمایا کرتے تھے۔ فقیر جب بھی حاضر ہوا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شروع کر دیا اور یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا تھا یہاں تک کہ فقیر اجازت طلب کر کے چلا آتا۔

صوم و صلوٰۃ، تہجد و وظائف کی پابندی فرماتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد دلائل الخیرات کا ورد فرماتے۔ دست شناسی پر خوب دسترس حاصل

Marfat.com

تھی۔ بعض اوقات مزاج میں گرمی پیدا ہو جاتی تھی۔ لیکن عموماً ہر شخص سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ مہمان کی تواضع فرماتے۔ فقیر سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور فخریہ فرمایا کرتے کہ یہ میرے شاگرد ہیں۔ ۲ اگست ۱۹۸۵ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ بروز جمعہ ۹ بج کر ۵۰ منٹ پر بعد از نماز عشاء اس جہان فانی سے جہانِ جاودانی کی راہ لی۔ اگلے روز ۹½ بجے فقیر حقیر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں بے پناہ ہجوم تھا۔ اپنے والدِ مکرم کے مزار اقدس کے جنوب میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کے صاحبزادوں نے قبر پختہ بنادی ہے اور سنگِ مرمر کی تختی بھی نصب کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو اپنے نور سے پُر نور فرمائے آمین۔

آپ کی پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کا نکاح آپ نے اپنی زندگی میں کر دیا۔ چار صاحبزادے ہیں۔

جناب محمد جاوید صاحب : شادی شدہ ہیں۔ آج کل پبلک ماڈل سکول میں ٹیچر ہیں۔ با اخلاق آدمی ہیں۔

محمد شاہد صاحب آپ ملازمت کرتے ہیں۔

محمد طاہر صاحب

یہ دونوں صاحبزادے (۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

تاہنوز زیرِ تعلیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا میں سرخرو فرمائے۔ آمین

Marfat.com

صاحبزادہ ڈاکٹر محمد محمود الحق صاحب چشتی غوثی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء (۱۳۵۴ھ) دوسوہہ (ضلع ہوشیارپور بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے لاہور آئے اور اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ لاہور سے مڈل کا امتحان پاس کر کے ۱۲ نومبر ۱۹۵۶ء میں پاکستان آرمی میں بطور نرسنگ اسسٹنٹ لائینس نائک ملازم ہوئے اور راولپنڈی میں تعینات رہے۔ اسی دوران بحکم پیرومرشد، اگست ۱۹۵۷ء میں فقیر نے صاحبزادہ صاحب سے راولپنڈی میں ملاقات کا شرف حاصل کیا ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء تک اس ملازمت میں رہے اور پھر ترک کر کے لاہور چلے آئے۔ ۲۶ اگست ۱۹۷۰ء میں محکمہ اوقاف لاہور کے ہسپتال میں بطور ڈسپنسر ملازم ہوئے۔ اور آج (۱۱ جنوری ۱۹۸۶ء) تک اسی محکمہ میں ملازم ہیں۔

آپ کی شادی چوہدری غلام محمد ابن چوہدری حاجی نبی بخش حاجوی (حاجہ تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی صاحبزادی سلمٰی برکات سے ہوئی۔ ان سے چار

Marfat.com

صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔

صاحبزادہ صاحب پابندِ صوم وصلوٰۃ ہیں۔ ذکر بالجہر اور شجرہ شریف ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں۔

حضرت بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام اکثر ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں ؂

۱	ساقیٔ کوثر پلاتا بادہ پُر جوش ہے	تشنگانِ حشر آؤ وقت نوشا نوش ہے
۲	فکرِ فردا ہے اُسے ہرگز نہ فکرِ دوش ہے	بادۂ عشقِ نبی پی کے دل مدہوش ہے
۳	ہم گنہگاروں کا پردہ حشر میں رہ جائے گا	ہم غلام انکے ہیں جنکی ذات پردہ پوش ہے
۴	نعتِ محبوبِ خدا کہتے ہی بیدم میرا دل	اک تلاطم خیز دریا ہے مگر خاموش ہے

صاحبزادے۔

۱۔ محمد شبیر احمد، ۲۳ جنوری ۱۹۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد اسلامیہ کالج سول لائن لاہور کی لیبارٹری میں ملازم ہیں۔ خوش خلق برخوردار ہیں۔

۲۔ اظہر محمود، یہ واپڈا میں ملازم ہیں۔

۳/۴۔ اظہر محمود اور تنویر محمود زیرِ تعلیم ہیں۔

Marfat.com

میاں غلام محمد چشتی غنوی

آپ چوہدری حاجی نبی بخش مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالغنی چشتی صابری قدس سرہ کے سب سے پہلے مرید ہیں۔ زمیندار ہیں۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ ہیں اپنے پیر ومرشد سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں ہر سال موسم سرما کے شروع میں ایک رضائی اور ایک طلائی (بچھونا) پیش کیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ محمود الحق صاحب کے سسر ہونے کا بھی ان کو فخر حاصل ہے ظریفانہ مزاج رکھتے ہیں۔ (۱۹۸۶) تادم تحریر بقیدِ حیات ہیں۔ ستمبر ۱۹۹۱ء میں وفات پائی۔

اولاد۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔

حشمت علی نادر جاجوی۔ آپ کئی سال تک حضرت خواجہ کے پاس سکونت پذیر رہے۔ رسالہ "السراج" کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آج کل پاکستان ماڈل ہائی سکول کچہری بازار لائلپور میں بطور اوٹی ٹیچر ملازم ہیں۔ شاعری کا ذوق رکھتے ہیں۔ سماعت ہے کہ ان کے پنجابی کلام کا مجموعہ چھپ بھی چکا ہے۔ دوسرے صاحبزادے صوفی برکت علی ہیں۔ فقیر (علی اصغر چشتی) ان سے متعارف نہیں۔

Marfat.com

حضرت حافظ محمد عبداللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ صاحب اپریل ۱۹۰۸ء میں موضع کلیان پور تحصیل نگینہ ضلع بجنور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام کریم اللہ تھا جو حافظ صاحب کی پیدائش سے چند سال بعد فوت ہو گئے۔ تایا نے پرورش کی۔ بچپن میں چیچک کی بیماری سے آنکھوں کی بینائی ضائع ہو گئی۔ آپ نے سہارنپور اور دیوبند کے مدارس میں قرآن مجید تجوید سے حفظ کیا۔ اور انہی مدارس میں درس نظامی میں تکمیل کی۔ کئی جگہ پر امامت کی بالآخر موضع جتیاں لدھیانہ (بھارت) میں رہائش اختیار کر کے درس و تدریس کا کام شروع کیا اور تقسیم ہند و پاک تک یہیں رہے یو۔پی اور مشرقی پنجاب کے علاقوں میں وعظ بھی فرماتے رہے۔ تقسیم کے بعد موضع ادو ورد (نزد آلو مہار شریف) تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ۱۹۴۹ء میں بابا لعل دین مرحوم (متوفی ۱۹۶۵ء) حافظ صاحب کو چہ سربہو مصر لاہور میں لے آئے۔ اسوقت یہاں ایک چار دیواری

Marfat.com

سی تھی۔ جس پر چھت بھی نہ تھی پچیس کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے تھے۔ حافظ صاحب کی کوششوں سے اس چار دیواری کو مسجد کی شکل دی گئی حافظ صاحب نے شب و روز اس محلہ میں تبلیغ فرمائی۔ لوگ اسلام سے بالکل ناواقف تھے۔ حافظ صاحب نے محنت شاقہ سے ان کو اسلام سے روشناس کرایا۔ بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم سے آراستہ کیا۔

انہی ایام میں سیدی و مرشدی خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس علاقہ میں آمد و رفت شروع ہوئی تو حافظ صاحب آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر مرید ہو گئے اور بعد میں خلافت سے بھی نوازے گئے۔

آپ قرآن مجید کی روزانہ ایک منزل پڑھتے تھے۔ تہجد میں پیر و مرشد کے حکم کے مطابق سورۃ یوسف کی بارہ رکعات میں تلاوت ذکر بالجہر بھی فرماتے حزب البحر بعد از نماز فجر و عصر پڑھا کرتے۔ نماز عشاء کے بعد ۱۱۱ بار درود شریف چشتیہ ۱۱۱ بار درود شریف قادریہ اور ۵۰۰ مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہ کا ورد کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں دیگر وظائف بھی آپ کے اوراد میں شامل تھے۔ شروع شروع میں دیوبندیہ مسلک پر قائم تھے۔ بعیت ہونے کے بعد از خود ان عقائد سے توبہ کر لی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ سے نہایت عقیدت تھی۔ اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا سلام اچھے انداز میں پڑھا کرتے تھے اکثر و بیشتر یہ نعت پڑھا کرتے۔

؎
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس طرف چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

نماز پڑھاتے وقت اور نعت پڑھتے وقت اکثر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ نماز تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو تمام مخارج ادا

Marfat.com

کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لحن داودی عطا فرمایا تھا۔ وعظ بھی پُرتاثیر ہوتا تھا۔ نابینا ہونے کے باوجود بہت نفاست پسند تھے۔ کپڑے پر ذرا داغ نہیں لگنے دیتے تھے۔ وفات سے ایک سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۹ء بروز پیر شام سات بجے انتقال فرمایا۔ اگلے دن ظہر سے قبل فقیر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میانی صاحب حضرت نظام الدین لودیاں والی سرکار کے مزار سے چند قدم پر اسی جانب حضرت حکیم نتھو کے قریب لبِ سڑک آپ کا مزار ہے۔ لوح مزار پر تاریخی شعر کندہ ہے ؎

فلاح دنیا و حافظ محمد عبداللہ

۱۳۸۸

دُعا ہے آثم ہو ان پہ فضل اللہ

یہ شعر ماسٹر نذیر احمد آثم (متوفی ۲۵ جون ۱۹۷۴ء) کا ہے بے معنی سا شعر ہے اور تاریخ بھی کسی لفظ سے نہیں نکلتی۔ فلاح دنیا و حافظ عبداللہ کے ۱۳۱۴ اعداد نکلتے ہیں۔ ہاں لفظ دعا کو شامل کیا جائے۔ تو پھر ۱۳۸۸ء نکلتا ہے۔ آپ نے بیعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا۔ صرف دو مرید کیے جن میں ایک جناب ماسٹر اللہ دتہ صاحب (مولد بستی شیخ درویش جالندھر شہر) ولد فتح دین ولد محمد عظیم ولد شادی ہیں۔ موصوف پابندِ صوم وصلوٰۃ اور ذکر بالجہر ہیں۔ صوفیانہ کلام پڑھتے ہیں تو سامعین کو وجد طاری ہوجاتا ہے جامع مسجد کوچہ سدھو مصر لاہور میں رضاکارانہ مؤذن کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ تہجد کے وقت مسجد کا دروازہ کھولتے ہیں۔ فجر کی جماعت سے پیشتر گلی کوچوں میں لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کے لیے واعظانہ اشعار اپنے عجیب انداز میں الاپتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی زندگی اور عمل میں برکت فرمائے

Marfat.com

مولوی نور محمد صاحب

یہ صاحب بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی حیات پاک میں آیا کرتے تھے۔ نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکے۔ چند دن بعد فقیر کی دوکان واقعہ چھتہ بازار لاہور میں تشریف لائے۔ اور دریافت کیا کہ حضرت صاحب کے آخری وقت کون کون صاحب موجود تھے میں نے بتلایا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں رحمت اللہ سرہندی اور ایک شخص عبد الرحمان۔ پھر پوچھا آپ کی کب ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا دو دن قبل

مولوی صاحب۔ کیا گفتگو ہوئی؟

فقیر - کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی۔

مولوی صاحب - اس سے پیشتر کب ملاقات ہوئی تھی؟

فقیر - آپ کی وفات سے آٹھ دن قبل

مولوی صاحب - کیا گفتگو ہوئی؟

فقیر - بہت گفتگو ہوئی۔

Marfat.com

مولوی صاحب۔ کوئی خاص بات ؟

فقیر آپ کی ہر بات ہی خاص تھی۔

مولوی صاحب۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کے لیے کوئی خاص بات کی ہو کوئی فرض سونپا گیا ہو۔

فقیر ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ ہاں۔ میری موجودگی میں ایک مائی صاحبہ آئی تھیں انہوں نے تعویز لیا اور پوچھا پھر کب آؤں، فرمایا "آٹھ دن بعد آنا" مائی صاحبہ نے کہا اگر آپ نہ ہوں تو پھر کس سے تعویز وغیرہ لوں آپ نے فقیر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "اس سے لینا" بس اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ مولوی صاحب نے جو یہ کلمات سماعت فرمائے تو سلام کر کے دوکان سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فقیر حیران و ششدر رہ گیا۔ آج مکمل چوبیس سال کا عرصہ ہوا: ۸۵/۱۵/ فقیر اس معمہ کو نہیں سمجھ سکا اور نہ ہی کوئی دوست سمجھا سکا۔ اس کے بعد آپ کی زیارت نہیں ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ

Marfat.com

خلیفہ محمد سلیم شاہد چشتی مانچسٹر سلمہٗ

سلیم شاہد ۲۴ اپریل ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۵ھ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع امرتسر ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ڈاکٹر حاجی کریم بخش (متوفی ۸ جمادی الثانی ۱۳۸۵/ ۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز اتوار) ولد میاں نبی بخش تھا۔ نبی بخش سکھ تھے۔ اور ڈیرہ بابا نانک سے ہجرت کر کے فتح گڑھ چوڑیاں آ گئے۔ والدہ کا نام اقبال بیگم تھا۔ حاجی کریم بخش اور اقبال بیگم دونوں ہی پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ سلیم شاہد ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان آئے اور لاہور میں قیام کیا۔ ۱۹۵۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ لاہور سے فقیر (علی اصغر چشتی) کے ہمراہ میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعدہٗ ایف اے پنجابی فاضل اور بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر مسجد شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ میں بیعت کی جب کہ حضرت صاحب اعتکاف میں تھے ۳۱ دسمبر ۱۹۶۰ء کو شادی ہوئی اور ۱۹۶۸ء میں مانچسٹر (انگلینڈ) چلے گئے۔ جنوری ۱۹۸۶ء / ربیع الثانی

Marfat.com

۱۴۰۶ھ عمرہ ادا کرنے کے بعد لاہور راقم باد احباب سے ملنے لاہور آئے ہیں۔
بچپن ہی سے دین کے ساتھ لگاؤ تھا۔ مسجد مائی لاڈو لاہور میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس ہوا تھا اسمیں آپ پیش پیش ہوتے تھے۔ بیعت کے بعد زیادہ شوق پیدا ہوا۔ مانچسٹر میں تبلیغ کا کام شروع ہے۔ ہفتہ وار محفل ذکر میں منعقد کراتے ہیں۔ بہت لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ سترہ احباب مستقل طور پر ذکر میں شامل ہوتے ہیں محفل ذکر جمعرات بعد از نماز عشاء ہوتی ہے۔ فقیر (علی اصغر چشتی) سے ان کو خلافت سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ حاصل ہے۔ جناب محمد سلیم شاہد: تلاوت قرآن مجید، ذکر بالجہر دلائل الخیرات اور شجرہ شریف کی پابندی فرماتے ہیں۔ محمد انعام الحق ذکر کی شب ان کے پاس ہی گزارتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ہمشیرہ کی نسبت سلیم شاہد صاحب کے صاحبزادے بشارت سے کر دی ہے۔ سلیم صاحب کی شخصیت پراسرار ہے کہ پاکستان میں آکر بھی اپنے مرشد کے مزار پر حاضری نہیں دیتے کیوں؟ اللہ اعلم۔

اولاد: محمد نعیم شاہد، بشارت، عارف اور محمد عمران چار لڑکے ہیں۔

غزالہ۔ حمیرہ اور طلعت اسرار شاہد تین لڑکیاں ہیں۔

سلیم شاہد صاحب کے ایک چھوٹے بھائی چوہدری محمد امین چشتی ایم اے بی ایڈ فقیر سے نسبت رکھتے ہیں آجکل گورنمنٹ ہائی سکول للیانی ضلع قصور میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ متقی پرہیزگار ہیں ایک بڑے بھائی عبدالرشید بی اے ہیں جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو بھائی عبدالمجید اور عبدالحمید فوت ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

بابا محمد الیاس

ان کا اصل وطن جالندھر (بھارت) ہے، ۱۹۴۷ء میں ہجرت کرکے بیڈن روڈ لاہور میں سکونت اختیار کی۔ ظفر اقبال کی ہوزری واقعہ کوچہ سد موہم میں کام کیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ فقیر کے پاس آ جاتے کرتے تھے تو اسی دوران ان کی ملاقات حضرت صاحب سے ہوئی اور چند دن لعد بیعت ہو گئے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت قبلہ کو حضرت صاحب کہہ کر پکارا ورنہ اس سے پیشتر آپ کو عام طور پر مولوی صاحب اور حکیم صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضرت قبلہ جب مسجد شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے تو نماز جمعہ سے فارغ ہو کر الیاس صاحب کے مکان پر اکثر جایا کرتے تھے اب بہت ضعیف ہو چکے ہیں (۱۹۸۸/۸/۷ء) نرینہ اولاد سے محروم ہیں ایک دختر اصغری بیگم ہے جس کی شادی ہو چکی ہے۔ بابا الیاس پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب جذب ومستی ہیں۔

Marfat.com

بابا رحمت اللہ سرہندی

بابا رحمت اللہ سرہندی ابن شہزادہ ابن سوداگر سرہند شریف کے مہاجر ہیں۔ ۱۹۴۸ء/۱۹۴۹ء میں ان کی حضرت صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی اور بعیت ہوئے۔ طبیعت میں جلالت ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے سخت پابند ہیں اپنے پیرومرشد سے کمال عشق ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر کثرت سے حاضری دیتے ہیں۔ شب قدر داتا ہی حضور گزارتے ہیں اور اس کے لیے سمندری سے سفر طے کر کے آتے ہیں۔ مراقبہ میں اپنی نظر خود آپ ہیں گھنٹوں مراقب ہو کر بیٹھے رہتے ہیں دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی۔ ۱۹۸۲ء میں فریضہ حج ادا کیا ہے۔ ان کی اولاد میں ہدایت اللہ، مشتاق احمد، محمد اسلم، محمد اشرف اور ایک دختر جو ان کے بھائی عبداللہ کے صاحبزادے عبدالغفار سے بیاہی ہوئی ہے۔

ہدایت اللہ صاحب: بابا جی کے سب سے بڑے لڑکے ہیں جو نہایت خلیق۔ ملنسار محنتی

Marfat.com

اور دیندار ہیں، فقر سے نسبتِ چشتی ہے اور والہانہ محبت کرتے ہیں انہوں نے ۱۹۶۸ء میں میٹرک کیا۔ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۵ء ریاض میں ملازمت کی ۱۹۸۲ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ متعدد بار روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور کئی بار عمرہ کیا۔

عالمِ رؤیا میں تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔

۵ جولائی ۱۹۸۶ء سے بحرین میں ملازمت کرتے ہیں۔ میاں ہدایت اللہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں روزانہ پاؤ پارہ قرآن مجید اور شجرہ شریف چشتیہ صابریہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ انکی اولاد میں نسیم کوثر (دختر عمر ۹ سال) شمیم کوثر (دختر عمر ۷ سال) طارق محمود (پسر عمر ۵ سال) موجود ہیں (تحریر ۱۹۸۶ء) چوہدری مہردین ابن محمد اسماعیل مہاجر بسی سرہند شریف (بھارت) بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ غنویہ میں منسلک ہیں۔ یہ نیک آدمی ہیں صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں وظائف بھی پڑھتے ہیں۔ ہدایت اللہ ابن رحمت اللہ سرہندی کے ماموں ہیں موضع ادّو ور تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہیں۔

Marfat.com

الحاج صوفی محمد بشیر انبالوی

صوفی محمد بشیر انبالوی ابن محمد عمر بن کریم بخش انبالہ چھاونی ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء (۱۳ صفر ۱۳۳۷ھ) کو پیدا ہوئے۔

آپ کے والد محمد عمر کریم بخش قصبہ سادھورا ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے اور معروف جلد ساز تھے۔ سادھورا میں حضرت شاہ محی الدین فیض الاعظم قادری گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا مشہور و معروف مزار ہے جو حضرت شاہ محی الدین، عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ محمد بشیر صاحب انبالوی ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور سرگودھا میں ایک ماہ قیام کے بعد لاہور میں محلہ گوردوارہ نانک نگر اچھرہ مکان نمبر ۱ میں رہائش پذیر ہوئے ۱۹۵۲ء میں مکان نمبر ۱۸۱۹/ ڈی کوچہ سدھو مصر اندرون شاہ عالمی میں مکین ہوئے اور تاہنوز (۱۹۸۶) اسی مکان میں رہائش رکھتے ہیں۔

خواجہ عبدالغنی چشتی کی بارگاہ میں حاضری :۔ صوفی محمد بشیر انبالوی کا کاروبار

Marfat.com

ان دلوں نرم تھا۔ اس لیے پریشانی کے عالم میں رہا کرتے تھے اسی مکان کی نچلی منزل میں شیخ[1] نوردین صاحب رہتے تھے۔ یہ صاحب حضرت خواجہ کے پاس جایا کرتے تھے۔ انہوں نے جب صوفی محمد بشیر صاحب کو پریشان دیکھا تو ان کو حضرت خواجہ کی بارگاہ میں جانے کا مشورہ دیا۔ صوفی صاحب، شیخ نوردین کے توسط سے ہی بادامی باغ پہنچے، بلاقات کی ابتدا ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ اس کے بعد آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ایک دفعہ صوفی صاحب نے عرض کیا "حضرت جی! روزانہ تین روپیہ ہی مزدوری مل جایا کرے دُعا فرمائیں" آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ بہت کچھ عطا کرے گا۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں بوقتِ نیم شب ہی بادامی باغ چلا گیا۔ آپ اس وقت یادِ حق مشغول تھے۔ میں نے پریشانی کی حالت میں عرض کیا "حضور دُعا فرمائیں کوئی مستقل کام مل جائے۔" اس پہ آپ جلال میں آ گئے" فرمایا "مستقل! کیا تم مستقل ہو۔ یہ زمین و آسمان مستقل ہیں کہ کام مستقل چاہتے ہو۔" یہ سن کر میری آنکھوں سے چشمے بہہ نکلے اور میری دنیا ہی بدل گئی۔ آپ کے ان الفاظوں نے تمام حجابات دور کر دیئے" جب میں مطمئن ہو گیا تو ارشاد ہوا جاؤ تمام حالات درست ہو جائیں گے۔ دوسرے دن ہی کاروبار مل گیا۔ چند دن بعد حضرت خواجہ تشریف بہ دوکان ہوئے، اور تیس ۳۰ روپے عطا کر کے ارشاد فرمایا

---

[1] شیخ نوردین مذہب سکھ ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ کریم النفس اور فیاض تھے ہر وقت ان کے ہاں مہمان حاضر رہتے تھے۔ مہمانوں کی زیادتی کی وجہ کبھی پیشانی پر بل نہیں لاتے تھے۔ کئی سال تک جامع مسجد کوچہ سدہومدر کے ناظم بھی رہے حضرت خواجہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے بہت پیار تھا۔ شیخ نوردین صاحب بھی حضرت کو دیکھتے ہی دوکان سے باہر آکر آپ کے گھٹنوں کو اتراماً ہاتھ لگایا کرتے تھے ۔ ء میں ان کا انتقال ہوا۔ شیخ نوردین کی بیوی فاطمہ کا بھتیجا محمد صدیق جن بن احمد دین (احمد دین ۸۹ء تک زندہ ہیں۔ عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ ابھی حال تک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں) بھی ۹ء میں داخل ہے، کارپوریشن کالونی ...

"اپنا کاروبار شروع کر لو۔" میں ان روپیوں سے سامان لے آیا اور کام شروع کر دیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے ہمیشہ صوفی صاحب اپنی دوکان کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ تیس روپیہ کی بدولت ہے۔ آپ کی جیبی ڈاری میں ایک پرزہ کاغذ ہر وقت موجود رہتا تھا۔ جس پر لکھا ہوا ہے۔

"یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

یہ حضرت خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی تحریر ہے آپ کا موجودہ مزار شریف بھی ۱۹۶۸ء میں صوفی محمد بشیر صاحب نے تعمیر کرایا اور اس تعمیر میں کسی اور کا حصہ نہیں، تعمیر مزار کا شرف آپ ہی کو حاصل مزار کے باہر اور اندر آپ ہی کے نام کے کتبے نصب ہیں۔ صوفی محمد بشیر صاحب نے دو حج کیے، ایک براستہ خشکی اور دوسرا بذریعہ ہوائی جہاز۔ ۱۹۶۷ء میں لاہور پشاور، تورخم، جلال آباد، کابل، غزنی، قندھار، ہرات اسلام قلعہ (سرحد ایران) یوسف آباد، مشہد مقدس، تہران، بغداد، اردن، عمان، مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کا سفر اختیار کر کے فریضۂ حج ادا کیا۔ واپسی پر تہران، اصفہان، یزد، کریم شاہ، زہدان، میرجادہ، کوہ تفتان، کوئٹہ سے ہوتے ہوئے ۱۳ اپریل ۱۹۶۸ء بروز جمعہ ۷½ بجے شام لاہور پہنچے۔ صوفی صاحب نے مندرجہ ذیل مزارات کی زیارت کی۔

اجمیر شریف (۱۹۵۷ اور بعدہٗ متعدد بار) دہلی میں قطب صاحب و دیگر مزارات، کلیر شریف، کرنال، انبالہ، پانی پت، سہارنپور، سرگودھا وغیرہ میں بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی خواجہ پیر عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے علاوہ بابا جی برکت[1] علی صاحب کی والدہ اور انکے پیر[2] و مرشد کا مزار بھی

---

[1] سرگودھا

[2] حکیم سید امیر الحسن المعروف حکیم بولا (متوفی ۲۲ رمضان ۱۳۶۷ھ)

Marfat.com

تعمیر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ باباجی سے ملاقات ڈاکٹر اصغر صاحب کی وساطت سے ہوئی۔ اور پھر تو صوفی صاحب باباجی صاحب ہی کے ہو کر رہ گئے۔ وہاں ہر کام میں حصہ لیا۔ اپنا تن من دھن سب قربان کر دیا۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار قرآن مجید قلمی کو مجلد کر کے سالار والا کے قرآن محل میں محفوظ فرمانے کا شرف حاصل کیا۔ اور یہ قرآن مجید، بخارا، سمرقند، قندھار، اور افغانستان کے دیگر مقامات سے لوگوں سے خرید کیے۔ ایک قرآن مجید قلمی نسخہ کا دو ہزار روپیہ سے دس ہزار روپیہ تک ہدیہ دیا اور بغیر کسی حرص و لالچ کے بہترین جلد سے مجلد کر کے قرآن محل کی زینت بنا دیا یعنی کنوؤں اور غاروں سے نکال کر مزین محل میں محفوظ کر دیا۔ بزعم صوفی صاحب یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو انہوں نے سرانجام دیا اور کارہائے نمایاں پر ان کو حضرت باباجی صاحب کی طرف سے دو سرٹیفکیٹ عنایت فرمائے گئے۔ جو زیب و زینت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔

۱۔

دلربائے من قربانت شوم

حاجی محمد بشیر انبالوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'!

قرآن کریم کی عظمت تیری خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ (یاحی یاقیوم) اور نہ ہی تیری کارکردگی کو کسی بھی پردوں میں چھپایا جا سکتا ہے۔

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

Marfat.com

۲- محترم حاجی محمد بشیر انبالوی :- انبالہ بک بائنڈنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور۔ ہمارے دوست دارالاحسان کے محسن حاجی محمد بشیر بن محمد عمر حال مقیم شیش محل روڈ لاہور نے قرآن کریم، کتب دارالاحسان، دفاتر دارالاحسان کی ایک لاکھ کے لگ بھگ جلد بندی کی ہے۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اس عظیم کار کا انہیں کوئی کیا بدلہ دے سکتا ہے؟ اللہ تبارک تعالیٰ ہی دے۔ جزاک اللہ خیراً فی الدارین آمین آمین آمین۔

چند جلدوں کے متعلق فرمایا جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ایسی جلد اور اتنی جلدیں فی سبیل اللہ شاید کسی نے نہیں بنائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فنکار نے اس ایک ہی جلد پہ نہیں اسی قسم کی درجنوں جلدوں پہ اپنے فن کا عالمگیر مظاہرہ کیا ہے جو بھی سیاح دیکھتا ہے۔ عش عش کر اٹھتا ہے اور فکر کی تائید کرتا ہے ماشاء اللہ میں اپنے محسن کو اگر اعظم بھی کہوں تو بے جا نہیں (میں ان) کا شکریہ ادا کر کے اور یہ دعا کر کے کہ اللہ رب العالمین ذو الفضل العظیم اپنے فضل و کرم سے آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اعلیٰ درجے کی ہدایت و صلاحیت بخشے اپنا فضل فرمائے اپنی رحمت اور برکات نازل فرمائے۔ اپنا فرض ادا کر دیا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم آمین آمین آمین

دستخط

۸ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

باباجی صوفی برکت علی لدھیانوی مدظلہ، آج کل دو سو ہ ضلع فیصل آباد میں تشریف رکھتے ہیں وہاں بھی ایک قرآن محل تعمیر کیا ہے۔ باباجی حکیم امیر الحسن صاحب

Marfat.com

سہارنپوری کے مرید ہیں اور حکیم صاحب قاری عبدالکریم صاحب دنفیر پور سرگودھا متوفی ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء داپریل ،مئی)) کے خلیفہ تھے۔ ان کے حالات احوال العارفین مصنفہ حافظ غلام فرید کے ص۳۴۵ تا ص۳۵۳ پر موجود ہیں۔ سلسلہ قادریہ رزاقیہ نقشبندیہ غفوریہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ غفوریہ کے تمام بزرگ مسلکِ دیوبند کے پیروکار ہیں۔

صوفی حاجی محمد بشیر د باباجی صوفی برکت علی لدھیانوی ۱۸ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ / ۳۰ جنوری ۱۹۸۶ء موجود ہیں۔

نوٹ :۔ صوفی محمد بشیر صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت جی دخواجہ عبدالغنی چشتی صابری) کا مرید ہوں اور نہ ہی باباجی کا مرید ہوں اور خلافت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور صوفی صاحب نے یہ بھی انکشاف کیا کہ باباجی کسیکو بھی بیعت نہیں کرتے ان کا مقام بہت بلند ہے دفقیر کی سمجھ سے بالاتر بات ہے کہ بیعت نہ کرنا کونسی بلندی ہے۔ جب کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بیعت فرمایا کرتے تھے اور قرآن مجید میں بھی بیعت کا حکم موجود ہے واللہ اعلم بحالہم)

غلام عباس پٹواری :۔ افضل آباد، کوٹ رادھاکشن ضلع قصور کے باشندے ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں جب کہ فقیر الیکشن کمشنر آفس لاہور میں ملازم تھا ملاقات ہوئی اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں فقیر سے بیعت ہوئے رفیق القلب اور حلیم الطبع انسان ہیں۔ ان کے والد اہلِ حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

پیر شاہ ولی اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ بستی مٹھو صاحب جالندھر کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ امیر حمزہ خاں کے بہنوئی تھے۔ آپ بہت سخت گیر اور متکبر تھے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر مزارعین کو بڑی بڑی سزا دیا کرتے

Marfat.com

تھے۔ آپ کی توبہ کا واقعہ طویل ہے کہ ایک مزارع نے آپ کی اجازت کے بغیر کچھ سبزی منڈی میں جا کر فروخت کر دی۔ آپ نے اسکو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ جب گھر آئے تو دیکھا کہ آپ کی بیوی مسماۃ منّی پر اناج سے بھرپور غلہ دانی گر چکی ہے اور جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ مسماۃ منی چند دن بعد فوت ہو گئیں۔ اس واقعہ نے آپ کی زندگی میں تغیر پیدا کر دیا سختی کی جگہ حلیمی اور تکبر کی جگہ عاجزی نے لے لی۔ آپ کی میٹرک تک تعلیم تھی۔ اب جالندھر شہر میں درس نظامی کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ اور بستی مٹھو صاحب کی بڑی مسجد میں رضاکارانہ امامت و خطابت کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی اس اچانک تبدیلی پر بہت سے لوگ تائب ہو کر نماز روزے کے پابند ہو گئے اور مسجد جو بہت دیر سے غیر آباد تھی۔ فقیر نے ان کی زیارت کی

اور قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی ان سے پڑھا۔ انہوں نے مسجد کے دو برآمدے جو شہید ہو چکے تھے از سرِ نو بنائے، سکھ شاہی میں مسجد کو بارود خانہ بنایا گیا تھا۔

جس سے اسکے گیارہ دروازوں کے کواڑ جل گئے تھے۔ اپنی زمین سے دیو قامت درخت کٹوا کر کواڑ بنوا کر مسجد میں لگوائے۔ گویا مسجد کی آبادی کے لیے بہت کام کیا۔ ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) کے ماہ رمضان میں بخار ہوا بالآخر شوال المکرم ۱۳۶۶ھ کو وفات پائی۔ اپنے آبائی قبرستان روضہ حضرت مٹھو صاحب رح کے مشرق میں دفن ہوئے۔ مرشدی حضرت مولانا عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی۔ پیر شاہ ولی اللہ خان کی ایک صاحبزادی بسم اللہ اور ایک لڑکا بازید احمد تھا۔ بازید احمد آج کل ضلع شیخوپورہ میں آباد ہے۔

بابو محمد دین مرحوم سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ لاہور

بابو محمد دین مرحوم، حاجی غلام مصطفیٰ جالندھری ؒ متوفی یکم شعبان ۱۳۶۹ھ ۱۳۶۹ھ

Marfat.com

مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۰ء) کے بیٹے ماسٹر فیروزدین جالندھری (متوفی ۸ ربیع الاول ۱۳۸۹ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۹) کے چھوٹے بھائی تھے۔ والدہ کا نام عابدہ بی بی (متوفیہ ۲۰ رجب ۱۳۷۲ء بمطابق ۵ اپریل ۱۹۵۲ء) ہے۔ آپ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ بی اے بی ٹی کر کے اسلامیہ ہائی سکول جالندھر (برلب سڑک کپورتھلہ نزد بستی مٹھو صاحب) میں بطور ریاضی ٹیچر تعینات ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں مستنصر باللہ صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب کی ٹرانسفر ہوئی تو شیخ عبدالحق صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر اور بابو محمد دین سکینڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے لاہور تشریف لاتے اور اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔

اگست ۱۹۴۸ء میں فقیر انارکلی میں جا رہا تھا تو اچانک آپ سے ملاقات ہوئی آپ نے فقیر سے پوچھا تم آج کل کیا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا" والد صاحب فوت ہو گئے ہیں، میں ابھی کوئی کام نہیں کر رہا، فرمایا کہ موہنی روڈ آجانا۔ آپ کی ملاقات میرے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوئی۔ کہ تعلیم کا اجراء ہوا ورنہ نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتا پھرتا۔ لاہور کے اساتذہ میں آپ کا چوتھا نمبر تھا۔ صبح سے شام تک پڑھاتے رہتے اور کبھی نہ تھکتے۔ موسم برسات کی چھٹیوں میں بھی فری تعلیم دیتے۔ بعض طلبا مزید پڑھنا چاہتے تو انکو اپنے بھائی فیروز دین صاحب کے مسلم ہوٹل چوک گوالمنڈی لاہور میں رات کو بارہ بجے تک فری پڑھاتے رہتے۔ ریاضی پڑھاتے پڑھاتے دین اسلام کے موضوع پر اکثر و بیشتر گفتگو فرماتے یہاں تک کہ سکول ٹائم ختم ہو جاتا۔ درویش منش انسان تھے۔ درویشوں سے عقیدت تھی۔ مرشدی مولانا عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے آپ کا انتقال ۲۲ جنوری ۱۹۸۲ء بروز اتوار ہوا۔ آپ کی قبر جنازہ گاہ لاہور سے قبرستان میں داخل ہوں تو مزار حضرت نظام الدین لودیانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیس قدم پہلے برلب سڑک بائیں جانب زاہد محمود عرف سائیں بابا کی قبر ہے۔ اسی قبر کے ساتھ ساتھ بابو جی اور ان کے خاندان کی قبور ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں

Marfat.com

فقیر صلاح الدین صاحب اور ضیاء الدین صاحب سے آشنا ہے۔ یہ دونوں صاحبزادے فقیر کے ہم جماعت تھے۔ فقیر نے بابو جی سے تین سال تعلیم حاصل کی۔

مولانا قاری محمد حسین فاضل دیوبند رحمۃ اللہ علیہ

تقسیم پاکستان سے قبل آپ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر کے کسی سکول میں عربی پڑھاتے تھے۔ اسی دوران آپ نے ایک گرامر کی کتاب جو عربی افعال اردو اور انگریزی کی تمثیلات پر مشتمل تھی تصنیف فرمائی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ لاہور میں تشریف لائے اور ماڈل ٹاؤن میں رہائش اختیار کی۔ موہنی روڈ میں ایک خالصہ ہائی سکول تھا جو بابو محمد دین مرحوم نے الاٹ کرا کر اسکا نام اسلامیہ ہائی سکول رکھا۔ مولانا محمد حسین مرحوم اس سکول میں عربی ٹیچر کی حیثیت سے تشریف لائے۔ آپ لائق انسان تھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں کافی دسترس حاصل تھی بلکہ ہر سہ زبان میں شعر بھی کہا کرتے تھے فقیر کو آپ کی صحبت میں رہنے کا چھ سال تک موقعہ ملا اور آپ سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ دیوبند سے تعلیم حاصل کی تھی لیکن بزرگان دین سے بہت عقیدت تھی۔ ہمیشہ ماڈل ٹاؤن سے آکر حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں مولانا عبدالحنان صاحب کے پیچھے نمازِ جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کو فقیر سے بہت پیار تھا۔ ہمیشہ نظر کرم فرماتے بلکہ فخر فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھار بادامی باغ لاہور سیدی مرشدی مولائی عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ جب کبھی تاریخی قطعہ یا تاریخی نظم کا ارادہ کرتے تو مادہ تاریخ کا استخراج حضرت مرشدی سے کراتے۔ آپ کا ایک لڑکا لندن میں رہتا تھا۔ جب وہ آپ سے ملنے کے لیے آیا تو کھانے سے پیشتر اسکا اسلامی امتحان لیتے۔ عقائد اور اعمال کے بارے میں سوالات کرتے جب اطمینان کر لیتے کہ عقائد اور اعمال میں صحیح العقیدہ و صحیح العمل ہے

Marfat.com

تو پھر اسکے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمائے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ نے سکول میں آنا چھوڑ دیا۔ آپ کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں چل سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑ کروڑ رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حبیب اللہ مرحوم سرہندی و محمد اظہر سہیل سلّمہٗ آپ سرہند بسی (بھارت) کے رہنے والے ہیں۔ تقسیم ہند و پاک کے بعد پرانی انارکلی بازار زرگراں لاہور (دھوبی منڈی) میں رہائش اختیار کی۔ ۱۹۵۴ء میں بابا رحمت اللہ سرہندی کے توسّل سے ملاقات ہوئی۔ تو حبیب اللہ اور ان کی صاحبزادی جمیلہ سلسلہ چشتیہ صابریہ سے منسلک ہوتے۔ حبیب اللہ نماز کے پابند نہ تھے۔ سلسلہ میں داخل ہوکر تہجد کے بھی پابند ہوتے۔ ۳۰ رمضان ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں انہوں نے وفات پائی۔ ان کے دو صاحبزادے عصمت اللہ ٹھیکیدار اور چوہدری ناصر ہیں۔ چوہدری ناصر نے دو شادیاں کیں لیکن طلاق دے دی۔ ریلوے میں ملازم ہیں اور اپنے ★ بھائی عصمت اللہ کے پاس رہتے ہیں۔ عصمت اللہ صاحب کے بڑے صاحبزادے اظہر محمود سہیل ۱۴ مئی ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ یہ برخوردار پیدائشی نیک خصلت ہیں فقیر جب سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور سے اپنی ڈیوٹی بجا کر واپس آتا تو عموماً برخوردار، مجھے حضرت شہاب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ متصل اورینٹل کالج لاہور کے قریب اپنے ہم مکاتب کے ہمراہ ملتے۔ موصوف بھاگ کر آتے اور سلام کرتے رفتہ رفتہ فقیر کے پاس آنا شروع کر دیا اور حلقہ ذکر و درس میں حاضری دینے لگے ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ ۱۹۸۱ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے۔ موصوف صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے۔ حضرت داتا گنج بخش، زبدۃ الانبیاء، بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ عبدالعزیز مکی، حضرت جان اللہ چشتی لاہوری، خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دی ہے۔ حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری،

Marfat.com

صاحبزادہ پروفیسر محمد افضل حق خالد کی صحبت کی ہے۔ خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت کی۔ برخوردار نے یوں بیان کیا کہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ میری مجرم کی سی حیثیت ہے میرا مقدمہ خواجہ صاحب کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے نہایت شفقت سے آزاد فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ موصوف گرچہ نوجوان ہیں لیکن دین سے پورا پورا لگاؤ ہے ہر جمعہ کو باقاعدگی سے صبح و شام فیقر کی محفل درس و حلقہ ذکر میں شمولیت کرتے ہیں۔ قرآن مجید دلائل الخیرات باقاعدگی سے تلاوت کرتے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی قیصر محمود نے اس مرتبہ (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶) محکمہ انہار لاہور کی جامع میں اعتکاف کیا۔ اللّٰھم زد فزد۔

★ ان کی جدہ مکرمہ مسماۃ کریمن صالحہ عورت تھیں۔ کلمہ شریف کے ورد میں ان کا انتقال ہوا۔ مسماۃ کریمن کی حقیقی بہن مسماۃ جیین بھی صالحہ مسلمہ ہیں صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا عبد الغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد بار زیارت کی ہے بلکہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت پیار بانو کی بھی زیارت کی۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بہت شوق ہے (اللہ تعالیٰ پورا فرمائے) ان کے خاوند رُلیا کی وراثت سے ان کو دو کلے اراضی ملی ہے۔ اسکو فروخت کرکے حج کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آج مورخہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ (۲۰ جون ۱۹۸۶ء) بروز پیر صبح ۸ بجے سلسلہ میں داخل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے آمین۔ اگرچہ ان پڑھ ہیں لیکن شجرہ شریف قادریہ چشتیہ زبانی یاد ہے۔ روزانہ ۲۲۲ مرتبہ درود شریف قادریہ و چشتیہ پڑھ کر سوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ جیین حج تو نہ کرسکیں البتہ دو کلے زمین مسجد کو ہبہ کردی۔ مسجد میں گرہ خود سے سپیکر لگوا کر دیا۔ محترمہ مسجد کی صفائی کرتی تھیں اور وضو کے لیے پانی بھرتی تھیں۔ ۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۸۹ء بروز پیر سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کو گئیں راستہ میں

Marfat.com

بیمار ہو گئیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

چوھدری محمد امین چشتی سلمہٗ محمد امین چشتی ابن حاجی کریم بخش مرحوم ابن نبی بخش، خلیفہ محمد سلیم شاہد چشتی مانچسٹر والوں کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ۲ دسمبر ۱۹۳۹ھ کو ڈیرہ بابا نانک (فتح گڑھ چوڑیاں) ضلع امرتسر بھارت میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے لاہور آ گئے۔ ۱۹۵۶ء میں ایم سی ہائی سکول مزنگ لاہور سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۶۲ء میں اسلامیہ کالج سول لائن لاہور سے بی اے ۱۹۶۴ میں ملتان سے بی ایڈ، اور ۱۹۶۷ء میں ایم اے اردو پرائیویٹ کیا۔ اسکے ساتھ ساتھ ملازمت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں گورنمنٹ ہائی سکول للہ شریف ضلع جہلم میں بطور ٹیچر تعینات ہوئے۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء تا ۹ ستمبر ۱۹۶۷ء پنڈورہ ٹریننگ سنٹر راولپنڈی میں بطور انسٹرکٹر ۹ ستمبر ۱۹۶۷ء تا ۳۱ مئی ۱۹۷۱ء گورنمنٹ ہائی سکول ڈی اے، دی کالج روڈ راولپنڈی میں سینئر انگلش ٹیچر ملازم ہیں۔ یکم جون ۱۹۷۱ء تا ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء بطور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی کام کیا۔ ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء تا ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء پھر گورنمنٹ ہائی سکول ڈی اے دی کالج روڈ راولپنڈی میں بطور سکینڈ ماسٹر، یکم ستمبر ۱۹۸۴ء تا ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مورت ضلع اٹک اور ۲ اگست ۱۹۸۵ء سے تا دم تحریر (۳۰ جون ۱۹۸۶ء) گورنمنٹ ہائی سکول للیانی (مصطفیٰ آباد) ضلع قصور میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہیں۔ فقیر ان کی جائے ملازمت پر جا کر ان سے ملاقات کرتا رہا

محمد امین چشتی صاحب نوجوانی ہی سے دین کی طرف راغب ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں جب کہ یہ بی اے کلاس کی تیاری کر رہے تھے۔ فقیر سے چھتہ بازار لاہور دوکان پر آ کر عربی پڑھتے رہے، حضرت مولانا عبد الغنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے متعدد بار شرف یاب ہوئے۔ حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی مسجد میں آپ کی اقتداء میں کئی بار نماز جمعہ ادا کی۔ علاوہ ازیں مولانا

Marfat.com

محمد عمر اچھروی مولانا عبد النبی کوکب صاحبزادہ فیض الحسن، علامہ ابو الحسنات، علامہ ابو البرکات پیر دیول شریف، بابو جی غلام محی الدین گولڑوی، صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی خواجہ مطلوب الرسول للہ شریف، حضرت پیر محمد کرم شاہ، حضرت مولانا محمد عارف اللہ شاہ قادری آف راولپنڈی علامہ احمد سعید کاظمی، مولانا عبد الغفور ہزاروی دیوان صاحب پاک پتن شریف، حافظ خادم حسین خطیب مائی ماڈو، حافظ محمد عبد اللہ چشتی خلیفہ سیدی و مرشدی رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت کیں اور ان کے مواعظ سے استفادہ کیا۔ حضرت داتا گنج بخش، پیر مہر علی شاہ، مولانا عبد الغنی چشتی کے مزارات کی زیارت کیں۔ محمد امین صاحب نیک سیرت انسان ہیں فقیر کے ساتھ بہت محبت رہی ہے۔ فقیر کو ان کے ساتھ والہانہ محبت ہے۔ صوم وصلوٰۃ اور اپنے وظائف کے بہت پابند ہیں حتی الوسع جماعت کی پابندی کرتے ہیں۔ اپنے دینی دنیوی فرائض سے کوتاہی نہیں کرتے۔ حال ہی میں خواب بیان کیا کہ ایک محفل میں حضرت داتا گنج بخش، حضرت عزیز الدین مکی حضرت شاہ ابو المعالی، حضرت میاں میر بالا پیر و دیگر بزرگان تشریف فرما ہیں، میں نے ان کے پاس جانا چاہا تو دربان نے روک دیا۔ اس کے بعد حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ ان کی اولاد میں آٹھ لڑکیاں اور ایک لڑکا محمد حماد متولد ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا آخرت میں سرخرو فرمائے۔

حاجی فقیر محمد صاحب خالد سلمہ

حاجی فقیر محمد ابن چوہدری نندھی ۱۶ مئی ۱۹۴۰ء کٹڑہ حکیماں تیہرا امرتسر بھارت میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ محترمہ مسماۃ حسین بی بی پارسا عورت تھیں، ہمہ وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی سختی سے پابندی کرتی

Marfat.com

تھیں۔ فقیر سے بہت محبت تھی۔ فقیر جب ان کے گھر (مکھن پورہ لاہور) جاتا تو یہ عید سی خوشی مناتی تھیں۔ ان کے انتقال سے چند روز قبل فقیر ان کے ہاں گیا تو یہ فقیر سے لپٹ گیئں اور میاں صاحب کا یہ شعر پڑھا۔

ے او یار حولے رب دے میلے چار دناں دے

اوہ دن عید مبارک ہوسی جس دِن پھیر ملاں گے

اس کے بعد فقیر ان سے ملنے گیا تو گفتگو نہ ہو سکی کیونکہ بوجہ بیماری بیہوش تھیں۔ اللھم اغفرھا ونور قبرھا۔

حاجی فقیر محمد، خلیفہ محمد سلیم چشتی و چوہدری محمد امین چشتی کے بہنوئی ہیں ان کی بیوی کا نام سعیدہ اختر ہے جو نہایت سعادت مند عورت ہے۔ ان کی شادی ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔ سلیم چشتی وامین چشتی کے توسّل سے فقیر محمد صاحب ۱۹۶۰ء میں مجھ سے ملے اور اسی سال جامع مسجد تاجے شاہ گوالمنڈی لاہور میں بعیت کی۔ تادم تحریر ان کی فقیر سے ۲۶ سالہ صحبت ہے۔ اس دوران انہوں نے کبھی دنیوی مقصد کے لیے دعا نہیں کرائی۔ حلقۂ ذکر میں ہر جمعہ بعد از نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر کوچہ سد ہو مصر لاہور (شاہ عالمی۔ متصل شوبار کیٹ) حاضر ہوتے ہیں۔ لنگر میں روٹی انہی کے گھر سے تیار ہو کر آتی ہے۔ انہوں نے اگرچہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا لیکن زیارت نہیں کی۔ البتہ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث، علامہ ابوالبرکات مولانا غلام دین انجمن شباط مولانا عبد الغفور ہزاروی، صاحبزادہ فیض الحسن آلومہار شریف مولانا شاہ عارف اللہ قادری راولپنڈی مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، علامہ قاضی عبد عبدالنبی کوکب حضرت صاحبزادہ میاں ظہورالحق چشتی صابری سراجی سجادہ نشین گوردا سپور شریف، صوفی نوابدین چشتی صابری سراجی (فتح گڑھ) لاہور مولانا صاحبزادہ غلام ربانی چشتی صابری

Marfat.com

ابن فاتح مزار یت مولانا نوابدین چشتی صابری سراجی تنکوہی ۔ مولانا فضل حق چشتی صابری برادرِ خورد پیدی مرشدی، صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ حضرت حافظ محمد عبداللہ مرحوم کی زیارت کی ۔

جب فقیر محمد صاحب نے یہ فقہ کا مسئلہ سنا کہ جس کے پاس دو مکان ہوں ۔ ایک مکان میں رہائش دوسرا کرایہ پر دیا ہو اور اس کرایہ پر گذارہ نہ ہو تو ایک مکان بیچ کر حج کا فریضہ ادا کرے کیونکہ رہائش کے لیے ایک مکان کافی ہے ۔ دوسرا زائد ہے توحج فرض ہوا ۔ لہذا ۱۹۸۲ / ۱۴۰۲ھ میں حج کے لیے گئے ۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں روزانہ ایک پارہ قرآن مجید ، دلائل الخیرات کی تلاوت کرتے ہیں ۔ اشراق بھی پڑھتے ہیں ۔ ان کی تین لڑکیاں اور تین لڑکے عرفان خالد ، عمران خالد اور رضوان خالد ہیں ۔ عرفان خالد نے امسال (۱۹۸۶) میٹرک کا امتحان دیا ہے ۔ فقیر محمد صاحب کی دو ہمشیرہ چراغ بی بی خورشید بیگم ۔ خورشید بیگم کا خاوند منظور احمد ، غلام رسول ابن چراغ بی بی ، سعید عرف گوگا ابن منظور احمد بھی سلسلہ میں داخل ہیں ۔ دونوں بیبیاں اور غلام رسول صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں ۔ مسماۃ چراغ بی بی بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتی ہے ۔ سنہ ۱۹۹۰ میں خالد نے اپنی بیوی سعیدہ منظور احمد ، ہمشیرہ خورشید کے ہمراہ دوسرا حج ادا کیا ۔

مرزا محمد جاوید خالد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

مرزا محمد جاوید خالد ابن مرزا عبد الرحمان بیگ ابن مرزا مولوی محمد حسین ابن علی بخش ابن مرزا لدا بیگ ۔

یکم اپریل ۱۹۶۳ء (۱۳۸۳ھ) پاکستان منٹ لاہور میں پیدا ہوئے ان کے والد مرزا عبد الرحمان ۱۹۴۷ء میں پٹی ضلع امرتسر (بھارت) سے ہجرت کرکے پاکستان آئے ۔ اور لاہور میں قیام کیا ۔ مرزا مولوی محمد حسین نے بجہ ، ر ، کالی بازار وچھو والی میں قیام کیا ان کے دوسرے صاحبزادے مرزا عبدالمجید اور مرزا عبد الرشید بعد ہ کالی بازار وچھو والی شاہ عالمی لاہور میں قیام پذیر ہوئے

Marfat.com

مرزا محمد حسین اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ فقیر کی ان سے ملاقات رہی جب کہ فقیر تا ہنوز طالب علم تھا۔ یہ صاحب مسجد مہاجرین وچھووالی میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اس وقت وچھووالی میں یہی ایک مسجد تھی۔ فقیر کی ان سے مسجد میں ملاقات ہوئی۔ لیکن بوجہ اختلاف مسلک قلبی لگاؤ نہ ہو سکا۔ ۱۹۷۰ء میں مرزا عبدالرحمان پاکستان منٹ سے انتقال مکانی کر کے کوچہ سدھو مصر شاہ عالمی لاہور میں مقیم ہوئے۔ اسی دوران ۸ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ کو مرزا جاوید مدرسہ تنویر الاسلام میں داخل ہوئے۔ اپنی قابلیت اور اخلاق کی وجہ سے جلد ہی مدرسہ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ ان دنوں مدرسہ ہذا میں تقریری مقابلے ہوا کرتے تھے اور بڑے بڑے علماء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ مرزا جاوید نے بھی تقریری مقابلہ میں حصہ لینا شروع کیا اور امتیازی مقام حاصل کیا۔ ان کی تقریر میں خلوص اور جاذبیت ہوتی تھی۔ ۱۹۷۵ء میں مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی سیرت پر تقریری مقابلہ ہوا۔ تو مرزا جاوید مجمع پر چھا گئے۔ اور دوسری پوزیشن حاصل کی۔ مرزا جاوید کو فقیر سے والہانہ محبت ہے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ ان پر اہل خانہ کی جانب سے بہت پابندیاں لگائی گئیں بلکہ ایک مرتبہ ان کو پیٹا بھی گیا اور سر منڈوا دیا لیکن انہوں نے ان تمام بند سلاسل کو توڑ دیا اور ایسا لائحہ عمل اختیار کیا کہ ان کے سب گھر والے فقیر سے محبت کرنے لگے۔ فقیر کے احباب میں اس لحاظ سے مرزا جاوید سب سے ممتاز ہیں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ لبریز ہے۔ ایک مرتبہ کسی کے اعتراض پر تحریراً بیان کیا کہ میں اللہ اور رسول کی محبت کے سامنے اپنے والد کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس بیان سے جماعت میں اور خصوصاً فقیر کے دل میں ان کی محبت چار گنا ہو گئی۔ مرزا جاوید صوم وصلوٰۃ کے پابند عشق رسول کے حامل، ذاکرین میں سے سب سے بلند مقام ذاکر بلکہ ذکر کی جان ہیں ان کے محفل ذکر میں شامل ہوتے ہی ذاکرین میں ایک ولولہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ان کے درجات بلند کرے۔ فقیر جب حج کے لیے گیا ۱۳۹۹ھ تو وہاں ان کا ایک پُردرد خط ملا جس میں انہوں نے اپنی بیماری کا ذکر کیا تھا۔ اور دعا کی التجا کی تھی۔ فقیر کو ان کا خط حرم کعبہ میں نماز ظہر کے فوراً بعد ½۱۲ بجے ملا۔ فقیر پر ان کی تحریر کا بہت اثر ہوا اسی وقت تپتی دوپہر میں طواف کیا اور ان کے لیے دُعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی اور انکو مکمل صحت ہوئی۔ ۸ رمضان ۱۳۹۴ھ رد ۱۱ تا ½۱۲ میں سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی۔ سلسلہ سے انتہائی محبت رکھتے ہیں۔ ان کی صفات میں سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ کبھی کسی کی برائی یا شکایت فقیر کے روبرو بیان نہیں کی۔ جفاکش اور محنتی انسان ہیں۔ شومارکیٹ لاہور میں ان کی دوکان ہے۔ دوکان کا نام احسان شو کمپنی ہے ۱۹۸۲ء میں میٹرک لاہور میں پاس کیا۔ ان کی والدہ کا نام اقبال بیگم بنت احمد علی ہے۔ اپنے تمام بھائیوں میں ہر لحاظ سے ممتاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے (تحریر ۲۴ شوال ۱۴۰۶ / ۲.۷.۸۶) ان کا ذکر جناب عبدالحی بانکا سے قبل اس لیے کیا گیا کیونکہ یہ ان سے ۱۱ گھنٹے قبل سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اگرچہ عبدالحی بانکا مدرسہ میں پہلے داخل ہوئے۔ اور ان کی خدمات بھی بہت زیادہ ہیں۔

مرزا جاوید کو دلائل الخیرات۔ حزب البحر، قصیدہ بردہ اوراد فتحیہ، دعائے حیدری، دعائے مغنی، دعائے سیفی کی اجازت ہے۔

Marfat.com

جناب عبدالحئی بازکا چشتی سلمہٗ اللہ تعالیٰ

عزیزم عبدالحئی چشتی ابن بالوا احمد دین ابن محمد دین ابن   گوجرانوالہ
میں ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء مطابق ۸ پوہ ۲۰۱۳ ب
کو پیدا ہوئے۔ ان کا تاریخی نام مغیث گلزار / ۱۹۵۶ ہے۔ ان کی والدہ کا
نام مسماۃ بشیراں بنت عبدالغنی ہے۔ ان کے والدین ۱۹۴۷ء میں لدھیانہ بھارت
سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر لاہور میں آ گئے۔ تادم
تحریر مکان ۱۸۱۲/ڈی کوچہ سدہو مصر متصل شو مارکیٹ اندرون شاہ عالمی میں
رہائش پذیر ہیں۔ ان کے دادا محمد دین، والدگرامی بالوا احمد دین اور چچا ظفر اقبال
سلسلہ قادریہ نوشاہیہ غفوریہ میں بیعت ہیں۔ ان کا سلسلہ یوں ہے بالوا احمد دین مرید
مولانا صوفی محمد رمضان لدھیانوی (متوفی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ بمطابق ۲۰ مئی
۱۹۷۴ء بروز پیر مزار لائل پور) کے اور یہ مرید بابا غلام نبی (متوفی ۹ رمضان
۱۳۴۵ھ مزار پھاگلہ ضلع جالندھر) کے اور یہ مرید بابا روشن شاہ (متوفی ۹ رمضان

Marfat.com

۱۳۵۵ھ مزار لدھیانہ اپنے مرید کے بعد فوت ہوئے ۔ مطابق تحریر شرافت نوشاہی) کے اور یہ مرید بابا ساون شاہ موضع راہوں ضلع جالندھر (متوفی تاریخ نہیں ملا ۔) کے اور یہ مرید شیخ سرفراز شاہ پٹیالوی (تاریخ وسن نہیں ملا ۔) یہ مرید سید جعفر شاہ (متوفی ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء) کے اور یہ مرید میاں عبد الغفور قادری نوشاہی (۳۰ مئی ۱۷۷۲ء اٹھواں سوج ۱۸۲۹ ب بمطابق ۱۷ جمادی الاخریٰ بروز بدھ ۱۱۸۶ھ مزار بستی دانشمنداں جالندھر) کے اور یہ مرید حافظ قائم الدین پاک پتنی (۲۷ ربیع الثانی ۱۱۵۵ھ مطابق یکم جولائی ۱۷۴۲ء مزار پاک پتن شریف ۔ ان کا گنبد میاں عبد الغفور صاحب نے تیار کروایا) کے اور یہ مرید شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی (متوفی ۱۱۲۰ھ ۱۷۰۸ء) کے اور یہ مرید شیخ الاسلام حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش (متوفی ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ مزار موضع ساہن پال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) کے اور یہ مرید شاہ سلیمان نوری قادری (متوفی ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء مزار بھلوال شریف) کے اور یہ مرید حضرت شاہ معروف قادری چشتی اولاد از شیخ الاسلام شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۸۷ھ / ۱۵۷۹ء مزار اوچ شریف) امام نوشاہیہ کے رحمہم اللہ عزیزم عبد الحیٔ کے والد بابو احمد دین نہایت خلیق ، ملنسار اور جذبہ خدمت خلق کے مالک ہیں ۔ ان کی والدہ بھی انہی اوصاف سے متصف ہیں ۔

سیدی مرشدی خواجہ عبد الغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جب فقیر سے ملنے تشریف لاتے ۔ نو گلی کے موڑ پر بابو احمد دین اپنے کام میں مشغول ہوتے تھے ۔ آپ ان کی پشت پر ہاتھ مار کر فرماتے کہ یہ ہمارے خاندان سے ہے یہ اشارہ عبد الحیٔ کی طرف ہی تھا ۔ عزیزم عبد الحیٔ عرف بانکا چشتی ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق مارچ ۱۹۶۹ء تیرہ سال کی عمر میں مدرسہ تنویر الاسلام میں داخل ہوئے مدرسہ میں یہ چھٹے طالب علم ہیں ۱۹ اپریل ۱۹۷۱ مطابق ۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۱ء میں قرآن مجید کی تکمیل کی اور اپنی قابلیت کی بنا پر پندرہ سال کی عمر میں مدرسہ ہذا میں استاد

مقرر ہوئے۔ اور تادم تحریر (۲۰ شوال ۱۴۰۶ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۸۶ء) بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ تقریری مقابلوں میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں ۱۹۷۳ء میں حضرت علامہ قاضی عبدالغنی کوکب رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد حنیفہ بلال گنج لاہور (اسلام گنج) میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریری مقابلہ کرایا تو انہوں نے اس میں حصہ لیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی اور مفکرِ اسلام مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے نے ان کو پہلا انعام اپنے دست مبارک سے دیا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۷۳ء میں جامع مسجد صدیق اکبر کوچہ سدہو مصر لاہور میں حضرت سیدنا صدیق اکبر کی سیرت پر تقریری مقابلہ ہوا۔ تو آنجناب نے پھر پہلا انعام حاصل کیا۔ اس طرح کئی مقابلوں میں پہلا، دوسرا اور تیسرا انعام حاصل کیا۔ ۱۹۷۳ء میں بزم معاذ و معوّذ کا قیام عمل میں لایا گیا تو مدرسہ کے طلبا نے ان کو اپنا صدر منتخب کیا اور تاہنوز بزم کے صدر ہیں بزم مسجد اور مدرسہ کا مکمل انتظام انہی کے ذمہ ہے۔

بیعت۔ ۵ ویں شب رمضان ۱۳۹۴ء (ستمبر ۱۹۷۴ء) ۴/۳ ۱۰ بجے شب سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ سراجیہ غنویہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت سے قبل وظیفہ سورۂ یٰسین مع مبین یکم شعبان ۱۳۹۴ھ (۲۰ اگست ۱۹۷۴ بروز منگل ۲/۱ ۱۰ بجے شام مکمل کیا۔ الحمد للہ رب العالمین وما توفیقی الا باللہ۔ اسی سال ۲۳ رمضان شریف ۱۳۹۴ء/ ۱۰ اکتوبر ۷۴ ۱۹ء کو وظائف دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف، حزب البحر، اورادِ فتحیہ، دعائے حیدری، دعائے مغنی، چہل اسماء، دعائے سیفی کی ان کو اجازت ملی۔

۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء کو جماعت اہلسنت لاہور کے مجتنب مقرر ہوئے اور تقریباً ۲/۱ ۹ ماہ تک کام کیا۔ اس عہدہ پر حضرت مولانا احمد علی قصوری نے ان کو فائز کیا تھا۔ اسی سال فقیر بحکم الٰہی حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے گیا تو یہ صاحب مجھے کراچی تک چھوڑنے گئے اور واپسی پر پھر کراچی جا کر استقبال کیا

Marfat.com

فقیر کے ہمراہ اکثر سفر کیا ہے اور اب بھی ہم سفر حیات ہیں (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین) تقریباً سترہ سال سے فقیر ہی کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر رہے ہیں۔ درس قرآن، ومحفل ذکر میں تقریباً ہمیشہ حاضری دیتے ہیں۔ نماز جمعہ، درس قرآن، محفل ذکر میں پابندی ہمیشہ کر رہے ہیں۔ ذکر اور درس قرآن کا بہت ذوق رکھتے ہیں۔ دو سال سے اعتکاف بھی کر رہے ہیں۔ امید ہے انشاء اللہ العزیز اس کے بھی پابند رہیں گے۔ عزیزم کو فقیر کی دامادی کا بھی فخر حاصل ہے۔ عزیزہ رضوانہ الشہدیٰ سلمہا کا نکاح ۵ رجب ۱۴۰۲ھ (۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعہ ۸ بجے شب) ان کے ہمراہ ہوا۔ الحمد للہ ایک لڑکا محمد زبیر (تاریخ پیدائش ۲۲ شوال ۱۴۰۳ھ (۱۹۸۳ء) بروز منگل ۱۱ بجے شب، تاریخی نام محمد عمر رضا۔ ضرب قاسم سراج الحق نظیم، محمد معظم اکرم محمد مظہر اللہ کلیم ہیں) اور ایک بچی عقیلہ ہے اور دوسری عطیہ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے عقیلہ ہمارے پاس رہتی ہے۔ ایک لڑکا فضیل

انہوں نے مندرجہ ذیل مشائخ وعلماء کی اور خط کشیدہ اسمائے گرامی کی صحبت بھی اختیار کی۔ صاحبزادہ میاں ظہور الحق شاہ چشتی سراجی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ والا تبار پروفیسر محمد افضل حق چشتی غنوی سلمہٗ، مولانا شاہ محمد رمضان نوشاہی صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ چشتی غنوی رحمۃ اللہ علیہ، صوفی نواب دین صاحب چشتی صابری مغل پورہ، قاضی عبد النبی کوکب مرحوم، مولانا صوفی غلام ربانی چشتی صابری ملتان، مولانا محمد عارف اللہ شاہ، مولوی فضل حق چشتی رحمۃ اللہ علیہ برادر خورد قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابو البرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اکرام حسین مجددی، مولانا محمد بخش مسلم، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا حاجی چراغ دین صاحب قادری والد حفیظ تائب۔

مزارات کی زیارت: حضرت داتا گنج بخش لاہور، حضرت فرید الدین گنج

Marfat.com

شکر پاک پتن شریف حضرت شاہ رکن عالم ملتان، حضرت شاہ بہاؤالدین ذکریا ملتان، حضرت شمس سبزواری ملتان حضرت پیر مکی صاحب حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہور، حضرت میاں میر محمد قادری لاہور۔ حضرت جان اللہ چشتی نسبت روڈ لاہور، حضرت حافظ محمد امین صاحب چشتی مزنگ لاہور، حضرت حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری۔ حضرت خواجہ محمد عبدالغنی چشتی صابری بابا بلھے شاہ قصور پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، حضرت امام عبداللطیف بری راولپنڈی حضرت غازی محمد عبداللہ کراچی)

بشارتیں :۔

۱۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب فرماتے سُنا کہ

"بانکا، بانکا ہی رہے گا"

۲۔ دسمبر ۱۹۷۵ء کی ایک شب کو فقیر، حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پڑھتا ہوا سو گیا۔ عالم رویا میں خواجہ تھانیسری کی زیارت ہوئی اور فرمایا "عبدالحیؒ ہمارا فرزند ہے اس کسے ناراض نہ ہوا کرو"

۳۔ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۴ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۷۴ کو فقیر نے حضور پیرومرشد (خواجہ عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کی۔ پیرومرشد نے فرمایا "عبدالحیؒ کو میرے پاس بھیج دو" فقیر نے صبح کے وقت ان کو مزار پر بھیجا مزار کو تالہ لگا کر کھڑے تھے۔ جب عبدالحیؒ پہنچے تو انہوں نے تالہ کھولتے ہوئے کہا کہ "میں کافی دیر سے کھڑا ہوں، کسی طاقت نے مجھے یہاں سے چلنے نہیں دیا شاید تمہارے لئے کھڑا کیا گیا ہوں" فقیر نے اس خواب کو سلسلہ میں داخل کرنے کا حکم سمجھا لہذا ۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آنجناب داخل سلسلہ ہوئے۔

۴۔ ۲۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو صاحبزادہ محمد افضل حق خالد نے خواب میں فرمایا۔

Marfat.com

”عبدالحیؒ کے کردار کی خود اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے“

اسرارِ محبت را ہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

مفتی محمد سہیل حفیظ سلّمہٗ ایم اے اسلامیات

محمد سہیل حفیظ ابن عبدالحفیظ عرف بالو ابن عبدالمجید عرف مدن پوریہ ابن نتھن ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۵ء مطابق ۱۹ پوہ ۲۰۲۱، بکرمی بروز اتوار بوقت شب کوچہ سدھو مصر اندرون شاہ عالمی لاہور ۸ پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام طاہرہ (جو محلہ میں پارسا بی بی شمار ہوتی ہیں، پابند صوم وصلوٰۃ اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتی ہیں) بنت عبدالمجید ابن اللہ بخش ابن بہادر بخش ابن قائم دین ہے۔ میاں عبدالمجید موضع سنبلی تحصیل سکندر آباد ضلع بلند شہر (غازی آباد) بھارت کے باشندے تھے جو ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے لاہور (پاکستان) آئے اور رام گلی میں رہائش اختیار کی۔ مفتی صاحب کے دادا عبدالمجید مدن پور دہلی سے مہاجر ہو کر آئے۔ ۳۰ شوال ۱۳۹۱ (۱۹۷۱ء)

Marfat.com

میں مدرسہ تنویر الاسلام کے طالب علم بنے خداداد قابلیت کی بنا پر ۱۵ رجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۷۴ء یعنی دو سال ۸ ماہ اور ۱۲ دن کی قلیل مدت میں قرآن مجید کے تین دور کر لیے۔ ۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو مدرسہ میں ہونے والے تقریری مقابلہ میں امتیازی پوزیشن حاصل کی۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۵ء کو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریری مقابلہ میں پہلا انعام حاصل کیا۔ ۱۹۷۷ء میں قرآن مجید کے بیس پارے حفظ کیے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۹۹ (۱۹۷۹) کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ سراجیہ غنویہ میں بعد از ظہر بیعت کی۔ ۱۹۸۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۲ء میں قبلہ عالم شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک پر تشریف لے گئے تو جناب عبدالحیٔ صاحب بانکا چشتی نے ان کو مفتی کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اب ہر جگہ مفتی کے نام سے بلائے جاتے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۹/۹۰ء دسمبر جنوری میں ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا۔ مفتی صاحب کا بلا کا حافظہ ہے، دین کی کتب کا کثرت سے مطالعہ کیا ہے مسلک حنفیہ، خیالات اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ سے بہت متاثر ہیں۔ کبھی کبھی نعت کا شوق بھی فرماتے ہیں انداز ترنم اچھا ہے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں فقیر حقیر غفر اللہ لہ' القدیر کی طرف سے دلائل الخیرات، حزب البحر، قصیدہ بردہ، وظائف چشتیہ نقشبندیہ یعنی اوراد فتحیہ، دعائے مغنی، دعائے سیفی، دعائے حیدری، چہل اسماء کی اجازت ہے۔ ۱۹۸۵ء میں بفضل تعالیٰ بعد از نماز عشاء داتا صاحب کے دربار پہ روزانہ بلا ناغہ چار ماہ تک حاضری دی۔ دو مرتبہ فقیر کے ہمراہ اعتکاف کیا۔ (۱۹۸۶) ماڈل ٹاؤن لاہور اتفاق مسجد میں اعتکاف کیا۔ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء اپریل میں پھر فقیر کے ہمراہ اعتکاف کیا۔ اور تمام وظائف کی اجازت حاصل کی۔ نماز کے پابند ہیں۔ فقیر کے درس اور محفل ذکر میں باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں۔ علماء و فقراء سے محبت رکھتے ہیں۔ انہوں نے خود فرمایا کہ مندرجہ ذیل

Marfat.com

علماء کی زیارت کی ہے سلہ حضرت قبلہ میاں ظہور الحق شاہ صاحب قادری
چشتی صابری سراجی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صوفی نواب الدین چشتی سراجی رحمۃ اللہ علیہ مغل پورہ
قادری چشتی صابری سراجی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا صوفی غلام ربانی چشتی
صابری سراجی، مولوی فضل حق سراجی برادر حضرت صاحب قبلہ، علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید محمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پیر قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ
چشتی سراجی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی تقدس علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ آلو مہار شریف
مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ، سید ریاض حسین شاہ، مولانا شاہ احمد نورانی علامہ
قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالستار خاں نیازی احاجی محمد حنیف طیب آفاقی
وزیر حکیم محمد موسیٰ چشتی نظامی، مولانا عبدالحکیم شرف، علامہ محمود احمد رضوی
شارح بخاری، ڈاکٹر محمد جمیل صاحب ابن صوفی حاجی ابراہیم احمد رحمۃ اللہ علیہ (مرید خاص مرشد
پاکاں) بھاٹی گیٹ لاہور) ڈاکٹر محمد اکرام الحق ابن حاجی صوفی حبیب الرحمٰن
برق رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مرشدِ پاکاں) صاحبزادہ اصغر علی صاحب ابن حافظ محمد امین صاحب
چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مرشدِ پاکاں) ٹمپل روڈ لاہور، صاحبزادہ محمد منصور الحق
نبیرہ قبلہ عالم شاہ محمد سراج الحق چشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ ضمیر الحق ایم اے نبیرہ قبلہ
عالم رحمۃ اللہ علیہ وسجادہ نشین گورداسپور شریف، حضرت مولانا مفتی محمد حسین
نعیمی، صاحبزادہ پروفیسر حکیم محمد افضل حق چشتی صابری غزنوی پیر شرف الدین
چشتی صابری بھیکی (انتقال ۷ جون ۱۹۸۸ء مزار میلسی موضع اراہی دین ضلع
ملتان) بزرگوں کے مزارات کی زیارت۔ حضرت مولانا الحکیم عبدالغنی چشتی صابری
سراجی حضرت داتا گنج بخش، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ
غریب مکی پاک پتن غازی عبداللہ کراچی، حضرت میاں میر بالا پیر لاہور) سید
پیر مہر علی شاہ گولڑہ بابا بلھے شاہ قصور، حضرت خواجہ جان اللہ چشتی نسبت روڈ
مولانا محمد اسماعیل محدث ہال روڈ، لاہور، حافظ محمد امین چشتی صابری مزنگ
لاہور، حضرت عزیز الدین پیر مکی لاہور، حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہور،

Marfat.com

شاہ محمد غوث لاہور، حضرت خواجہ طاہر بندگی چشتی نقشبندی، صوفی حبیب الرحمٰن
برق چشتی صابری رحمہم اللہ اجمعین ورضی اللہ عنہم
مفتی صاحب شریف النفس ہیں اپنے علاقہ وحلقہ احباب میں اچھی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ابھی نوجوان ہیں،
اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے
آمین ثم آمین، آج کل اسٹیٹ آفس اسلام آباد میں اسٹنٹ ہیں۔ ہر پندرہ دن کے بعد لاہور آکر محفل ذکر میں شرکت کرتے ہیں۔ صبح اور رات کے وظائف میں مداومت کرتے ہیں اور رات کو ۹ بجے تا ۱۰ بجے شب وظائف کی حالت میں کسی سے گفتگو نہیں کرتے۔ ۲۹/۷/۱۹۸۹
مفتی صاحب کے بھائی۔
۱۔ حافظ محمد زبیر ابن بابو عبدالحفیظ، مفتی محمد سہیل حفیظ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یکم مئی ۱۹۶۷ء دو شنبہ اوّل محرم الحرام ۱۳۸۷ھ میں کوچہ سد ہومر اندرون شاہ عالمی لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں قرآن مجید حفظ کیا،
۲۔ محمد ندیم (تاریخ پیدائش ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء
۳۔ محمد نعیم (تاریخ مولود ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء)
۴۔ محمد فاروق (تاریخ مولود ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ء) نے بھی فقیر سے قرآن مجید پڑھا۔ موخر الذکر محمد نعیم و محمد فاروق لائق و فائق ہیں سکول سے واپسی پر مدرسہ میں بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ ان کے دو خورد سال بھائی،
۵۔ محمد شعیب (مولود ۱۲ جنوری ۱۹۸۰ء
۶۔ احمد کلیم ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور متبع شریعت بنائے آمین۔

Marfat.com

صاحبزادہ حافظ محمد مظہر عالم چشتی صابری غنوی سلمہ اللہ تعالیٰ

حافظ محمد مظہر عالم چشتی ابن فقیر حقیر علی اصغر چشتی (مولف کتاب ہذا تاریخ پیدائش ۲۷ شب رجب المرجب ۱۳۵۵ھ/ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء/ ۳۰ اسوج ۱۹۹۳ء بکرمی مولد بستی مٹھو صاحب جالندھر شہر بھارت) ابن چوہدری علی بخش مرحوم (متوفی ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ/ مارچ ۱۹۴۸ء مولد بستی مٹھو صاحب جالندھر مدفن مزنگ لاہور) ابن چوہدری محمد بخش مرحوم (مولد و مدفن بستی مٹھو صاحب جالندھر متوفی ۱۸۷۵ء) ابن چوہدری نیامت اللہ مرحوم (متوفی ۱۸۵۵ء مولد و مدفن بستی مٹھو صاحب جالندھر) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء/ ۱۲ پوہ ۲۰۱۵ بکرمی بروز اتوار شاہ عالمی لاہور میں پیدا ہوئے۔ محمد مظہر عالم ۱۳۷۸ھ تاریخی نام ہے جو پیر و مرشد خواجہ مولانا عبدالغنی چشتی صابری قدس سرہٗ العزیز نے استخراج فرما کو تجویز فرمایا۔ حافظ محمد عبداللہ چشتی صابری قدس سرہ نے ان کے کان میں اذان و اقامت کہی حافظ صاحب کی ولادت پر سیدنا و مرشدنا نے فرمایا "یہ ولی ہوگا"

ان کی والدہ کا نام شمیم اختر بنت چوہدری بابو عمر الدین اکرم مرحوم (متوفی ۲۳ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ/ ۳۰ اگست ۱۹۶۷ء بروز بدھ مدفن راولپنڈی) ابن محمد بخش جالندھری ہیں جو شریف النفس بی بی ہیں۔ حافظ صاحب کے نانا عمر الدین اکرم اور دادا چوہدری علی بخش دونوں صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار بزرگ تھے۔

حافظ صاحب کی جدہ مکرمہ غلام فاطمہ رحمت اللہ علیہا (متوفیہ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ/ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ مدفن مزنگ لاہور) ایک پارسا عورت تھیں انہوں نے نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ ماہ وفات میں شوال کے چھ روزے رکھے۔ علامہ قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم نے نماز

Marfat.com

جنازہ پڑھائی۔ فقیر نے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ /۱۳۹۶ھ تاریخ نکالی۔ ان کے والد میاں خیرالدین علیہ الرحمۃ قادری نوشاہی غفوری ابن میاں حاکم علی مرحوم ولیؒ کامل تھے۔ موضع ٹھٹھہ بڑہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر میں رہائش رکھتے تھے۔ ٹھٹھہ بڑہ اور گرد و نواح کے مسلمان آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کا گھرانہ دینی تعلیم کا مدرسہ تھا۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رابعہ مرحومہ (یکے از شہداء اگست ۱۹۴۷ء) بنت حضرت میاں محمد عبداللہ قادری نوشاہی غفوری اپنے گھر میں بچیوں اور عورتوں کو قرآن مجید اور دین کی تعلیم دیتی تھیں۔ حضرت میاں خیر دین مرحوم اپنے خسر حضرت میاں محمد عبداللہ مرحوم کے مرید صادق اور خلیفہ مجاز تھے میاں خیر دین مرحوم ۱۶ بھادوں ۱۹۹۷ب ۳۱ اگست ۱۹۴۰ء /۱۳ رجب ۱۳۵۹ھ کو فوت ہوئے اور موضع ٹھٹھہ اپنے آبائی گاؤں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ میاں خیر دین مرحوم کا سلسلہ طریقت یوں ہے۔ میاں خیر دین مرحوم مرید و خلیفہ حضرت میاں محمد عبداللہ قدس سرہ اپنے خسر بستی دانشمند جالندھری کے وہ خلیفہ میاں محمد خلیل بستی دانشمند جالندھری کے، وہ خلیفہ میاں احمد قدس سرہ بستی دانشمند جالندھری کے اور وہ خلیفہ میاں عبدالوہاب بستی دانشمند جالندھری کے اور وہ حضرت میرا علی خاں بستی دانشمند کے اور وہ خلیفہ میاں عبدالغفور بستی دانشمند جالندھری کے اور وہ خلیفہ حافظ قائم دین برقندازی پاک پتنی کے اور وہ خلیفہ حضرت محمد سچیار کے اور وہ خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قدس اسرارھم کے عزیزم نہایت خلیق تعلیم یافتہ، ملنسار، نیک سیرت حافظ قرآن دوستوں میں ظریف الطبع، بزرگان میں خاموش طبع ہیں۔ فقیر جب ۱۹۷۹ء میں حج پر گیا تو عزیزم نے جامع مسجد صدیق اکبر میں اعتکاف کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ و حافظ عبداللہ صاحب کی گود میں کھیلنے کا شرف حاصل ہوا۔ تقریری مقابلہ میں بھی حصہ لیا اور اول و دوم پوزیشن حاصل کی۔ فقیر کے ہمراہ قبلہ عالم شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک پر جاتے ہیں اور

Marfat.com

کئی بار ملتان شریف مولانا نواب دین صاحب تنکوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر گئے اور شاہ رکن عالم، غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات کی زیارت کی۔ اکثر علماء سے شناسائی ہے۔ قرآن مجید و نعت اچھے لحن سے پڑھتے ہیں۔ ان کی شادی مسماۃ خالدہ دختر غلام المحی الدین چشتی صابری غنوی سے ۹ نومبر ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ آج کل پرائیویٹ آفس (شکر گنج ملز لمیٹڈ) واقعہ ۴۵۔ شاہراہ قائد اعظم لاہور ۳ میں ملازمت کرتے ہیں۔ حافظ صاحب کی ایک دختر مسماۃ ظہیرہ عزیز ہیں۔ جو ۱۲ محرم ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء بروز جمعہ کو پیدا ہوئیں۔ ایک لڑکا محمد عظیم رسول جو مورخہ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ / ۲۲ نومبر ۱۹۸۷ء کو پیدا ہوا۔ حافظ محمد مظہر عالم کے دو تایا ایک چچا اور تین پھوپھیاں ہیں۔

تایا صوفی فقیر محمد صاحب چشتی مرحوم:۔ جالندھر میں پیدا ہوئے پہلے لاہور میں اور پھر گوجرانوالہ میں قیام کیا۔ بریلوی مسلک کے پیروکار تھے اور متشدد تھے۔ ۲ صفر ۱۴۰۵ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ بروز اتوار فوت ہوئے ان کی اولاد میں محمد طیب المعروف تفضیل احمد، شہادت علی، عبدالرحمان، محمد رمضان الطاف حسین اور دو لڑکیاں امتیاز بیگم طاہر رضیہ سلطانہ ہیں۔ صوفی صاحب کئی سال تک حضرت صاحب قبلہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے اور بیعت کی درخواست کرتے رہے لیکن یہ درخواست قبول نہ ہوئی۔ جب گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی تو شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزاروی چشتی گرلڑوی سے بیعت ہوئے تفضیل احمد اور طاہر رضیہ سلطانہ تاریخی نام ہیں جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے استخراج فرمائے تھے۔

تایا صوفی نذر محمد صاحب:۔ یہ اول تو سلطان پور ضلع جالندھر کے دربار

Marfat.com

ہیں قادریہ سلسلہ سے وابستہ تھے۔ حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے اور بیعت بھی ہونا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ فیقر حقیر کے ہمراہ رہتے ہیں، صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ فیقر کے درس قرآن میں حاضری دیتے ہیں ان کے نرینہ اولاد نہیں صرف دو لڑکیاں ہیں۔ مختار بیگم زوجہ عبد اللطیف ابن نذیر بیگم زوجہ محمد حسن، اختر رضیہ سلطانہ زوجہ شہادت علی ابن فیقر محمد چشتی اختر رضیہ سلطانہ بھی تاریخی نام ہے جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے استخراج فرمایا۔

چچا علی اکبر امجد (تاریخ پیدائش ۱۹۳۹ء)

پھوپھی نذیر بیگم (متوفیہ یکم ذی قعد ۱۳۹۱ھ/ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء) زوجہ حاجی محمد حسن (متوفی ۶ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ/ ۱۲ اپریل ۱۹۸۱ء) ولد محمد عظیم ولد شادی جالندھری، یہ بی بی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور کریمۃ النفس غریب پرور تھیں۔ ان کی اولاد میں منشی نیاز احمد

مسماۃ بسم اللہ عرف اصغری۔ حضرت صاحب سے بیعت تھیں تہجد کی نماز کے بعد ۱۲۰۰ مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتی تھیں، شادی کے تین سال بعد تک زندہ رہیں۔ راولپنڈی سے حضرت صاحب قبلہ کے نام خط لکھا جس میں یہ شعر بھی تھا ۔

جب میں کہتی ہوں الٰہی میرا حال دیکھ

حکم ہوتا ہے اپنا نامۂ اعمال دیکھ

Marfat.com

راولپنڈی سے لاہور آتے ہوئے راستہ ہی میں فوت ہو گئیں۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بار زیارت کی۔ تاریخ وفات ۲۳ شعبان ۱۳۷۴ھ جون ۱۹۵۴ء ہے

محمود الحسن صاحب :۔ فقیر سے بچپن ہی سے مانوس ہیں۔ ان کی اولاد میں رفیق الحسن، شفیق الحسن شاہد بھٹی، طاہرہ، رفعت، عتیق الرحمان، صغیر محمود فقیر کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت صحبت کی ہے

حسین احمد المعروف جاوید :۔ بہت چلے کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ان سے تعویزات بھی لیتے ہیں۔

عبداللطیف صاحب، صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ ۱۹۸۶ء کے اوائل میں فقیر سے سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ غوثیہ میں بیعت ہوئے ہیں محنتی آدمی ہیں۔ عموماً درس قرآن پاک اور محفل ذکر میں شمولیت کرتے ہیں۔ نورانی اور پاکیزہ طبیعت ہے۔ ان کی شادی ہمراہ مختار بیگم بنت صوفی نذیر محمد ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ہوئی۔ آج کل (۱۰۔۴۔۸۵) خوب وظائف سے لگن ہے

ارشد بیگم زوجہ فضل حسین ابن نیاز دین ابن شادی جالندھری، یہ نذیر بیگم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ اسکی شادی ۱۵ ذی قعد ۱۳۸۶ھ / ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ لائل پور ماڈل ٹاؤن میں سکونت رکھتی ہیں۔ فضل حسین صاحب سرکاری ملازم ہیں اور پیری مریدی بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

پھوپھی خورشید بیگم :- زوجہ محمد انور ابن حافظ عبد العزیز جالندھری یہ بی بی نیک سیرت، کم گو صلح پسند، صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں۔ بچپن میں اسلام کی کتابیں پڑھی ہیں۔ ان کی اولاد میں احسان الحق (ان کی شادی ۲۷ شوال ۱۳۸۸ھ / ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء کو بروز جمعہ ہمراہ طاہرہ رضیہ سلطانہ بنت صوفی فقیر محمد چشتی ہوئی) سراج الحق عرف ایاز الحق، محمد جاوید، محمد طاہر، محمد اخلاق مسماۃ طاہرہ، مسماۃ یاسمین ہیں۔

پھوپھی شریفاں بیگم :- زوجہ محمد علی ولد محمد بخش، صابرہ بی بی ہیں اس بی بی نے نہایت تحمل مزاجی سے فاقوں پر زندگی بسر کی محنت کر کے بچوں کو پرورش کیا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں۔ مسماۃ عابدہ، محمد حسین خادم حسین (متوفی ۱۹۸۳ء) بھولا، محمد عارف، مسماۃ راشدہ ان کی اولاد ہیں اولاد اچھی ہے۔ خدمت گزار ہے۔ والد کی بھی خدمت کرتے ہیں (محمد علی ۱۹۸۶ء میں فوت ہو گیا)

ہمشیرگان حافظ محمد مظہر عالم سلمہٗ

۱۔ نسیم اختر ادیبا، ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ / ۲۶ فروری ۱۹۶۰ء بروز جمعہ وقت عشا پیدا ہوئی۔ تاریخی نام رکھا گیا۔ حافظ محمد عبد اللہ چشتی نے اذان واقامت کہی۔ حروف ہجا اور بغدادی قاعدہ کی چند تختیاں حافظ صاحب سے پڑھیں۔ باقی قرآن فقیر حقیر سے پڑھا۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۷۲ء کو قرآن مجید کے تین دور کر کے ختم کیا۔ ۵ محرم الحرام ھ / سنہ ۱۹۷ء بروز اتوار ہمراہ تفضیل احمد عرف محمد طیب ابن فقیر محمد

Marfat.com

چشتی نکاح ہوا۔ خطبہ نکاح مبلغ اسلام مولانا محمد بخش مسلم نے دیا۔ مجلس نکاح میں علامہ قاضی عبدالنبی کوکب، مولانا احمد علی قصوری صاحبزادہ محمد مسعود الحق حفیظ موجود تھے۔ ان کی اولاد میں دو بچیاں بسم اللہ اور ایک لڑکا محمد مجیب عالم ہے۔

۲۔ رضوانۃ الشہداء :۔ تاریخ پیدائش ۲۱ شوال ۱۳۸۲ / ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ بروز بدھ ہے۔ تاریخی نام ہے۔ کان میں اذان و اقامت حافظ محمد عبداللہ صاحب نے پڑھی۔ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ / ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء کو فقیر سے قرآن مجید کی تکمیل کی۔ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ء مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعہ محفل ذکر کے اختتام پر ۱۵۔ ۸ شب نکاح ہمراہ عبدالحیؔ چشتی بانگا ابن بابو احمد دین ہوا۔ نکاح فقیر نے خود پڑھایا۔ اب ان کے ایک لڑکا محمد زبیر اور ایک لڑکی عقیلہ ہے اللہ تعالیٰ نیک بنائے "آمین" دو اور بچے عطیہ اور فضیل ہیں۔

۳۔ ریحانہ ظہرہ :۔ تاریخ پیدائش ۵ جمادی الاوّل ۱۳۸۴ھ / ۱۲ ستمبر ۱۹۶۴ء (بروز ہفتہ ۱/۲ ۱۱ بجے) ہے۔ نام تاریخی ہے۔ قرآن مجید ۱۷ رمضان ۱۳۹۷ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۷۷ھ کو مکمل از فقیر حقیر کیا۔ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ / ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء کو بروز جمعہ بعد از اختتام محفل ذکر نکاح ہمراہ محمد سہیل افضال ابن غلام محی الدین چشتی صابری غنوری ابن میراں بخش ابن عبدالکریم لدھیانوی ہوا۔ اولاد ایک لڑکی مسماۃ سمیہ اور ایک لڑکا مسمّی رضوان ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک بنائے آمین۔ محمد سہیل افضال عابد زاہد صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ محفل ذکر میں شمولیت کرتے ہیں

۴۔ عاتکہ فیاض :۔ تاریخ پیدائش ۳ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ / ۱۴ مئی ۱۹۶۸ء بروز اتوار صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتی ہیں۔ نفلی روزے

Marfat.com

رکھنے کا شوق ہے۔ دلائل الخیرات، حزب البحر اور قصیدہ بُردہ کا ورد رکھتی ہیں۔

صوفی محمد عبد اللہ تھانیسری سلمہ اللہ

صوفی محمد عبد اللہ ابن صوفی نصیر الدین ابن عبد الکریم ــــــ / کو موضع رتن گڑھ تحصیل تھانیسر ضلع کرنال بھارت میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام مسماۃ جنت بی بی بنت کریم بخش ہے جو سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکیہ میں بعیت تھیں حضرت سید میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر ذکر فرمایا کرتی تھیں۔ صوفی صاحب نے سال ۱۹۳۸ء میں مسلم ہائی سکول شاہ آباد سے میٹرک کیا اور ۱۹۴۱ء میں فوج میں بھرتی ہوگئے۔ دورانِ ملازمت ۱/۲ ۴ سال عراق، ۳ ماہ ایران ۱/۲ ۳ سال مدراس اور ۶ ماہ کراچی میں تعینات رہے۔ ۱۹۴۸ء میں قیام پاکستان کے بعد مدراس سے بذریعہ بحری جہاز کراچی ٹرانسفر ہوئی اور راولپنڈی سے ریلیز ہوئے۔ دیندار، با اخلاق اور علم دوست انسان ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ قرآن مجید پر بھی عبور حاصل ہے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور بلاک قیو میں رہتے ہیں۔

بعیت: قیام پاکستان سے قبل بچپن ہی میں حضرت خواجہ بدرالاسلام خلیفہ

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی قدس سرہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ قیام پاکستان کے بعد دوسری مرتبہ ضلع مردان کے ایک بزرگ خانصاحب نامی سے بیعت کی لیکن تشنہ پوری نہ ہوئی۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۱ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ سراجیہ غنوریہ میں فقیر سے بیعت کی۔ بیعت کے بعد ڈاڑھی کی سنت ادا کی اور صوفی باصفا بن گئے۔ ہر جمعرات کو بعداز نماز مغرب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف واقعہ بادامی باغ لاہور پر محفل ذکر میں شمولیت کرتے ہیں۔ رات فقیر کے پاس ٹھہرتے ہیں۔ جمعہ کے دن بعداز نماز فجر درس قرآن مجید میں شرکت کرنے کے بعد اپنی دوکان کرشن نگر لاہور نمبرا چلے جاتے ہیں اسی روز پھر بعداز نماز عصر فقیر حقیر کی محفل ذکر میں شمولیت کے لیے دوبارہ آتے ہیں اور ہفتہ کی فجر ادا کرنے کے بعد چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا خوف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی ہے۔ جب اللہ اور رسول کی کوئی بات سنتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ فقیر حقیر سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کے تین لڑکے محمد ظفر اللہ، محمد عرفان اللہ اور محمد عنایت اللہ ہیں۔ عالم رؤیا میں ان کو کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صاحب قبلہ کی زیارت ہوئی۔ ان کے دو صاحبزادے محمد ظفر اللہ اور محمد عرفان اللہ بھی اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہیں۔ فقیر حقیر ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء کو مدرسہ میں کام کر رہا تھا کہ ۱/۲ ۱ بجے کے قریب نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کسی صاحب کا بچہ گم تھا میں نے اسے کہا کہ حضرت صاحب سے بچہ کی گمشدگی کا ذکر کیا ہے اس نے نفی میں جواب دیا میں آپ کے حضور حاضر ہوا۔ گفتگو شروع ہونے سے پیشتر ہی فقیر پر رقت طاری ہو گئی، آہستہ آہستہ غلط ملط الفاظ میں بچے کی گمشدگی کا ذکر کیا۔ اس دوران فقیر نے دیکھا کہ حضرت صاحب کے دائیں جانب گھٹنے سے گھٹنا لگائے

Marfat.com

صوفی عبداللہ صاحب بیٹھے ہیں اور دونوں حضرات آلتی پالتی مارے تشریف فرما ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ صاحب بارگاہ مرشدِ میں درجہ مقبولیت رکھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ (تحریر ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۰۶) صوفی عبداللہ صاحب مزارات شاہ عبدالقادر جیلانی، حضرت امام اعظم، امام غزالی امام حسن بصری کاظمین شریف رحمہم اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔

Marfat.com

ماسٹر غلام محی الدین لدھیانوی سلمہ اللہ تعالیٰ

غلام محی الدین ولد میراں بخش ولد عبد الکریم ۱۹۲۰ء میں لدھیانہ دھا...
میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھا۔ سال ۱۹۴۷ء میں ہجرت
کرکے لاہور تشریف لائے اور رام نگر چوبرجی میں قیام کیا۔ کوچہ سدھو مصر...
عبد الحمید مرحوم (جو کہ حضرت صاحب قبلہ کے مرید تھے۔ ۱۹۶۲ء میں فوت ہوئے
کی ہوزری میں بطور کٹر ماسٹر کام کرنے لگے۔ انہی ایام میں حضرت صاحب ماسٹر
عبد الحمید مرحوم کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ ماسٹر غلام محی الدین لدھیانوی
نے سینکڑوں بار آپ کی زیارت کی۔ آپ کے علاوہ مولوی محمد رمضان نوشاہی
خلیفہ یوسف لدھیانوی۔ پیر جی احمد لدھیانوی۔ صاحبزادہ محمد ظہور الحق چشتی
صابری رح، مولانا غلام ربانی، علامہ ابو الحسنات رح اور مولانا غلام دین خطیب جامع
مسجد انجن شیڈ کی زیارت کی۔

ماسٹر صاحب سادہ لوح اور مسکین طبع انسان ہیں۔ ہر وقت مسکراتے نظر
آتے ہیں۔ اگرچہ فقیر کی ان سے ۱۹۵۰ء سے ملاقات ہے لیکن ۱۹۷۶ء میں

Marfat.com

جیت ہوئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ ذکر اللہ سے ان کا قلب جاری
ہے۔ خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں
ن کی اولاد میں محمد سہیل افضال بڑے لڑکے ہیں جو ۲۶ اگست ۱۹۶۰ء (۳ ربیع الاول
۱۳۸۰ھ/ ۱۱ بھادوں ۲۰۱۷ ب بروز جمعہ) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں میٹرک کیا
ہیل افضال فقیر کے داماد بھی ہیں محفلِ ذکر میں اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ اکثر
ریف لاتے ہیں۔ کبھی کبھی حضرت صاحب قبلہ کے مزار شریف پر بھی محفل ذکر
ی شامل ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان شریف النفس اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں ان کے
دہ ماسٹر صاحب کی اولاد میں محمد خالد، خالد فاروق، مسماۃ خالدہ (یہ عزیزم
منظہر عالم چشتی کی زوجیت میں ہیں) اور ساجدہ پروین ہیں۔
سہیل افضال کی اولاد میں ایک دختر سمیہ
ر لڑکا رضوان ہیں۔

حاجی رانا محمد اسحاق ذہاب سلّمہ اللہ تعالیٰ

رانا حاجی محمد اسحاق ابن حاجی رانا محمد شفیع (ولادت ۲۹ جولائی ۱۹۲۱ء، دفات
دسمبر ۱۹۸۹ء) ابن حاجی رانا جان محمد ابن رانا محمد بخش ستمبر ۱۹۵۱ء (۱۳۷۱ھ
رگوالمنڈی لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد تلونڈی بوٹے والی ضلع
الیندھر (بھارت) کے باسی تھے۔ رانا محمد شفیع ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے لاہور
ئے۔ رانا محمد شفیع صاحب نیک سیرت پابند صوم وصلوٰۃ اور کریم النفس ہیں

Marfat.com

فیقر سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ ہر سال ربیع الثانی کے مہینے میں غوث الاعظم ک
ایصال ثواب کے لیے کئی دیگیں پکا کر غربا کو تقسیم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھی سخا
کرتے رہتے ہیں رانا محمد شفیع کے جدامجد محمد بخش بھی نیک انسان تھے جو جالند
میں ۱۲۵ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ رانا محمد اسحاق پابند صوم وصلوٰۃ، سخی اور
شریف النفس انسان ہیں، ملنسار اور غریب پرور ہیں۔ ذکر وفکر کا شوق رکھتے
ہیں طبیعت میں سوز وگداز ہے۔ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ (۲۸ ستمبر ۱۹۷۲ء
کو فقیر سے قرآن مجید پڑھا اور ۱۹۷۳ء (۱۳۹۳ھ) میں سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ
صابریہ، سراجیہ غنویہ، میں بیعت کی۔ (جولائی ۱۹۸۶ء) ۱۴۰۶ھ میں حج بیت اللہ
زیارت روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی۔ ان کے سات بھائی ہیں
حاجی عبدالرزاق، حاجی محمد ریاض، حاجی محمد اشفاق، حاجی محمد عابد، محمد طارق، محمد سہیل رشید
محمد طارق و محمد سہیل رشید نے فقیر سے ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۷ (۱۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء) و
۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ (۲ اگست ۱۹۷۹ء) کو قرآن مجید کی تکمیل کی سہیل رشید
کو قرآن مجید کی تکمیل کرا کر فقیر ۲۳ رمضان ۱۳۹۹ کو حج کے لیے گیا۔

حاجی محمد اسحاق کی والدہ کا نام ثریا بیگم تھا جو اکتوبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئیں
ان کا ایک لڑکا محمد آصف جس کی عمر آٹھ سال ہے اور ایک لڑکی رضوانہ جس کی
عمر ۱۰ سال ہے۔

حاجی محمد اسحاق کرشن نگر لاہور میں رہتے ہیں (تحریر ۲۵/۳۰/۱/۸۱ صفر ۱۴۰۷ھ)

ممتاز احمد سلمہٗ :- ممتاز احمد ولد عبدالحمید ولد وزیر محمد ۱۰ محرم ۱۳۷۵ (۱۹۴۵ء) کو شہر
امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء میں تائب ہو کر سلسلہ چشتیہ
صابریہ میں بیعت ہوئے۔ اب بفضلہ تعالیٰ نماز وروزے کی پابندی کرتے ہیں
محفل ذکر میں باقاعدہ حاضری دیتے ہیں۔ لنگر تقسیم کرنے پر فائز ہیں۔ اولیائے کرام
وصالحین کی محبت اور سوز وگداز پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج میں

Marfat.com

رقی عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی اولاد ۵ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں کوچہ سدہومر
اہور میں رہائش رکھتے ہیں۔

محمد عبدالحفیظ چاند سلمہٗ اللہ تعالیٰ

عبدالحفیظ چاند ابن عبدالحمید ابن رحیم بخش ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ/۲۴ جولائی ۱۹۶۴ء بروز اتوار شہر لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد ۱۹۴۷ء میں بستی نو جالندھر سے ہجرت کر کے لاہور میں آباد ہوئے تھے۔ چاند نے ۲۸ محرم ۱۳۹۷ء/ ۱۹ جنوری ۱۹۷۷ء کو قرآن مجید ختم کیا۔ نہایت نیک، نمازی پرہیزگار انسان ہیں۔ ایام بیض کے روزے رکھتے ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف دبادامی باغ لاہور پر اکثر حاضری دیتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہیں۔ آج کل (۱۹۸۶ء) کویت میں ہوتے ہیں۔ ان کے بھائی عبدالشکور، عبدالوحید، محمد ظہور، محمد شہزاد، ہارون بھی فقیر کے شاگرد ہیں۔
اپنی والدہ محترمہ کی خوندگی (۳۱ اگست ۱۹۸۷) پر پاکستان آئے تو

Marfat.com

تقریباً سترہ ہزار روپیہ حضرت صاحب کے مزار شریف پر خرچ کر کے سنگِ مرمر لگوایا۔

حضرت مولانا صوفی چراغ دین قادری

فقیر نے مارچ ۱۹۵۴ء میں میٹرک کا امتحان دیا۔ اِن دنوں فقیر روزانہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرتا تھا۔ جمعرات کی حاضری تو لازمی تھی۔ جون ۱۹۵۵ء کی ایک جمعرات تھی۔ فقیر نمازِ اوابین ادا کر کے دنیا و ما فیہا سے بے خبر مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر اٹھنا چاہا تو ایک باریش بزرگ نے میرا بازو تھام کر گفتگو کا اجراء کیا۔

آپ کا کیا نام ہے؟ کہاں رہتے ہیں؟

علی اصغر۔ لاہور ہی میں رہتا ہوں۔

کیا آپ پڑھتے ہیں۔

میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے

آئندہ پڑھنے کا ارادہ ہے؟

ارادہ تو ضرور ہے لیکن حالات کے پیشِ نظر ملازمت کی تلاش میں ہوں

Marfat.com

کیا آپ TEACHING پسند کرتے ہیں۔

بس ملازمت ملنی چاہیے، کیسی بھی ہو۔

آپ میرے پاس احمد نگر ضلع گوجرانوالہ تشریف لائیں۔

آپ نے کہیں بعیت بھی کی ہے۔

میری بعیت سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں حضرت مولانا الحکیم عبدالغنی دوسوہوی خلیفہ قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق چشتی گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے آپ بادامی باغ میں رہائش رکھتے ہیں اور مسجد درگاہ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

آپ کے مرشد کا مقام آپ کے مراقبے سے عیاں ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں عبادت اور مراقبہ کا یہ حال۔ یہ مرشد کامل کی نظر کامل ہی کا نتیجہ ہے فقیر خاموش رہا اور اجازت چاہی۔ انہوں نے میرا پتہ نوٹ کیا اور برفی کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔

یہ باریش بزرگ مولانا چراغ دین تھے اور یہ ان کی پہلی ملاقات اور پہلی گفتگو۔ فقیر نے اسکا کچھ تاثر نہیں لیا۔ رسمی سلام علیک کے بعد اجازت لے کر چلا آیا۔ ایسی ملاقاتیں چونکہ عموماً ہوتی ہی رہتی تھیں۔ اس لیے اس ملاقات کو کوئی اہمیت نہ دی گئی۔

ایک ہفتہ بمشکل گذرا ہوگا۔ کہ نہایت خوشخطی کا حامل اور علم و ادب سے آراستہ و پیراستہ خط موصول ہوا۔ یہ خط حضرت ممدوح کا تھا۔ اس خط میں احمد نگر آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ایک فقرہ آج بھی میرے زاویۂ دل میں رقصاں ہے۔ ”آپ کی ملاقات پر جو محبت پیدا ہوئی تاہنوز میرے زاویۂ دل میں موجود ہے“۔ فقیر گھر والوں سے اجازت لے کر احمد نگر پہنچا یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا۔ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تفسیر کا نمونہ۔ دوران سفر اکثر یہ حدیث زبان پر آئی ”السفر قطعۃ من العذاب

Marfat.com

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے ۔ ہو سکتا ہے ۔ سفر میں اسقدر تکلیف نہ ہوتی حقیقت یہ ہے ۔ کہ مجھے عبرت کا سبق دیا گیا ہے ۔ محترم محمد سلیم شاہد جو میرے کلاس فیلو تھے ۔ نے مجھے اس حدیث کا مطلب اور تشریح دریافت کی تھی ۔ میں نے شرح کرتے ہوئے بیان کیا تھا ۔ چونکہ حضور کے زمانہ میں سفر پیدل اور اونٹوں پر ہوتا تھا ۔ اس سفر میں بہت تکلیف ہوتی تھی اس لیے حضور نے یہ ارشاد فرمایا آج چونکہ ہوائی جہاز، ریل اور بسیں موجود ہیں ۔ آج کے سفر پر اس حدیث کا اطلاق نہیں ہوتا ۔ یہ تقریباً ستر میل کا سفر تھا جو زیادہ سے زیادہ تین چار گھنٹہ میں طے ہو سکتا تھا لیکن مجھے اس سفر کو طے کرنے کے لیے دو روز لگے اور ظاہر ہے ۔ کرایہ بھی تین گنا لگا ہو گا ۔ صعوبت اور پریشانی الگ ہوئی جب میں احمد نگر پہنچا بہت سے لوگ شیخ و شباب میرے منتظر تھے ۔ میں نے داستان سفر سنائی تو سبھی حیران و پریشان ہوئے ۔ جب میں نے حدیث کی شرح غلط بیان کرنے کا واقعہ سنایا اور اس سفر کو اپنے لیے عبرت قرار دیا تو سبھی محظوظ ہوئے ۔ تین دن وہاں رہا ۔ ان دنوں مولانا کے معمولات یہ تھے ۔

نماز تہجد سے نماز اشراق تک مسجد میں قیام ۔

اشراق کے بعد ، ڈاک کا کام ۔ ناشتہ ، سکول میں حاضری ۔

نماز ظہر ۔ طلباء کو قرآن مجید کی تعلیم ۔ نماز عصر تا نماز عشاء مسجد میں قیام وظیفہ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے اور تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے اور پھر تہجد کے لیے بیدار ہو جاتے ۔

فقیر نے آپ سے بذریعہ ڈاک زندگی کے حالات طلب کئے تو آپ نے تحریری طور پر جو حالات سپرد قلم کیے لفظ بلفظ لکھتا ہوں ۔

Marfat.com

عزیزی محبی صوفی چشتی صابری علی اصغر سلمہٗ ربّہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

فالحمد للہ کثیراً طیبًا مبارک فیہ مبارکًا

اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی عافیت عطا فرمائے ہم ضعفاء اس کے محتاج ہیں۔ ایمان تمام محاسن ومسرتوں کا مرکز ہے، راحت ظاہری فانی ہے۔

استفسار نامے نے پہنچ کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ گو یہ مشکل وگرنہ گو یم مشکل خوشامد فقیر کا شیوہ نہیں۔ اگر اس قسم کا خط بھیجنے والا کوئی اور ہوتا تو مرسلہ فوراً نذرِ آتش کر دیا جاتا مگر فقیر کے زاویۂ دل میں آپ کی محبت واحترام اس قدر ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ والد صاحب کا نام حاجی حیات محمد اور جدِ امجد کا نام میاں اللہ دتہ ہے

۲۔ جائے پیدائش احمد نگر (ضلع گوجرانوالہ) اور تاریخ ولادت پندرہ ۱۵ اگست سن انیس ۱۹۰۵ء سو پانچ ہے۔

۳۔ اصل وطن بھی احمد نگر ہے۔

۴۔ سلسلہ قادری سروری ہے۔

۵۔ مرشدِ گرامی کا اسم شریف (سلطان العاشقین زبدۃ العارفین حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) ہے کسی وقت فقیر نے جو اُن کا قصیدہ لکھا تھا، اس قصیدہ کا ایک شعر بطور ہدیہ پیش خدمت ہے ؎

ہیں محمد کے عبد اور عبد ہیں اللہ کے
اس لیے مشہور وہ محمد اللہ ہیں

Marfat.com

۶۔ سلسلۂ طریقت کے متعلق فقیر نے خود شجرہ شریف لکھا تھا۔ اس سے جنابِ غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی کا توسل واضح ہو جائے گا۔

۷۔ ظاہری تعلیم صرف ورنیکلر مڈل (۱۹۲۲ء) جونیئر ورنیکلر ٹیچر (۱۹۲۴ء) اور پھر سینیئر ورنیکلر ٹیچر (۱۹۲۷ء) کی سندات کے بعد زراعتی کالج لائلپور (فیصل آباد) سے زرعی ٹیچرز ٹریننگ (۱۹۳۷ء) کی سند حاصل کی۔

۸۔ رمضان المبارک (۱۹۴۰ء) میں سلسلہ قادریہ میں داخل ہوا۔
شجرہ شریف ملاحظہ فرمائیں۔

کرم ہو اللہ محمد عبداللہ کے واسطے

فیض ہو طالب کو یہ شیخ بے ریا کے واسطے

معرفت کے نور سے سینہ منور ہو میرا

عشقِ ھُو ہو نورِ احمد باصفا کے واسطے

نورِ محمد، صالح، غلام باہُو و حسین

دولتِ دین کر عطا اِن اولیا کے واسطے

سلطان باہُو کی محبت میں مجھے تو غرق کر

پار ہو بیڑا اس ناخدا کے واسطے

Marfat.com

پیرِ رحمٰن کی زیارت سے سدا شاداں رہو

تڑپ ہو مجھ میں جلیل[9] اور بقا[10] کیواسطے

سارے دُکھ غم دور ہوں ستار[11] و فتاح[12] کے طفیل

بخشا جاؤں نجم الدین[13] و یحییٰ[14] کیواسطے

قلب ہو جاری میرا جبار کی خاطر اے خُدا

عشق وافر ہو رزاق[15] ولی اللہ کیواسطے

کچھ نہیں پرواہ ہیں غوث الاعظم[16] میرے دستگیر

کرم ہو گا بوسعید[17] بادشاہ کیواسطے

بوالحسن[18]، فرح[19]، اخد[20] اور نعمی[21] کا ہو درد

سوز ہو شبلی[22] جنید[23] باوفا کیواسطے

سقطی[24]، معروف[25] اور داؤد[26] پیارے تیرے

بخش دے حبیب[27] عجمی بے ریا کیواسطے

Marfat.com

حسن بصری[28] کا میرے دل میں تصور ہی رہے!

حل ہو مشکل مولا[29] مشکل کشا کیواسطے

چراغ عاصی ہے مگر اللہ تو خود رحمٰن ہے

بخشدے مجھے محمد مصطفیٰ[31] کے واسطے.

۹۔ مرشد اکمل کے سجادہ نشین حضرت مولانا ذوالفقار خطیب اعظم سانگلہ ہل ہیں

۱۰۔ فقیر کی پہلی شادی ۱۹۲۲ء میں میاں محمد رمضان بھٹی کے ہاں پشاور صدر چوک فوارہ ہوئی۔ خسر محترم ۱۹۷۰ء میں فوت ہوئے خوشدامن ابھی (۱۹۸۶ء) بقید حیات ہیں۔

۱۱۔ نہ میں نے خود مرشد کامل کے دست اقدس پر بیعت کی نہ مجھے خلافت ملی بلکہ مرشد برحق نے براہِ راست سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بلا واسطہ روحانی بیعت کرادی۔ سلطان الفقراء حضرت سرکار باہو رحمۃ اللہ علیہ نے گمنام زندگی گزاری ہے اور فقیر اسی مسلک کا پابند ہے، حضور فرماتے ہیں ؎

تا توانی خویش را از خلق پوش

عارفا نے کے بود آں خود فروش۔

آپ نے اپنی زندگی میں کوئی مسجد، درگاہ، خانقاہ یا فقیر خانہ نہیں بنوایا۔ آپکا ارشاد ہے ؎

Marfat.com

گم قبر گمنام بے نام و نشان

جسدا باخود برم در لامکان

آپ پاکستان کی تمام ڈائریوں میں سب اولیاء کرام کے عرائس کی تاریخیں دیکھیں گے۔ لیکن سرکار سلطان باہو کے عرس کی تاریخ نہ پائیں گے اور ارشاد سنیئے سے

نہ میرے مسلک میں چاپلوسی نہ میرے مسلک میں دست بوسی

۱۲۔ امامت وخطابت حسب ارشاد ۱۹۴۱ء میں شروع کی فقیر شروع سے ہی مذہب حنیفہ رکھتا ہے۔

۱۳۔ (اولیائے زمانہ حاضرہ میں سے) حضرۃ حافظ عبدالکریم صاحب نقشبندی مجددی راولپنڈی امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پور شریف حضرت مولانا حکیم عبدالغنی صاحب چشتی صابری سراجی بادامی باغ لاہور کی زیارت سے مشرف ہوا۔

۱۴۔ حضور پُر نور سرورِ کائنات کی زیارت فقیر کے نصیب میں نہیں کی مور کی سلیمان کہاں خطاکار کہاں شہنشاہ کون و مکاں (کسرِ نفسی سے کام لیا گیا ہے)

۱۵۔ ۱۹۴۷ء میں پہلی بار (۱۹۸۶ء میں دوسری بار) حج بیت اللہ شریف نصیب ہوا سب کو سلام مسنون

خطاکار تابع فرمان چراغ (چراغ دین قادری)

Marfat.com

۷۔ پہلی بیوی سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔

۱۔ جناب شاعرِ پاکستان مدّاحِ رسول حفیظ تائب (مکمل نام عبدالحفیظ تائب) آج کل لا کالج میں پنجابی کے لیکچرر ہیں۔ سادہ طبیعت ہیں اور سادگی بھی اسقدر ہے کہ باوجود اسکے فقیر ان کے والد سے والہانہ محبت رکھتا ہے لیکن تائب صاحب نے کبھی نظرِ التفات نہیں فرمائی۔ ان کی آٹھ لڑکیاں ہیں۔ مولانا چراغ دین صاحب ان کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

۲۔ عبدالمجید : اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ مدّت ہوئی ان سے بھی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

۳۔ دختر بلقیس : اپنے خاوند کے ہمراہ ملکِ حجاز میں مکین ہیں۔

دوسری بیوی سے ایک لڑکی مزّمل ہے، بہت ہی نیک با اخلاق، عابدہ ہیں گویا کہ والدین کی صحیح ۷۸۶ ہیں۔ مولانا صاحب کا جب بھی خط آتا ہے فقیر کے نام مزّمل اور ان کی والدہ محترمہ کا سلام ضرور آتا ہے۔ یہ احمد نگر میں ہی رہائش رکھتی ہیں۔ (تحریر ۳۱ جولائی ۱۹۸۸ء)

حال ہی میں جو آپ کی جانب سے ملفوف موصول ہُوا وہ میرے بیان کی غمازی کرتا ہے۔

عزیزی مجتبیٰ چشتی صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دعائے فلاح دارین

محبت نامہ ملا۔ جزاک اللہ، نفسِ مضمون کے مطالعہ پر مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں پہلی ملاقات کا منظر پیشِ نظر آگیا۔ وہ کیا ہی اچھا وقت تھا کہ

Marfat.com

آپ کے ساتھ الحب للہ کے تحت روحانی تعلق قائم ہوا۔ آپ ماشاءاللہ لاہور میں (سلسلہ چشتیہ صابریہ) غنچہ یہ سلسلہ کے بدر ہیں اللّٰھم زد فزد (یہ حضرت کا حسنِ ظن ہے ورنہ من دانم کہ من آنم)

فقیر چراغِ سحری ہے جس میں بچی ہے نہ تیل۔ امرِ الٰہی کا منتظر ہوں اللہ تعالیٰ کی، اسقدر کثیر نعمتوں، عنایات، فیوضات کا حامل ہوں کہ ان کے تشکر کے بیے عہدہ برا نہیں ہو سکا۔ دعا فرمایئے کہ ذاتِ الٰہی فقیر کے اعمال کی بنا پر نہ بلکہ کرم نوازی اور عنایتِ خاص سے گناہوں کی مغفرت فرمائیں اور غلامانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا صدقہ نجاتِ اخروی کا حصول ہو۔ اللہ بس باقی ہوس مزمل نے خود اور اسکی امی نے اشتیاق سے مرسلہ پڑھوا کر خط اٹھایا۔ دونوں سے سلام مسنون قبول ہو۔ تمام افرادِ خانہ، برادران، یارانِ طریقت، شاگردان اور نمازیان کو فقیر کا سلام عرض کرنا۔

خدا حافظ

فقیر حقیر پُرتقصیر

چراغ دین پنجشنبہ ۱۶ جون ۱۹۸۸ء

احمد نگر

آپ کے خطوط فقیر کے پاس اسقدر موجود ہیں کہ ایک کتاب بن گئی ہے۔

حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری پشاوری سلمہ اللہ

آپ پشاور کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد اور ماموں حضرت شاہ عبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتے تھے اور مرید بھی تھے۔ آپ حضرت محمد قاسم شاہ صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت قاسم صاحب نے آپ کو لاہور میں خانقاہ (آستانہ) قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپ بادشاہِ مرشد لاہور تشریف لائے۔ مفتی محمد سہیل کے قول کے مطابق ان کو اکثر داتا صاحب دیکھا جاسکتا ہے۔ کافی لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ ہر جمعہ کے دن محفل ہوتی ہے۔ اور

Marfat.com

ہر ماہ قمری ۱۶ رجب کو خواجہ خواجگان کا عرس شریف کراتے ہیں۔ اور قمری ماہ کی تیرہ ۱۳ تاریخ کو سید مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے۔ فقیر سے محبت کرتے ہیں اور کئی بار مدرسہ تنویر الاسلام میں تشریف بھی لائے۔ ایک مرتبہ فقیر معہ اپنے عزیزان مفتی محمد سہیل اور محمد جاوید سیکرٹری کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا سلسلہ مرشد پاکاں حضرت سید صوفی محمد حسین مراد آبادی سے یوں ملتا ہے۔ پیر غلام محمد خلیفہ حضرت سید محمد قاسم شاہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ یہ کامل ولی تھے ہزار ہا انسانوں نے فیض حاصل کیا۔

ان کے صاحبزادے حضرت متاں شاہ صاحب ہیں جو موضع تمبر لورہ شریف ڈاکخانہ قاسمہ متصل ریلوے سٹیشن نامر پور ضلع پشاور میں مقیم ہیں۔ زیادہ تر بازار صرافاں شہر پشاور میں رہتے ہیں۔ حضرت سید محمد قاسم شاہ صاحب پشاوری کا مزار موضع تمبر لورہ میں ہے۔ حضرت شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے ان کا مزار شریف موضع تمبر لورہ میں ہے شاہ عبدالرحمٰن حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پسر اور مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت محمد شاہ بچپن سے ہی دین کی طرف مائل تھے۔ جوانی میں تمام علوم و فنون ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ مرشد کی تلاش میں سرحد اور پنجاب کا دورہ کیا آخر دہلی کے بزرگان سے ملاقات کی لیکن کہیں بھی تشنہ پوری نہ ہوئی۔ آخر مراد آباد شریف میں مجدد دین و ملت حضرت مرشد پاکاں سید صوفی محمد حسین حسنی الحسینی سبزواری چشتی صابری کی بارگاہ میں پہنچے تو حضرت صوفی صاحب نے پہلی ہی نظر میں تمام منازل طے کرا دیں اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ دوسرے خلفاء نے عرض کیا کہ ان کو پہلی ملاقات میں ہی خلافت عطا فرما دی جب کہ دوسرے حضرات سالہا سال سے یہاں موجود ہیں۔ حضرت صوفی صاحب نے فرمایا "یہ صاحب چراغ میں بتی اور تیل ڈال کر تشریف لائے۔ مجھے صرف دیا سلائی سے ہی کام لینا پڑا جو میں نے بتی کو دیا سلائی سے روشن کر دیا"

Marfat.com

اپنے پیر و مرشد سے ان کی یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ خلافت حاصل کرنے کے بعد موضع تمبر پورہ پشاور تشریف لا کر خانقاہ قائم کی اور لوگوں کو نور ہدایت عطا فرمایا۔ اسی جگہ وفات پائی اور مزار بھی یہیں ہے پشاور میں چشتیہ صابریہ قادریہ محمدیہ سلسلہ کی یہ عظیم خانقاہ ہے۔ یہ حالات پیر غلام محمد صاحب ملک پارک بلال گنج لاہور کی زبان ترجمان سے سنے۔ باقی حالات اور تواریخ وصال و سن وفات، تادم تحریر موصول نہیں ہوئے۔

سید مستان شاہ پشاوری

حضرت سید قاسم شاہ کے صاحبزادے ہیں۔ لوگوں سے بہت کم ملتے ہیں اکثر تمبر پورہ شریف میں رہائش پذیر رہتے ہیں یا کبھی یکا طور گیٹ کے قریب ہی ایک کمرہ میں قیام رکھتے ہیں۔ بابا جی کی بارگاہ میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔ ان کے بہت سے مرید پشاور اور لاہور میں ہیں۔ جذب و عشق میں کمال رکھتے ہیں اپنے والد گرامی سید قاسم شاہ کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت مولانا عبد الحمید عاصم ایم اے

حضرت مولانا عبد الحق چشتی صابری فاروقی کے خلیفہ ہیں۔ خوب سیرت اور خوبصورت ہیں۔ نعتیہ کلام سوز سے پڑھتے ہیں۔ جنت الفردوس مسجد بادامی لاہور میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں اعلیٰ ملازمت پر فائز ہیں۔

جناب عاصم صاحب کے والد کا نام رحمت علی ابن مولا بخش ابن الٰہی بخش ہے۔ اگست ۱۹۴۶ء میں شہر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے والدین کے ہمراہ پاکستان آئے اور رسول پور جٹاں ضلع شیخوپورہ میں رہائش اختیار کر لی۔ ۱۹۶۴ء میں رسول پور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کے دوران ۱۹۷۴ء میں مولانا عبد الحق

Marfat.com

فاروقی خلیفہ قبلہ عالم شاہ محمد سراج الحق چشتی گورداسپوری کے دست پاک پر بیعت کی۔ ۱۹۷۸ء میں ایم اے اسلامیات کیا۔ ۱۹۸۳ میں حضرت داتا گنج بخش کے عرس کے موقع پر صاحبزادہ گان حضرت میاں محمد ریاض الحق قریشی و حضرت میاں انوار الحق قریشی نے خلافت سے نوازا۔ آپ کو پیر عبد الحمید اف دیول شریف سے بھی سلسلہ قادریہ میں خلافت حاصل ہے۔ حضرت موصوف والدین کے اکلوتے فرزند ہیں۔ عابد زاہد متقی اور پرہیز گار ہیں۔ فقیر راقم الحروف اور حضرت صاحبزادہ پروفیسر محمد افضل حق چشتی سے بہت مانوس ہیں۔ جمعرات کے دن اپنے پیرو مرشد کے مزار شریف پر باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں مولانا خواجہ عبد الغنی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دیتے ہیں۔

Marfat.com

قاضی محمد اکرام الحق صدیقی

قاضی اکرام الحق صدیقی ابن نذیر احمد صدیقی قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ مبلغ اسلام خلیفہ ناصر الدین صدیقی سیالکوٹی سے ہوتا ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔
قاضی اکرام الحق نہایت کریم الطبع شریف النفس اور پکے مسلمان تھے عقائد اور عمل میں بڑی مضبوطی تھی۔ مرشدی حضرت مولانا حکیم عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کی شادی مسماۃ اصغری خاتون بنت منیم احمد صدیقی ساکن موضع خسرو پور ضلع مظفر نگر سے ہوئی۔ اوائل عمر میں زمینداری کرتے تھے بعد میں سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ لیکن چونکہ اسلامی ذہن تھا دفتر میں انگریزی ماحول تھا۔ بات بات پر بگڑتے تھے ایک دن افسران سے تو تو میں میں ہو گئی لہٰذا سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور جمعیت العلماء ہند میں ملازمت کر لی۔ بہت سے واقعات سنایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ

Marfat.com

فرمایا کہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے ایک فتویٰ لکھا اور مجھے دے کر فرمایا کہ حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب نقشبندی امام مسجد فتح پوری کے پاس لے جاؤ اور دستخط کروا لاؤ۔ دہلی میں ان کے دستخطوں کے بغیر کوئی فتویٰ جاری نہ ہوتا تھا۔ میں فتویٰ لے کر فتح پوری مسجد میں حاضر ہوا۔ سلام کے بعد فتویٰ حاضر کیا۔ آپ نے پڑھا اور واپس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "مفتی صاحب کو میرا سلام عرض کیجیے اور فتویٰ پر نظر ثانی کرنے کے لیے عرض کیجیے۔ میں واپس آیا۔ فتویٰ مفتی کفایت اللہ صاحب کو واپس کیا اور سلام کے بعد نظر ثانی کے لیے عرض کیا۔ جب انہوں نے پڑھا تو تڑپ اٹھے اور کہنے لگے اُف اتنی بڑی غلطی مجھ سے سرزد ہو گئی۔ فتویٰ کو صحیح کیا اور پھر دوبارہ دستخطوں کے لیے بھیجا یہ ایک واقعہ ہے لیکن اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ ہم جو ذرا ذرا سی باتوں پر علماء پر کیچڑ اچھالتے ہیں، یا علماء ایک دوسرے کے خلاف منبر رسول پر بیٹھ کر مخالفت کرتے ہیں۔ مفتی مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح غلطی کی طرف لفظ غلط استعمال کئے بغیر توجہ مبذول کرائی۔

ایک اور واقعہ سنایا۔ لکھنؤ میں ایک عالم مولینا محمد فاخرؔ صاحب تھے۔ جو مسلک بریلوی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جمعیت میں شامل تھے۔ وہ اکثر مدرسہ دیوبند میں آتے تھے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ جب مولانا فاخر صاحب تشریف لاتے تو دیوبند کا کوئی عالم مصلّی پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ مولانا فاخر صاحب ہی نماز پڑھاتے تھے تمام اکابرین علماء دیوبند مولانا کی اقتداء میں نماز ادا کرتے۔ خود مولانا حسین احمد مدنی صاحب مولانا محمد فاخر لکھنوی کے پیچھے نماز پڑھنا فخر سمجھتے تھے۔ جب تک قیام کرتے ہر شب تقریر ہوتی۔ تقریر کے دوران مولانا حسین لاڈ سپیچ پر نہیں بیٹھے تھے بلکہ حضرت مولانا فاخر صاحب کے سامنے بیٹھتے۔ جب حضرت لکھنوی رموز قرآن بیان فرماتے تو مولانا مدنی پر وجد طاری ہو جاتا اور فرماتے "واہ مولانا! کیا بات کہہ دی" قاضی صاحب

Marfat.com

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولانا حسین احمد مدنی لکھنؤ گئے میں بھی ہمراہ تھا جب گاڑی سے اترے تو میں نے پوچھا "حضرت تانگہ کہاں کا لیں" کہنے لگے واہ قاضی صاحب یہ بھی کوئی بات پوچھنے کی ہے۔ لکھنؤ میں آئیں تو کہیں اور ٹھہریں۔ مولانا فاخر صاحب کے گھر ٹھہریں گے۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا آج ان کے ہاں مولانا فاخر کے والد گرامی کا عرس ہے۔ میں نے دل میں سوچا مدنی صاحب تو عرسوں کے قائل نہیں شاید واپس ہو جائیں لیکن ایسا نہیں ہوا مولانا فاخر کو اطلاع دی گئی وہ آئے اور ہمکو ایک کمرہ میں لے جا کر بٹھا دیا اور فرمایا "آج والد گرامی کا عرس ہے میں اس میں مصروف ہوں۔ ہمارے ہاں لنگر کا کھانا ہوتا ہے آپ کے لیے دوسرا تیار کروا لیتے ہیں۔ مولانا مدنی بولے! "واہ حضرت! جو آپ کھائیں وہی ہم کھائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے ساتھ کھائیں" مولانا فاخر نے اسکو قبول کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم سب لنگر کھا رہے تھے۔ قاضی صاحب ہندوستان سے مولانا مودودی کے نام کوئی رقعہ لے کر آئے جب وہ ان کو دینے گئے ناراض ہو کر واپس چلے آئے، بڑے گرم تھے۔ فقیر حقیر سے ملاقات ہوئی۔ تو فرمایا۔ میں مودودی صاحب کے پاس گیا تھا۔ اسوقت وہ وضو کر رہے تھے لیکن انکا وضو کرنا سنت کے خلاف تھا۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے کہا آپ اتنے بڑے عالم ہو کر سنت کے خلاف وضو کرتے ہیں۔ مودودی صاحب بولے قاضی صاحب کیوں بگڑتے ہو۔ میں نے سنت کے خلاف کیا کام کیا۔ لیکن قاضی صاحب نے ایک نہ سنی اور رقعہ دے کر واپس آ گئے میں نے پوچھا۔ قاضی صاحب وہ کیسے وضو کر رہے تھے۔ قاضی صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ گویا کہ اب بھی وہ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ کہنے لگے۔ انہوں نے چہرہ دھویا تو تولیہ سے صاف کر لیا۔ دایاں بازو دھویا تو تولیہ استعمال کیا۔ اس طرح بایاں بازو دھویا تو تولیہ سے صاف کیا۔ میں ان سے الجھ پڑا اور فوراً واپس آ گیا۔ فقیر نے قاضی صاحب کو ٹھنڈا کیا اور عرض کی! قاضی صاحب!

Marfat.com

معاف فرمائے گا۔ ہو سکتا ہے مودودی صاحب کسی عارضہ میں مبتلا ہوں اور بدن کا زیادہ دیر تک گیلا رکھنا ان کے لیے مُضر ہو لہٰذا ایک عضو دھونے کے بعد تولیہ سے صاف کر لیتے ہوں گے۔ عذر میں معاف ہے۔ اور یہ ایسی کوئی گناہ کی بات بھی نہیں۔ اگر آپ بجائے ان سے الجھنے کے دریافت کر لیتے تو شاید وہ وجہ بتلا دیتے۔ قاضی صاحب نے جب میری بات سنی تو ٹھنڈے پڑ گئے فرمانے لگے۔ آپ نے خوب بات سمجھائی۔ قاضی صاحب اس لیے بھی نرم ہو گئے کیونکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ میں مودودی صاحب سے بعض مسائل اور عقائد میں اختلاف رکھتا ہوں۔ وہ اس لیے بھی خوش ہوئے کہ راقم الحروف اختلاف نہیں رکھتا۔ ایک مرتبہ راقم الحروف سے ہی الجھ گئے۔ مسئلہ تھا تکبیر میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا۔ وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ہندوستان میں کہیں نہیں دیکھا۔ لوگ تکبیر کے شروع میں ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اسوقت میں نوجوان تھا۔ اُن سے الجھ پڑا کہ جن کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ وہ ہندوستانی مولویوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ خوب گرما گرمی ہوئی۔ تین چار دن میں دکان سے لیٹ آیا اس لیے ملاقات نہ ہو سکی۔ پانچویں دن میں صحن میں نماز پڑھ رہا تھا اور قاضی صاحب مسجد کے اندر امام صاحب (حافظ محمد عبد اللہ مرحوم) سے پوچھ رہے تھے وہ نوجوان اب مسجد میں نہیں آتے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مسئلہ کونسا اہم رکن تھا۔ میں ویسے ہی اس نوجوان سے بگڑ گیا۔ اسکا گھر بتلایئے۔ میں معافی مانگوں گا۔ راقم الحروف نے ان کے الفاظ پر کوئی توجہ نہ دی نماز ادا کر کے باہر سے ہی گھر آ گیا۔ دوسرے دن قاضی صاحب لوہاری گیٹ میں مل گئے۔ میں چاہتا تھا کہ آنکھ چرا کر نکل جاؤں لیکن قاضی صاحب نے دیکھ لیا بھاگ کر آئے اور مجھ سے بغل گیر ہو گئے اور لگے معافی مانگنے۔ اب میں ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، گویا قاضی صاحب بڑے منکسر المزاج تھے لیکن کٹر مسلمان تھے۔ آپ ۱۷ فروری ۱۹۷۴ء (صفر ۱۳۹۴ھ) میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

اور میانی صاحب میں دفن ہوئے۔

اولاد:۔ دختران (۱) مسماۃ مشتری خاتون، محمد طیب صاحب کی منکوحہ تھیں ۱۹۸۸ء میں چولہا پھٹنے سے جل کر فوت ہو گئیں۔

۲۔ انوری بیگم:۔ بہت نیک عورت تھیں۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ کو فوت ہوئیں۔ ان کے دو لڑکے محمد رفیع محمد رضی ہیں۔

فرزندان:۔ (۱) اظہار الحق صدیقی۔ احتشام الحق صدیقی متوفی ۱۹۷۶ء
افتخار الحق صدیقی: ان دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ دو لڑکے (امیر الحق امین الحق) اور دو لڑکیاں راقم الحروف کی شاگرد ہیں۔

شیخ اسرار الحق صدیقی:۔ صدیقی صاحب کاندھلہ میں پیدا ہوئے ۱۹۴۷ء کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آئے اور کوچہ سدھو مصر شاہ عالمی لاہور میں قیام کیا ۱۹۴۹ء سے راقم الحروف اور صدیقی صاحب آپس میں دوست ہیں تا ہنوز دوستی قائم ہے۔ صدیقی صاحب نیک سیرت۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ نوجوانی اور جوانی میں ہر کبیرہ گناہ سے پاک رہے ہیں۔ صدر محمد ایوب کے دور میں علاقہ کے بی ڈی ممبر چنے گئے۔ ان کی ممبری کے دوران کوئی بچہ گلی میں گولیاں تک کھیل سکتا تھا۔ ۱۹۵۹ء میں مسجد کو از سر نو تعمیر کرنے میں پیش پیش رہے ب تک مسجد کی توسیع میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ ان کی تمام اولاد ناء الحق، عطاء الحق، ضیاء الحق، انوار الحق، ایاز الحق، سرفراز الحق، وغیرہ راقم حروف کے شاگرد ہیں۔ اسرار الحق صدیقی کے ایک دوست خالد محمود راٹھور یں ۱۲۰ بجے شب تک اکٹھے ہی نظر آتے ہیں گویا کہ یک جان دو قالب ہیں

Marfat.com

اگرچہ خالد صاحب نہایت شریف ہیں اور اسرار الحق صاحب کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ لیکن نماز کے معاملہ میں تاہنوز اپنے دوست سے پیچھے ہیں۔ البتہ ان کے والدِ گرامی

میاں محمد اشرف صاحب راٹھور ہر نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔ بلکہ اپنی پچھلی نمازیں بھی قضا کرتے تھے۔ درس قرآن مجید، وعظ جمعہ اور جلسوں میں پیش پیش ہوتے تھے راقم الحروف کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ نیفر گوالمنڈی لاہور میں ایک محفل ذکر میں گیا ہوا تھا۔ میرے پیچھے وہ نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جنوری ۱۹۸۷ء کو عشاء کی نماز پڑھائی اور قدرے تکلیف محسوس کی۔ دوسرے دن انتقال فرما گئے۔ میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔

Marfat.com

کتابیات

۱۔	احوال العارفین	حافظ	غلام فرید	
۲	اقبال کے محبوب صوفیہ		اعجاز الحق	قدوسی
۳	التکشف عن مہمات التصوف	مولوی	اشرف علی	تھانوی
۴	امداد المشتاق	〃	〃	〃
۵	انفاس العارفین	شاہ	ولی اللہ	دہلوی
۶	انوار العارفین	حافظ	محمد حسین	مراد آبادی
۷	تاریخ مشائخ چشت	علامہ	خلیق الزماں	نظامی
۸	تاریخ ہند و پاک		مستنصر باللہ	جالندھری
۹	تجلیات ناصری		محمد طفیل	ناصری جالندھری
۱۰	تحقیقات چشتی	علامہ	نور محمد	چشتی لاہوری
۱۱	تذکرہ اکابر اہلسنت	علامہ	محمد عبد الحکیم شرف	قادری
۱۲	تذکرۃ الاولیاء	شیخ	فرید الدین	عطار
۱۳	تذکرہ اولیائے ہند و پاک	مرزا	محمد اختر	دہلوی
۱۴	تذکرہ غوثیہ	حضرت	غوث علی	پانی پتی
۱۵	تذکرہ کاملان رام پور	حافظ	احمد علی	خاں شوق
۱۶	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا	محمد صدیق	ہزاروی
۱۷	تواریخ آئینہ تصوف	حضرت	محمد حسن	صابری رام پوری
۱۸	حدیقۃ الاولیاء	مفتی	غلام سرور	لاہوری

Marfat.com

۱۹	حقیقت گلزار صابری	حضرت	محمد حسن	صابری رام پوری
۲۰	حیات صدر الافاضل	مفتی سید حکیم	معین الدین	نعیمی
۲۱	خذینۃ الاصفیاء	مفتی	غلام سرور	لاہوری
۲۲	خلیفہ چہارم	قاضی	عبد النبی	کوکب
۲۳	رحمۃ للعلمین	علامہ	محمد سلیمان	سلمان منصور پوری
۲۴	سبع سنابل	میر	عبد الواحد	بلگرامی
۲۵	سراج الطالبین	شاہ	سراج الحق	چشتی
۲۶	سرالعارفین	شیخ	بہاؤ الدین	ناگوری چشتی
۲۷	سلاسل اربعین	مرشد پاکاں	محمد حسین	مراد آبادی
۲۸	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ	داراشکوہ	
۲۹	سیرالاقطاب	حضرت	الہدایہ	ابن شیخ عبد الرحیم چشتی
۳۰	سیرالاولیا	حضرت	میر خورد	چشتی نظامی
۳۱	سیرۃ الخلفاءؓ	شیخ	محمد امین	خضری بک سیری
۳۲	شجرہ شریف	حافظ	محمد امین	لاہوری
۳۳	شرح دیوان و مثنوی بوعلی قلندر	مولانا الحکیم	عبد الغفور	قیس بوڑلوی
۳۴	شریف التواریخ	سید	محمد شریف	شرافت نوشاہی
۳۵	غنیۃ الطالبین	شیخ	عبد القادر	جیلانی
۳۶	ضیائے حرم	ماہنامہ	شمارہ ۱۹۷۴ء	
۳۷	قول الجمیل	شاہ	ولی اللہ	دہلوی
۳۸	کشف المحجوب	داتا گنج بخش	علی	ہجویری
۳۹	گلزار ابرار		محمد غوثی	مانڈوی
۴۰	مدینۃ الاولیاء		محمد دین	کلیم
۴۱	نفحات الانس	مولانا	عبد الرحمٰن	جامی

Marfat.com

شخصیات

۱	بابو	احمد دین	قادری نوشاہی	کوچہ سدہو مصر لاہور
۱-۱	شیخ	اسرار الحق	صدیقی	کوچہ سدہو مصر لاہور
۲	صاحبزادہ	اصغر علی	خاں چشتی	ٹمپل روڈ لاہور
۳	صاحبزادہ پروفیسر	افضل حق خالد	چشتی غزنوی	بادامی باغ لاہور
۴	صاحبزادہ	اکرام الحق	چشتی	پکی ٹھٹھی لاہور
۵ب	ماسٹر	اللہ دتہ	چشتی	جامع صدیق اکبر کوچہ سدہو مصر لاہور
۶		دلبر شاہ	وارثی	از سلسلہ وارثیہ
۷	صاحبزادہ پیر	ظہور الحق	چشتی	ابن شاہ سراج الحق چشتی
۸	سید	عبدالخالق	چشتی صابری حسینی	
۹	مولانا حکیم	عبدالغنی	چشتی صابری	بادامی باغ لاہور
۱۰		عبدالمجید	عاصی	مرید شاہ سراج الحق
۱۱	شیخ	غلام احمد		ٹکسالی گیٹ مرید"
۱۲	حضرت مولانا	غلام ربانی	چشتی صابری	ملتان
۱۳		محمد ارشد	تلمیذ مولف	کوچہ سدہو مصر
۱۴		محمد اسماعیل	مستانہ	مرید شاہ سراج الحق چشتی
۱۵		محمد امین	شُعلہ	موچی دروازہ لاہور
۱۶		محمد امین	نقشبندی	مرید خواجہ محمد امین آلو مہار
۱۷	مولانا	محمد ایوب	چشتی	مرید شاہ سراج الحق

Marfat.com

۱۸	ڈاکٹر	محمد جمیل	ابن احمد ابراہیم بھاٹی گیٹ لاہور	خلیفہ مرشد پاکاں
۱۹	حاجی	محمد حسن		برادر نسبتی مؤلف
۲۰		محمد سلیم	نعمانی	مرید "السراج" فیصل آباد
۲۱	صاحبزادہ پیر	محمود الحق	چشتی	ابن شاہ سراج الحق
۲۲	صاحبزادہ	منصور الحق	چشتی	نبیرہ شاہ سراج الحق
۲۳	صوفی	نواب الدین	چشتی	مغلپورہ لاہور
۲۴	منور	شاہ وارثی	شاہ وارثی	از سلسلہ وارثیہ

Marfat.com

شمیمِ شریعت

مؤلف

ابومظہر علی اصغر چشتی صابری غزنوی

پہلے باب میں : اسلام کے معنی ۔ ایمان کی شرطیں ۔ ایمان باللہ، ملائکہ، کتب سماوی انبیاء علیہم السلام کا بیان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر حیاتِ طیبہ، خلفائے راشدین عشرہ مبشرہ، اہل بیتِ اطہار، آئمہ اربعہ کے مختصر حالات، قیامت کا مفصل بیان ہر چہار سلاسل قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، بیعت، بیعت کی شرائط، مرشدِ کامل کی نشانیاں، امامتِ صغریٰ و کبریٰ کا تذکرہ ۔

دوسرے باب میں :۔ نماز کے مسائل و نفلی نمازیں

تیسرے باب میں :۔ زکوٰۃ کے مسائل و صدقہ فطر

چوتھے باب میں : رمضان المبارک کی فضیلت، روزوں کا فلسفہ اور مسائل نفلی روزوں کا بیان

پانچویں باب میں : بیت اللہ کی تعمیر، مکہ معظمہ کے فضائل ۔ حج کا مفصل بیان مدینہ شریف کے فضائل مدینہ شریف کی تاریخ، روضہ اقدس کی زیارت، مدینہ شریف کی مسجدیں و دیگر ضروری مسائل صفحات ۴۶۸ جلد خوبصورت ہر مسلمان کے لیے اسکا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۶۰/۰۰ روپے۔

Marfat.com

گلدستۂ عورت

یہ کتاب صنفِ نازک کو اسکا اصلی مقام بتانے کے لیے لکھی گئی ہے
اس میں دس باب ہیں ۔

۱ ۔ عورت کے معنی
۲ ۔ قبل از اسلام عورت کا مقام
۳ ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا مقام بخشا
۴ ۔ زندگی کے میدان میں مرد و عورت برابر نہیں
۵ ۔ مرد و عورت کے برابر حقوق کونسے ہیں ؟
۶ ۔ مغرب نے عورت کو کیا مقام دیا ؟
۷ ۔ عورت کی موجودہ منزل ؟
۸ ۔ عورت کا انجام ؟
۹ ۔ لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو
۱۰ ۔ ٹھوکریں کھاتے پھرو گے انہی کے در پر پڑے رہو ۔

قیمت
۱۶ روپے

Marfat.com

مظہر نامہ

یعنی شرح اسمآءُ الحُسنیٰ

بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ عجیب انداز میں اسماء الحسنیٰ کی شرح کی گئی ہے۔ گویا کہ یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

ہر اسم کے معنی، شرح۔ ان کے اعداد اور بلحاظِ اعداد اسم پاک کی شرح تعویزات؛ آخر میں محدثین کرام کے مختصر حالات۔

سلسلہ عثمانیہ یعنی شجرہَ اجازت قرآن مجید

سلسلہ عثمانیہ قدوسیہ مداریہ یعنی شجرہَ اجازت دلائل الخیرات

سلسلہ اُنیسیہ قدوسیہ شاذلیہ یعنی شجرہَ اجازت دعائے حزب البحر

تصنیف ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری غنوی

شائع کردہ :-

بزم چشتیہ غنویہ۔ مدرسہ تنویر الاسلام کوچہ سدھو مصر نزد چوک فوارہ، اندرون شاہ عالمی۔ لاہور نمبر ۸

"ملنے کا پتہ"

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ
یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا
اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ
لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" آخر زمانہ میں دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے۔ کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں گے جو تم نے نہ سُنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے، ان سے بچنا اور بچانا ان کو اپنے سے (یعنی نہ ان کے پاس جانا نہ ان کو اپنے پاس آنے دینا) کہیں تمہیں گمراہ کرکے فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

Marfat.com

صوفی صاحب کے نواسے کا خط بنام مصنف

Syed Shamsul-Islam
Moh: Mughal Pura
Lankri Walan
Moradabad-
20.X.78

۲۸۷

محترم سید نواز چشتی صاحب السلام علیکم

محترم مرزا محمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کا ذکر خوب خوب موصوف سے رہا۔ محترم محمد حسن بیگ صاحب مرحوم والد بزرگوار میرے والد کے قریب ترین دوست اور بعض دالوں سے ہمارے محترم دار ہیں۔

میں علم الوراثت سے کچھ بے بہرہ ہوں۔ جو صاحب شالش و حکم اسٹیشن ماسٹر صاحب کی تکمیل مکمل نہ کر سکا۔ بہرحال فوٹو بھیج رہا ہوں، جلدی میں جلدی محنت سے باوجود ارشاد العابد ایک کتاب یادگار سال پیش کر رہا ہوں۔ محترم صوفی سید محمد حسن صاحب پانچ بھائی تھے یہ خاندان حجازی ہے اور سید وارث آپ کے بزرگ لشکر کے ساتھ آئے تھے۔ آپ کے والد کا نام نامی سید احمد حسن صاحب تھا۔ ان سب بھائیوں کی کچھ کی اولاد دوسری جگہ آباد ہیں۔ صوفی صاحب کی دو بہنیں تھیں۔ صوفی صاحب کی تین لڑکیاں تھیں بڑی دو لاولد تھیں۔ چھوٹی لڑکی زمانت النساء بیگم اور والدہ میری۔ میں ان کا ہی بڑا لڑکا ہوں۔ ہم دو بھائی اور تین بہن ہیں۔

امید ہے فوٹو کا دوسرا وقت فرصت ہے۔ آپ نے یاد فرمایا اس سے میرا سر بہت اونچا ہوا۔ اور بہت افزائی ہوئی۔ اللہ کرم کی بات ہے۔

محترم یہاں قابل تو صرف سیات و سلم فرماتے ہیں۔ نے اوراسٹیشن ماسٹر کی ملاقات اور نوازشیں اس سلسلہ ملاقات کا ذکر الحمد للہ فرمایا۔ اجازت دیجئے فقط سید شمس الاسلام ابن سید [illegible]
20.X.75 محلہ مغلپورہ امروہہ
مراد آباد

آستانہ عالیہ صوفی صاحب کا شجرۂ طریقت اور [illegible]

Marfat.com